رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو (الحشر)

سُنن النسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی

مع

شرح النسائی

جلد دوم

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب

صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار حیدرآباد سندھ

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

باب فضل الانصات وترك اللغو يوم الجمعة "جمعہ کے دن لغو کام سے بچنے اور خاموش رہنے کی فضیلت کا بیان" ۵۰

باب كيفية الخطبة "خطبہ کی کیفیت کا بیان" ۵۱

باب حض الامام في خطبته على الغسل يوم الجمعة "امام کے اپنے خطبہ میں جمعہ کے دن غسل پر ترغیب دینے کا بیان" ۵۱

باب حث الامام على الصدقة يوم الجمعة في خطبته "جمعہ کے دن خطبہ میں امام کا صدقہ کی ترغیب دینا" ۵۲

مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر "امام کا اپنی رعایا سے گفتگو کرنا جبکہ وہ منبر پر ہو" ۵۳

باب القراءة في الخطبة "خطبہ میں قرآت کا بیان" ۵۴

باب الاشارة في الخطبة "خطبہ میں اشارہ کرنے کا بیان" ۵۵

باب نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة وقطعه كلامه ورجوعه اليه يوم الجمعة "جمعہ کے دن امام کا خطبہ سے فارغ ہونے سے قبل منبر سے اترنا اور اپنے کلام کو موقوف کرنا پھر منبر پر باقی خطبہ کو پورا کرنا" ۵۵

باب ما يستحب من تقصير الخطبة "خطبہ کا مختصر ہونا مستحب ہے" ۵۶

باب كم يخطب "خطبہ کتنے پڑھا جائے اس کا بیان" ۵۷

باب الفصل بين الخطبتين بالجلوس "بیٹھنے کے ساتھ دو خطبوں کے درمیان فصل کا بیان" ۵۸

باب السكوت في القعدة بين الخطبتين "دو خطبوں کے درمیان قعدہ میں سکوت کا بیان" ۵۸

باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها "دوسرے خطبہ میں قرآت اور ذکر کا بیان" ۵۹

الكلام والقيام بعد النزول عن المنبر "منبر سے اترنے کے بعد قیام اور کلام کرنے کا بیان" ۵۹

عدد صلاة الجمعة "نماز جمعہ کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا بیان" ۶۰

القراءة في صلاة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقين "جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھنا" ۶۰

القراءة في صلاة الجمعة بسبح اسم ربك الاعلى وهل اتاك حديث الغاشية "جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلى اور هل اتاك پڑھنا" ۶۰

ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير في القراءة في صلاة الجمعة "نعمان بن بشیر پر نماز جمعہ کی قرآت میں اختلاف کا بیان" ۶۰

من ادرك ركعة من صلاة الجمعة "جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے اس کا کیا حکم ہے" ۶۱

عدد الصلاة بعد الجمعة في المسجد "جمعہ کے بعد مسجد میں کتنی رکعت پڑھنی چاہئے" ۶۲

صلاة الامام بعد الجمعة "جمعہ کے بعد امام کی نماز کا بیان" ۶۳

باب اطالة الركعتين بعد الجمعة "جمعہ کے بعد دو لمبی رکعتیں پڑھنے کا بیان" ۶۴

ذكر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة "جمعہ کے دن جس ساعت میں دعا قبول کی جاتی ہے اس کا بیان" ۶۴

باب الجهر بالقراءة في صلوٰة الكسوف "نماز کسوف میں جہری قراءت کا بیان" ۹۹

ترك الجهر فيها بالقراءة "نماز کسوف میں قراءت جہر سے نہ پڑھنے کا بیان" ۱۰۰

باب القول في السجود في صلوٰة الكسوف "نماز کسوف میں سجدے کی حالت میں (حضور ﷺ نے) جو کچھ فرمایا تھا اس کا بیان" ۱۰۱

باب التشهد والتسليم في صلوٰة الكسوف "کسوف کی نماز میں تشہد اور تسلیم کا بیان" ۱۰۲

باب القعود على المنبر بعد صلوٰة الكسوف "نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنے کا بیان" ۱۰۳

باب كيف الخطبة في الكسوف "کسوف میں خطبہ کس طرح پڑھا جائے اس کا بیان" ۱۰۴

الامر بالدعاء في الكسوف "کسوف میں دعا کا حکم دینا" ۱۰۵

الامر بالاستغفار في الكسوف "کسوف میں استغفار کا حکم دینا" ۱۰۶

كتاب الاستسقاء ۱۰۷

متى يستسقي الامام "امام کب بارش طلب کرے" ۱۰۷

خروج الامام الى المصلى للاستسقاء "امام کا استسقاء کے واسطے مصلیٰ کی طرف نکلنا" ۱۰۹

باب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج "بیان میں اس حالت کے جو امام کے واسطے مستحب ہے جبکہ وہ استسقاء کے لیے نکلے" ۱۰۹

باب جلوس الامام على المنبر للاستسقاء "استسقاء کے واسطے امام کا منبر پر بیٹھنا" ۱۱۰

تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء "استسقاء میں دعا کے وقت امام کا اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کرنا" ۱۱۱

تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء "استسقاء کے وقت امام کا چادر پلٹنا" ۱۱۲

متى يحول الامام رداءه "امام اپنی چادر کو کس وقت پلٹے اس کا بیان" ۱۱۳

رفع الامام يده "دعا میں امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا" ۱۱۳

كيف يرفع "دعا میں دونوں ہاتھ کس طرح اٹھائے" ۱۱۳

ذكر الدعاء "دعا کا بیان" ۱۱۵

باب الصلوٰة بعد الدعاء "دعا کے بعد نماز کا بیان" ۱۱۷

كم صلوٰة الاستسقاء "استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں" ۱۱۸

كيف صلوٰة الاستسقاء "نماز استسقاء کی کیفیت کا بیان" ۱۱۸

باب الجهر بالقراءة في صلوٰة الاستسقاء "نماز استسقاء میں جہری قراءت کا بیان" ۱۱۹

القول عند المطر "بارش کے وقت کیا پڑھنا چاہیے اس کا بیان" ۱۱۹

كراهية الاستمطار بالكوكب "ستارے سے بارش طلب کرنا منع ہے" ۱۲۰

مسألة الامام رفع المطر اذا خاف ضرره "جب بارش سے نقصان کا اندیشہ ہو تو امام کا بارش رک جانے کے لئے

جاتا تھا" ۱۲۱

باب رفع الامام یدیہ عند مسالۃ امساک المطر "باب امساک مطر کی دعا کے وقت امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا" ۱۲۲

کتاب صلوۃ الخوف ۱۲۳

خوف کی نماز کا بیان ۱۲۳

کتاب صلوۃ العیدین ۱۲۷

باب الخروج الی العیدین من الغد "دوسرے روز عید کے لئے نکلنے کا بیان" ۱۲۸

خروج العواتق و ذوات الخدور فی العیدین "دونوں عید میں قریب البلوغ اور پردہ نشین عورتوں کے نکلنے کا بیان" ۱۲۹

اعتزال الحیض مصلی الناس "حیض والی عورتیں لوگوں کی عیدگاہ سے الگ رہیں" ۱۳۰

باب الزینۃ للعیدین "عیدین کے واسطے زینت اختیار کرنے کا بیان" ۱۳۰

الصلوۃ قبل الامام یوم العید "عید کے روز امام سے پہلے نماز پڑھنا کیا مکروہ ہے اس کا بیان" ۱۳۱

ترک الاذان للعیدین "عیدین کے واسطے اذان نہ ہے" ۱۳۱

الخطبۃ یوم العید "عید کے روز خطبہ پڑھنا" ۱۳۲

باب صلوۃ العیدین قبل الخطبۃ "نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھنے کا بیان" ۱۳۲

باب صلوۃ العیدین الی العنزۃ "برچھی کی طرف عیدین کی نماز پڑھنے کا بیان" ۱۳۳

عدد صلوۃ العیدین "نماز عیدین کی تعداد کا بیان" ۱۳۳

باب القراۃ فی العیدین بقاف واقتربت "عیدین میں سورۂ ق اور اقتربت پڑھنے کا بیان" ۱۳۳

باب القراۃ فی العیدین بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتاک حدیث الغاشیۃ "عیدین میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھنے کا بیان" ۱۳۳

باب الخطبۃ فی العیدین بعد الصلوۃ "عیدین میں خطبہ نماز کے بعد پڑھنے کا بیان" ۱۳۴

التخییر بین الجلوس فی الخطبۃ للعیدین "خطبہ عیدین میں اختیار ہے اس کے سننے کے لئے چاہے بیٹھے یا نہ بیٹھے" ۱۳۵

الزینۃ للخطبۃ للعیدین "عیدین کے خطبہ کے واسطے خوبصورت لباس پہننے کا بیان" ۱۳۵

الخطبۃ علی البعیر "اونٹ پر خطبہ پڑھنا" ۱۳۵

قیام الامام فی الخطبۃ "کھڑے ہو کر امام کا خطبہ پڑھنا" ۱۳۶

قیام الامام فی الخطبۃ متوکئا علی انسان "خطبہ میں امام کا کسی آدمی پر تکیہ لگا کر کھڑا ہونا" ۱۳۶

استقبال الامام الناس بوجھہ فی الخطبۃ "خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا" ۱۳۶

الانصات للخطبۃ "خطبہ کے واسطے خاموش رہنا" ۱۳۷

کیف الخطبۃ "خطبہ کس طرح ہوتا تھا اس کا بیان" ۱۳۸

حث الامام علی الصدقۃ فی الخطبۃ "خطبہ میں امام کا صدقہ کرنے کا حکم دینا" ۱۳۹

القعود في الخطبة "خطبہ میں بیٹھنا" ۱۵۰
الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه "دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا اور اس میں خاموش رہنا" ۱۵۰
القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها "خطبہ میں آیات کی قرأت اور ذکر کا بیان" ۱۵۱
نزول الإمام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة "خطبہ سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا" ۱۵۱
موعظة الإمام النساء بعد الفراغ من الخطبة وحثهن على الصدقة "امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اور ان کو صدقہ پر آمادہ کرنا" ۱۵۱
الصلوٰة قبل العيدين وبعدها "عیدین سے پہلے اور اس کے بعد نماز کا کیا حکم ہے" ۱۵۲
ذبح الإمام يوم العيد وعدد ما يذبح "عید کے روز امام اونٹ کو ذبح کرے اور کتنے جانور ذبح کیا جائے اس کا بیان" ۱۵۲
اجتماع العيدين وشهودهما "دو عیدوں کا جمع ہونا" ۱۵۳
الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد "جو شخص نماز عید میں شریک ہو اس کے واسطے ترک جمعہ کی اجازت" ۱۵۳
ضرب الدف يوم العيد "عید کے روز دف بجانا" ۱۵۴
اللعب بين يدي الإمام يوم العيد "عید کے روز امام کے سامنے کھیلنا" ۱۵۴
اللعب في المسجد يوم العيد ونظر النساء إلى ذلك "عید کے روز مسجد میں کھیلنا اور عورتوں کا اس کو دیکھنا" ۱۵۵
الرخصة في الاستماع إلى الغناء وضرب الدف يوم العيد "عید کے روز دف بجانے اور گانے سننے کی اجازت ہے" ۱۵۵
كتاب قيام الليل وتطوع النهار ۱۵۷
باب الحث على الصلوٰة في البيوت والفضل في ذلك "گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دینے اور گھروں میں نماز کی فضیلت کا بیان" ۱۵۷
باب قيام الليل "تہجد کا بیان" ۱۵۸
باب ثواب من قام رمضان إيماناً واحتساباً "جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب اجر کی نیت سے عبادت کرے اس کے ثواب کا بیان" ۱۶۰
باب قيام شهر رمضان "ماہ رمضان کی تراویح کا بیان" ۱۶۱
باب الترغيب في قيام الليل "تہجد کی ترغیب کا بیان" ۱۶۲
باب فضل صلوٰة الليل "تہجد کی فضیلت کا بیان" ۱۶۸
فضل صلوٰة الليل في السفر "سفر میں تہجد کی فضیلت" ۱۶۹
باب وقت القيام "قیام لیل کے وقت کا بیان" ۱۷۰
باب ذكر ما يستفتح به القيام "جس ذکر کے ساتھ قیام لیل شروع کیا جاتا ہے اس کا بیان" ۱۷۰
باب ما يفعل إذا قام من الليل من السواك "جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے تو مسواک کیا کرے" ۱۷۳

شدة الموت "موت کی شدت" ۲۶۰

الموت یوم الاثنین "پیر کے روز موت کا بیان" ۲۶۱

الموت بغیر مولده "پیدائش کے علاوہ جگہ میں موت کا بیان" ۲۶۱

باب ما یلقی به المؤمن من الکرامة عند خروج نفسه "روح نکلنے کے وقت مؤمن کے اکرام اور بزرگی کا بیان" ۲۶۲

فیمن احب لقاء الله "جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اس کے بارے میں جو معاملہ ہوتا ہے اس کا بیان" ۲۶۳

تقبیل المیت "میت کو بوسہ دینا" ۲۶۵

تسجیة المیت "میت کو ڈھکنے کا بیان" ۲۶۶

فی البکاء علی المیت "میت پر رونے کے بارے میں جو وارد ہوا اس کا بیان" ۲۶۷

النهی عن البکاء علی المیت "میت پر رونے کی ممانعت کا بیان" ۲۶۹

النیاحة علی المیت "میت پر نوحہ کرنا" ۲۷۱

باب الرخصة فی البکاء علی المیت "میت پر رونے کی اجازت کا بیان" ۲۷۵

دعوی الجاهلیة "جاہلیت کا سا پکارنا اور ماتم کرنا" ۲۷۵

السلق "چلانا مصیبت کے وقت" ۲۷۶

ضرب الخدود "رخساروں کا پیٹنا" ۲۷۶

الحلق "سر منڈانا" ۲۷۶

شق الجیوب "گریبانوں کا پھاڑنا دور جاہلیت کا فعل ہے" ۲۷۷

الامر بالاحتساب والصبر عند المصیبة "مصیبت کے وقت صبر و ثواب کی امید رکھنے کا حکم دینا" ۲۷۹

ثواب من صبر واحتسب "جو صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اس کا بدلہ" ۲۷۹

ثواب من احتسب ثلثة من صلبه "جو اپنے تین حقیقی فرزندوں کی موت پر احتساب کرے اس کے بدلے کا بیان" ۲۸۰

من یتوفی له ثلثة "جس کے تین فرزند مر جائیں" ۲۸۰

من قدم ثلثة "جس نے تین بچوں کو آگے بھیجا" ۲۸۲

باب النعی "موت کی خبر دینے کا بیان" ۲۸۲

غسل المیت بالماء والسدر "بیری کے پتوں سے پانی کو جوش دے کر اس سے میت کو نہلانے کا بیان" ۲۸۳

غسل المیت بالحمیم "گرم پانی سے میت کو نہلانا" ۲۸۳

نقض رأس المیت "میت کے سر کے بالوں کو کھولنا" ۲۸۴

میامن المیت ومواضع الوضوء منه "میت کی داہنی طرف سے اور اس کے اعضاء وضو سے غسل شروع کرنا" ۲۸۵

غسل المیت وترا "میت کو طاق غسل دینا" ۲۸۵

غسل المیت اکثر من خمس "میت کو پانچ بار سے زیادہ نہلانا" ۲۸۶

غسل الميت أكثر من سبعة "میت کو سات بار سے زیادہ نہلانا"	٢٨٦
الكافور في غسل الميت "میت کے غسل میں کافور ملانے کا بیان"	٢٨٧
الإشعار "کپڑے کو جسم پر لپیٹ دینا"	٢٨٨
الأمر بتحسين الكفن "اچھا کفن دینے کا حکم دینا"	٢٨٩
أي الكفن خير "کون سا کفن بہتر ہے"	٢٩٠
كفن النبي صلى الله عليه وسلم "نبی ﷺ کے کفن کا بیان"	٢٩٠
القميص في الكفن "کفن میں قمیص دینے کا بیان"	٢٩١
كيف يكفن المحرم إذا مات "جب محرم مر جائے تو اسے کس طرح کفن دیا جائے گا"	٢٩٢
المسك "مشک کا بیان"	٢٩٣
الإذن بالجنازة "جنازہ کی خبر دینے کا بیان"	٢٩٥
السرعة بالجنازة "جنازہ کو جلدی لے کر چلنا"	٢٩٦
باب الأمر بالقيام للجنازة "جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا حکم دینا"	٢٩٨
القيام لجنازة أهل الشرك "مشرک کے جنازہ کے واسطے کھڑا ہونا"	٢٩٩
الرخصة في ترك القيام "قیام ترک کرنے کی اجازت کا بیان"	٣٠٠
استراحة المؤمن بالموت "مومن کا موت سے آرام پانا"	٣٠٢
الاستراحة من الكفار "کفار کے شر سے آرام پانے کا بیان"	٣٠٣
باب الثناء "جنازہ کی تعریف کرنے کا بیان"	٣٠٤
النهي عن ذكر الهلكى إلا بخير "مرنے والوں کا تذکرہ کرنے اور ان کی برائی بیان کرنے سے منع کرنے کا بیان"	٣٠٥
النهي عن سب الأموات "مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان"	٣٠٦
الأمر باتباع الجنائز "جنازہ کے ہمراہ جانے کا حکم دینا"	٣٠٦
فضل من تبع جنازة "جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اس کی فضیلت"	٣٠٧
مكان الراكب من الجنازة "سوار جنازہ کے پیچھے چلا جائے"	٣٠٨
مكان الماشي من الجنازة "پیدل چلنے والا جنازہ کے کس طرف سے جائے گا"	٣٠٨
الأمر بالصلاة على الميت "میت پر نماز پڑھنے کا حکم دینا"	٣٠٩
الصلاة على الصبيان "بچوں پر نماز پڑھنے کا حکم"	٣٠٩
الصلاة على الأطفال "بچوں پر نماز پڑھنے کا بیان"	٣١٠
أولاد المشركين "مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہوگا اس کا بیان"	٣١٠
الصلاة على الشهداء "شہداء پر نماز پڑھنا"	٣١١
ترك الصلاة عليهم "ان پر نماز نہ پڑھنے کا بیان"	٣١٣

من يقدموا "کس کو آگے رکھا جائے" ۳۳۷

اخراج الميت من اللحد بعد أن يوضع فيه "میت کو قبر میں رکھنے کے بعد نکالنے کا بیان" ۳۳۷

باب اخراج الميت من القبر بعد أن يدفن فيه "میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد نکالنے کا بیان" ۳۳۸

الصلوة على القبر "قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان" ۳۳۸

الركوب بعد الفراغ من الجنازة "جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد سوار ہونا" ۳۳۹

الزيادة على القبر "قبر پر زیادتی یعنی تعمیر وغیرہ کی اجازت نہیں" ۳۳۹

البناء على القبر "قبر پر عمارت کھڑی کرنے سے منع کیا گیا ہے" ۳۴۰

تجصيص القبور "قبروں کو پختہ کرنے سے منع کیا گیا ہے" ۳۴۰

تسوية القبور اذا رفعت "جب قبر اونچا کی جائے تو اسے زمین کے برابر کر دینا" ۳۴۰

زيارة القبور "قبروں کی زیارت کا بیان" ۳۴۱

زيارة قبر المشرك "مشرک کی قبر کی زیارت کا بیان" ۳۴۲

النهي عن الاستغفار للمشركين "مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت" ۳۴۳

الامر بالاستغفار للمؤمنين "اہل ایمان کے لیے استغفار کا حکم" ۳۴۴

التغليظ في اتخاذ السرج على القبور "قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں وعید شدید کا بیان" ۳۴۵

التشديد في الجلوس على القبور "قبروں پر بیٹھنے کی سخت ممانعت کا بیان" ۳۴۷

اتخاذ القبور مساجد "قبروں کو مسجد بنانے پر لعنت کی گئی ہے" ۳۴۸

كراهية المشي بين القبور في النعال السبتية "بالوں والے جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنا مکروہ ہے" ۳۴۹

التسهيل في غير السبتية "ان جوتوں کے علاوہ دوسرے جوتے پہن کر چلنے کی اجازت ہے" ۳۴۹

المسألة في القبر "قبر میں سوال کرنا" ۳۵۰

مسألة الكافر "کافر سے سوال کرنا" ۳۵۱

من قتله بطنه "جس کو پیٹ کی بیماری نے مار ڈالا اس کا حکم" ۳۵۱

الشهيد "شہید کا بیان" ۳۵۱

ضمة القبر وضغطته "قبر کا مردے کو بھینچنا" ۳۵۲

عذاب القبر "قبر کا عذاب ثابت ہے" ۳۵۳

التعوذ من عذاب القبر "عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا بیان" ۳۵۴

وضع الجريدة على القبر "قبر پر کھجور کی ٹہنی گاڑنے کا بیان" ۳۵۷

ارواح المؤمنين "مومنین کی ارواح کا بیان" ۳۵۸

البعث "مرنے کے بعد زندہ ہونا" ۳۶۲

ذكر اول من يكسى "سب سے پہلے کس کو کپڑے پہنائے جائیں گے اس کا بیان" ۳۶۳

باب زكوة الغنم "بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان" ۴۹۸
باب مانع زكوة الغنم "بکری کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان" ۵۰۰
باب الجمع بين المتفرق والتفريق بين المجتمع "متفرق کو جمع کرنے اور مجتمع کو متفرق کرنے کا بیان" ۵۰۱
باب صلوة الامام على صاحب الصدقة "اس بات کے بیان میں کہ اگر امام صدقہ کرنے والے کے لئے دعا کرے تو جائز ہے" ۵۰۲
باب اذا جاوز في الصدقة "اگر صدقہ میں تجاوز کرے تو کیا حکم ہے" ۵۰۲
باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق "مالک کا بدون اختیار مصدق کے مال دینا" ۵۰۳
باب زكوة الخيل "گھوڑے کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۰۷
باب زكوة الرقيق "غلام کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۰۸
باب زكوة الورق "چاندی کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۰۸
باب زكوة الحلي "زیورات کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۱۰
باب مانع زكوة ماله "اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان" ۵۱۱
زكوة التمر "چھوہارے کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۱۳
باب زكوة الحنطة "گیہوں کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۱۳
باب زكوة الحبوب "غلوں کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۱۳
القدر الذي تجب فيه الصدقة "جتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کا بیان" ۵۱۳
باب ما يوجب العشر وما يوجب نصف العشر "اس چیز کے بیان میں جو عشر کو واجب کرتی ہے اور جو نصف عشر کو واجب کرتی ہے" ۵۱۴
كم يترك الخارص "پھلوں کا اندازہ کرنے والا کتنا چھوڑ دے" ۵۱۵
باب قوله عز وجل ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون "اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ اور قصد نہ کرو خراب چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو" ۵۱۶
باب المعدن "معدن کے بیان میں" ۵۱۷
باب زكوة النحل "شہد کی زکوٰۃ کا بیان" ۵۱۹
باب فرض زكوة رمضان "زکوٰۃ رمضان یعنی صدقہ فطر واجب ہونے کا بیان" ۵۲۱
باب فرض زكوة رمضان على المملوك "غلام پر صدقہ فطر واجب ہونے کا بیان" ۵۲۱
فرض زكوة رمضان على الصغير "چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہونے کا بیان" ۵۲۱
فرض زكوة رمضان على المسلمين دون المعاهدين "صدقہ فطر مسلمانوں پر واجب ہے نہ کہ ذمیوں پر" ۵۲۲
كم فرض "صدقہ فطر کتنا فرض کیا گیا ہے" ۵۲۳
باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكوة "زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صدقہ فطر فرض تھا" ۵۲۳

القليل في الصدقة "تھوڑی چیز کا صدقہ کرنا" ۵۳۵

باب التحريض على الصدقة "صدقہ پر ترغیب دینا" ۵۳۶

الشفاعة في الصدقة "صدقہ کی سفارش کرنا" ۵۳۷

الاختيال في الصدقة "صدقہ دینے میں تکبر کرنا" ۵۳۷

باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه "خازن جب اپنے آقا کی اجازت سے صدقہ کرے تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے" ۵۳۸

باب السر في الصدقة "چھپا کر صدقہ دینے کا بیان" ۵۳۹

المنان بما اعطى "صدقہ دے کر اس پر احسان رکھنے والے کا انجام" ۵۴۹

باب رد السائل "سائل کو کچھ دے کر پھیرنے کا بیان" ۵۵۰

باب من يسال ولا يعطى "جو شخص سوال کرے اور اس کو نہ دیا جائے" ۵۵۰

من سأل بالله عزوجل "جو شخص اللہ عزوجل کے واسطے سے سوال کرے" ۵۵۱

من سأل بوجه الله عزوجل "جو شخص اللہ عزوجل کے واسطے سے سوال کرے" ۵۵۱

من يسال بالله عزوجل ولا يعطى به "جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے سے سوال کرے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرنے والے کو کچھ نہ دیا" ۵۵۲

ثواب من يعطى "جو شخص کسی کو اللہ کا صدقہ دیتا ہے اس کا ثواب" ۵۵۳

تفسير المسكين "مسکین کی تفسیر" ۵۵۳

تفسير المختال "متکبر فقیر کا انجام" ۵۵۵

فضل الساعي على الارملة "بیوہ عورت پر خرچ کرنے والے کی فضیلت" ۵۵۵

المؤلفة قلوبهم "دلوں میں الفت محبت پیدا کرنے کے لئے صدقہ دینا" ۵۵۶

الصدقة لمن تحمل بحمالة "جو شخص قرض وغیرہ کا تاوان ادا کرے اس کو صدقہ دینا" ۵۵۷

الصدقة على اليتيم "یتیم کو صدقہ دینا" ۵۵۸

الصدقة على الاقارب "قرابت داروں پر صدقہ کرنا" ۵۵۹

المسألة "سوال کرنا" ۵۶۰

سؤال الصالحين "نیک لوگوں سے سوال کرنا" ۵۶۱

الاستعفاف عن المسألة "سوال سے بچنا" ۵۶۱

فضل من لا يسأل الناس شيئا "جو شخص لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے اس کی فضیلت" ۵۶۲

حد الغنى "تونگری کی حد" ۵۶۳

باب الالحاف في المسألة "سوال کرنے میں اصرار کا بیان" ۵۶۳

من الملحف "اصرار سے مانگنے والا کون ہے" ۵۶۴

کتاب الجمعة

ایجاب الجمعة

فرضیت جمعہ کا بیان

اخبرنا سعید بن عبدالرحمن المخزومی قال حدثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة وابن طاؤس عن ابیه عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نحن الاخرون السابقون بید انهم اوتوا الکتاب من قبلنا واوتیناه من بعدهم وهذا الیوم الذی کتب اللّٰه عزوجل علیهم فاختلفوا فیه فهدانا اللّٰه عزوجل له یعنی یوم الجمعة فالناس لنا فیه تبع الیهود غدا والنصاری بعد غد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیچھے آنے والے ہیں یعنی دنیا میں اور سبقت لے جانے والے ہیں یعنی آخرت میں درجات کے اعتبار سے مگر اتنی بات ہے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو ان کے بعد اور یہ دن جمعہ کا وہ دن ہے جو اللہ عزوجل نے ان پر فرض کیا تھا لیکن ان لوگوں میں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو اللہ عزوجل نے ہم کو جمعہ کے واسطے ہدایت فرمائی پس دوسرے لوگ یعنی یہود اور نصاریٰ اس میں ہمارے تابع ہو گئے یہود نے دوسرے دن یعنی ہفتہ کو اختیار کیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن یعنی اتوار کو اختیار کیا۔

اخبرنا واصل بن عبد الاعلی قال حدثنا ابن فضیل عن ابی مالک الاشجعی عن ابی حازم عن ابی هریرة وعن ربعی بن حراش عن حذیفة قالا قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اضل اللّٰه عزوجل عن الجمعة من کان قبلنا فکان للیهود یوم السبت وکان للنصاری یوم الاحد فجاء اللّٰه عزوجل بنا فهدانا لیوم الجمعة فجعل الجمعة والسبت والاحد وکذلک هم لنا تبع یوم القیامة ونحن الآخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ہم سے پہلے تھے ان کو اللہ عزوجل نے جمعہ سے گمراہ کر دیا ہے یہود کے لئے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا پھر اللہ بزرگ و برتر نے ہم کو پیدا فرمایا اور ہمیں روز جمعہ کے واسطے ہدایت فرمائی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو مقدم رکھا اس کے بعد ہفتہ کو پھر اتوار کو اور اسی طرح یہود و نصاریٰ قیامت کے روز ہمارے تابع ہوں گے اور ہم پیچھے ہیں نقل دنیا کے اعتبار سے اور قیامت کے روز آگے ہونے والے ہیں کہ ہمارے واسطے اور مخلوق سے پہلے حکم کیا جائے گا یعنی حساب کیلئے اور جنت میں داخل ہونے کے لئے۔

تشریح: نماز جمعہ فرض قطعی ہے جو قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ سے علماء نے اس کی متعدد توجیہات کی ہیں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ دور جاہلیت میں جمعہ کو العروبہ کہتے تھے اعراب کا معنی ہے ظاہر کیا گیا اس سے ماخوذ ہے سب سے پہلے اس دن کا نام کعب بن لوی نے رکھا مزید تفصیل تفسیر مظہری میں ملاحظہ ہو۔

دور اسلام میں اس کا نام یوم الجمعہ ہوا بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس دن تخلیق آدم کے مادہ تخلیق کو جمع کیا گیا اس لئے یوم الجمعہ نام ہو گیا اور بوحذیفہ بخاری نے المبتدا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے روز لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اس دن کا نام یوم الجمعہ ہوا عبدالرزاق نے صحیح سند سے محمد بن سیرین کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے اور جمعہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی اہل مدینہ نے جمعہ پڑھنا شروع کر دیا تھا انصار نے کہا کہ یہودیوں کا ہر سات دن میں ایک دن ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور اپنے طور طریقے پر عبادت کرتے ہیں اور عیسائی بھی ہر ہفتے میں ایک مقررہ دن میں جمع ہوتے ہیں لہذا ہم کو بھی ایک دن مقرر کر لینا چاہئے جس میں ہم جمع ہو کر نماز پڑھیں اللہ کی یاد کریں اور شکر ادا کریں مشورے کے مطابق انصار نے یوم العروبہ کو مقرر کر لیا اور حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان کو نماز جمعہ پڑھائی اور اس کے بعد اللہ نے آیت "اذا نودی للصلوۃ الخ" نازل فرمائی۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند حسن سے اس کا شاہد بھی ہے جس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے حضرت کعب بن مالک نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے ہم کو جمعہ کی نماز اسعد بن زرارہ نے پڑھائی الحدیث حضرت کعب جب جمعہ کی اذان سنتے تھے تو حضرت اسعد بن زرارہ کے لئے دعاء رحمت کرتے تھے عبدالرحمن بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کعب سے پوچھا آپ حضرات اس زمانہ میں کتنے تھے فرمایا چالیس ابن سیرین کی مرسل حدیث بتا رہی ہے کہ ان صحابہ نے یوم جمعہ کا انتخاب اور نماز کے لئے تعین اپنے اجتہاد سے کیا تھا ممکن ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اسی زمانہ میں جمعہ کے متعلق وحی آ گئی ہو لیکن (مشرکوں کی وجہ سے) آپ جمعہ قائم نہ کر سکے ہوں اسی وجہ سے مدینہ میں تشریف لاتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم، تفسیر مظہری۔

حدیث باب میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی لیکن واضح رہے کہ پہلے سے کتاب دیئے سے کوئی افضلیت نہیں نکلتی اس لئے کہ کتاب ناسخ والی ناسخ ہوتی ہے پہلے کی تو درحقیقت اس ارشاد مبارک سے امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے چنانچہ اس جملہ کی تشریح کے تحت علامہ نووی کہتے ہیں کہ ہم اور یہود و نصاریٰ نزول کتاب کے معاملہ میں برابر ہیں کتاب ان پر بھی نازل ہوئی اور ہم پر بھی ہاں ان پر پہلے نازل ہوئی لیکن تقدم زمانی سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی یعنی ارشاد مبارک کہ "بید انھم اوتوا الکتاب الخ" سے درحقیقت گذشتہ امتوں سے شرف و کمال کی نفی اور اس امت کی برتری اور فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے روز جمعہ کو یہود و نصاریٰ پر فرض کرنے اور اس میں ان کے اختلاف کا کیا مطلب ہے اس بارے میں شارحین کے اقوال مختلف ہیں بعضوں نے کہا کہ بعینہ جمعہ کے دن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عبادت کو فرض کیا اور اس

میں عبادت کے لئے ان کو جمع ہونے کا حکم کیا مگر انہوں نے جس طرح بہت سی نافرمانیاں کیں اسی طرح اس حکم کی بھی مخالفت کی یہود نے ہفتے کے دن کو متعین کر لیا اور نصاریٰ نے اتوار کو اختیار کیا اور اکثر علماء کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین جمعہ کا دن یہود اور نصاریٰ پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ ان سے یہ کہا گیا ہے کہ تم غور و فکر کر کے ہفتہ میں سے ایک دن جو بہتر ہو اپنے اجتہاد سے نکالو اور اس میں عبادت کرو اور بیان کے لئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتحان تھا کہ آیا حق بات دریافت کر سکتے ہیں یا نہیں تو ان کا اجتہاد صحیح نہ نکلا اور جمعہ کے دن کو اختیار نہ کیا لہٰذا راہ صواب سے گمراہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امت کا اجتہاد صحیح ہوا کہ انصار اور بعض مہاجرین جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ کے یہاں ایک ایک دن ہے کہ وہ سب مل کر عبادت کرتے ہیں ویسے ہی ہم بھی کریں اور جمعہ کا دن انتخاب کیا اور یہ اجتہاد ان کا جو کہ خدا ہی میں تھا یعنی جمعہ کا دن اس کے موافق ہوا یہ قصہ انصار کا حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے تھا اس وقت تک حضور ﷺ مکہ میں تھے مکہ میں جمعہ فرض ہو چکا تھا اور اقامت جمعہ اس طریقہ مذکورہ کے مطابق مدینہ میں ہوئی۔

بہرحال امت محمدیہ ﷺ کی قوت اجتہاد کا درست ہونا اور سچے اجتہاد سے عبادت کے لئے جمعہ کا دن اختیار کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضور ﷺ کے وجود کی برکت سے واقع ہوا اب رہا یہ سوال کہ یہود و نصاریٰ ہمارے تابع کس طرح ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مسلسل و متصل بدون انقطاع کے ان تین ایام میں سوائے اس کے کوئی ترتیب نہیں کہ جمعہ کو مقدم رکھا جائے اس لئے فرمایا "والناس لنا فیہ تبع الخ" (مرقات و فتح الملہم و مظاہر حق)

باب التشديد في التخلف عن الجمعة

جمعہ سے پیچھے رہ جانے یعنی ترک جمعہ پر سخت وعید کا بیان

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يحيى بن سعيد عن محمد بن عمرو عن عبيدة بن سفيان الحضرمي عن ابي الجعد الضمري وكانت له صحبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ترك ثلث جمع تهاونا بها طبع الله على قلبه.

حضرت ابی الجعد ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص تین جمعوں کو معمولی اور حقیر سمجھتے ہوئے ترک کر دے گا اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

اخبرنا مجاهد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا ابان قال حدثنا يحيى بن ابي كثير عن الحضرمي بن لاحق عن زيد عن ابن ابي سلام عن الحكم بن ميناء انه سمع ابن عباس وابن عمر يحدثان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وهو على اعواد منبره لينتهين اقوام عن ودعهم الجمعات اوليختمن الله على قلوبهم وليكونن من الغافلين

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لکڑی کے منبر پر (بیٹھے یا کھڑے ہوئے) فرما رہے تھے کہ جمعوں کو چھوڑنے والے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ

غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

اخبرني محمود بن غيلان قال حدثنا الوليد بن مسلم قال حدثني المفضل بن فضالة عن عياش ابن عباس عن بكير بن الاشج عن نافع عن ابن عمر عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال رواح الجمعة واجب على كل محتلم۔

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بعد زوال آفتاب جمعہ کی طرف چلنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔

تشریح: لفظ "ضمری" بفتح ضاد اور سکون میم کے ساتھ ہے اسی کو شارحین نے صحیح بتایا ہے اور قابل اعتماد کتابوں میں مثلاً جامع الاصول اور المغنی اور الانساب میں بفتح ضاد اور سکون میم کے ساتھ ضبط کیا ہے، ضمرۃ بن بکر بن عبد مناف کی اولاد ہونے کی وجہ سے اسی کی طرف منسوب ہے بعضوں نے ان کا نام "ادرع" اور بعضوں نے "عمرو بن بکر" اور بعضوں نے "جنادة" اور بعضوں نے "عمرو بن ابی بکر" بتایا ہے۔

حافظ قاری کہتے ہیں ان کی جو کنیت ہے وہی ان کا نام ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں اور بعض نے کہا ان کا نام "وھب" ہے انہوں نے اس حدیث باب کو حضور ﷺ سے روایت کیا ہے جس میں سخت وعید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگادے گا جو مسلسل تین جمعوں کو بلا عذر حقیر سمجھتے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ہونے والی ہے یا تو ترک جمعات سے باز رہے، اگر جمعوں کو نہ چھوڑیں گے تو محفوظ رہیں گے ان کے دلوں پر مہر نہ لگے گی اور اگر چھوڑیں گے تو دلوں پر مہر لگادی جائے گی جمعوں کے ترک کی صورت میں حدیث پاک جس انجام بد کی خبر دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا، اس کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف کثیر ہے بعضوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے اپنا لطف و فضل اور اسباب خیر کو روک لیں گے اور بعضوں نے کہا کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں کفر پیدا فرمادیں گے، یہی قول اہل سنت میں سے اکثر متکلمین کا ہے۔ (نقله ميرك عن التصحيح كما في المرقاة)

باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر

بدون عذر کے جو شخص جمعہ چھوڑ دے اس کے کفارہ کا بیان

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا يزيد بن هارون قال حدثنا همام عن قتادة عن قدامة بن وبرة عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك الجمعة من غير عذر فليتصدق بدينار فان لم يجد فبنصف دينار۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بدون عذر کے جمعہ چھوڑ دے وہ

ایک دینار صدقہ کرے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو نصف دینار۔

تشریح: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس تصدق سے ترک جمعہ کا گناہ بالکلیہ ختم نہیں ہوتا لیکن یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں جس میں آیا ہے "من ترك الجمعة من غير عذر لم يكن لها كفارة دون يوم القيامة" البتہ اس تصدق سے ترک جمعہ کے گناہ میں تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ جو نصف دینار کا ذکر ہے بیان افضل کے پیش نظر فرمایا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ایک درہم یا نصف درہم اور ایک صاع گندم یا نصف صاع صدقہ کر دینے کا ذکر ہے اس میں ادنیٰ مقدار کا بیان ہے یعنی کم از کم اتنی مقدار صدقہ کر دینے سے بھی ترک جمعہ کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر افضل مقدار یہی ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔ اس تاویل سے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ مرقات ۳/۲۴۲

بعض حضرات نے ایک اور توجیہ یہ کی ہے کہ استطاعت رکھنے والے ایک دینار صدقہ کرے اور استطاعت نہ رکھنے والے نصف دینار اسی طرح درہم اور نصف درہم ایک صاع گندم اور نصف صاع والی حدیث کو بھی سمجھیں بہرحال اس تصدق کے باوجود توبہ ضروری ہے کیونکہ صرف توبہ ہی سے بالکلیہ ترک جمعہ کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور حدیث میں لفظ "امر فليتصدق" استحباب کے لئے ہے اسی لئے تو دینار اور نصف دینار میں اختیار دیا گیا ہے۔

باب ذكر فضل يوم الجمعة

جمعہ کے دن کی فضیلت کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن يونس عن الزهري قال حدثنا عبد الرحمن الاعرج انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں میں بہترین دن جس میں آفتاب نکلا جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں جنت سے نکالے گئے۔

تشریح: شارحین نے لکھا ہے کہ تمام ایام بذات خود برابر ہیں البتہ بعض ایام کا بعض سے افضل ہونا کسی امر زائد کی وجہ سے ہے، لیکن ان امور کی وجہ سے جو حدیث باب میں بیان کئے گئے ہیں روز جمعہ کی فضیلت معلوم ہوئی لیکن جمعہ کے روز جنت سے اخراج آدم علیہ السلام سے جمعہ کی فضیلت کیسے معلوم ہوئی تو اس سے فضیلت یوں معلوم ہوئی کہ ان کا نکالا جانا وجود اولاد آدم یعنی انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کا سبب ہوا اس لحاظ سے جمعہ کا دن افضل الایام ہوا۔

اكثار الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة

جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا حسين الجعفي عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن ابي

الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوۃ فان صلاتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللہ کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت قال ان اللہ عزوجل قد حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی میں ان کی روح قبض کی گئی اسی میں دوسرا صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہوگی پس تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود (بواسطہ فرشتہ) میرے روبرو پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسد مبارک قبر میں بوسیدہ ہو چکا ہوگا راوی حدیث کہتے ہیں کہ صحابہ کرام لفظ "ارمت" سے "بلیت" مراد لیتے تھے یعنی آپ کا بدن مبارک قبر میں متغیر ہو چکا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسم حرام کئے ہیں۔

تشریح: ہفتے میں جمعہ کا دن افضل ہے اور جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں درود پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ حدیث بھی ہے اس حدیث میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام نے تعجب سے دریافت کیا "وکیف تعرض صلاتنا علیک الخ" یہ سوال کیوں پیدا ہوا اس کی تشریح میں علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "فان صلاتکم معروضۃ علیّ" سے شاید خطاب عام سمجھا ہوگا جو حاضرین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ پیدا ہوں گے سب کو شامل ہے اور چونکہ بعد موت عرض درود کا معاملہ ان سے مخفی ہے اس لئے بعد موت عرض صلوۃ کی کیفیت سے سوال کیا کہ موت کے بعد آپ کی خدمت میں درود شریف کس طرح پیش ہوگا اور آپ کس طرح سنیں گے اس تقریر کے مطابق صحابہ کرام نے اپنے قول "وقد ارمت" سے موت مراد لی ہے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان اللہ عزوجل قد حرم علی الارض الخ" اس ارشاد سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو وفات دینے کے بعد قبر میں حیات دائمی عطا فرما دیتے ہیں ان کی موت کو بالکل عام انسانوں کی موت جیسی نہ سمجھو سوال مذکور کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذہن اس طرف گیا ہو کہ اجسام عنصریہ قبر کے اندر گل جاتے ہیں اور بوسیدہ ہو جاتے ہیں اس حالت میں آپ پر عرض صلوۃ کا کیا معنی اس لئے تعجب سے دریافت کیا کہ آپ کے سامنے درود کس طرح پیش کیا جائے گا آپ کا جسم اطہر تو اس وقت مٹی میں مل چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ کو ایک امتیازی شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے نفوس قدسیہ کو زمین پر حرام کر دیا ہے اس لئے وہ انبیاء کے اجسام کو نہیں کھا سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہرحال اس ارشاد مذکور سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا ان کے اجسام کے ساتھ علاقہ بعد موت بھی قائم رہتا ہے تو پھر ان کے جسموں کے سالم و محفوظ رہنے میں کیا تعجب ہے اب اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے

بعد یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی خدمت میں درود شریف کس طرح پیش کیا جائے گا۔

باب الامر بالسواک یوم الجمعة

باب جمعہ کے روز مسواک کرنے کا حکم دینا

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن عمرو بن الحارث ان سعید بن ابی هلال وبکیر بن الاشج اخبراه عن ابی بکر بن المنکدر عن عمرو بن سلیم عن عبد الرحمن بن ابی سعید عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال "الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم والسواک ویمس من الطیب ما قدر علیه الا ان بکیرا لم یذکر عبد الرحمن وقال فی الطیب ولو من طیب المراة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے اور مسواک کرنا اور جو بھی خوشبو اچھا جانے اگرچہ عورت کی خوشبو ہی سے ہو جمعہ کے روز لگا دے۔

تشریح: مسواک کی مسنونیت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی خاص طور سے جمعہ کے روز وضو اور غسل کے وقت طہارت نظافت کی تکمیل کے لئے اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ (کذا فی المرقات)

"الا ان بکیرا الخ" بکیر نے اس حدیث کو بلا واسطہ عبدالرحمن حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور سعید بن ابی ہلال نے بواسطہ عبدالرحمن حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے نیز استعمال خوشبو کے بارہ میں "ولو من طیب المراة" کا لفظ بکیر کی روایت میں ہے بکیر اس کو اپنی روایت میں نقل کرتے ہیں بہر حال اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اپنے پاس عطر وغیرہ خوشبو ہو تو جمعہ کے روز اسے استعمال کرے اور اگر اپنے پاس نہ ہو تو اپنی بیوی سے مانگ لے حالانکہ شریعت کی طرف سے عورتوں کو جس خوشبو کی اجازت دی ہے وہ ایسی ہو کہ رنگ اس کا ظاہر ہو مگر خوشبو ارتہ ہو اور ایسی خوشبو کا استعمال کرنا مردوں کے لئے مکروہ تو اس کے باوجود زنانی خوشبو کا استعمال مرد کے لئے جائز قرار دینے سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال مستحب مؤکد ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، قالہ علامۃ السندھی)

باب الامر بالغسل یوم الجمعة

جمعہ کے روز غسل کے حکم دینے کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ میں جانے کا ارادہ کرے اس کو غسل کر لینا چاہئے۔

باب ایجاب الغسل یوم الجمعة

جمعہ کے روز غسل واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالک عن صفوان بن سلیم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔

اخبرنا حمید بن مسعدة قال حدثنا بشر قال حدثنا داؤد بن ابی هند عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی کل رجل مسلم فی کل سبعة ایام غسل یوم وهو یوم الجمعة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان مرد پر ہر سات دنوں میں جمعہ کے دن کا غسل ہے۔

تشریح: غسل جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے اہل ظاہر واجب کہتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق امام احمدؒ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت کے اعتبار سے ان کے نزدیک بھی غسل واجب ہے اس روایت کو حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے فتح الملہم میں نقل کیا ہے اور اس وجوب غسل کے قول کی نسبت امام مالکؒ کی طرف بھی کی گئی ہے، حکاہ ابن المنذرؒ والخطابیؒ مگر قاضی عیاضؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ قول امام مالکؒ کے مذہب میں معروف و مشہور نہیں نیز ابن عبدالبرؒ مالکی نے استذکار میں لکھا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے غسل جمعہ جب کہا ہو سوائے ظاہریہ کے وہ البتہ واجب کہتے ہیں اور ابن عبدالبر مالکی نے کہا کہ ابن وہبؒ نے روایت کی کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ غسل جمعہ واجب ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ سنت ہے پھر پوچھا گیا کہ حدیث میں تو واجب کا لفظ آیا ہے فرمایا کہ ایسی بات نہیں ہے کہ جو حدیث میں ہو وہ واجب ہو جاوے اور اشہب نے روایت کی کہ امام مالکؒ سے غسل جمعہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حسن ہے یعنی اچھا عمل ہے واجب نہیں۔

جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ جمعہ کے واسطے غسل سنت ہے اہل ظاہر کا استدلال حدیث باب "غسل یوم الجمعة واجب علی کل مسلم محتلم" سے ہے نیز عنوان سابق کے ذیل کی حدیث میں صیغہ امر "فلیغتسل" سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ صیغہ امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا غسل جمعہ واجب ہے۔

جمہور علماء کی دلیل حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو اگلے باب کے تحت مذکور ہے اس حدیث کو امام نسائیؒ کے علاوہ امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ وغیرہما نے بھی روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اس کو حدیث حسن قرار دیا ہے اور ابو حاتمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے (کما فی العرفات وکذا نقل ابنه عنه تصحیحه کما فی حاشیة الدرایة)

اور اہل ظاہر کے دلائل کا جواب جمہور علماء یہ دیتے ہیں کہ غسل جمعہ شروع میں واجب تھا پھر منسوخ ہو گیا لیکن اس جواب کے متعلق اہل ظاہر کہہ سکتے ہیں کہ ناسخ یعنی حدیث سمرۃ کو اگرچہ امام ترمذیؒ نے حسن قرار دیا ہے اور ابو حاتمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے پھر بھی وہ قوت میں حدیث وجوب کے درجے تک نہیں پہنچتی نیز اس میں تاریخ کا بھی علم نہیں لہٰذا تعارض کے وقت حدیث موجب مقدم ہوگی دوسرا جواب یہ ہے کہ وجوب غسل جمعہ کا حکم ایک علت کی بناء پر تھا جب وہ علت ختم ہوگئی تو حکم بھی ختم چنانچہ اسی امر کی طرف حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے "انه سئل عن غسل يوم الجمعة أواجب هو فقال لا ولكنه اطهر لمن اغتسل ومن لم يغتسل فليس بواجب عليه وسأخبركم عن بدأ الغسل كان الناس مجهودين يلبسون الصوف ويعملون وكان مسجدهم ضيقا فلما آذى بعضهم بعضاً قال النبي صلى الله عليه وسلم ايها الناس اذا كان هذا اليوم فاغتسلوا قال ابن عباس ثم جاء الله بالخير ولبسوا غير الصوف وكفوا العمل ووسع المسجد اخرجه ابوداؤد والطحاوي واسناده حسن"[1] اور اس کا شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جو امام نسائیؒ نے اگلے باب کے تحت روایت کی ہے بہرحال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ انہوں نے غسل جمعہ کا حکم واجب ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کو ثابت کیا ہے لیکن ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ وہ عارض ختم ہو گیا جس کی وجہ سے غسل جمعہ کا حکم دیا گیا تھا اس لئے غسل جمعہ کا وجوبی حکم بھی ختم ہو گیا البتہ استحباب مؤکد باقی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی نفی نہیں کی اور نہ اب کسی کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ اس کی نفی کرے، تیسرا جواب یہ ہے کہ صیغہ امر "فليغتسل" سے وجوب مراد نہیں بلکہ "ندب" مراد ہے اور لفظ واجب سے مراد ثابت ہے یعنی بطور تاکید شرعاً غسل جمعہ ثابت ہے تو گویا یوں فرمایا کہ بلحاظ اخلاق کریمہ اور حسن سنت کے یوم جمعہ کا غسل ثابت ہے۔ اس تیسرے جواب کی تائید حضرت امام شافعیؒ کے ارشاد سے ہوتی ہے امام شافعیؒ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں حدیثیں نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ارشاد نبوی واجب کے اندر دو معنوں کا احتمال ہے احتمال اول یہ ہے کہ اس کا ظاہری معنی مراد ہیں یعنی غسل واجب ہے سوائے اس کے نماز جمعہ کے لئے کوئی اور طہارت کافی نہ ہوگی احتمال ثانی یہ ہے کہ غسل جمعہ بلحاظ اخلاق کریمہ اور نظافت کے ثابت رہتا ہے بہرحال دونوں احتمال ذکر کرنے کے بعد امام شافعیؒ نے احتمال ثانی کو راجح قرار دینے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ سے استدلال کیا ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الجمعہ کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے (اس واقعہ میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف وضوء پر اکتفاء کرنے سے انکار کیا) تاہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل جمعہ کی خاطر نماز جمعہ کو ترک نہیں کیا اور غسل کے لئے واپس گھر نہیں گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کو لوٹ کر غسل کرکے آنے کا حکم نہیں دیا جس سے معلوم ہو گیا کہ دونوں حضرات اس بات سے واقف تھے کہ امر بالغسل استحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے، غرض کہ امام شافعیؒ کا یہ استدلال مضبوط ہے کہ بہت محدثین نے اعتماد کیا ہے چنانچہ اسی جواب کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس جواب پر اکثر محدثین نے مثلاً ابن خزیمہ، طبریؒ، طحاویؒ، ابن حبانؒ اور ابن عبد البرؒ وغیرہم نے اعتماد کیا ہے اور بعض محدثین نے اس جواب مذکور پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جتنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد

میں حاضر تھے سب نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موافقت کی لہٰذا معلوم ہوا کہ غسل صحت نماز جمعہ کے لئے شرط نہ ہونے پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے نیز غسل جمعہ واجب نہ ہونے پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے جو اوپر کے عنوان "باب الامر بالسواك يوم الجمعة" کے تحت گزر چکی ہے کیونکہ اس حدیث میں غسل یوم الجمعہ کے ساتھ ساتھ مسواک اور استعمال خوشبو کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جمعہ کے روز مسواک باتفاق علماء واجب نہیں اور خوشبو کا استعمال بھی اکثر حنفیہ کے نزدیک واجب نہیں لہٰذا غسل جمعہ بھی واجب نہ ہونا چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتح الملهم: ۱/۳۸۶، ملخصاً)

باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة

اس بات کے بیان میں کہ جمعہ کے دن ترک غسل جائز ہے

اخبرنا محمود بن خالد عن الوليد قال حدثني عبد الله بن العلاء انه سمع القاسم بن محمد بن ابي بكر انهم ذكروا غسل يوم الجمعة عند عائشة فقالت انما كان الناس يسكنون العالية فيحضرون الجمعة وبهم وسخ فاذا اصابهم الروح سطعت ارواحهم فيتأذى بها الناس فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اولا يغتسلون.

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جمعہ کے دن کے غسل کا تذکرہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ لوگ شہر مدینہ کے باہر کی بستیوں میں رہتے تھے وہ جمعہ کے لئے (مسجد نبوی میں) گرد و غبار اور میل کچیل والے بدن اور کپڑے کے ساتھ حاضر ہوتے تھے جب ہوا چلتی تو ان کے بدن اور کپڑے سے بدبو پھیلتی جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی تھی پس لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ غسل نہیں کرتے۔

اخبرنا ابو الاشعث عن يزيد بن زريع قال حدثنا شعبة عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل قال ابو عبد الرحمن الحسن عن سمرة كتابا ولم يسمع الحسن من سمرة الا حديث العقيقة والله تعالى اعلم

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو ہی پر اکتفاء کیا تو خوب ہے اور یہ خصلت طہارت کی اچھی ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ شروع میں غسل جمعہ کا حکم جس عارض کی وجہ سے دیا گیا تھا جو انہوں نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ لوگ کھیتی باڑی کا کام خود ہی کرتے تھے اور پسینے و گرد و غبار میں جمعہ کے روز دور سے آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو انكم تطهرتم ليومكم هذا" یہ الفاظ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحیح

مسلم کے ہیں ان کی ایک اور روایت میں آیا ہے "لو اغتسلتم یوم الجمعة" کاش تم اپنے اس روز کے لئے خوب طہارت کر لیتے۔ اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا جو اوپر کی تقریر میں گذر چکا ہے پھر جب لوگ فارغ البال ہوئے اور سوتی اونی چادر کی بجائے اچھے کپڑے استعمال کرنے لگے اور مسجد کی توسیع کی گئی تو وہ عارض ختم ہو گیا اور جب وہ عارض ختم تو حکم وجوبی بھی ختم کیونکہ اصل ہر حکم شرعی یہ ہے کہ جب تک علت باقی رہتی ہے حکم بھی باقی رہتا ہے اور جب علت ختم ہو جاتی ہے تو حکم بھی ختم۔ البتہ استحباب مؤکدہ غسل جمعہ کا اب بھی باقی ہے اس کی نفی کسی کی روایت سے ثابت نہیں ہوتی اس تقریر سے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

"قال ابو عبد الرحمن الحسن عن سمرة الخ" امام نسائی فرماتے ہیں کہ حسن بصریؒ نے سوائے حدیث عقیقہ کے اور کوئی حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں سنی لہٰذا یہ حدیث باب انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب سے بیان کی یہی قول بزار وغیرہ کا ہے اور امام میں لکھا ہے "من رواية الحسن عن سمرة على الاتصال بصحيح هذا الحديث وهو مذهب على بن المديني كما نقله عنه البخاري والترمذي وغيرهما" اس سے واضح ہوتا ہے کہ شاید اس حدیث کا سماع بھی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو۔ (نیل الاوطار)

فضل غسل يوم الجمعة

جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصور وهارون بن محمد بن بكار بن بلال واللفظ له قالا حدثنا ابو مسهر حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن يحيى بن الحارث عن ابى الاشعث الصنعاني عن اوس بن اوس عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من غسّل واغتسل وغدا وابتكر ودنا من الامام ولم يلغ كان له بكل خطوة عمل سنة صيامها وقيامها.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور سویرے جاوے اور اول خطبہ پاوے اور امام کے قریب بیٹھے اور فضول بات نہ کہے تو اس کے واسطے اس کے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث کا لفظ غسل تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ مروی ہے بعض حضرات نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ جس نے (اپنی بیوی) کو غسل کرایا اور خود بھی غسل کیا مطلب یہ کہ نماز جمعہ کے واسطے نکلنے سے پہلے اپنی بیوی سے صحبت کر کے اس کو غسل کرایا اور خود بھی غسل کیا تاکہ دل نہ بھٹکے اور نماز جمعہ میں حضور قلب ہو کیونکہ اس زمانہ میں عورتیں جمعہ میں حاضر ہوتی تھیں پھر اول وقت مسجد میں جا کر امام کے قریب بیٹھے اور اول خطبہ پائے تو اس کے واسطے اس کے ہر قدم پر ایک برس کے عمل کا ثواب یعنی سال بھر کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام کے ساتھ لکھا جاتا ہے مگر علامہ نوویؒ نے کہا کہ محققین

علماء تحقیق میں کے مرتبے سے کو زیادہ واضح قرار دیتے ہیں اور اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ غسّل کو غسل راس پر محمول کیا جائے اور دوسرے لفظ کو غسل بدن پر کیونکہ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ پہلے خطمی وغیرہ سے اپنے سروں کو دھوتے تھے اس کے بعد غسل کرتے تھے اس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے اس میں آیا ہے "من غسل راسه يوم الجمعة واغتسل الخ" اور یہی توجیہ ذکر امام ابوداؤد اور بیہقی نے مکحول وغیرہ سے نقل کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اعضاء وضو کو دھوئے پھر جمعہ کے لئے غسل کرے۔ (مرقات وحاشیة النسائی)

باب الهيئات للجمعة

جمعہ کے لئے اچھی ہیئت اختیار کرنے کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر أن عمر بن الخطاب رأى حلة فقال يا رسول الله لو اشتريت هذه فلبستها يوم الجمعة وللوفد إذا قدموا عليك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم منها فأعطى عمر منها حلة فقال عمر يا رسول الله كسوتنيها وقد قلت في حلة عطارد ما قلت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم أكسكها لتلبسها فكساها عمر أخا له مشركا بمكة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ریشمی کپڑوں کا جوڑا دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اس جوڑے کو خرید لیں پھر اس کو جمعہ کے دن اور وفود کی آمد کے وقت استعمال فرمائیں تو (میرے خیال میں بہت بہتر ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ ایسا لباس تو وہی لوگ پہنتے ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بالکل ویسا ہی جوڑا آیا تو اس میں سے ایک حلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے حلہ عنایت کیا حالانکہ حلہ عطارد کے بارے میں آپ نے یوں فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو خود پہنو پھر اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

أخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا الحسن بن سوار قال حدثنا الليث قال حدثنا خالد عن سعيد عن أبي بكر بن المنكدر أن عمرو بن سليم أخبره عن عبد الرحمن بن أبي سعيد عن أبيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الغسل يوم الجمعة على كل محتلم والسواك وأن يمس من الطيب ما يقدر عليه.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ شخص پر ہے اور مسواک کا استعمال کرنا اور خوشبو لگانا بھی جس کی وہ قدرت رکھتا ہو۔

تشریح: اس حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے عمدہ لباس استعمال کرنا جائز ہے ویسے تو شریعت کا تقاضا ہے کہ نمازی ہر نماز کے لئے اچھے کپڑے پہنے میلے کچیلے کپڑے نہ پہنے خاص طور سے جمعہ کے لئے عمدہ لباس استعمال کرے اس کی مشروعیت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار مدینہ میں عطارد بن حاجب بن زرارۃ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلہ فروخت کرتے دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس حلہ کو جمعہ اور وفد کی آمد کے روز استعمال کرنے کے لئے خرید فرما لیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تجویز سے انکار نہیں فرمایا بلکہ اس پر سکوت فرمایا جس سے جمعہ کے لئے بڑھیا اور عمدہ لباس پہننے کا جواز ثابت ہوتا ہے ہاں انکار اس خاص حلہ کے استعمال سے فرمایا کیونکہ وہ ریشمی تھا اس لئے اظہار نفرت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "انما یلبس ھذہ من لا خلاق لہ فی الآخرۃ" اس قسم کا ریشمی لباس تو دنیا میں وہ لوگ پہنتے ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں ریشمی حلہ عنایت فرمایا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے ریشمی کپڑوں کے متعدد جوڑے بھیجے گئے تھے جس کو راوی حدیث نے حدیث باب کے آخری حصہ میں ذکر کیا ہے چنانچہ وہ جبہ دیکھ کر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عنایت فرمایا تھا ایک دم بے چین ہو گئے اس لئے اسی وقت دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ نے خود ہی حلہ عطارد کے بارے میں فرمایا "انما یلبس ھذہ من لا خلاق لہ فی الآخرۃ" تو پھر آپ نے مجھے یہ حلہ کیوں عطا فرمایا یہ بھی تو ریشمی ہے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ حلہ اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو بلکہ اور طریقے سے بھی نفع اٹھا سکتے ہو پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حلہ اپنے مشرک بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا دے دیا بعضوں نے کہا کہ وہ ماں کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی تھا اور بعضوں نے کہا وہ دودھ شریک بھائی تھا، لیکن نسائی اور صحیح ابی عوانہ میں ہے "فکساھا اخالہ من امہ مشرک" اور بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں "فارسل بھا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی اخ لہ من امہ من اھل مکۃ قبل ان یسلم" اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماں شریک بھائی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

فضل المشي الى الجمعة

جمعہ کی طرف چلنے کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر قال حدثنا الولید عن عبد الرحمن بن یزید ابن جابر انہ سمع ابا الاشعث حدثہ انہ سمع اوس بن اوس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغتسل یوم الجمعۃ وغسل وغدا وابتکر ومشی ولم یرکب ودنا من الامام وانصت ولم یلغ کان لہ بکل خطوۃ عمل سنۃ.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور مسجد میں سب سے پہلے جائے اور پیدل چل کر جائے سوار ہو کر نہ جائے اور امام کے قریب

بیٹھے اور خاموشی سے خطبہ سنے فضول بات نہ کرے تو اس کو اس کے ہر قدم پر ثواب ایک سال کے عمل کا ملے گا۔

باب التبکیر الی الجمعة

جمعہ کے واسطے سویرے جانے کا بیان

اخبرنا نصر بن علی بن نصر عن عبد الاعلی قال حدثنا معمر عن الزهری عن الاغر ابی عبد اللہ عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اذا کان یوم الجمعة قعدت الملٰئکة علی ابواب المسجد فکتبوا من جآء الی الجمعة فاذا خرج الامام طوت الملئکة الصحف قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المهجر الی الجمعة کالمهدی یهدی بدنة ثم کالمهدی بقرة ثم کالمهدی شاة ثم کالمهدی بطة ثم کالمهدی دجاجة ثم کالمهدی بیضة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں پھر جمعہ کے لئے آنے والوں کو لکھتے جاتے ہیں پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے دفتر لپیٹ لیتے ہیں راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اونٹ صدقہ کرتا ہے (یعنی سب سے زیادہ ثواب پاتا ہے) اس کے بعد آنے والا گائے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر بطخ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر پھر بیضہ صدقہ کرنے والے کے برابر۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن الزهری عن سعید عن ابی هریرة یبلغ به النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا کان یوم الجمعة کان علی کل باب من ابواب المسجد ملٰئکة یکتبون الناس علی منازلهم الاول فالاول فاذا خرج الامام طویت الصحف واستمعوا الخطبة فالمهجر الی الصلوٰة کالمهدی بدنة ثم الذی یلیه کالمهدی بقرة ثم الذی یلیه کالمهدی کبشاً حتی ذکر الدجاج والبیضة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے ہوتے ہیں آنے والے لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق لکھتے ہیں یعنی سب سے اول آنے والے کو پھر اول آنے والے کو پھر جب امام (خطبہ کے لئے) نکلتا ہے تو صحیفے لپیٹ لئے جاتے ہیں پھر فرشتے خطبہ سنتے ہیں پس نماز جمعہ کے واسطے سویرے جلدی ہونے والے کو اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد جو آتا ہے وہ گائے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر اس کے بعد جو آتا ہے اس کو دنبہ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا یعنی اس کے بعد جو آتا ہے وہ مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور اس کے بعد جو آتا ہے وہ انڈے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا شعیب بن اللیث قال حدثنا اللیث عن ابن عجلان عن سمی

عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال تقعد الملٰئکۃ یوم الجمعۃ علی ابواب المسجد یکتبون الناس علی منازلھم فالناس فیہ کرجل قدم بدنۃ وکرجل قدم بدنۃ وکرجل قدم بقرۃ وکرجل قدم بقرۃ وکرجل قدم شاۃ وکرجل قدم شاۃ وکرجل قدم دجاجۃ وکرجل قدم دجاجۃ وکرجل قدم عصفورا وکرجل قدم عصفورا وکرجل قدم بیضۃ وکرجل قدم بیضۃ وقت الجمعۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ فرشتے جمعہ کے دن دروازے پر بیٹھتے ہیں اور لوگوں کے نام بالترتیب ان کے مراتب کے مطابق لکھتے ہیں پس کسی کو موٹا تازہ اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور کوئی دبلا اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی موٹی تازی گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور کوئی دبلی گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور کوئی موٹی تازی بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی دبلی بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی موٹی تازی مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی کمزور مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی فربہ چڑیا صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی لاغر چڑیا صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کسی کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے کہ جس نے عمدہ بیضہ صدقہ کیا ہو اور کسی کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے کہ جس نے خراب بیضہ صدقہ کیا ہو جمعہ کے وقت۔

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن سمی عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من اغتسل یوم الجمعۃ غسل الجنابۃ ثم راح فکانما قرب بدنۃ ومن راح فی الساعۃ الثانیۃ فکانما قرب بقرۃ ومن راح فی الساعۃ الثالثۃ فکانما قرب کبشا ومن راح فی الساعۃ الرابعۃ فکانما قرب دجاجۃ ومن راح فی الساعۃ الخامسۃ فکانما قرب بیضۃ فاذا خرج الامام حضرت الملٰئکۃ یستمعون الذکر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن جنابت کا غسل کرے پھر (اوّل ساعت میں) جامع مسجد کو گیا تو گویا اس نے اونٹ صدقہ کیا ہے اور جو شخص دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے دنبہ صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا تو گویا اس نے بیضہ صدقہ کیا پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو والحارث ابن مسکین قراءۃ علیہ وانا اسمع واللفظ لہ عن ابن وھب عن عمرو بن الحارث عن الجلاح مولی عبد العزیز ان ابا سلمۃ بن عبد الرحمن حدثہ عن جابر بن عبد اللّٰہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یوم الجمعۃ اثنتا عشرۃ ساعۃ لایوجد فیھا عبد مسلم یسأل اللّٰہ شیئا الا اتاہ ایاہ فالتمسوھا آخر ساعۃ بعد العصر۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہوتی

ہیں ان میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے (شرائط دعا کے مطابق) کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کی مانگی ہوئی چیز اس کو دے دیتے ہیں تم اس ساعت اجابت کو عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔

اخبرنی هارون بن عبد الله قال حدثني يحيى بن آدم قال حدثنا حسن بن عياش قال حدثنا جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله قال كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة ثم نرجع فنريح نواضحنا قلت اية الساعة قال زوال الشمس.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے پھر واپس ہوتے اور اپنے اونٹوں کو آرام کیلئے چھوڑ دیتے میں نے عرض کیا جمعہ کس وقت پڑھا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آفتاب ڈھلنے کے بعد۔

اخبرنا شعيب بن يوسف قال حدثنا عبد الرحمن عن يعلى بن الحارث قال سمعت اياس بن سلمة بن الاكوع يحدث عن ابيه قال كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة ثم نرجع وليس للحيطان فيء يستظل به.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے اس کے بعد واپس ہوتے اس وقت دیواروں کا اتنا سایہ نہ ہوتا تھا کہ ان کے سایہ میں بیٹھا جائے یا چلا جائے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے کا اصل نام سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور لقب اغر ہے وہ ثقہ اور کبار تابعین میں سے تھے۔ (کذا فی التقریب)

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے تبکیر کا جو ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ ثواب موعودہ کی ساعتیں بعد زوال آفتاب شروع ہوتی ہیں اور خطبہ شروع ہونے تک جس قدر فاصل اور وقت ہو اس کے مساوی حصہ کر کے جزء اول میں جمعہ کے لئے آنے والا اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر جزء ثانی میں آنے والا گائے صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء ثالث میں آنے والا بکری صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء رابع میں آنے والا مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء خامس میں آنے والا مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء سادس میں آنے والا بیضہ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اب ساعات سے مراد اصطلاحی ساعات ہوں گی بلحاظ ترتیب ساعات مذکورہ ثواب ملے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ساعات موعودہ بالثواب صبح سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ اکثر صبح سے زوال تک چھ ساعات ہوتی ہیں معمولی سے فرق کا اعتبار نہیں تو یہاں بھی بہ ترتیب ساعات ثواب ملے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے "يوم الجمعة اثنتا عشرة ساعة الخ" کہ جمعہ کے دن بارہ ساعات ہیں، یہاں ساعۃ سے مراد ساعۃ نجومیہ ہے ان میں ایک ساعت بڑی اہمیت کا حامل ہے اس میں بندہ شرائط دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک وہ ساعت معلوم اور متعین ہے اب وہ کونسی ساعت ہے جس میں بندہ کی ہر درخواست اللہ تعالیٰ منظور فرما لیتے ہیں تو اس ساعت اجابت کے بارے میں مختلف اقوال

ہیں ان سب اقوال کو حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود میں بیالیس اقوال نقل کئے ہیں لیکن ان میں دو قول زیادہ مشہور ہیں ایک تو نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت دوسرا قول یہ ہے کہ خطبہ کے لئے امام کے منبر پر بیٹھنے اور اختتام نماز کے وقت تک۔ قول اول حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ وغیرہم کا ہے اس کی تائید نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جو آگے آ رہی ہے اور ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "التمسوا الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة بعد العصر الی غیبوبة الشمس" اور دوسرا قول امام بیہقیؒ اور ابن العربیؒ وغیرہم کا ہے ان کی تائید صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے اس میں یہ الفاظ آئے ہیں "هی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰة" الغرض فریق اول نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "هی آخر ساعة من یوم الجمعة قبل ان تغیب الشمس الخ" کی بناء پر جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے قول اول کو اختیار کیا ہے اور فریق ثانی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی بناء پر قول ثانی کو اختیار کیا ہے اور فریق اول حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث بوجہ انقطاع اور اضطراب کے معلول ہے منقطع اس لئے ہے کہ راوی حدیث مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد سے نہیں سنا اور مضطرب اس لئے ہے کہ اس کو ابواسحاق اور واصل الاحدب اور معاویہ بن قرہ وغیرہ نے ابوبردہ کا قول نقل کیا ہے اور یہ سب رواۃ اہل کوفہ ہیں اور حضرت ابوبردہ بھی اہل کوفہ سے ہیں لہذا ابواسحاق وغیرہ حدیث ابی بردہ کو مخرمہ بن بکیر مدنی سے زیادہ جانتے ہیں نیز بطریق موقوف روایت کرنے والے زیادہ ہیں اور بطور مرفوع روایت صرف بکیر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دارقطنیؒ نے قطعی طور پر حدیث موقوف ہونے کو صواب کہا ہے۔ (بذل المجہود، کوکب دری)

باب الاذان للجمعة

اذان جمعہ کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال اخبرني السائب بن يزيد ان الاذان كان اول حين يجلس الامام على المنبر يوم الجمعة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وعمر فلما كان في خلافة عثمان وكثر الناس امر عثمان يوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به على الزوراء فثبت الامر على ذلك.

ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھے سائب بن یزید نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا یہ اذان مقام زوراء میں دی جاتی تھی پھر اسی پر اذان کا معاملہ ٹھہر گیا۔

اخبرنا محمد بن يحيى بن عبد الله قال حدثنا يعقوب قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب ان السائب بن يزيد اخبره قال انما امر بالتأذين الثالث عثمان حين كثر اهل المدينة ولم يكن لرسول الله صلى الله عليه وسلم غير اذان واحد وكان التأذين يوم الجمعة حين يجلس الامام

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ سائب بن یزید نے ان سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان کا حکم دیا جب اہل مدینہ زیادہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف ایک اذان ہوتی تھی اور وہ اذان اس وقت ہوتی تھی جبکہ امام منبر پر بیٹھ جاتے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا معتمر عن ابيه عن الزهري عن السائب بن يزيد قال كان بلال يؤذن اذا جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر يوم الجمعة فاذا نزل اقام ثم كان كذلك في زمن ابي بكر وعمر رضي الله عنهما.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر بیٹھ جاتے پھر جب اترتے تو تکبیر کہتے پھر اسی طرح ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں تھا۔

تشریح: یہ اذان جو آج کل کے دور میں پہلی اذان خطبہ نماز وغیرہ سے پہلے دی جاتی ہے یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہوئی یہ اذان اگرچہ بلحاظ وجود اول اذان ہے لیکن بلحاظ مشروعیت ثالث ہے کیونکہ اس کی زیادتی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فرمائی جبکہ لوگوں کی کثرت ہوئی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تائید اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا ہو اس کی مشروعیت اجماع صحابہ سے ہوئی اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین تھے اس لئے آپ نے مؤذن کو مسجد نبوی کے قریب ایک بلند جگہ زوراء پر اذان دینے کا حکم دیا اور اس وقت سے اس کا سلسلہ شروع ہو گیا اب اسی اذان اول کے بعد خرید و فروخت وغیرہ امور میں مشغول رہنا شرعاً منع ہے اور سعی الی الخطبہ واجب ہے۔

باب الصلوة يوم الجمعة لمن جاء وقد خرج الامام

جب جمعہ کے دن امام خطبہ کے لئے نکلا ہو اس وقت جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کے واسطے نماز کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن عمرو بن دينار قال سمعت جابر بن عبد الله يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا جاء احدكم وقد خرج الامام فليصل ركعتين قال شعبة يوم الجمعة.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو حالانکہ امام خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے۔

تشریح: حدیث باب کے الفاظ "وقد خرج الامام" کے معنی یہ ہیں کہ امام خطبہ کے لئے اپنے حجرہ سے نکل چکا ہو لیکن خطبہ شروع نہیں کیا اس لئے کہ خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت دوسری حدیث سے ثابت ہے اب اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا اس کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ لے ان دو رکعتوں کو امام شافعیؒ وغیرہ تحیۃ المسجد پر محمول کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ دو رکعتیں واجب ہیں اور حنفیہ کے نزدیک غیر خطبہ کے وقت بھی واجب نہیں لہذا خطبہ کے وقت بطریق اولی واجب نہیں یہی مسلک امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ اور جمہور صحابہؓ و تابعین کا ہے۔ (کذا قال النوویؒ ونقله علی حاشیة النسائی: ۱/۲۰۷)

مقام الامام فی الخطبة

خطبہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنا ابن جریج ان ابا الزبیر حدثه انه سمع جابر بن عبد اللّٰه یقول كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلة من سواری المسجد فلما صنع المنبر واستوی علیه اضطربت تلك الساریة كحنین الناقة حتی سمعها اهل المسجد حتی نزل الیها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاعتنقها فسكنت.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تو خطبہ کے وقت ایک ستون مسجد پر جو درخت کھجور کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا لیا گیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ایک دم وہ ستون بے چین ہو کر اونٹنی کے بچے کی طرح رونے لگا حتی کہ اہل مسجد نے اس کے رونے کی آواز سنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے وہاں ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا پس وہ خاموش ہو گیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ منبر پر کھڑے ہوئے پڑھے علاوہ اس حدیث کے صحاح کی روایات سے بھی کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، صحیح بخاری کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ستون ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا (اس گریہ کی جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو بھی دخل ہے اور یہ دونوں سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے یہ فائدہ کی بات حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمائی)

قیام الامام فی الخطبة

خطبہ میں امام کا کھڑا ہونا

اخبرنا احمد بن عبد اللّٰه بن الحكم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن منصور عن عمرو بن مرة عن ابی عبیدة عن كعب بن عجرة قال ادخل المسجد و عبد الرحمن بن ام الحكم یخطب قاعداً فقال انظروا الی هذا یخطب قاعداً وقد قال اللّٰه عزوجل واذا راوا تجارة اولهوا انفضوا الیها

وتركوك قائماً.

ابوعبیدہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس وقت عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھے خطبہ پڑھ رہا تھا تو حضرت کعب نے فرمایا اس نالائق کو دیکھو کہ بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و اذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائماً اور جب لوگ تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں اس کی طرف دوڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں متوارث طریقہ جو چلا آتا ہے وہ یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے یہی مسنون طریقہ ہے جیسا کہ آیت مذکورہ فی الحدیث اور احادیث صحیحہ اس کے مسنون ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس کے خلاف مکروہ ہے، چنانچہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ قیام کی مخالفت کرنا مکروہ ہے اس پر انہوں نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن جب حضرت کعب وغیرہ نے اس نماز جمعہ کے فاسد ہونے کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہو گیا کہ بحالت قیام خطبہ پڑھنا ان کے نزدیک شرط نہیں ہے۔ (فتح للعدو)

الفضل فی الدنو من الامام

امام سے قریب ہونے کی فضیلت

اخبرنا محمود بن خالد قال حدثني عمر بن عبد الواحد قال سمعت يحيى بن الحارث يحدث عن ابي الاشعث الصنعاني عن اوس بن اوس الثقفي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من غسل واغتسل وابتكر وغدا ودنا من الامام وانصت ثم لم يلغ كان له بكل خطوة كاجر سنة صيامها وقيامها.

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے غسل کرایا (اپنی بیوی کو) اور خود بھی غسل کیا اور سویرے اول وقت مسجد میں گیا اور امام سے نزدیک بیٹھا اور خاموشی سے خطبہ سنا اور فضول بات نہیں کی تو اس کو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں سال بھر روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

النهي عن تخطي رقاب الناس والامام على المنبر يوم الجمعة

جمعہ کے دن امام منبر پر بیٹھا ہو تب لوگوں کی گردنیں پھاندنا منع ہے

اخبرنا وهب بن بيان قال حدثنا ابن وهب قال سمعت معاوية بن صالح عن ابي الزاهرية عن عبدالله بن بسر قال كنت جالساً الى جانبه يوم الجمعة فقال جاء رجل يتخطى رقاب الناس فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اى اجلس فقد اذيت.

ابوالزاہریہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن ان کے پاس بیٹھا

ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ ایک شخص آیا اور لوگوں کی گردنیں پھاندنے لگا اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا کیونکہ تو نے لوگوں کو اذیت پہنچائی۔

تشریح: اس حدیث سے جمعے کے دن تخطی رقاب کی کراہت معلوم ہوتی ہے یعنی جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا اگلی صف میں امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہ فعل بہت ہی ناپسندیدہ ہے ترمذی کی ایک روایت میں اس تخطی رقاب پر "اتخذ جسرا الی جھنم" کی وعید آئی ہے کہ جو شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگ پھلانگ کر اگلی صف میں پہنچتا ہے ہوا ہے اس فعل مکروہ کے باعث جہنم میں پل بنے گا کیونکہ اس نے اپنے اس فعل سے مسلمین کو تکلیف پہنچائی اور حقارت اور نفرت کا برتاؤ کیا ہے، اس حدیث میں یوم جمعہ کی تخصیص تعظیم کے لئے ہے ورنہ تخطی رقاب کا فعل خواہ نماز جمعہ میں ہو یا غیر نماز جمعہ میں ہر صورت منع ہے بلکہ علم وغیرہ کی مجالس میں بھی تخطی رقاب ممنوع ہے اس کی تائید حدیث پاک کے جملہ "اجلس فقد اذیت" سے ہوتی ہے کیونکہ تخطی رقاب سے اس شخص کو اس وجہ سے منع فرمایا ہے تا کہ لوگوں کو اذیت نہ پہنچے سب ظاہر ہے کہ یہی تعلیل بالاذیہ مذاکرہ علم وغیرہ کی مجالس میں پائی جاتی ہے لہٰذا وہاں بھی تخطی رقاب منع ہے۔

علامہ عراقی کا ارشاد:

علامہ عراقی وغیرہ کہتے ہیں کہ دو قسم کے آدمی کے لئے تخطی رقاب مکروہ نہیں ایک تو امام کے لئے دوسرے جس شخص کے سامنے صف میں خالی جگہ ہو وہاں تک بغیر تخطی کے پہنچنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ضرورت کی بناء پر تخطی کی اجازت ہے بلا ضرورت لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے شریعت کا یہی حکم ہے۔

حنفیہ کا مسلک:

حنفیہ کے نزدیک تخطی کا کیا حکم ہے جائے ملاعلی قاری نے شرح مرقاۃ اعلاء میں حلبی کے قول کے حوالہ سے لکھا ہے فرماتے ہیں "وینبغی ان یقید النہی عن التخطی بما اذا وجد بدا اما اذا لم یجد بدا بان لم تکن فی الوراء موضع وفی المتقدم موضع فلہ ان یتخطی الیہ للضرورۃ وفی الخلاصۃ اذا دخل الرجل الجامع وھو ملآن ان کان تخطیہ یؤذی الناس لم یتخط وان کان لا یؤذی احدا بان لا یطا ثوبا ولا جسدا فلا باس ان یتخطی ویدنو من الامام" (بذل ۲/۱۹۵)

باب الصلٰوۃ یوم الجمعۃ لمن جاء والامام یخطب

جب جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت جو شخص مسجد میں آجائے اس کے واسطے نماز کا بیان

اخبرنا ابراھیم بن الحسن ویوسف ابن سعید واللفظ لہ قالا حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی عمرو بن دینار انہ سمع جابر بن عبد اللّٰہ یقول جاء رجل والنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی المنبر یوم الجمعۃ فقال لہ ارکعت رکعتین قال لا قال فارکع۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن آیا جب نبی ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو نے دو رکعتیں پڑھیں اس آدمی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پڑھ لے۔

تشریح: جو شخص خطبہ کے وقت مسجد میں داخل ہو وہ تحیۃ المسجد پڑھے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت تحیۃ المسجد کی مختصر قراءت کے ساتھ پڑھ لے اگرچہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو ان کا استدلال حدیث باب سے ہے اور ان ائمہ کا دوسرا استدلال حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس" (رواہ الجماعۃ) یہ حدیث عام ہے جو ہر داخل فی المسجد کو شامل ہے خواہ جمعہ کے وقت مسجد میں داخل ہو جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو یا غیر جمعہ کے وقت ہر حال میں داخل ہونے والا دو رکعت پڑھ لے تیسری دلیل مقصود دلیل امام شافعیؒ وغیرہ کی بخاری و ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہے بخاری کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذا جاء احدکم والامام یخطب او قد خرج فلیصل رکعتین" اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں "ثم اقبل (ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم) علی الناس قال اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیصل رکعتین یتجوز فیہما" اور صحیح مسلم کی کتاب الجمعۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سلیک غطفانی کے واقعہ کے بعد حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں "اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما" یہ حدیث قوی ہے جس میں اقدم سلیک غطفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص بھی نہیں بلکہ عموم قصد کیا گیا ہے اور امام مالکؒ لیثؒ امام ابوحنیفہؒ سفیان ثوریؒ اور جمہور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول یہ ہے کہ خطیب کے وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے قال القاضی اور ابن العربی کہتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ جب خطبہ ہو رہا ہو تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت نہ پڑھے۔

جمہور کا استدلال:

جمہور ائمہ کا استدلال (۱) آیت قرآنی سے ہے فرمایا "واذا قری القرآن فاستمعوا لہ" یہ آیت حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی لیکن خطبہ کو بھی شامل ہے (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت تم ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو تو تم نے لغو بات کی۔ رواہ ابوداؤد وغیرہ اس حدیث سے بطریق دلالۃ النص خطبہ کے وقت نماز اور تحیۃ المسجد کی ممانعت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب امر بالمعروف جس کا درجہ واجب ہے اور سنت و تحیۃ المسجد سے بڑھا ہوا ہے وہ خطبہ کے وقت منع ہے تو سنت اور تحیۃ المسجد پڑھنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا (۳) حضرت ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے موقوفاً و مرفوعاً دونوں طرح سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا "اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام" (۴) حضرت شعبیؒ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اذا صعد الامام المنبر فلا صلوۃ ولا کلام حتی یفرغ" رواہ فی کتاب الاسرار للدبوسی۔ طبرانی کی روایت یہ ہے "اذا جاء احدکم والامام علی المنبر فلا صلوۃ ولا کلام" اگر یہ حدیث

مرفوعاً غریب ہے اور بیہقیؒ کہتے ہیں اس کو مرفوع کہنا وہم فاحش ہے یہ زہری کے کلام سے ہے اور اس کو امام مالکؒ نے موطا میں زہری سے نقل کیا ہے امام زہریؒ فرماتے ہیں "خروجه يقطع الصلوٰة وكلامه يقطع الكلام" اور اس کو امام مالکؒ سے امام محمد بن حسنؒ نے اپنی کتاب موطا میں نقل کیا ہے۔ اور امام زہری کے اس کلام کی شرح میں علامہ عبدالحیؒ نے موطا محمد کے حاشیہ میں حافظ ابوعمرو ابن عبدالبر مالکیؒ کے حوالے سے لکھا ہے "وهذا يدل على ان الامر بالانصات وقطع الصلوٰة ليس برأى وانه سنة احتج بها ابن شهاب لانه خبر عن علم علمه لا عن رأى اجتهده وانه عمل مستفيض فى زمن عمر وغيره" اس کی تائید مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سے ہوتی ہے وہ حضرت علی وابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں "انهم كانوا يكرهون الصلوٰة والكلام بعد خروج الامام" اب یہ بات ابن ابی شیبہؒ اپنی رائے سے نہیں فرما رہے ہیں بلکہ سنت کی روشنی میں فرمائی لہٰذا جب امام نے خطبہ شروع کیا ہے تو فرض یعنی خطبہ کا استماع چھوڑ کر غیر فرض یعنی تحیۃ المسجد میں مشغول ہونا کیوں کر درست ہوگا۔ (۵) مسند احمد ص ۷۵ ج ۵ میں عطاء خراسانی کی ایک حدیث ہے وہ نبیشہ ہذلی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "ان المسلم اذا اغتسل يوم الجمعة ثم اقبل الى المسجد لا يؤذى احداً فان لم يجد الامام خرج صلى ما بداله وان وجد الامام قد خرج جلس واستمع وانصت حتى يقضى الامام جمعته وكلامه الخ" حافظ ہیثمیؒ زوائد میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں "ورجاله رجال الصحيح" مگر علامہ منذریؒ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق عطاء خراسانی نے نبیشہ ہذلی سے نہیں سنا اس اعتراض کے جواب میں علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں کہ "غيران له شواهد بعضها يأتى فى الباب اللاحق" اس حدیث کے شواہد موجود ہیں بعض کا بیان اگلے باب میں آرہا ہے، مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من قال يوم الجمعة والامام يخطب انصت فقد لغا" وغیرہ وغیرہ جو ہم پیچھے نقل کرچکے ہیں غرض یہ کہ یہ حدیث پوری امت کے لئے قانون عام اور تشریع کلی ہے اور یہ حدیث خطبہ کے وقت استماع اور انصات کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث صحیحہ کے موافق ہے، بہر حال ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد کی دو رکعت منع ہے۔

فریق اول کے دلائل کا جواب:

حدیث باب سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک جزئی واقعہ ہے کہ شاید یہ اس رجل یعنی سلیک غطفانی کی خصوصیت ہو کیونکہ تمام عہد نبوی میں سوائے واقعہ سلیک کے اور کوئی قصہ پیش نہیں آیا صرف یہی ایک قصہ پیش آیا ہے، دیکھئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے تب ایک شخص مسجد میں داخل ہوا پھر بارش نہ ہونے کی شکایت کی جس کی وجہ سے مواشی ہلاک ہوگئے اور عرض کیا "ادع الله ان يغيثنا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا امر نہیں فرمایا پھر وہی شخص اگلے جمعہ کو مسجد نبوی میں

داخل ہوا جبکہ حضور ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع الله" بارش کی کثرت سے اموال ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے اللہ تعالیٰ سے بارش بند ہونے کی دعا فرمائیں حضور ﷺ نے دعا فرمائی الخ لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا نیز ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جبکہ حضور ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے اس سے فرمایا "اجلس فقد اذیت" بیٹھ جا تو نے لوگوں کو اذیت پہنچائی، لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا بلکہ بیٹھ جانے کا حکم فرمایا۔ رواہ النسائی، نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا جبکہ نبی ﷺ جمعہ کے خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی حضور ﷺ نے اسے فرمایا تو نے قیامت کے واسطے کیا تیاری کی ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا حب اللہ ورسولہ حضور ﷺ نے فرمایا "انك مع من احببت" رواہ احمد والنسائی وغیرہما لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا علاوہ اس کے اور بھی واقعات حدیث کی کتابوں میں آئے ہیں، مگر سوائے سلیک غطفانی کے کسی داخل ہونے والے کو مسجد میں تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کوئی خاص تھی چنانچہ نسائی شریف میں آگے "باب حث الامام علی الصدقۃ یوم الجمعۃ فی خطبتہ" کے ماتحت کی روایت سے امر صلوٰۃ کی غرض معلوم ہوگی کہ اس وقت کھڑا کرنا تحیۃ المسجد کے لئے نہیں تھا بلکہ مقصود اس کے لئے چندہ کرانا تھا چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا "قم فصل الرکعتین" یہ الفاظ حدیث کے صحیح مسلم میں بطریق سفیان عن عمرو بن دینار آئے ہیں، پس حضور ﷺ کا مقصد اس شخص کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دینے سے یہ تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالت کو دیکھیں اور اس پر صدقہ کریں کیونکہ وہ شخص بوسیدہ کپڑے میں آیا تھا حضور ﷺ کو اس پر رحم آیا اس لئے صحابہ سے صدقہ دینے کو ارشاد فرمایا پورا واقعہ اس مذکورہ باب کی روایت میں مذکور ہے، اگر حضور ﷺ کی مراد اس امر صلوٰۃ سے اقامت سنت ہوتی تو پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ارشاد نہ فرماتے "اذا قلت لصاحبك انصت والامام يخطب فقد لغوت" غرض کہ سیاق وسباق حدیث کے قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ ایک واقعہ جزئیہ ہے جو اس آدمی کے ساتھ مخصوص تھا ضابطہ کا عدہ نہ تھا، یا جواب (۲) میں یہ کہا جائے کہ جب حضور ﷺ نے اس شخص سے یہ فرمایا اٹھ کر دو رکعت پڑھ تو جب تک وہ نماز پڑھتا رہا حضور ﷺ نے خطبہ نہیں پڑھا آپ نے خطبہ کو روک دیا چنانچہ دار قطنی کی روایت میں ہے "وامسك عن الخطبة حتى فرغ من صلاته" اور دوسری روایت میں ہے "ثم انتظر حتى صلى" کہ حضور ﷺ اس شخص کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوا اب تو مسئلہ ہی ختم ہوا مسئلہ تو یہ تھا کہ استماع خطبہ کے لئے انصات ہو جو فرض ہے اور یہاں فرض استماع خطبہ اس سے ساقط ہے کیونکہ حضور ﷺ خاموش رہے اور خطبہ نہیں پڑھا جب تک وہ شخص نماز پڑھتا رہا، یا یہ جواب (۳) دیا جائے کہ سلیک غطفانی سے سوال وجواب وغیرہ کا قصہ حضور ﷺ کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے واقع ہوا تھا چنانچہ امام نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں اس حدیث سلیک پر یہ باب باندھا ہے "باب الصلاة قبل الخطبة" پھر اس کے تحت میں ابی الزبیر عن جابر کے طریق سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "قال جاء سليك الغطفاني ورسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد على المنبر فقعد سليك قبل ان يصلي فقال له

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرکعت رکعتین قال لا قال قم فارکعہما" یا یہ جواب (۳) دیا جائے کہ یہ ابتداء کا قصہ ہے جب خطبہ اور نماز میں کلام ہوتا تھا پھر جب کلام فی الصلوٰۃ منسوخ ہو گیا تو کلام فی الخطبہ بھی منسوخ ہو گیا کیونکہ خطبہ شطر الصلوٰۃ ہے یا جزو صلوٰۃ ہے "کما صرح بہ الطحاوی" اب شوافع وغیرہ جو حدیث باب سے استدلال کرتے ہوئے خطبہ کے وقت جواز تحیۃ المسجد کے قائل ہیں وہ یہاں کس طرح یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ آخر کا قصہ ہے فریق اول (امام شافعی وغیرہ) کے دوسرے استدلال کا جواب علامہ عینی نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرنے کی گنجائش نہیں بلکہ اس پر محمول ہے کہ جو شخص مسجد میں ایسے وقت میں داخل ہو جبکہ نماز جائز ہوتی ہے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے جیسا کہ کوئی شخص طلوع آفتاب اور غروب اور نصف دوپہر کے وقت مسجد میں داخل ہو تو وہ ان اوقات میں ممانعت وارد ہونے کی وجہ سے نماز بالکل نہ پڑھے اسی طرح جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تب نماز نہ پڑھے کیونکہ اس وقت نماز پڑھنا منع ہے تیسری حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ حدیث صحیحین کی ہے لیکن دارقطنی نے اس پر کلام کیا ہے انہوں نے بنام کتاب التتبع علی الصحیحین ایک کتاب لکھی ہے اس میں بخاری و مسلم کی تقریباً سو احادیث پر انتقاد کیا ہے ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے اس حدیث سے متعلق کو محسوس کیا ہے کہ صرف شعبہ عمرو بن دینار سے ضابطہ کلیہ کی شکل میں قولی حدیث بنا کر روایت کرتے ہیں بقیہ تمام شاگرد عمرو بن دینار کے مثلاً ابن جریج و ابن عیینہ حماد بن زید و ایوب ورقاء اور حبیب ابن یحییٰ رحمہم اللہ تعالیٰ جزئی واقعہ اور فعل سلیک غطفانی کا نقل کرتے ہیں ان میں سے کوئی ضابطہ کی شکل میں قولی حدیث نقل نہیں کرتا لہٰذا ممکن ہے کہ شعبہ سے وہم ہوا ہو کہ انہوں نے تمام ثقہ راویوں کی جماعت کے خلاف ایک جزئی فعل کو قولی کی شکل میں پیش کر دیا ہے جو مسجد میں ہر داخل ہونے والے کو شامل ہے لہٰذا پوری جماعت ثقات کی روایت کو شعبہ کی روایت پر ترجیح ہو گی۔

حافظ ابن حجر کی رائے:

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں دارقطنی کے اس انتقاد کو نقل کرنے کے بعد اس کا جواب دیا ہے حافظ کہتے ہیں کہ روح بن القاسم نے متابعت کی ہے شعبہ کی دارقطنی کو غلطی ہوئی کہ انہوں نے اس حدیث کو قولاً روایت کرنے میں شعبہ کو متفرد کہہ دیا درست نہیں کیونکہ متابع موجود ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ اب بھی پوری جماعت ثقات حدیث کی کے خلاف ہے چنانچہ علامہ بنوری معارف السنن ج ۴ ص ۳۸۰ پر لکھتے ہیں "وابن عیینہ اثبت الناس فی عمرو بن دینار کما ذکرہ الحافظ فی الفتح کما سیأتی بیانہ فی مسألہ اقتداء المفترض خلف المتنفل فاذن روایۃ ابن عیینہ وحدہ اولی عن غیرہ ولا سیما اذا تابعہ جماعۃ من الثقات کابن جریج وحماد وایوب وغیرھم وابن جریج اجل اصحاب عمرو بن دینار واثبتھم فھؤلاء الثقات الستۃ من اولی رواۃ عمرو بن دینار فھلا یکون اتفاقھم معیار الترجیح" (بذل المجهود جلد ۲، معارف السنن جلد ۱) یا یہ کہا جائے کہ یہ حدیث مبیح صلوٰۃ ہے اور حدیث ممانعت محرم الصلوٰۃ ہے اب تحیۃ المسجد کے بارے میں تعارض پیدا ہو گیا لہٰذا محرم کو ترجیح ہو گی اسی بنیاد پر جمہور احناف کہتے ہیں کہ جب خطبہ ہو رہا ہو اس وقت نماز کی اجازت نہیں۔

باب كيفية الخطبة

خطبہ کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال سمعت ابا اسحق يحدث عن ابى عبيدة عن عبد الله عن النبى صلى الله عليه وسلم قال علمنا خطبة الحاجة الحمد لله نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا وسيئات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله ثم يقرأ ثلث آيات يا يها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون، يا يها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونساء، واتقوا الله الذى تساء لون به والارحام، ان الله كان عليكم رقيباً، يا يها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سديداً. قال ابو عبد الرحمن ابو عبيدة لم يسمع من ابيه شيئاً ولا عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود ولا عبد الجبار بن وائل بن حجر.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت کی تعلیم فرمائی وہ خطبہ یہ ہے "الحمد لله نستعينه ونستغفره الخ" اس کے بعد تین آیات پڑھتے تھے جن کا ذکر راوی نے کیا ہے پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا ہے پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں یعنی ان کی اولاد سے بہت سی اولاد بھی اور تم اللہ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔ تیسری کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو اور ٹھیک سیدھی بات کہو۔

تشریح: ظاہر یہی ہے کہ خطبہ حاجت خطبہ جمعہ کو بھی شامل ہے کیونکہ حاجت سے عمومی حاجت مراد ہے جو نکاح وغیرہ سب کو شامل ہے بہرحال مصنف کے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کی وجہ یہی ہے کہ اصل تو اتحاد خطبہ ہے جب نکاح کے موقع پر اس خطبہ کا پڑھنا جائز ہے تو جمعہ میں بھی پڑھنا جائز ہوگا۔ (والله تعالى اعلم، كذا قال علامة السندى)

باب حض الامام فى خطبته على الغسل يوم الجمعة

امام کے اپنے خطبہ میں جمعہ کے دن غسل پر ترغیب دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن الحكم عن نافع عن ابن عمر قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اذا راح احدكم الى الجمعة فليغتسل.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور (اپنے خطبہ میں) فرمایا جب تم میں

سے کوئی جمعہ میں آوے تو اس کو چاہیے کہ غسل کرے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن ابراهيم بن نشيط انه سأل ابن شهاب عن الغسل يوم الجمعة فقال سنة وقد حدثني به سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تكلم بها على المنبر.

ابراہیم بن نشیط نے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں ابن شہاب سے پوچھا ابن شہابؒ نے فرمایا سنت ہے اور مجھ سے غسل جمعہ کے بارے میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کی ترغیب دی ہے جبکہ آپ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عبد الله بن عبد الله عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال وهو قائم على المنبر من جآء منكم يوم الجمعة فليغتسل قال ابو عبد الرحمن ما اعلم احدا تابع الليث على هذا الاسناد غير ابن جريج واصحاب الزهري يقولون عن سالم بن عبد الله عن ابيه بدل عبد الله ابن عبد الله بن عمر.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے تھے جو شخص تم میں سے جمعہ کو آوے اس کو غسل کر لینا چاہیے۔

تشریح: بذل المجهود جلد ۲ صفحہ ۱۸۸، پر صاحب البدائع کے حوالہ سے حنفیہ کا یہ مذہب نقل کیا ہے "ویکره للخطيب ان يتكلم في حالة الخطبة الخ الا اذا كان الكلام امر ا بالمعروف فلا يكره" جیسا کہ حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا ہے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں امر بالمعروف مکروہ نہیں کیونکہ یہ خطبہ کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ خطبہ میں وعظ ونصیحت ہوتی ہے اس لئے امر بالمعروف مکروہ نہیں۔ مثلاً جب ابن شہاب زہریؒ سے غسل جمعہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا سنۃ یعنی سنت ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ غسل جمعہ ضروری اور واجب نہیں بلکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ ارشاد قرآنی ہے "واشهدوا اذا تبايعتم" اب جس نے گواہ بنا لیا اچھا کام کیا اور جس نے گواہ بنانا چھوڑ دیا تو کوئی حرج نہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے "فاذا قضيت الصلوٰة فانتشروا في الارض" اب جو شخص روزی کمانے کی غرض سے نکل گیا اچھا کام کیا اور جو بیٹھا رہا کوئی حرج نہیں اسی طرح غسل جمعہ کا حال ہے۔ (كذا في الحاشية النسائي)

باب حث الامام على الصدقة يوم الجمعة في خطبته

جمعہ کے دن خطبہ میں امام کا صدقہ کی ترغیب دینا

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن ابن عجلان عن عياض بن عبد الله قال سمعت ابا سعيد الخدري يقول جآء رجل يوم الجمعة والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب بهيأة بذة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اصليت قال لا قال صل ركعتين وحث الناس على الصدقة

فالقوا ثیابهم فاعطاه منها ثوبین فلما كانت الجمعة الثانية جاء و رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فحث الناس على الصدقة قال فالقى احد ثوبيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء هذا يوم الجمعة بهيأة بذة فامرت الناس بالصدقة فالقوا ثيابا فامرت له منها بثوبين ثم جاء الآن فامرت الناس بالصدقة فالقى احدهما فانتهره وقال خذ ثوبك

عیاض بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ ایک شخص خستہ حال جمعہ کے دن آیا اس وقت نبی ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو نے نماز پڑھی اس نے جواب دیا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا دو رکعت پڑھ لے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی لوگوں نے کپڑے ڈالے حضور ﷺ نے ان میں سے اس کو دو کپڑے دیئے پھر دوسرے جمعہ میں وہ شخص آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی اس شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈالدیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص جمعہ کے دن خستہ حال پھٹے پرانے کپڑے میں آیا تھا اس لئے میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا لوگوں نے کپڑے دیئے میں نے اس کو دو کپڑے دینے کا حکم کیا پھر اس جمعہ کو آیا میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اس شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک ڈالدیا اس پر حضور ﷺ نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا اپنا کپڑا لیجا۔

تشریح: ہم نے پیچھے اس روایت کی طرف اشارہ کیا تھا اب وہ روایت آگئی اس حدیث سے اس شخص کو کھڑا کرنے کی غرض معلوم ہوگئی کہ مقصود اس کے لئے چندہ کرنا تھا نہ کہ تحیۃ المسجد کے لئے اس کو کھڑا کیا گیا، لہذا شوافع کو اگر عمل کرنا ہے تو حدیث کے تمام اقوال کی اجازت دیجئے منبر سے اترنا، خطبہ چھوڑ دینا، سامعین کا وہاں سے جا کر کپڑے لانا، پھر حضور ﷺ کا اس کو عطا فرمانا ان کو تمیں اور انقطاع خطبہ میں مزید ہوتے ہیں تو کوئی بات نہیں کہ اور افعال کو تو منسوخ کہہ جائے اور صرف دو رکعت تحیۃ المسجد پر جم جائیں تعجب ہے کہ تشمیت عاطس واجب ہے اور مختصر بھی ہے اس میں تو شوافع امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہوں اور عاطس کا "یرحمک اللہ" کے ساتھ جواب دینا منع کریں اور تحیۃ المسجد جو سب کے نزدیک مستحب ہے اس میں مخالف ہیں۔ کذا قال شیخ الهند رحمهم الله تعالیٰ

مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر

امام کا اپنی رعایا سے گفتگو کرنا جبکہ وہ منبر پر ہو

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة اذ جاء رجل فقال له النبي صلى الله عليه وسلم صليت قال لا قال قم فاركع.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو نے نماز پڑھی اس نے کہا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا کھڑا ہو نماز پڑھ لے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال حدثنا ابوموسی اسرائیل بن موسی قال سمعت الحسن یقول سمعت ابا بکرۃ یقول لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن معہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ مرۃ ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین عظیمتین۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور فرما رہے تھے بے شک میرا یہ فرزند سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے۔

تشریح: حدیث باب میں "فئتین من المسلمین" سے مراد ایک فرقہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور دوسرا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے آپ نے چھ ماہ خلافت کی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ" کے مطابق چھ ماہ کی جو مدت باقی رہ گئی تھی وہ پوری ہو گئی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے ان کا دست بردار ہو جانا درحقیقت ان کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت علی الامت کے پیش نظر ان کے واسطے ترک حکومت کی دعا فرمائی تھی اب ان کی صلح سے امت کے دونوں فریق کشت وخون سے محفوظ رہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور ان کا اس صلح پر استقرار اور دوام اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت صحیح تھی۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ)

باب القراءۃ فی الخطبۃ

خطبہ میں قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا ھارون بن اسماعیل قال حدثنا علی وھو ابن المبارک عن یحیی عن محمد بن عبد الرحمن عن ابنۃ حارثۃ بن النعمان قالت حفظت ق والقرآن المجید من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یوم الجمعۃ۔

حارثہ بن نعمان کی بیٹی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یاد کی ہے جبکہ آپ اس کو جمعہ کے دن منبر پر پڑھتے تھے۔

تشریح: یہ حدیث مروی ہے حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ام ہشام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں قرآن کا پڑھنا جائز ہے چنانچہ قاضی شوکانی نے فرمایا کہ خطبہ میں قرأت قرآن مستحب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں البتہ محل قرأت میں کہ پہلے خطبہ میں پڑھے یا دوسرے میں کچھ اختلاف ہے چنانچہ ان کے حوالے سے بذل المجہود جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ پر چار اقوال نقل کئے ہیں جس کو شوق ہو وہاں دیکھ لے طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل چھوڑ دی۔

مصنف بحر الرائق نے تجنیس کے حوالے سے لکھا ہے کہ خطبہ ثانیہ بھی اولی خطبہ کی طرح ہے مگر یہ کہ خطبہ ثانیہ میں وعظ کی جگہ مسلمانوں کے لئے دعا کرے اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اول خطبہ میں آیت قرآنی کی قرأت سنت ہے اسی طرح خطبہ ثانیہ میں بھی سنت ہے۔

باب الاشارة فی الخطبة

خطبہ میں اشارہ کرنے کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن حصین ان بشر بن مروان رفع یدیه یوم الجمعة علی المنبر فسبه عمارة بن رویبة الثقفی و قال ما زاد رسول الله صلی الله علیه وسلم علی هذا واشار باصبعه السبابة.

حضرت حصین سے روایت ہے کہ بشر بن مروان جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اس لئے حضرت عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو برا بھلا کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اس سے زیادہ انگلی سے اشارہ کرتے نہیں دیکھا۔

تشریح: جیسے خطیبوں اور واعظین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ خطاب اور تقریر کے دوران میں لوگوں کو متوجہ اور تنبیہ کرنے کے واسطے کبھی دائیں ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ کو اور کبھی دونوں کو اٹھاتے ہیں اسی طرح امیر کوفہ بشر بن مروان بن حکم جمعہ کے خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے حالانکہ یہ خلاف سنت ہے اس لئے حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وہاں موجود تھے اس کی اس حرکت کو دیکھ کر اس کو برا بھلا کہا۔ ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے "قبح الله هاتین الیدین" یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو تباہ کر دے یعنی اس طرح سے اشارہ کی کوئی اصلیت نہیں خلاف سنت ہے اور جو عمل خلاف سنت ہو وہ قابل مذمت ہے پھر ان کے طریق مشروع کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو لوگوں کو استماع خطبہ پر تنبیہ کی غرض سے صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے دونوں ہاتھوں سے اشارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نہ تھا۔ (کذا فی المرقات والمنہل)

باب نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة وقطعه كلامه ورجوعه اليه يوم الجمعة

جمعہ کے دن امام کا خطبہ سے فارغ ہونے سے قبل منبر سے اترنا اور اپنے کلام کو موقوف کرنا پھر منبر پر باقی خطبہ کو پورا کرنا

اخبرنا محمد بن عبد العزیز قال حدثنا الفضل بن موسی عن حسین بن واقد عن عبد الله بن

بريدة عن أبيه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب فجاء الحسن والحسين رضي الله عنهما وعليهما قميصان أحمران يعثران فيهما فنزل النبي صلى الله عليه وسلم فقطع كلامه فحملهما ثم عاد إلى المنبر ثم قال صدق الله إنما أموالكم وأولادكم فتنة رأيت هذين يعثران في قميصيهما فلم أصبر حتى قطعت كلامي فحملتهما

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرخ رنگ کے کرتے پہنے ہوئے گرتے پڑتے چلتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف آ رہے تھے حضور ﷺ خطبہ کو موقوف کر کے منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا لیا پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" بے شک تمہارے مال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں میں نے ان دونوں بچوں کو اپنی قمیص کی (رکاوٹ) سے گرتے ہوئے دیکھا پھر مجھ سے صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ میں نے اپنا کلام موقوف کیا پھر ان کو اٹھا لیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکلم خطبہ و تسلسل خطبہ کا انقطاع کوئی حرج نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے خطبہ موقوف کر کے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اٹھا لیا پھر باقی خطبہ پورا کیا حالانکہ کلام وغیرہ کے ذریعہ سے قطع تسلسل خطبہ مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب دونوں نواسے گرتے ہوئے آ رہے تھے تو آپ کو خوف ہوا کہ چوٹ نہ لگ جائے اور ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو ضرر سے بچنے کی ضرورت سے حضور ﷺ نے قطع خطبہ کر کے ان دونوں کو اٹھا لیا اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کی وجہ سے قطع خطبہ جائز ہے "کما اذا رأی ضریرا یخاف علیه سقوط البئر فعند ذالك یجوز التکلم بحفظه عن السقوط" اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ مصنف المغنی نے علماء کا اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جو کلام نماز میں جائز ہے وہ خطبہ میں بھی جائز ہے "کتحذیر الضریر من البئر" (بذل المجهود ۲:۸۸)

باب ما يستحب من تقصير الخطبة

خطبہ کا مختصر ہونا مستحب ہے

أخبرنا محمد بن عبد العزيز بن غزوان قال أخبرنا الفضل بن موسى عن الحسين بن واقد قال حدثني يحيى بن عقيل قال سمعت عبد الله بن أبي أوفى يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر الذكر ويقل اللغو ويطيل الصلوة ويقصر الخطبة ولا يأنف أن يمشي مع الأرملة والمسكين فيقضي له الحاجة

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذکر بہت کرتے تھے اور لغو بات بالکل نہیں کرتے تھے اور نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر پڑھتے تھے اور بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہ کرتے تھے بلکہ ان کی حاجت پوری فرماتے۔

تشریح: اس حدیث میں راوی نے چند چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ نماز لمبی پڑھتے تھے یعنی

سعی کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ انعقاد جمعہ کے لئے خطبہ واجب اور شرط ہے علاوہ اس کے اور بھی دو استدلال وہاں نقل کئے ہیں دیکھ لیجئے ۔ (بذل المجهود ۲/۱۸۱)

باب الفصل بين الخطبتين بالجلوس

بیٹھنے کے ساتھ دو خطبہ کے درمیان فصل کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا عبيد الله عن نافع عن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخطب الخطبتين وهو قائم وكان يفصل بينهما بجلوس.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھک کے ساتھ فصل کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے بھی دو خطبوں کے درمیان جلوس کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے لیکن یہ جلوس بطور واجب ہے یا بطور استحباب اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا واجب ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور قول یعنی "صلوا كما رأيتموني" اصلی سے استدلال کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیٹھنا استراحت کے واسطے ہے اور سنت ہے واجب نہیں اور ابن عبدالبر مالکیؒ فرماتے ہیں کہ سوائے امام شافعیؒ کے امام مالکؒ اور اہل عراق اور تمام فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جلوس دو خطبہ کے درمیان سنت ہے جو خطیب اسے چھوڑ دے کوئی حرج نہیں اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اصل مقصود فصل ہے گو بغیر جلوس کے ہو اور ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ یہ جلوس اجابا کی نیت سے مستحب ہے واجب نہیں یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کیونکہ اس قعدہ میں کوئی ذکر مشروع نہیں، لہٰذا واجب نہ ہوگا، امام شافعیؒ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ارشاد مذکور جس سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے وہ خطبہ کے درمیان کے جلسے کو شامل نہیں کرتا کیونکہ خطبہ حقیقۃً نماز نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل ۔ یعنی جلوس بین الخطبتین سے وجوب جلوس پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ محض فعل وجوب کا فائدہ نہیں دیتا۔ (كذا قال العيني، فتح الملهم: ج ۲)

باب السكوت في القعدة بين الخطبتين

دو خطبوں کے درمیان قعدہ میں سکوت کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الله بن بزيع قال حدثنا يزيد يعني ابن زريع قال حدثنا اسرائيل قال حدثنا سماك عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة قائما ثم يقعد قعدة لا يتكلم ثم يقوم فيخطب خطبة اخرى فمن حدثكم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخطب قاعدا فقد كذب.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے دیکھا ہے پھر کچھ دیر بیٹھتے بات چیت نہیں کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے وہ جھوٹ بولتا ہے۔

تشریح: ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ دونوں خطبے کے درمیان جلوس کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ خطیب آیت قرآنی میں سے کوئی آیت پڑھے کیونکہ ابن حبان کی روایت میں آیا ہے "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في جلوسه كتاب الله" بعض کہتے ہیں افضل یہ ہے کہ سورہ اخلاص پڑھے۔ كذا في شرح الطيبي۔

باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها

دوسرے خطبہ میں قرأۃ اور ذکر کا بیان

أخبرنا عمرو بن علي عن عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب قائما ثم يجلس ثم يقوم ويقرأ آيات ويذكر الله عز وجل وكانت خطبته قصدا وصلاته قصدا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور آیات پڑھتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور حضور ﷺ کا خطبہ معتدل اور نماز حضور ﷺ کی متوسط ہوتی تھی۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ خطبہ ثانیہ میں آیت قرآنی پڑھتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ آیات مخصوص پڑھتے تھے بلکہ کبھی کچھ آیات اور کبھی کچھ آیات پڑھ لیتے تھے بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول خطبہ میں کوئی سورہ پڑھتے تھے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے شعبی سے مرسلاً روایت کی ہے "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صعد المنبر يوم الجمعة استقبل الناس بوجهه ثم قال السلام عليكم ويحمد الله تعالى ويثني عليه ويقرأ سورة ثم يجلس ثم يقوم فيخطب ثم ينزل وكان ابو بكر وعمر يفعلانه" اور یہی مسلک کہ خطبہ ثانیہ میں بھی مثل اول خطبہ کے آیات قرآنی پڑھے صاحب بحر نے تجنیس کے حوالے سے نقل کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں "قال في التجنيس ان الثانية كالاولى الا انه يدعو للمسلمين مكان الوعظ"

الكلام والقيام بعد النزول عن المنبر

منبر سے اترنے کے بعد قیام اور کلام کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن علي بن ميمون قال حدثنا الفريابي قال حدثنا جرير بن حازم عن ثابت البناني عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عن المنبر فيعرض له الرجل فيكلمه فيقوم معه النبي صلى الله عليه وسلم حتى يقضي حاجته ثم يتقدم الى مصلاه فيصلي.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترتے اس وقت اگر کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا اس کے ساتھ کھڑے رہتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت پوری فرماتے پھر اپنے مصلے کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھا دیتے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد خطبہ نماز سے پہلے گفتگو کر سکتے ہیں ہاں دوران خطبہ منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

عدد صلوة الجمعة

نماز جمعہ کی کتنی رکعت ہے اس کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا شریک عن زبید عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال قال عمر صلوة الجمعة رکعتان وصلوة الفطر رکعتان وصلوة الاضحی رکعتان وصلوة السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو عبد الرحمن عبد الرحمن بن ابی لیلی لم یسمع من عمر

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور نماز عید الفطر کی دو رکعتیں ہیں اور نماز عید الاضحی کی دو رکعتیں ہیں اور نماز سفر کی دو رکعتیں ہیں یہ نمازیں پوری دو دو رکعت کی ہیں کم نہیں بزبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

القرأة فی صلوة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقین

جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی الصنعانی قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة قال اخبرنی مخول قال سمعت مسلما البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ یوم الجمعة فی صلوة الصبح الم تنزیل وهل اتی علی الانسان وفی صلوة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے اور نماز جمعہ میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین۔

القرأة فی صلوة الجمعة بسبح اسم ربک الاعلی وهل اتک حدیث الغاشیة

جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک پڑھنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرنی معبد بن خالد عن زید بن عقبة عن سمرة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی صلوة الجمعة بسبح اسم ربک

الاعلی وھل اتاک حدیث الغاشیہ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

ذکر الاختلاف علی النعمان بن بشیر فی القراۃ فی صلوۃ الجمعۃ

نعمان بن بشیر پر نماز جمعہ کی قراءۃ میں اختلاف کا بیان

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن ضمرۃ بن سعید عن عبید اللہ بن عبد اللہ ان الضحاک بن قیس سال النعمان بن بشیر ماذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرا یوم الجمعۃ علی اثر سورۃ الجمعۃ قال کان یقرا ھل اتاک حدیث الغاشیۃ

ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورہ جمعہ کے بعد کونسی سورہ پڑھتے تھے انہوں نے جواب دیا ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد عن شعبۃ ان ابراھیم بن محمد بن المنتشر اخبرہ قال سمعت ابی یحدث عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرا فی الجمعۃ سبح اسم ربک الاعلی وھل اتاک حدیث الغاشیۃ وربما اجتمع العید والجمعۃ فیقرا بھما فیھما جمیعاً۔

حبیب بن سالم نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور بعض اوقات عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو ان دونوں سورتوں کو عید اور جمعہ دونوں میں پڑھتے۔

تشریح: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے ضحاک بن قیس اور حبیب بن سالم کا یہ اختلاف جو نماز جمعہ کی سورتوں کے بارے میں ہے اس سے کسی روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس سے دونوں طرح سے پڑھنے کا جواز معلوم ہوا کہ کبھی سورہ جمعہ کے بعد ھل اتاک پڑھتے تھے اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی کے بعد ھل اتاک حدیث الغاشیہ۔

من ادرک رکعۃ من صلوۃ الجمعۃ

جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پا لے اس کا کیا حکم ہے

اخبرنا قتیبۃ ومحمد بن منصور واللفظ لہ عن سفیان عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک من صلوۃ الجمعۃ رکعۃ فقد ادرک۔

امام احمد کا مسلک:

علامہ ابن قدامہ نے المغنی میں ان کا یہ مسلک نقل کیا ہے "قال احمد بن حنبل ان شاء صلی بعد الجمعة ركعتين وان شاء اربعاوان شاء ستا" اس حدیث باب کے مفہوم سے بعض شوافع نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ قبل جمعہ کوئی سنت نہیں حتی کہ بعض کہتے ہیں کہ قبل جمعہ نماز بدعت ہے ان کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اسناد جید کے ساتھ بعض روایات میں صلوۃ قبل جمعہ کا ذکر آیا ہے چنانچہ حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ قبل جمعہ چار رکعات پڑھتے تھے اور امام ترمذی نے روایت کی ہے "ان ابن مسعود كان يصلى قبلها اربعا وبعدها اربعا" اب ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود از خود اس طرح نہیں کر سکتے تھے بلکہ حضور ﷺ سے سیکھ کر کرتے ہوں گے۔ (بذل المجهود ۲ / ۱۷۷)

صلوة الامام بعد الجمعة

جمعہ کے بعد امام کی نماز کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يصلى بعد الجمعة حتى ينصرف فيصلى ركعتين.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ گھر تشریف لے جاتے تھے پھر دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهرى عن سالم عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى بعد الجمعة ركعتين فى بيته.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

تشریح: علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ اوپر کے عنوان کے ماتحت قولی حدیث مطلق ہے جس سے مسجد میں پڑھنے کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے لیکن اس عنوان کے ذیل کی حدیث میں حضور ﷺ کے اپنے گھر میں دو رکعت پڑھنے کا بیان آیا ہے اس لئے امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ باب قائم کر کے اس طرح سے دفع تعارض فرمارہے ہیں کہ یہ دو رکعتیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں حضور ﷺ کے واسطے خاص تھیں اب کوئی تعارض نہیں۔ (والله تعالى اعلم كذا فى الحاشية)

باب اطالة الركعتين بعد الجمعة

جمعہ کے بعد دو لمبی رکعتیں پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبدة بن عبد الله عن يزيد وهو ابن هارون قال اخبرنا شعبة عن ايوب عن نافع عن ابن عمر انه كان يصلى بعد الجمعة ركعتين يطيل فيهما ويقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

بعدہ۔

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔

ذکر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة

جمعہ کے دن جس ساعت میں دعا قبول کی جاتی ہے اس کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا بكر يعني ابن مضر عن ابن الهاد عن محمد بن ابراهيم عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي هريرة قال اتيت الطور فوجدت ثم كعبا فمكثت انا وهو يوما احدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه اهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الارض من دابة الا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة الا ابن آدم وفيه ساعة لا يوافقها مؤمن وهو في الصلوة يسأل الله فيها شيئا الا اعطاه اياه فقال كعب ذلك يوم في كل سنة فقلت بل هي في كل جمعة فقرأ كعب التوراة ثم قال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو في كل يوم جمعة فخرجت فلقيت بصرة بن ابي بصرة الغفاري فقال من اين جئت قلت من الطور قال لو لقيتك من قبل ان تأتيه لم تأته قلت له ولم قال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تعمل المطي الا الى ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجدي ومسجد بيت المقدس فلقيت عبد الله بن سلام فقلت لو رأيتني خرجت الى الطور فلقيت كعبا فمكثت انا وهو يوما احدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه اهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الارض من دابة الا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة الا ابن آدم وفيه ساعة لا يصادفها عبد مؤمن وهو في الصلوة يسأل الله شيئا الا اعطاه اياه قال كعب ذلك يوم في كل سنة فقال عبد الله بن سلام كذب كعب قلت ثم قرأ كعب فقال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو في كل جمعة فقال عبد الله صدق كعب اني لا علم تلك الساعة فقلت يا اخي حدثني بها قال هي آخر ساعة من يوم الجمعة قبل ان تغيب الشمس فقلت اليس قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يصادفها مؤمن وهو في الصلوة وليست تلك الساعة صلوة قال اليس قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى وجلس ينتظر الصلوة فهو في صلوته حتى تأتيه الصلوة التي تليها قلت بلى قال فهو كذلك

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں کوہ طور پہنچا وہاں کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی میں اور وہ دونوں ایک دن بھر رہے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا تھا اور وہ مجھے توراۃ کی باتیں سناتے تھے میں نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دن جس میں آفتاب نکلا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی میں جنت سے اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں ان کی جان قبض کی گئی اسی دن میں قیامت ہوگی زمین پر کوئی ایسا جانور نہیں جو جمعہ کے دن صبح سے آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف سے کان نہ لگائے رہتا ہو سوائے اولاد آدم کے اور اسی جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اسی میں مومن نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتا ہے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ پورے سال میں ایک دن ہوتا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ وہ ہر جمعہ میں، پھر جب کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توراۃ پڑھی کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا وہ ہر جمعہ کے دن میں ہوتا ہے پھر میں نکلا تو میری بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا کوہ طور سے انہوں نے کہا اگر میں آپ سے کوہ طور جانے سے پہلے ملتا تو آپ وہاں نہ جاتے میں نے عرض کیا کیوں تو انہوں نے کہا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا تین مساجد کے علاوہ کسی (اور جگہ کی زیارت کے لئے) سواری کو استعمال نہ کیا جائے یعنی سفر نہ کیا جائے مسجد حرام اور میری مسجد اور بیت المقدس پھر میری عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے دیکھ لیتے کہ میں کوہ طور پر گیا تو وہاں کعب احبار سے ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ ایک دن رہا میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سناتا تھا اور وہ توراۃ کی باتیں بیان کرتے تھے میں نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب طلوع ہونے والے دنوں میں جمعہ کا دن بہتر ہے کیونکہ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت سے نکالے گئے اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں قیامت ہوگی روئے زمین پر کوئی جانور ایسا نہیں جو جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف سے کان نہ لگائے رہتا ہو سوائے آدم علیہ السلام کی اولاد کے اور اسی دن میں ایک گھڑی ہے مسلمان بندہ اسی گھڑی کے مطابق نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں تو کعب احبار کہنے لگے وہ دن پورے سال میں ایک مرتبہ آتا ہے یہ سن کر عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کعب جھوٹ بولتے ہیں میں نے کہا پھر کعب نے توراۃ پڑھی اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا وہ ہر جمعہ کے دن میں ہے تو عبداللہ کہنے لگے کعب نے سچ کہا بے شک میں اس گھڑی کو جانتا ہوں میں نے کہا بھائی مجھے بھی بتا دیجئے وہ کہنے لگے وہ غروب آفتاب سے پہلے جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ فرماتے تھے "لا یصادفھا مومن وھو فی الصلوۃ الخ" اور یہ آخری ساعت نماز کی گھڑی نہیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا جس نے نماز پڑھی اور دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہا وہ نماز کے حکم میں ہے یہاں تک کہ اس نماز کا وقت آ جائے میں نے کہا کیوں نہیں سنا ضرور سنا ہوں عبداللہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے۔

اخبرنی محمد بن یحیی بن عبد اللہ قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا ابراھیم بن خالد عن

رباح عن معمر عن الزهری قال حدثنی سعید عن ابی هریرة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان فی الجمعة ساعةً لا یوافقها عبد مسلم یسأل اللّٰہ فیها شیئا الا اعطاہ ایاہ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے جو مسلمان بندہ ٹھیک اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن محمد عن ابی هریرة قال قال ابو القاسم صلی اللّٰہ علیه وسلم ان فی الجمعة ساعةً لا یوافقها عبد مسلم قائم یصلی یسأل اللّٰہ عزوجل شیئا الا اعطاہ ایاہ قللها یزهدها قال ابو عبد الرحمن لا نعلم احداً حدث بهذا الحدیث غیر رباح عن معمر عن الزهری الا ایوب بن سوید فانه حدث به عن یونس عن الزهری عن سعید وابی سلمة وایوب بن سوید متروك الحدیث.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے اگر کوئی مسلمان بندہ ٹھیک اس ساعت میں بحالت نماز اللہ عزوجل سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں ہم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ ساعت مختصر ہے۔

تشریح: "قال ابو عبد الرحمن الخ" امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ رباح کے علاوہ بھی کسی اور نے اس حدیث کو معمر سے وہ زہری سے روایت کیا ہو البتہ ایوب بن سوید نے اس کو یونس سے وہ زہری سے وہ سعید اور ابو سلمہ سے روایت کی ہے اور ایوب بن سوید متروک الحدیث ہیں۔

"انی لاعلم تلك الساعة الخ" یہ بات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر فرما رہے ہیں یا کتب سابقہ کی آیات سے استنباط کرتے ہوئے فرمائی بہرحال اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ساعت اجابت دعا جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے "وقال احمد اکثر الاحادیث فی الساعة التی ترجی فیها اجابة الدعوة انها بعد صلاة العصر" باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ تک سفر کیا آپ پروردگار عالم کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ تھے اس حالت میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا ابن عون عن محمد عن ابن عباس قال کنا نسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ لا نخاف الا اللہ عزوجل نصلی رکعتین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے تھے ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں تھے ہم دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال حدثنا النضر بن شمیل قال اخبرنا شعبۃ عن یزید بن خمیر قال سمعت حبیب بن عبید یحدث عن جبیر بن نفیر عن ابن السمط قال رأیت عمر بن الخطاب یصلی بذی الحلیفۃ رکعتین فسألتہ عن ذالک فقال انما افعل کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل.

ابن سمط سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے، میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اسی طرح کرتا ہوں۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو عوانۃ عن یحیی بن ابی اسحق عن انس قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فلم یزل یقصر حتی رجع فاقام بھا عشراً.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک سفر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصر صلوٰۃ فرماتے رہے حتیٰ کہ واپس لوٹے مکہ میں دس دن ٹھہرے۔

اخبرنا محمد بن علی بن الحسن بن شقیق قال اخبرنی ابی اخبرنا ابو حمزۃ وھو السکری عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر رکعتین ومع ابی بکر رکعتین ومع عمر رکعتین رضی اللہ عنھما.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا حمید بن مسعدۃ عن سفیان وھو ابن حبیب عن شعبۃ عن زبید عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن عمر قال صلوٰۃ الجمعۃ رکعتان والفطر رکعتان والنحر رکعتان والسفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جمعہ کی دو رکعت اور نماز عید الفطر دو رکعت اور نماز عید قربانی دو رکعت اور نماز سفر دو رکعت ہیں اور یہ پوری ہیں قصر نہیں ہیں بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اخبرنا محمد بن وهب قال حدثنا محمد بن سلمة قال حدثني ابو عبد الرحيم قال حدثني زيد عن ايوب وهو ابن عائذ عن بكير بن الاخنس عن مجاهد ابي الحجاج عن ابن عباس قال فرضت صلوة الحضر على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم اربعاً وصلوة السفر ركعتين وصلوة الخوف ركعة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نماز فرض کی گئی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت یعنی امام کے ساتھ باقی ایک رکعت تنہا پڑھ لی جائے۔

اخبرنا يعقوب بن ماهان قال حدثنا القاسم بن مالك عن ايوب ابن عائذ عن بكير بن الاخنس عن مجاهد عن ابن عباس قال ان الله عزوجل فرض الصلوٰة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم في الحضر اربعاً وفي السفر ركعتين وفي الخوف ركعة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بے شک اللہ بزرگ و برتر نے نماز کو فرض کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت۔

تشریح: "عن عبد الله بن بابيه" اس لفظ کو باباہ اور بابیہ بکسر الباء التحتیہ کے ساتھ پڑھنا بھی صحیح ہے قرآن پاک کی آیت "ليس عليكم جناح الخ" سے یعلی بن امیہ کو شبہ اس لئے پیدا ہوا کہ اس آیت میں قصر صلوٰۃ کو خوف پر معلق کیا ہے اب تو خوف جاتا رہا مکمل امن اور سکون ہے لہٰذا اب قصر صلوٰۃ سفر میں جائز نہ ہونا چاہئے اس شبہ کا اظہار انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا آپ نے فرمایا مجھے بھی اس قسم کا شبہ اور اشکال پیش آیا تھا پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مبارک "صدقة تصدق الله بها الخ" سے کافی وشافی جواب دے کر اس کا ازالہ فرما دیا کہ بلا خوف بھی پڑھنا چاہئے ہاں چونکہ نزول آیت کے وقت مسافروں کو کفار کی طرف سے ایذا رسانی کا خوف رہتا تھا اس لئے "ان خفتم" فرمایا یعنی قصر صلوٰۃ کو خوف کے ساتھ مقید فرمایا ورنہ حکم عام ہے ہر حال میں قصر جائز ہے غرض خوف کی قید اتفاقی ہے بلحاظ وقت اس کا ذکر آیت میں آیا ہے دوسری حدیث میں امیہ بن عبداللہ بن خالد کو جو شبہ پیش آیا اور جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا یہ ہے کہ ہم قرآن میں صلوٰۃ حضر اور صلوٰۃ خوف کا حکم پاتے ہیں مگر بلا خوف صلوٰۃ سفر کا حکم قرآن میں نہیں پاتے اس شبہ کا منشاء بھی وہی تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کا تھا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے حوالے سے امیہ بن عبداللہ کو جواب دیا "ابن اخي ان الله عزوجل بعث محمد صلى الله عليه وسلم الخ"

قصر صلوٰۃ میں علماء کا اختلاف:

مصنف قدوریؒ نے فرمایا "وفرض المسافر في الرباعية ركعتان" کہ مسافر کا فرض چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ہیں یہی مسلک حنفیہ کا ہے اور علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اکثر علماء سلف اور فقہاء کا یہی مذہب ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے یہی امام مالکؒ اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے حنفیہ کی ایک دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں ہے

دو فرماتے ہیں "صحبت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکان لایزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر وعمر وعثمان کذلک" غور کیجئے کہ ساری عمر حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں قصر پڑھتے رہے اور حضور ﷺ سے اتمام صلوٰۃ یعنی چار رکعت کا پڑھنا ثابت نہیں اور نہ خلفاء راشدین سے تو پھر اس اسوۂ حسنہ کے خلاف کیسے صحیح ہوگا، دوسری دلیل یہی حدیث ہے جو عنوان کے تحت حضرت یعلی بن امیہ سے مروی ہے اس کو امام مسلمؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے اس میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے "صدقة تصدق اللّٰہ بها علیکم فاقبلوا صدقته" اس میں "فاقبلوا" صیغہ امر وجوب کے لئے ہے، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے صدقہ کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا رد کر دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، تیسری دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے "صلوٰة الجمعة رکعتان والفطر رکعتان الخ" یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ سفر کی نماز شروع سے دو ہی رکعت فرض کی گئی نہ یہ کہ ابتداء میں چار رکعات تھیں پھر دو رکعت کم کر دی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "علی لسان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ثبوت حضور ﷺ کے قول سے ہے، چوتھی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نماز حضر اور سفر دو دو رکعت فرض ہوئی سفر میں وہی رہی اور حضر میں دو رکعت کا اضافہ ہوا (رواہ مسلم)

اب اگر سفر میں کوئی چار پڑھے تو ایسا ہے جیسے کوئی فجر کی دو رکعتوں میں دو اور ملا کر چار پڑھ لے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے ایسے ہی سفر میں اتمام صحیح نہیں بلکہ قصر ہی واجب ہے علاوہ اس کے اور بھی دلائل ہیں ہم نے طوالت کے خوف سے نقل نہیں کئے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ سفر میں دو رکعت پر قصر کرنا مسافر کے حق میں رخصت ہے مگر اتمام افضل ہے ان کی ایک دلیل نسائی شریف کی یہی روایت ہے جو باب کے تحت مذکور ہے "تقال صدقة تصدق اللّٰہ بها علیکم فاقبلوا صدقته" فرماتے ہیں کہ سفر میں قصر صلوٰۃ صدقہ کی طرح ہے کوئی قبول کرے نہ کرے اس کی مرضی ہے جیسے انسان کے صدقات کا معاملہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس درست نہیں کیونکہ اللہ کے صدقہ میں اور انسانوں کے صدقے میں فرق ہے انسان کے صدقہ میں تملیک ہوتی ہے اس میں لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے لیکن اللہ کے صدقہ میں تملیک کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہاں اسقاط کو یعنی بحالت سفر دو رکعت ساقط کر دینے کو صدقہ سے تعبیر کیا ہے "تصدق من اللّٰہ" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں تو رد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قبول کر لینا واجب ہے کیونکہ اسی حدیث میں "فاقبلوا صدقته" بھی ہے جو وجوب قبول کا تقاضا کرتا ہے غرض کہ اول تو اللہ کا صدقہ ہے پھر حضور ﷺ کا امر کہ قبول کرو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اختیار نہیں چاہے قبول کرے چاہے قبول نہ کرے بلکہ قصر ہی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے آخری دور میں اتمام کیا یعنی پوری نماز پڑھی اب اگر اتمام کی اجازت نہ ہوتی تو امیر المومنین ایسے کیوں کرتے اس کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ قصر پڑھتے رہے ایک مرتبہ حج میں اتمام کیا تو ان کے اس فعل پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

صحابہ کی ایک جماعت نے کس قدر اعتراض کیے شوافع وغیرہ نے ان کے قول کو تو دیکھا مگر صحابہ کرام کے اعتراض پر خیال نہ کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قصر صلوٰۃ کی تاویل کرنا پڑی کسی کو تو یہ ① جواب دیا کہ میں خلیفۃ المسلمین ہوں تمام اہل اسلام کا مسکن میرا ہی مسکن ہے کسی کو ② جواب دیا کہ چونکہ لوگ میرے ہمراہ تھے اگر میں دو رکعت پڑھتا تو وہ اسی کو اصل سمجھ جاتے تو ان کی غلطی کو دور کرنے کے لئے منی وغیرہ میں چار رکعت پڑھیں کسی کو ③ یہ جواب دیا کہ میں نے یہاں نکاح کر لیا ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے "انه صلی بمنی اربع رکعات فانکر الناس علیه فقال ایها الناس انی تاهلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من تاهل فی بلد فلیصل صلوة المقیم" اس کے بعد علامہ عثمانی فتح الملهم جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ میں لکھتے ہیں "وقد نص احمد وابن عباس قبله ان المسافر اذا تزوج لزمه الاتمام وهذا قول ابی حنیفة رحمه الله ومالك واصحابهم وهذا احسن ما اعتذر به عن عثمان رضی الله تعالی عنه" غرض اس سے معلوم ہوا کہ قصر حضرت ابن مسعود وغیرہم کے نزدیک واجب تھا کیونکہ قصر اگر مباح ہوتا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ انکار نہ کرتے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ تاویلات ترک قصر صلوٰۃ کی وجہ بتاتے تو اس سے کسی کے اختلاف کے بغیر اجماع صحابہ سے قصر کا وجوب ثابت ہو گیا۔ تحقیق امام شافعی وغیرہ نے تیسرا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کیا ہے کہ وہ خود سفر میں چار رکعت پڑھتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ای خالہ کاش آپ قصر کرتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میری بہن کے پیارے بیٹے مجھ پر پوری نماز پڑھنا دشوار نہیں ہوتی ہے۔ (رواہ البیهقی والدارقطنی)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک قصر کرنا بوجہ مشقت کے تھا تو جس پر مشقت نہ ہو وہ پوری پڑھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا اجتہاد ہوگا جو دیگر مجتہدین پر حجت نہیں ہو سکتا تمام متواتر صحیح روایات قصر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی مواظبت علی القصر کے مقابلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اجتہادی عمل کیوں کر حجت ہوگا، علاوہ ازیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صراحۃً انکار قصر منقول نہیں ہے بلکہ جب حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا "لو صلیت رکعتین" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "یا ابن اختی لایشق علی" یعنی میرے لئے چار رکعت پڑھنی دشوار نہیں تو انہوں نے اپنے فعل اتمام کی تاویل تو کی ہے مگر اصل قصر کا انکار نہیں کیا۔ اب ان کی یہ تاویل نفس الامر میں وجوب قصر کے ہرگز منافی نہیں ہو سکتی لہٰذا شوافع کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے استدلال ہرگز درست نہیں۔ (ماخوذ از فتح الملهم وبذل المجهود، مزید تفصیل وہاں مذکور ہے)

باب الصلوة بمكة

مکہ میں نماز کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی فی حدیثه عن خالد بن الحارث قال اخبرنا شعبة عن قتادة قال سمعت موسی وهو ابن سلمة قال قلت لابن عباس کیف اصلی بمکة اذا لم اصل فی جماعة قال

ركعتين سنة ابي القاسم صلى الله عليه وسلم.

قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن سلمہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں جماعت سے نماز نہ پڑھ سکوں تو مکہ میں نماز کس طرح پڑھوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو رکعت یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا سعيد قال حدثنا قتادة ان موسى بن سلمة حدثهم انه سأل ابن عباس قلت تفوتني الصلوة في جماعة وانا بالبطحآء ما ترى ان اصلي قال ركعتين سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

موسیٰ بن سلمہ نے قتادہ وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا مجھ سے نماز باجماعت فوت ہو جاتی ہے جبکہ میں بطحاء میں ہوتا ہوں اب کیسے پڑھوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو رکعت، یہ دو رکعت پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

باب الصلوة بمنى

منیٰ میں نماز کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن ابي اسحاق عن حارثة بن وهب الخزاعي قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم بمنى آمن ما كان الناس واكثره ركعتين.

حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں نماز دو رکعت پڑھی اس وقت لوگ بہت زیادہ امن میں تھے اور تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابو اسحق ح واخبرنا عمرو بن علي حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا سفيان قال اخبرني ابو اسحاق عن حارثة بن وهب قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى اكثر ما كان الناس وآمنه ركعتين.

حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ لوگوں کی بہت بڑی جماعت تھی اور ہم امن کی حالت میں تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن بكير عن محمد بن عبد الله بن ابي سلمة عن انس بن مالك انه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى ومع ابي بكر وعمر ركعتين ومع عثمان ركعتين صدرا من امارته

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے شروع میں دو رکعت

پڑھیں۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا عبد الواحد عن الاعمش قال حدثنا ابراهیم قال سمعت عبد الرحمن بن یزید ح واخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا یحیٰی بن آدم حدثنا سفیان عن الاعمش عن ابراهیم عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد الله قال صلیت بمنٰی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم رکعتین۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں۔

اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنا عیسٰی عن الاعمش عن ابراهیم عن عبد الرحمن بن یزید قال صلی عثمان بمنٰی اربعاحتی بلغ ذلك عبد الله فقال لقد صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم رکعتین۔

عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں چار رکعت پڑھیں حتیٰ کہ اس کی اطلاع حضرت عبد اللہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھیں۔

اخبرنا عبید الله بن سعید قال اخبرنا یحیٰی عن عبید الله عن نافع عن ابن عمر قال صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم بمنی رکعتین ومع ابی بکر رضی الله عنه رکعتین ومع عمر رضی الله عنه رکعتین۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله بن عمر عن ابیه قال صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم بمنیً رکعتین وصلاها ابوبکر رکعتین وصلاها عمر رکعتین وصلاها عثمان صدراً من خلافته۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں دو رکعت پڑھیں۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء راشدین مکہ اور منیٰ وغیرہ میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اس پر باب کی احادیث دلالت کر رہی ہیں کیونکہ آپ حضرات مسافر تھے قصر صلوٰۃ کے متعلق تفصیلی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

باب المقام الذی یقصر بمثله الصلوٰة

اس بات کے بیان میں کہ کتنے دن کی اقامت تک قصر کرنا جائز ہے

اخبرنا حمید بن مسعدة قال اخبرنا یزید قال اخبرنا یحیٰی بن ابی اسحاق عن انس بن مالك قال

ی۔

ح: اس باب کے قائم کرنے کا مقصد بظاہر مدت اقامت کا بیان ہے لیکن مقام کی مناسبت سے ہم پہلے ایک اور مسئلہ قصر کی مقدار کا بیان کر رہے ہیں۔

لامہ خطابی معالم السنن میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ یعنی حنفیہ فرماتے ہیں کہ تین دن کی مسافت ہو تو قصر کرے ی قصر نہیں۔ (العرف الشذی ص ۲۴۰) میں لکھا ہے "مسافة القصر عند الشافعي واحمد ثمانية واربعون عندنا مسيرة ثلاثة ايام بسير وسط" امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی دلیل مسلم اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ ﷺ کا ارشاد ہے "المسح على الخفين للمسافر ثلثة ايام وللمقيم يوم وليلة" مصنف ہدایہ فرماتے سفر الذي يتغير به الاحكام الخ" (باب صلوٰۃ المسافر میں پوری عبارت دیکھئے) اب جس سفر کے سبب شریعت م میں تغیر ہو سکتا ہے وہ تین دن کا ہے قصر صلوٰۃ بھی ایک شرعی حکم ہے لہٰذا تین دن کے سفر میں قصر کرنا ہوگا، دوسری دلیل صحیح ری کی ہے "قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تسافر المرأة ثلاثة ايام الا مع ذي رحم محرم" اس سے ہوا کہ جس سفر سے شرعی حکم متعلق ہے وہ تین دن کا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مقدار مسافت قصر اڑتالیس میل ہے ان کی دلیل بخاری کی روایت ہے جو تعلیقاً ہے "كان ابن رضي الله تعالى عنه وابن عباس رضي الله تعالى عنه يقصران ويفطران الى اربعة برد وهو ستة عشر فرسخا" برد جمع ہے برید کی جو چار فرسخ کا ایک برید اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو اڑتالیس میل ہے، علماء حنفیہ نے بھی کے لئے اڑتالیس میل ہی رکھے ہیں کیونکہ تین دن کی مسافت عموماً اڑتالیس میل ہی ہوتی ہے۔

ظاہریہ کا مسلک:

ان کا مسلک یہ ہے کہ تین میل کی مسافت ہو تو قصر درست ہے ان کا استدلال صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سے ہے الفاظ اس کے یہ ہیں "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة اميال او فراسخ شعبة الشاك صلى ركعتين" اس کا جواب علامہ ابن عبدالبر مالکی نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث کے راوی یحییٰ ہنائی شیخ بصری ہیں، ابن حبانؒ اور ابوحاتمؒ نے ثقات میں سے شمار کیا ہے لہٰذا ان جیسے راوی جمہور محدثین کے مسلک سے یہ بات کیسے روایت کر سکتے ہیں کہ حضور ﷺ تین میل کے سفر میں قصر پڑھتے تھے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور ﷺ دور دراز سفر کے ارادے سے نکلتے تھے پھر تین میل تک چلنے کے بعد اتفاق سے نماز کا وقت آ جاتا تو حضور ﷺ قصر شروع کر دیتے تھے۔ (فتح الملهم: ۲/۲۵۷)

اس کا دوسرا ایک جواب علامہ نووی نے شرح مسلم میں یہ دیا ہے "واما هذا الحديث فلا دلالة فيه لاهل الظاهر في القصر في طويل السفر وقصره لان المراد حين سافر صلى الله عليه وسلم الى مكة في حجة

الوداع صلى الظهر بالمدينة اربعاً ثم سافر فادركته العصر وهو مسافر بذي الحليفة فصلاها ركعتين وليس المراد ان ذاالحليفة كان غاية سفره فلا دلالة فيه قطعاً واما ابتداء القصر فيجوز من حين يفارق بنيان بلده او خيام قومه ان كان من اهل الخيام" حاصل اس کا یہ ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ سے تقریباً تین میل باہر تشریف لے جاتے اور نماز کا وقت وہاں شروع ہوجاتا تو وہاں آپ قصر کرتے یہ مطلب نہیں کہ منتہائے سفر تین میل ہوتا تھا نیز شعبہ کی روایت میں تین میل یا تین فرسخ کا شک ہے لہٰذا اس سے یقینی طور پر تین میل کیسے ثابت ہوں گے لہٰذا اس سے اہل ظاہر کا اپنے مسلک پر استدلال صحیح نہیں۔

مدت اقامت اور اس میں اختلاف:

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ سفیان ثوریؒ ولیث بن سعدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شہر میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ اقامت کی نیت کرے تو پوری نماز چار رکعت پڑھے۔ حنفیہ کی دلیل (۱) باب کے ماتحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مکہ میں (فتح مکہ کے سال) پندرہ دن قیام فرمایا نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ امام نوویؒ اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہیں اس کا حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق ابوداؤد کی سند میں ہے اگر اعتراض ہو تو اس پر ہوسکتا ہے امام نسائیؒ نے جس سند سے نقل کی ہے یہ سند محمد بن اسحاق والی نہیں بلکہ عراک بن مالک عن عبیداللہ بن عبداللہ کی ہے اس کے راویان ثقہ ہیں لہٰذا یہ روایت صحیح ہے اور اس سے محمد بن اسحاق کی روایت کو تقویت ملتی ہے لہٰذا اس کو ضعیف قرار دینا درست نہیں امام نوویؒ کے اعتراض کو حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم نہیں کیا چنانچہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ میں حافظؒ کا یہ قول نقل کیا ہے "قال الحافظ في الفتح ضعفها النووي في الخلاصة (اي رواية ابي داؤد) وليس بجيد لان رواتها ثقاة ولم ينفرد بها ابن اسحاق فقد اخرجها النسائي عن عراك بن مالك عن عبيد الله كذلك" حنفیہ کی (۲) دوسری دلیل طحاوی کی روایت ہے وہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں "قالا اذا قدمت بلده وانت مسافر وفي نفسك ان تقيم خمسة عشر يوماً فاكمل الصلوٰة بها وان كنت لا تدري متى تظعن فاقصرها" (رواہ الطحاوی)

پھر یہاں پر اشکال یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال مدت قیام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پندرہ یوم سے زائد کی بھی روایت ہے کسی روایت میں سترہ دن اور کسی روایت میں انیس دن کا ذکر ہے حنفیہ اس کو عدم نیت اقامت پر محمول کرتے ہیں کہ فتح کے بعد حضور ﷺ حنین کا قصد فرما رہے تھے اور اتفاقی طور پر انیس (۱۹) یوم لگ گئے اور فتوحات میں ایسا ہی ہوتا ہے تو اگر یہ ثابت ہوجائے کہ نیت یہی کی تھی کہ انیس دن ٹھہریں گے تو بیشک درست ہوسکتا ہے مانا کہ اس وقت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نیت بھی یہی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی نیت کی صورت میں اتمام کرے ان کا استدلال باب کے ذیل میں حضرت علاء

بن الحضرمی کی روایت سے ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "یمکث المہاجر بعد قضاء نسکہ ثلاثا" اس سے معلوم ہوا کہ کسی جگہ چار دن قیام کی نیت کی صورت میں مقیم ہو جائے گا یہی مدت اقامت ہے، اس کا جواب قاضی شوکانی نے یہ دیا ہے (نیل الاوطار میں) "واستدل لهم بنهيه عليه الصلوة والسلام للمهاجرين عن الاقامة فوق ثلاث في مكة فتكون الزيادة عليها اقامة لاقدر الثلث ورد بان الثلاثة قدر قضاء الحوائج لا لكونها غير اقامة" ابن رشد بدایہ میں لکھتے ہیں "واحتجوا لمذهبهم بما روى انه عليه السلام اقام بمكة ثلاثا يقصر في عمرته وهذا ليس فيه حجة على انه النهاية لتقصير" غرض ان ائمہ کرام کا استدلال اس حدیث سے صحیح نہیں اس کے علاوہ کوئی صریح روایت چار دن کی توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ (فتح الملہم، معارف السنن)

شوافع وغیرہ کی طرف سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ حنفیہ کے پاس بھی تو کوئی صریح روایت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اس معاملہ میں کہ مسافت سفر کتنی ہے اور مدت اقامت کتنی ہے حنفیہ کے پاس بھی کوئی صریح حدیث مرفوع صحیح نہیں جو کچھ ہے وہ صحابہ کے آثار و اقوال ہیں یا بعض احادیث سے استنباط کیا گیا ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے پھر بھی امام ابوحنیفہ کا مسلک اس میں دلائل کے لحاظ سے قوی ہے۔

اس باب کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث مروی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ سفر میں قصر واجب نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ نسائی شریف کی روایت میں مطلق عمرہ کا ذکر ہے لیکن اس کے برعکس ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ مروی ہیں "خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في عمرة رمضان فافطر وصمت وقصر واتممت الخ" حالانکہ رمضان کا عمرہ جس کا اس روایت میں ذکر ہے صحیح نہیں کیونکہ تمام اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے اور سب ذی القعدہ میں کئے ایک صرف ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ ذی الحجہ میں کیا ورنہ بالفرض اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو پھر یہ حدیث معارض ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث کے جو اسی حدیث باب سے ثابت ہے فرماتی ہیں "فرضت الصلاة ركعتين ركعتين فاقرت صلاة السفر وزيد في صلاة الحضر" اب جب دونوں میں تعارض ہو گیا تو صحیح اصح کا مقابلہ نہیں کر سکتی، لہذا اصح کو صحیح پر ترجیح ہوگی۔

(مرقات ۳/۲۲۲)

ترك التطوع في السفر

سفر میں نفل نہ پڑھنے کا بیان

اخبرني احمد بن يحيى قال حدثنا ابو نعيم قال حدثنا العلاء بن زهير قال حدثنا وبرة بن عبد الرحمن قال كان ابن عمر لا يزيد في السفر على ركعتين لا يصلي قبلها ولا بعدها فقيل له ما هذا قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع.

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ ہم سے وبرة بن عبد الرحمن نے بیان کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں دو رکعت پر زیادہ نہیں

کرتے تھے نہ دو رکعت سے پہلے نماز پڑھتے اور نہ دو رکعت کے بعد ان سے پوچھا گیا یہ کیسی نماز ہے انہوں نے جواب دیا اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اخبرنا نوح بن حبیب قال حدثنا یحیٰی بن سعید قال حدثنا عیسٰی بن حفص بن عاصم قال حدثنی ابی قال کنت مع ابن عمر فی سفر فصلی الظهر والعصر رکعتین ثم انصرف الی طنفسة له فرای قوما یسبحون قال ما یصنع هؤلاء قلت یسبحون قال لو کنت مصلیا قبلها او بعدها لاتممتها صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر حتی قبض وعمر وعثمان رضی اللہ عنهم کذلک۔

حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ میں سفر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھی پھر وہ اپنے فرش پر چلے گئے تو وہاں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے کہا نفل پڑھ رہے ہیں اس پر انہوں نے فرمایا اگر میں نفل پڑھنے والا ہوتا فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد تو اپنی فرض نماز پوری کیوں نہ پڑھ لیتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا آپ سفر میں دو رکعت پر زیادہ نہیں کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی دو رکعت پر زیادہ نہیں کرتے تھے۔

تشریح: ان روایات سے سفر میں ترک نوافل کی اجازت معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء سفر میں نوافل نہ پڑھتے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے برعکس کی روایت بھی منقول ہے چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں "وروی عنه ای ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یتطوع فی السفر" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نوافل پڑھتے تھے بہرحال ابن عمر دو قسم کی روایات ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل پڑھنے کو بیان کرتے ہیں اور نہ پڑھنے کو بھی وہی روایت کرتے ہیں (اور اس میں ایک تطبیق امام بخاری نے دی ہے وہ یہ کہ توابع فرائض کو نہ پڑھا، مستقل نوافل کو پڑھا لیکن بہتر تطبیق یہ ہے کہ اگر سیر کی حالت میں ہوتے تو نہ پڑھتے اور کسی منزل پر قیام ہوتا نزول کے وقت پڑھ لیتے۔ کذا قال شیخ الهند رحمہ اللہ)

ﷺ نے لوگوں کے اس خیال فاسد کی تردید میں ارشاد مبارک "ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ الخ" فرمایا کہ سورج اور چاند کو کسی کے مر جانے یا کسی کے پیدا کے ہونے پر گرہن نہیں لگتا بلکہ قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اگر بندے مطیع ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فضل پر قوت اعتقاد حاصل ہونے کی بدولت ان کے اندر مزید خوف پیدا ہوگا اور اگر بدکار ہیں تو استغفار وتوبہ کریں گے یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سخت ہوائیں چلتیں تو حضور ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا کبھی حجرہ میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے اس خوف سے کہ کہیں یہ ہوائیں اس آندھی کی طرح نہ ہو جائیں جو قوم عاد پر چلی تھی یہاں پر ایک قابل غور بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے گرہن کی حقیقت بیان نہیں فرمائی اس لئے کہ انسان کی عملی زندگی کے آغاز اور انجام میں اس کی حقیقت کچھ بھی کارآمد نہیں البتہ بے شک کام کی بات یہ فرمائی کہ جب قدرت کی محسوس نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

التسبیح والتکبیر والدعاء عند کسوف الشمس

سورج گرہن کے وقت تسبیح اور تکبیر اور دعاء کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا ابو هشام هو المغیرة بن سلمة قال حدثنا وهيب حدثنا ابو مسعود الجريري عن حيان بن عمير قال حدثنا عبد الرحمن بن سمرة قال بينما انا اترامى باسهم لي بالمدينة اذ انكسفت الشمس فجمعت اسهمي وقلت لانظرن ما احدث لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في كسوف الشمس فاتيته مما يلي ظهره وهو في المسجد فجعل يسبح ويكبر ويدعو حتى حسر عنها قال ثم قام فصلى ركعتين واربع سجدات.

عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو میں نے اپنے تیروں کو جمع کیا اور کہا آج ضرور کوئی نئی چیز دیکھوں گا جو حضور ﷺ سورج گرہن کے بارے میں کریں گے میں حاضر ہوا اور بالکل حضور ﷺ کی پشت کے قریب کھڑا ہو گیا اور آپ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تسبیح پڑھتے اور تکبیر پڑھتے اور دعا مانگتے اور جس نماز کو شروع کیا تھا اسے دو رکوع اور چار سجدوں سے پورا کیا حتیٰ کہ آفتاب نکل گیا۔

تشریح: امام نووی فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے نماز آفتاب منجلی ہونے کے بعد شروع کی حالانکہ آفتاب سے گرہن زائل ہونے کے بعد صلاۃ کسوف پڑھنا درست نہیں یہ تو دیگر روایات کے بالکل خلاف ہے لہٰذا اس حدیث کے دوسرے طریق کے پیش نظر نیز دیگر روایات اور قواعد فقہ کی بنا پر حدیث اس پر محمول ہوگی کہ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو نماز کی حالت میں پایا تھا اور راوی کے بیان کردہ امور یعنی تسبیح وغیرہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں تو نماز کی ابتداء حالت کسوف میں ہوئی اور سلام پھیرنے سے پہلے آفتاب صاف اور روشن ہو گیا اب روایات میں کوئی تعارض نہیں۔ (زہر الربی)

صلوٰۃ کسوف کی ادائیگی کے بارے میں ائمہ کے مذاہب کی تفصیل:

صلوٰۃ کسوف میں ایک رکوع سے پانچ رکوع تک بلکہ اس سے بھی زیادہ تک مروی ہے جو دو رکوع تک قوی سند کے ساتھ ہے اور پانچ والی کی سند میں کچھ کلام ہے قوی نہیں، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے رکوع واحد کی روایت پر عمل کو اختیار کیا ہے آپ کے مسلک کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے ① حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو اسی عنوان کے تحت امام نسائی نے روایت کی ہے اس میں "فصلی رکعتین واربع سجدات" ہے تو معروف و معہود رکعتیں مراد لیں گے ② حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے جو آگے نسائی شریف میں آرہی ہے لہٰذا سے عطاء بن السائب نے بواسطہ ابی سائب عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے ③ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی نسائی میں آگے آرہی ہے کہ اس میں آیا ہے "فاذا رأیتم ذلک فصلوا کاحدث صلوٰۃ صلیتموھا من المکتوبۃ" اور مسلم بات ہے کہ کسوف کا واقعہ چاشت کے وقت ہوا ہے چنانچہ نسائی شریف میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے "حتی اذا کانت الشمس قید رمحین او ثلثۃ فی عین الناظر الخ" تو اب احدث صلوٰۃ نماز فجر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح پر حوالہ فرما رہے ہیں اور نماز فجر میں دو رکوع ہیں دو رکعتوں میں ④ حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی آگے آرہی ہے ان کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں "فاذا رأیتم من ذلک شیئا فصلوا کاحدث صلوٰۃ مکتوبۃ صلیتموھا" ⑤ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے یہ روایت بھی نسائی میں آرہی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی رکعتین مثل صلوتکم ھذہ وذکر کسوف الشمس" غرض کہ ان تمام روایات سے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف کی ہر رکعت میں دو رکوع ہیں ان کا استدلال حضرت عائشہ و حضرت اسماء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم کی روایات سے ہے یہ روایات نسائی اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں ہیں اور شوافع وغیرہ کے نزدیک دو رکوع والی احادیث زیادہ صحیح اور مشہور ہیں اس لئے وہ دو رکوع کے قائل ہوئے۔

حنفیہ کی طرف سے جوابات:

نماز کسوف کی نقل ایک ہی طرح پر نہیں ہوئی اس کے متعلق روایات میں اضطراب اور اختلاف کثیر ہے کسی روایت میں ایک رکوع اور کسی روایت میں دو رکوع بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک ہی راوی یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں دو رکوع اور ایک میں تین رکوع اور ایک میں چار تک کا بیان ہے اب کیا صورت ہوگی اس کے دو طریقے ہیں تطبیق یا ترجیح یعنی یہاں تطبیق ناممکن ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسوف کا واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا ہے جبکہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اب ایک ہی صورت ترجیح کی ہے تو حنفیہ نے اس میں سے نماز کسوف کو اس کیفیت پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے جس کی اصل شرع میں موجود ہے یعنی نعمان بن بشیر اور حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عبد الرحمن بن سمرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کی احادیث کے موافق، مگر شوافع وغیرہ کی طرف سے کوئی کہے کہ دو رکوع والی احادیث زیادہ قوی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ واحد رکوع والی حدیث بھی درجہ میں احادیث رکوعین سے کم نہیں چنانچہ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس سے وحدۃ رکوع ثابت ہوتی ہے جس کی صحت میں کوئی شک نہیں (الفاظ اس کے یہ ہیں "خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج يجر رداءه حتى انتهى الى المسجد الخ" کی طرح نسائی وغیرہ کی حدیث جو پیچھے نقل کر چکے ہیں، وہ حسن سے کم درجہ کی نہیں بلکہ تعدد طرق کی وجہ سے صحیح کے درجہ میں پہنچ گئی ہے لہذا وہ رکوعین والی حدیث کے برابر ہوگئی اب چونکہ تعدد رکوع والی احادیث میں اضطراب اور اختلاف کثیر ہے جس سے تعدد رکوع میں شک اور تردد پیدا ہو گیا اس لئے حنفیہ نے وحدۃ رکوع والی روایات کو ترجیح دی ہے پھر اگر یہ کہو کہ وحدۃ رکوع والی روایات بھی تو تعدد رکوع والی روایات کے ساتھ متعارض ہیں تو پھر انہیں بھی چھوڑ دو ان کی بنا پر ایک رکوع والی کیفیت کو ترجیح دیتے ہو حنفیہ کہتے ہیں کیا اگر یہ بھی ہو تو روایات فعلیہ سب متعارض ہو کر ساقط ہو گئیں لہذا قولی حدیث دیکھیں گے ہمارے پاس قولی حدیث ہے نسائی شریف میں دو روایات ہیں ایک قبیصہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن کو ہم پیچھے مع حدیث کے نقل کر چکے ہیں۔ (مرقات وفتح الملہم ناقلاً عن فتح القدیر)

اور یہ قولی حدیث "فصلوا كاحدث صلوة صليتموها من المكتوبة" اضطراب و معارضہ سے بالکل سالم ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ حدیث تو ٹھیک ہے لیکن تشبیہ رکعتین میں ہے نہ کہ رکوعات میں۔ جیسے صبح کی دو رکعتیں ہیں ایسی ہی صلوۃ کسوف کی بھی دو رکعت ہیں یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ عثمانی نے فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۴۳۰ میں اپنے استاذ شیخ الہند کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ جو شوافع نے کہا یہ تو بعید کی نظیر بتاتا ہے جس کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کر سکتا خصوصاً اس حالت میں کہ بغوی کی روایت میں "كاحدث صلوة صليتموها من المكتوبة" آیا ہے تو اکمل مشبہ تشبیہ کا وہی ہے تو جیسا اس حدیث کے ذیل میں ہم بتا چکے ہیں۔

حضرت شیخ الہند کا ارشاد:

علامہ عثمانی نے تعدد رکوع والی حدیث کی یہ توجیہ اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے حوالے سے نقل کی ہے کہ استاد فرماتے تھے کہ تعدد رکوع کی طرف جانے کی ضرورت نہیں بلکہ تعدد رکوع کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی اس کی معقول توجیہ ہو سکتی ہے، تعدد رکوع ضرور ماننے کے بعد یوں سمجھنا چاہئے کہ تعدد رکوع صلوۃ کسوف میں بطور تشریع کے نہ تھا بلکہ اس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کے عجیب و غریب احوال اور اس کی نشانیاں دکھلائی گئیں اس لئے آپ نے کئی رکوع فرمائے حتیٰ کہ روایت میں آتا ہے کہ بعض وہ حرکات صادر ہوئیں جو عام طور پر نماز میں نہیں، کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے کی طرف ہٹتے حتیٰ کہ عورتوں کی صف تک پہنچ جاتے کبھی اف اف "الم تعدني" فرماتے حالانکہ یہ مفسدات صلوۃ ہیں علاوہ اس کے اور بھی جنت و دوزخ کے واقعات جیسے دکھائے گئے ہیں جب یہ باتیں کسی کے لئے جائز نہیں تو جیسا کہ یہ حرکات واردات غیبیہ کے پیش آنے کی وجہ سے مخصوص بالنبی علیہ السلام تھیں اسی طرح کیا بعید ہے کہ ان کی وجہ سے ایک سے زیادہ رکوع فرمائے ہوں غرض کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

خصوصی قیامت کے حق میں مستند قیامت کے لئے ضابطہ دی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا "صلوا کاحدث صلوة صلیتموها من المکتوبة" یہی وجہ ہے کہ صبح کی نماز کا حوالہ دیا کہ کہیں لوگوں کو شبہ ہو کہ یہ باتیں بھی جز صلوٰۃ ہیں۔ حضرت شیخ الہند یہ تقریر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد کتاب البدائع مصر سے چھپ کر آئی تو ہم نے اس میں دیکھا تو صاحب بدائع ابو عبداللہ ثلجی جو امام محمدؒ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں ان کی تقریر سے تائید ہوتی ہے ہمارے استاد کی تقریر کی۔ انہوں نے کچھ تفصیل سے بیان کیا ہے ہمارے استاد نے کچھ اختصار سے صاحب بدائع کی اس عبارت کو دیکھ کر استاد بہت خوش ہوئے کہ بڑے آدمی نے موافقت کی "فلله الحمد علی موافقته لما افاده شيخنا المحقق رحمه الله تعالى" (فتح الملهم ٢/٤٥٣) اب دوبارہ مسئلہ صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہر سے پڑھی جائے یا چپکے سے وہ آگے آرہا ہے۔

الامر بالصلوٰة عند كسوف الشمس

سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم دینا

اخبرنا محمد بن سلمة قال اخبرنا ابن وهب عن عمرو بن الحارث ان عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن ابيه عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الشمس والقمر لا يخسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما آيتان من آيات الله تعالى فاذا رأيتموهما فصلوا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور پیدائش سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو (دو نشانیاں ہیں یعنی دو علامتیں ہیں قرب قیامت کی قیامت کے قریب بھی چاند و سورج کا نور جاتا رہے گا یا عذاب الٰہی کی دو نشانیاں ہیں یہ مراد کہ دونوں چاند و سورج مخلوق اور آفاقی آیات میں سے دو نشانیاں ہیں اور قدرت الٰہی کے تابع ہیں بذات خود ان کے اندر کوئی نور اور کمال نہیں تو پھر بعض بے عقل لوگوں کا ان کو معبود بنانا کیسے جائز ہوگا۔)

باب الامر بالصلوٰة عند كسوف القمر

چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم دینا

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يحيى عن اسماعيل قال حدثنا قيس عن ابي مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولكنهما آيتان من آيات الله عز وجل فاذا رأيتموه فصلوا.

حضرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ دونوں اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم چاند اور سورج کو گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو اس طریقے سے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ "ان الصلوة جامعة" اے لوگو! نماز کے واسطے جمع ہو جاؤ "فاجتمعوا" تو سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور صفیں درست کر لیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں ان میں آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

تشریح: صلوۃ کسوف میں کتنے رکوع ہیں اس کی تفصیلی بحث مع دلائل پیچھے گزر چکی ہے۔

باب الصفوف فی صلوۃ الکسوف

نماز کسوف میں صفوں کا بیان

اخبرنا محمد بن خالد بن خلی قال حدثنا بشر بن شعیب عن ابیه عن الزهری قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قالت کسفت الشمس فی حیوة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فخرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الی المسجد فقام و کبر وصف الناس وراء ه فاستکمل اربع رکعات واربع سجدات وانجلت الشمس قبل ان ینصرف

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے پھر کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی پھر آپ نے پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف اور روشن ہو گیا۔

باب کیف صلوۃ الکسوف

نماز کسوف کس طرح پڑھی جائے اس کا بیان

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم عن اسمٰعیل بن علیة قال حدثنا سفیان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عن طاؤس عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی لکسوف الشمس ثمانی رکعات واربع سجدات وعن عطاء مثل ذلك.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر نماز پڑھی اس میں آٹھ رکوع اور چار سجدے کئے۔

اخبرنا محمد بن المثنی عن یحیٰی عن سفیان قال اخبرنا حبیب بن ابی ثابت عن طاؤس عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه صلی فی کسوف فقرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم سجد والاخری مثلها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ الکسوف پڑھی پہلے تو

قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر سجدے کیے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔

نوع آخر من صلوٰۃ الکسوف عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کسوف کی اور ایک صورت مروی ہے

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعيد قال حدثنا الوليد عن ابن نمر وهو عبد الرحمن بن نمر عن الزهري عن كثير بن عباس ح واخبرنا عمرو بن عثمان حدثنا الوليد عن الاوزاعي عن الزهري قال اخبرني كثير بن عباس عن عبد الله بن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى يوم كسفت الشمس اربع ركعات في ركعتين واربع سجدات.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں نماز پڑھی جس دن سورج کو گرہن لگا تھا اس نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

نوع آخر من صلوٰۃ الکسوف

نماز کسوف کی ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابن علية قال اخبرني ابن جريج عن عطاء سمعت عبيد بن عمير يحدث قال حدثني من اصدق فظننت انه يريد عائشة انها قالت كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام بالناس قياماً شديداً يقوم بالناس ثم يركع ثم يقوم ثم يركع ثم يقوم ثم يركع فركع ركعتين في كل ركعة ثلث ركعات ركع الثالثة ثم سجد حتى ان رجالا يومئذ يغشى عليهم حتى ان سجال الماء لتصب عليهم مما قام بهم يقول اذا ركع الله اكبر واذا رفع راسه سمع الله لمن حمده فلم ينصرف حتى تجلت الشمس فقام فحمد الله واثنى عليه وقال ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته ولكن آيتان من آيات الله يخوفكم بهما فاذا كسفا فافزعوا الى ذكر الله عزوجل حتى ينجليا

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے حدیث بیان کی جس کو میں سچا سمجھتا تھا میرا خیال ہے کہ اس سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد لیتے تھے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کافی دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا یوں دو رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں تین رکوع کیے تیسرے کے بعد سجدہ میں گئے یہاں تک کہ اس دن بعض لوگ بہت دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان پر پانی کے ڈول ڈالے گئے جب رکوع کرتے اللہ اکبر کہتے اور جب سر

اٹھاتے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے آپ ﷺ نماز سے فارغ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آفتاب صاف اور روشن ہو گیا پھر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا بیشک سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا کسی کی موت وحیات سے اور لیکن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو ڈراتا ہے پھر جب ان دونوں کو گرہن لگ جائے تو تم اللہ بزرگ وبرتر کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو یہاں تک کہ وہ صاف اور روشن ہو جائے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة في صلوة الآيات عن عطآء عن عبيد ابن عمير عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى ست ركعات في اربع سجدات قلت لمعاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا شك ولا مرية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی میں نے معاذ سے پوچھا کیا یہ نبی ﷺ سے ہے معاذ بن ہشام نے جواب دیا اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

نوع آخر منه عن عائشة رضى الله تعالى عنها

نماز کسوف کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور صورت مروی ہے

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال اخبرني عروة بن الزبير عن عائشة قالت خسفت الشمس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فكبر وصف الناس وراءه فاقترأ رسول الله صلى الله عليه وسلم قراءة طويلة ثم كبر فركع ركوعاً طويلا ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم قام فقرأ قراءة طويلة هي ادنى من القراءة الاولى ثم كبر فركع ركوعا طويلا هو ادنى من الركوع الاول ثم قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم سجد ثم فعل في الركعة الاخرى مثل ذلك فاستكمل اربع ركعات واربع سجدات وانجلت الشمس قبل ان ينصرف ثم قام فخطب الناس فاثنى على الله عزوجل بما هو اهله ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالىٰ لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتموهما فصلوا حتى يفرج عنكم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت في مقامي هذا كل شئ وعدتم لقد رأيتموني اردت ان آخذ قطفاً من الجنة حين رأيتموني جعلت اتقدم ولقد رأيت جهنم يحطم بعضها بعضا حين رأيتموني تأخرت ورأيت فيها ابن لحي وهو الذي سيب السوائب.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل قراءۃ پڑھی پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہہ کر سر اٹھایا پھر کھڑے رہے اور طویل قراءت پڑھی مگر پہلی قراءت سے کچھ مختصر تھی پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا مگر اول رکوع سے

کچھ چھوٹا تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہہ کر سر اٹھایا پھر سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف اور روشن ہو گیا پھر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان کو گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ کھل جائے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسی مقام سے ہر چیز کو دیکھ لیا ہے جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے جس وقت تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اس وقت میں نے چاہا جنت کے پھلوں کا ایک خوشہ توڑ لوں اور جب تم نے مجھے پیچھے کی طرف ہٹتے دیکھا تو بات یہ ہے کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض حصہ بعض حصوں کو کاٹے مار رہا تھا اور میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا یہ وہی شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا تھا (جو جانور بتوں کے نام پر عرب کے زمانے کے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا جاتا تھا اسے سائبہ کہتے ہیں سائبہ چھوڑنے کی رسم بد اسی عمرو بن لحی نے ایجاد کی تھی۔)

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال حدثنا الوليد ابن مسلم عن الاوزاعي عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فنودي الصلوٰة جامعة فاجتمع الناس فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع ركعات في ركعتين واربع سجدات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا تھا تو "الصلوٰۃ جامعۃ" کے ساتھ اعلان کیا گیا پھر سب لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائی اس نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم قام فاطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم رفع فسجد ثم فعل ذلك في الركعة الاخرى مثل ذلك ثم انصرف وقد تجلت الشمس وخطب الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فادعوا الله عزوجل وكبروا وتصدقوا ثم قال يا امة محمد ما من احد اغير من الله عزوجل ان يزني عبده او تزني امته يا امة محمد والله لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے طویل قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سجدے میں گئے پھر اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے جبکہ سورج روشن ہو گیا تھا پھر لوگوں کو خطبہ سنایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر فرمایا کہ سورج

اور یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی آدمی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان میں گرہن دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کرو اور تکبیر پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا کہ اے محمد کی امت کوئی شخص اپنے غلام یا لونڈی کے زنا کرنے پر اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت مند نہیں ہو سکتا (یعنی کسی کا آقا جس قدر ناراض ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے) اے محمد کی امت خدا کی قسم اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں (شاید اس سے جہنم اور اس کا خطرناک منظر مراد ہو) تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن يحيى بن سعيد ان عمرة حدثته ان عائشة حدثتها ان يهودية اتتها فقالت اجارك الله من عذاب القبر قالت عائشة يا رسول الله ان الناس ليعذبون في القبور فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عائذاً بالله قالت عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج مخرجاً فخسفت الشمس فخرجنا الى الحجرة فاجتمع الينا نسآء واقبل الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك ضحوة فقام قياماً طويلاً ثم ركع ركوعاً طويلاً ثم رفع رأسه فقام دون القيام الاول ثم ركع دون ركوعه ثم سجد ثم قام الثانية فصنع مثل ذلك الا ان ركوعه وقيامه دون الركعة الاولى ثم سجد وتجلت الشمس فلما انصرف قعد على المنبر فقال فيما يقول ان الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال قالت عائشة كنا نسمعه بعد ذلك يتعوذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو عذاب قبر سے پناہ دے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے پس سورج کو گرہن لگ گیا ہم تین حجرہ کی طرف نکلے تو ہمارے پاس بہت ساری عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے پھر نماز شروع فرمائی طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کافی دیر تک کھڑے رہے مگر بہ نسبت اول قیام کے کچھ مختصر تھا پھر رکوع کیا جو اول رکوع سے کم تھا پھر سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہو گئے اس میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا مگر اس کا رکوع اور قیام پہلی رکعت کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر سجدے کئے اور آفتاب روشن ہو گیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے پھر فرمایا بیشک لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

نوع آخر

ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا يحيى بن سعيد هو الانصاري قال

سمعت عمرة قالت سمعت عائشة تقول جاءتني يهودية تسألني فقالت اعاذك الله من عذاب القبر فلما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت يا رسول الله يعذب الناس في القبور قال عائذاً بالله فركب مركباً يعني وانخسفت الشمس فكنت بين الحجرة مع نسوة فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم من مركبة فاتى مصلاه فصلى بالناس فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع راسه فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع راسه فاطال القيام ثم سجد فاطال السجود ثم قام قياما ايسر من قيامه الاول ثم ركع ايسر من ركوعه الاول ثم رفع راسه فقام ايسر من قيامه الاول ثم ركع ايسر من ركوعه الاول ثم رفع راسه فقام ايسر من قيامه الاول فكانت اربع ركعات واربع سجدات وانجلت الشمس فقال انكم تفتنون في القبور كفتنة الدجال قالت عائشة فسمعته بعد ذلك يتعوذ من عذاب القبر.

عمرہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی تا کہ مجھ سے سوال کررہی تھی اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر باہر گئے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا میں عورتوں کے ساتھ حجرہ کے بیچ میں تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر مصلی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی اس نماز میں طویل قیام پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل سجدے کئے پھر قیام کیا جو پہلے قیام سے مختصر تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے رہے جو اول قیام سے مختصر تھا پھر رکوع کیا جو اول رکوع سے مختصر تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے رہے جو قیام اول سے مختصر تھا تو چار رکوع اور چار سجدے ہوئے اور آفتاب روشن ہو گیا پھر فرمایا بے شک تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جاؤ گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

اخبرنا عبدة بن عبد الرحيم قال اخبرنا ابن عيينة عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى في كسوف في صفة زمزم اربع ركعات في اربع سجدات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف پڑھی زمزم کے چبوترہ میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ۔

اخبرنا ابو داؤد قال حدثنا ابو علي الحنفي قال حدثنا هشام صاحب الدستوائي عن ابي الزبير عن جابر بن عبد الله قال كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم شديد الحر فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم باصحابه فاطال القيام حتى جعلوا يخرون ثم ركع فاطال ثم رفع فاطال ثم ركع فاطال ثم رفع فاطال ثم سجد سجدتين ثم قام فصنع نحواً من ذلك وجعل يتقدم ثم جعل يتاخر فكانت اربع ركعات واربع سجدات كانوا يقولون ان الشمس والقمر لا يخسفان الا

لموت عظیم من عظمائھم وانھما آیتان من آیات اللہ یریکموھما فاذا انخسفت فصلوا حتی تنجلی.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سخت گرمی کے دن میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھائی پس طویل قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھ کر طویل قیام کیا پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت جیسی پڑھائی اور آپ ﷺ آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے تو چار رکوع اور چار سجدے کئے لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا مگر کسی بڑے آدمی کی موت سے اور بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تم کو دکھلاتا ہے تو جب سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو یہاں تک کہ صاف اور روشن ہو جائے۔

تشریح: اوپر کی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبدۃ بن عبدالرحیم کے طریق سے نقل کیا ہے اس میں صفۃ زمزم کا لفظ آیا ہے اس کے بارے میں علامہ سیوطیؒ اور علامہ سندھیؒ اپنے حاشیہ میں ابن حجرؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام نسائی عبدۃ سے اس لفظ کی روایت میں متفرد ہیں یہ لفظ عبدۃ کی غلطی سے حدیث کے اندر آگیا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے صرف ایک ہی مرتبہ مدینہ طیبہ میں مسجد میں صلوٰۃ کسوف پڑھی زمزم کے چبوترہ میں نماز کسوف پڑھنے کا سوائے عبدۃ کے کسی اور محدث نے ذکر نہیں کیا "ھذا ھو الذی ذکرہ الشافعی واحمد والبخاری والبیھقی وابن عبد البر رحمھم اللہ تعالیٰ" غرض جب امام شافعی وغیرہ جیسے جلیل القدر حفاظ حدیث اس لفظ کو غلط فرما رہے ہیں تو اب اس کی عدم صحت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔

نوع آخر

نماز کسوف کی ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان قال حدثنی معاویۃ بن سلام قال حدثنا یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عبد اللہ بن عمرو قال خسفت الشمس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر فنودی الصلوٰۃ جامعۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس رکعتین وسجدۃ ثم قام فصلی رکعتین وسجدۃ قالت عائشۃ ما رکعت رکوعاً قط ولا سجدت سجوداً قط کان اطول منہ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو حضور ﷺ نے جماعت کے لئے اعلان کا حکم فرمایا تو "الصلوٰۃ جامعۃ" کے ذریعہ اعلان کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی پھر کھڑے ہوئے تو اور ایک رکعت دو رکوع کے ساتھ پڑھائی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس قدر لمبا رکوع اور لمبا سجدہ کبھی نہیں کیا۔

خالفه محمد بن حمير

محمد بن حمیر نے مروان کی مخالفت کی ہے یعنی اس کے خلاف بیان کیا ہے جس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے ایک تو بجائے سجدۂ کے سجدتین کا لفظ روایت کیا ہے دوسرے یحییٰ بن ابی کثیر کے استاد ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کے بجائے ابی طعمہ بتایا ہے۔

اخبرنا يحيى بن عثمان قال حدثنا ابن حمير عن معاوية بن سلام عن يحيى بن ابي كثير عن ابي طعمة عن عبد الله بن عمرو قال كسفت الشمس فركع رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين وسجدتين ثم قام فركع ركعتين وسجدتين ثم جلي عن الشمس وكانت عائشة تقول ما سجد رسول الله صلى الله عليه وسلم سجوداً ولا ركع ركوعاً اطول منه

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت دو رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پڑھی پھر کھڑے ہوئے تو دوسری رکعت بھی دو رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ادا فرمائی پھر سورج سے گرہن زائل ہو گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ طویل کوئی سجدہ اور نہ اس سے زیادہ طویل کوئی رکوع کیا۔

خالفه علي بن المبارك

علی بن المبارک نے معاویہ بن سلام کے خلاف بیان کیا ہے جس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے

اخبرنا ابو بكر بن اسحاق قال حدثنا ابو زيد سعيد بن الربيع قال حدثنا علي بن المبارك عن يحيى بن ابي كثير قال حدثني ابو حفصة مولى عائشة ان عائشة اخبرته انه لما كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ وامر فنودي ان الصلوة جامعة فقام فاطال القيام في صلاته قالت عائشة فحسبت قرأ سورة البقرة ثم ركع فاطال الركوع ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قام مثل ما قام ولم يسجد ثم ركع فسجد ثم قام فصنع مثل ما صنع ركعتين وسجدة ثم جلس وجلي عن الشمس

بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو حفصہ کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو حضور ﷺ نے وضو کیا اور منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا تو اس طرح سے اعلان کیا گیا "ان الصلوٰۃ جامعۃ" کہ نماز کے واسطے جمع ہو جاؤ پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنی نماز میں طویل قیام کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے خیال سے حضور ﷺ نے سورۃ البقرہ پڑھی ہوگی پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کافی دیر تک کھڑے رہے جیسے اس سے پہلے کھڑے رہے تھے اور سجدے نہیں کئے پھر رکوع کیا پھر سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے پھر جس طرح اول رکعت میں دو رکوع اور سجدے کئے اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کئے پھر بیٹھے اور سورج صاف اور روشن ہو گیا۔

نوع آخر

نماز کسوف کی اور ایک کیفیت

اخبرنا ھلال بن بشر قال حدثنا عبد العزیز بن عبد الصمد عن عطاء بن السائب قال حدثنی ابی السائب ان عبد اللّٰہ بن عمرو حدثہ قال انکسفت الشمس علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ وقام الذین معہ فقام قیاما فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع رأسہ وسجد فاطال السجود ثم رفع رأسہ وجلس فاطال الجلوس ثم سجد فاطال السجود ثم رفع رأسہ وقام فصنع فی الرکعۃ الثانیۃ مثل ما صنع فی الرکعۃ الاولی من القیام والرکوع والسجود والجلوس فجعل ینفخ فی آخر سجودہ من الرکعۃ الثانیۃ ویبکی ویقول لم تعدنی ھذا وانا فیھم لم تعدنی ھذا ونحن نستغفرک ثم رفع رأسہ وانجلت الشمس فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخطب الناس فحمد اللّٰہ واثنی علیہ ثم قال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللّٰہ عزوجل فاذا رأیتم کسوف احدھما فاسعوا الی ذکر اللّٰہ عزوجل والذی نفس محمد بیدہ لقد ادنیت الجنۃ منی حتی لو بسطت یدی لتعاطیت من قطوفھا ولقد ادنیت النار منی حتی لقد جعلت اتقیھا خشیۃ ان تغشاکم حتی رأیت فیھا امرأۃ من حمیر تعذب فی ھرۃ ربطتھا فلم تدعھا تاکل من خشاش الارض فلا ھی اطعمتھا ولا ھی سقتھا حتی ماتت فلقد رأیتھا تنھشھا اذا اقبلت واذا ولت تنھش الیتھا وحتی رأیت فیھا صاحب السبتیتین اخا بنی الدعداع یدفع بعصاً ذات شعبتین فی النار وحتی رأیت فیھا صاحب المحجن الذی کان یسرق الحاج بمحجنہ متکئا علی محجنہ فی النار یقول انا سارق المحجن.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ابی السائب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور لوگ بھی حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اس نماز میں حضور ﷺ نے طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور طویل سجدہ کیا پھر سجدے سے اٹھ کر طویل جلوس کیا پھر دوسرا طویل سجدہ کیا پھر سجدہ سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی طویل قیام اور رکوع کیا اور سجدے اور جلوس کیے جیسے پہلی رکعت میں کیے تھے پھر دوسری رکعت کے آخری سجدے میں پھونک مارتے تھے اور روتے تھے اور کہہ رہے تھے (اے اللہ) تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں ان میں موجود ہوں تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا (یعنی اپنی امت کو عذاب دینے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ تو نے مجھ سے عذاب نہ دینے کا وعدہ کیا ہے جب تک کہ میں امت کے ساتھ موجود ہوں) اور ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں پھر سجدے سے سر اٹھایا اور سورج صاف اور روشن ہو چکا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان دونوں میں سے کسی ایک کو کسوف کی حالت میں دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کے ذکر کی طرف دوڑو اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے بلاشبہ جنت مجھ سے اتنی قریب کر دی گئی تھی حتی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے چند خوشوں کو لے سکتا اور بلاشبہ

جہنم مجھ سے اتنی قریب کردی گئی تھی کہ میں اس سے ڈرنے لگا کہیں وہ تم کو ڈھانپ نہ لے یہاں تک کہ میں نے اس میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا اس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا اس عورت نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا تھا جس کو نہ تو چھوڑا تھا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر جان بچاتی اور نہ تو خود اس کو کھلاتی پلاتی تھی یہ مرگئی اب میں نے اس بلی کو دیکھا کہ وہ اس عورت کو نوچتی جبکہ وہ سامنے آتی اور جب مڑتی تو اس کے دونوں سرین کو نوچتی اور میں نے جہنم میں بنی الدعدع کے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو اونٹنیاں چوری کی تھیں اسے دو شاخوں والی لاٹھی سے جہنم میں دھکیلا جا رہا تھا اور میں نے جہنم میں خمدار ڈنڈے والے کو دیکھا جو اپنے ڈنڈے سے حاجیوں کا سامان چوری کرتا تھا وہ شخص جہنم میں اپنے عصا پر ٹیک لگائے کہہ رہا تھا میں سارق المحجن ہوں (ڈنڈے سے سامان چرانے والا ہوں) اگر کوئی دیکھتا کہ چوری کر رہا ہے تو وہ شخص کہتا میرے ڈنڈے سے چمٹ گیا ہے اور اگر کسی کو معلوم نہ ہوتا تو سامان لے جاتا یہی اس شخص کی گندی عادت تھی۔

أخبرنا محمد بن عبيد الله ابي عبد العظيم قال حدثني ابراهيم سبلان قال حدثنا عباد بن عباد المهلبي عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فصلى للناس فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم قام فاطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود وهو دون السجود الاول ثم قام فصلى ركعتين وفعل فيهما مثل ذلك ثم سجد سجدتين يفعل فيهما مثل ذلك حتى فرغ من صلاته ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله وانهما لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتم ذلك فافزعوا الى ذكر الله عز وجل والى الصلوة۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن لگ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پس طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا مگر قیام اول سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع کیا اور رکوع بھی کافی دیر تک رہے مگر رکوع اول سے کچھ چھوٹا تھا پھر سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا پھر اٹھ کر دوسرا سجدہ بھی لمبا کیا مگر پہلے سجدہ سے مختصر تھا پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی دو رکوع کے ساتھ پڑھی اور ان دونوں رکوع میں بھی ویسے ہی کیا جیسے اول رکعت کے رکوع میں کیا تھا پھر دو سجدے کئے ان دونوں میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت کے دونوں سجدے میں کیا تھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے پھر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو نہ کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات سے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کے ذکر اور نماز میں مشغول ہو جاؤ۔

نوع آخر

صلوٰۃ کسوف کی ایک اور قسم کا بیان

أخبرنا هلال بن العلاء بن هلال قال حدثنا الحسين بن عياش قال حدثنا زهير قال حدثنا الاسود بن

قيس قال حدثني ثعلبة بن عباد العبدي من اهل البصرة انه شهد خطبة يوما لسمرة بن جندب فذكر في خطبته حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سمرة بن جندب بينا انا يوماً و غلام من الانصار نرمي غرضين لنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا كانت الشمس قيد رمحين او ثلثة في عين الناظر من الافق اسودت فقال احدنا لصاحبه انطلق بنا الى المسجد فوالله ليحدثن شان هذه الشمس لرسول الله صلى الله عليه وسلم في امته حدثاً قال فدفعنا الى المسجد قال فوافينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين خرج الى الناس قال فاستقدم فصلى فقام كاطول قيام ماقام بنا في صلوة قط ما نسمع له صوتاً ثم ركع بنا كاطول ركوع ماركع بنا في صلوة قط ما نسمع له صوتا ثم سجد بنا كاطول سجود ماسجد بنا في صلوة قط لا نسمع له صوتا ثم فعل ذلك في الركعة الثانية مثل ذلك قال فوافق تجلي الشمس جلوسه في الركعة الثانية فسلم فحمد الله واثنى عليه وشهد ان لا اله الا الله وشهد انه عبد الله ورسوله مختصر.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی وہ کہتے ہیں ایک دن میں اور ایک انصاری لڑکا تیر پھینک رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ جب سورج دیکھنے والے کی نگاہ میں افق سے قریب دو نیزہ یا تین نیزہ بلند ہو گیا تو اچانک سیاہ پڑ گیا تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ مسجد کی طرف چلو قسم خدا کی سورج کی اس حالت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے کوئی نئی بات کریں گے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم مسجد کی طرف تیزی سے چل پڑے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف جا رہے تھے پھر آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اس نماز میں اس قدر لمبا قیام کیا جیسے اس سے پہلے کی نماز میں (نماز کسوف میں) ہمیشہ کی طرح طویل قیام کرتے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز نہیں سنی پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا جیسے اس سے قبل کی نماز میں ہمیشہ لمبا رکوع کرتے ہم نے آپ کی کوئی آواز نہیں سنی پھر سجدہ کیا وہ اس قدر طویل سجدہ تھا جیسے اس سے پہلے کی نماز میں کرتے ہم نے آپ کی کوئی آواز نہیں سنی پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا جب دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تو اسی وقت آفتاب روشن ہو گیا پھر سلام پھیرا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور گواہی دی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

ہم پیچھے دلائل حنفیہ کے تحت عرض کر چکے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے اس میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوۃ کسوف میں ایک ایک رکوع بیان کرتے ہیں۔

نوع آخر

ایک اور کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا خالد عن ابي قلابة عن النعمان بن بشير

قال انکسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج يجر ثوبه فزعاً حتى اتى المسجد فلم يزل يصلي بنا حتى انجلت فلما انجلت قال ان ناساً يزعمون ان الشمس والقمر لا ينكسفان الا لموت عظيم من العظماء وليس كذالك ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما آيتان من آيات الله عزوجل ان الله عزوجل اذا ابدا لشيء من خلقه خشع له فاذا رايتم ذلك فصلوا كاحدث صلوة صليتموها من المكتوبة.

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے گھبراہٹ کی حالت میں نکلے اور مسجد میں تشریف لائے پھر کافی دیر تک ہم کو نماز پڑھاتے رہے حتیٰ کہ آفتاب روشن ہو گیا جب آفتاب صاف ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں سورج اور چاند کو بڑے لوگوں میں سے کسی بڑے آدمی کی موت سے گرہن لگتا ہے لیکن ہرگز ایسا نہیں ہے بے شک سورج اور چاند کو کسی کے مرجانے یا کسی کے پیدا ہونے پر گرہن نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں بیشک اللہ عزوجل جب اپنی مخلوق میں سے کسی شی پر تجلی فرماتا ہے تو اس کا خوف طاری ہو جاتا ہے جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھ لیا کرو جیسی نماز فریضہ تم نے ابھی پڑھ چکے ہو۔

یہ حدیث بھی نماز کسوف میں رکوع واحد ہونے پر دلالت کر رہی ہے اس کے متعلق تفصیل پیچھے گذر چکی ہے اور یہی حنفیہ کا مسلک ہے۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا عمرو بن عاصم ان جدة عبيد الله بن الوازع حدثه قال حدثنا ايوب السختياني عن ابي قلابة عن قبيصة بن مخارق الهلالي قال كسفت الشمس ونحن اذ ذاك مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة فخرج فزعاً يجر ثوبه فصلى ركعتين اطالهما فوافق انصرافه انجلاء الشمس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله وانهما لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتم من ذلك شيئا فصلوا كاحدث صلوة مكتوبة صليتموها.

حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سورج کو گرہن لگ گیا تھا اور ہم اس وقت مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حضور ﷺ گھبرا کر کپڑے گھسیٹتے ہوئے نکلے پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تب سورج صاف اور روشن ہو گیا پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور ان کو نہ تو کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی پیدائش سے جب تم ان میں سے کسی کو بحالت گرہن دیکھو تو قریب کی فریضہ نماز جو تم نے پڑھی ہے اس کے مثل پڑھو۔

اس حدیث سے بھی مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں رکوع واحد ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا معاذ وهو ابن هشام قال حدثنا ابي عن قتادة عن ابي قلابة عن قبيصة الهلالي ان الشمس انخسفت فصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم ركعتين ركعتين حتى انجلت الشمس ثم قال ان الشمس والقمر لا ينخسفان لموت احد ولكنهما خلقان من خلقه وان

الله عزوجل يحدث في خلقه ما شاء وان الله عزوجل اذا تجلى لشيء من خلقه يخشع له فايهما حدث فصلوا حتى ينجلي او يحدث الله امراً.

حضرت قبیصہ الہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ وہ دو مخلوق ہیں اللہ کی مخلوق میں سے اور بیشک اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور بیشک اللہ عزوجل جب اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو اس چیز کا نور بوجہ مغلوب ہونے کے ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ان دونوں میں سے جب کوئی ایسا واقعہ کسوف کا پیش آئے تو تم نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ صاف اور روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اور کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

اخبرنا محمد بن المثنى عن معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة عن ابي قلابة عن النعمان بن بشير ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا خسفت الشمس والقمر فصلوا كاحدث صلوة صليتموها.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو تم نے جس نماز فریضہ ابھی کچھ وقت پہلے کی پڑھی ہے اس کے مثل پڑھو۔

اخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال حدثنا ابو نعيم عن الحسن بن صالح عن عاصم الاحول عن ابي قلابة عن النعمان بن بشير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى حين انكسفت الشمس مثل صلاتنا يركع ويسجد.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی رکوع کرتے تھے اور سجدے کرتے تھے۔

اس سے بھی امام ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں ایک ایک رکوع ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر پر حوالہ کیا ہے "فصلوا كاحدث صلوة صليتموها" سے مراد نماز صبح ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة عن الحسن عن النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وسلم انه خرج يوما مستعجلا الى المسجد وقد انكسفت الشمس فصلى حتى انجلت ثم قال ان اهل الجاهلية كانوا يقولون ان الشمس والقمر لا ينخسفان الا لموت عظيم من عظماء اهل الارض وان الشمس والقمر لا ينخسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما خليقتان من خلقه يحدث الله في خلقه ما يشاء فايهما انخسف فصلوا حتى ينجلي او يحدث الله امراً.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرعت سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے جبکہ سورج کو گرہن لگ گیا پھر نماز پڑھی حتی کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا مگر اہل زمین کے معزز لوگوں میں سے کسی معزز شخص کی موت سے اور بیشک سورج اور چاند کو نہ کسی کی

موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات سے بلکہ یہ دو مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے پیدا کردیتا ہے تو ان دونوں میں سے جس کو گرہن لگ جائے تم نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور معاملہ پیدا کردے مثلاً قیامت قائم کردے یا کوئی ایسا حادثہ واقع کردے جو مانع عن الصلوٰۃ ہو۔ (واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

اخبرنا عمران بن موسیٰ قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا يونس عن الحسن عن ابي بكرة قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانكسفت الشمس فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فجر رداءه حتى انتهى الى المسجد وثاب اليه الناس فصلى بنا ركعتين فلما انكشفت الشمس قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله يخوف الله عزوجل بهما عباده وانهما لا ينخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فصلوا حتى ينكشف ما بكم وذلك ان ابناً له مات يقال له ابراهيم فقال ناس في ذلك

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچے اور لوگ بھی جلدی جلدی جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب سورج کھل گیا تو فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کے ذریعے سے اللہ عزوجل اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور بیشک ان کو کسی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان کو گرہن لگے ہوئے دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ آپ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے انتقال سے گرہن لگ گیا ہے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد عن اشعث عن الحسن عن ابي بكرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى ركعتين مثل صلوتكم هذه وذكر كسوف الشمس.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری اس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورج گرہن کا ذکر کیا یعنی یہ دو رکعتیں مثل نماز فجر کے سورج گرہن میں پڑھیں۔

اب ظاہر بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز مثل نماز صبح کے بہ رکوع واحد پڑھی ہے کیونکہ "مثل صلوتكم هذه" سے نماز صبح ہی مراد ہے لہٰذا اس سے بھی مسلک حنفی کی تائید ہوتی ہے۔

قدر القرأت في صلوة الكسوف

نماز کسوف میں مقدار قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثنا زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن عبد الله بن عباس قال خسفت الشمس فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس معه فقام قياماً طويلاً قرأ نحواً من سورة البقرة قال ثم ركع ركوعاً طويلاً ثم رفع فقام قياماً طويلاً وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعاً طويلاً وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم قام قياماً طويلاً وهو دون

القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم رفع فقام قياما طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم انصرف وقد تجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فاذكروا الله عزوجل قالوا يا رسول الله رأيناك تناولت شيئا في مقامك هذا ثم رأيناك تكعكعت قال اني رأيت الجنة او اريت الجنة فتناولت منها عنقودا ولو اخذته لاكلتم منه ما بقيت الدنيا ورأيت النار فلم ار كاليوم منظرا قط ورأيت اكثر اهلها النساء قالوا لم يا رسول الله قال بكفرهن قيل يكفرن بالله قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان لو احسنت الى احداهن الدهر ثم رأت منك شيئا قالت ما رأيت منك خيرا قط.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں طویل قیام کیا اور قریب سورۃ البقرۃ کے قرأت پڑھی پھر طویل رکوع کیا پھر اٹھے اور طویل قیام کیا مگر یہ قیام پہلے قیام سے مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا مگر یہ رکوع پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر طویل قیام کیا مگر اول قیام سے کچھ مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو گئے اور آفتاب روشن ہو گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا پھر جب تم گرہن دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کو یاد کیا کرو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس مقام سے کوئی چیز لینے کا ارادہ فرما رہے تھے پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے کی طرف ہٹ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نے جنت دیکھی یا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے انگور کا ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اسے لیتا تو تم دنیا کی بقا تک اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج کی طرح کبھی ایسی منظر کبھی نہیں دیکھی اور میں نے جہنم والوں میں اکثر عورتوں کو دیکھا لوگوں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے پھر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کو نہیں مانتیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو پھر وہ تم سے اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات دیکھے تو کہتی ہے میں نے تو تجھ سے کوئی بھلائی کبھی دیکھی ہی نہیں۔

باب الجهر بالقراءة في صلوة الكسوف

نماز کسوف میں جہری قرأت کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا الوليد قال حدثنا عبدالرحمن بن نمر انه سمع الزهري يحدث عن عروة عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه صلى اربع ركعات في اربع سجدات وجهر فيها بالقراءة كلما رفع رأسه قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدوں

کے ساتھ نماز کسوف پڑھی اس میں قرأت جہر سے پڑھی جب رکوع سے اٹھتے تو "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" کہتے۔

ترك الجهر فيها بالقراءة

نماز کسوف میں قرأت جہر سے نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا ابو نعيم قال حدثنا سفيان عن الاسود بن قيس عن ابن عباد رجل من عبد القيس عن سمرة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى بهم في كسوف الشمس لا نسمع له صوتا۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف آفتاب میں لوگوں کو نماز پڑھائی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرأت کی ایک آواز بھی نہیں سنی۔

تشریح: امام نسائی نے دو باب قائم کئے ہیں اول باب کی حدیث سے صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہری ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باب کی حدیث سے قرأت غیر جہری اسی بناء پر اقوال ائمہ مختلف ہو گئے چنانچہ امام احمدؒ و اسحٰقؒ اور صاحبینؒ وغیرہم کے نزدیک صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہری پڑھے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو اوپر کے عنوان کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ اور امام شافعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ قرأت آہستہ پڑھے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ سے ایک قول مثل امام ابو حنیفہؒ کے مروی ہے ان کا استدلال حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے جو دوسرے باب کے تحت میں مذکور ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے دوسرا استدلال مسند احمد اور مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو الفاظ اس کے یہ ہیں "صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فلم اسمع منه حرفا من القرأت" اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے اور عدم سماع قرأت والی روایت کو امام بیہقی نے بھی صحیح طریق واقدی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں "صليت الى جنب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم كسف الشمس فلم اسمع له قرائة" تیسرا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ہے جو صحیح البخاری اور مسلم میں موجود ہے وہ فرماتے ہیں "انه صلى الله عليه وسلم قرأ نحوا من سورة البقرة" یہی الفاظ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسائی شریف میں بھی پچھلے باب کے تحت مذکور ہیں اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت نہیں سنی اس لئے کہ اگر قرأت سنی جاتی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور ہوتا تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوٰۃ کسوف میں پڑھی ہوئی قرأت کو غیر مقررہ کے ساتھ اندازہ کر کے یوں نہ فرماتے "قرأ نحوا من سورة البقرة" تو اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کسوف میں قرأت سری تھی۔

ایک تعارض اور اس کا جواب:

اب تعارض پیدا ہو گیا جیسا کہ تفصیل مذکورہ سے واضح ہے اور نماز کسوف کا واقعہ عہد رسالت میں ایک ہی وقعہ ہے لہٰذا ترجیح اختیار قراءت کو ہوگی کیونکہ نماز کسوف تو نوافل انہار سے ہے اس میں قراءت مسنونہ نہیں ہے لہٰذا اخفاء ہی متعین ہے۔ (فتح الملهم: ۲/۴۵۷، ماخوذ عن فتح القدیر ملخصاً)

باب القول فی السجود فی صلوٰۃ الکسوف

نماز کسوف میں سجدے کی حالت میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) جو کچھ فرمایا تھا اس کا بیان

اخبرنا عبد اللّٰه بن محمد بن عبد الرحمن بن المسور الزهري قال حدثنا غندر عن شعبة عن عطاء بن السائب عن ابيه عن عبد اللّٰه بن عمرو قال كسفت الشمس على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال قال شعبة واحسبه قال في السجود نحو ذلك وجعل يبكي في سجوده وينفخ ويقول رب لم تعدني هذا وانا استغفرك لم تعدني هذا وانا فيهم فلما صلى قال عرضت على الجنة حتى لو مددت يدي تناولت من قطوفها وعرضت على النار فجعلت انفخ خشية ان يغشاكم حرها ورايت فيها سارق بدنة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ورايت فيها اخا بني دعدع سارق الحجيج فاذا فطن له قال هذا عمل المحجن ورايت فيها امراة طويلة سوداء تعذب في هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تسقها ولم تدعها تاكل من خشاش الارض حتى ماتت وان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما ايتان من ايات اللّٰه فاذا انكسفت احداهما او قال فعل احدهما شيئا من ذلك فاسعوا الى ذكر اللّٰه عز وجل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس نماز میں طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور طویل قیام کیا راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں عطاء بن السائب نے سجدے کے بارے میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے (یعنی طویل سجدے کئے) اور سجدے میں روتے تھے اور پھونکتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے رب تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا اور میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا جبکہ میں امت کے اندر ہوں پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ میرے سامنے جنت پیش کر دی گئی حتیٰ کہ میں ہاتھ بڑھاتا تو اس کے خوشوں کو توڑ کر لے سکتا اور میرے سامنے دوزخ حاضر کر دی گئی تو میں پھونک مارنے لگا اس اندیشے سے کہیں اس کی حرارت تم کو ڈھانپ نہ لے اور میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کے چور کو دیکھا ہے اور میں نے اس میں بنی دعدع کے ایک شخص کو حاجیوں کے سامان چوری کرنے والے کو دیکھا ہے جب کسی کو چوری کا علم ہوتا تو وہ شخص کہتا میرے ڈنڈے کی حرکت ہے (خمدار ہونے کی وجہ سے اس سے معلق ہو گیا ہے) اور میں نے دوزخ میں ایک

لمبی کالی عورت کو دیکھا ہے جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ تو خود اس کو کھانے پینے کے لئے کچھ دیتی اور نہ اسے چھوڑ دیتی تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی جان بچا لیتی حتی کہ وہ مر گئی اور بیشک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں تو جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو اللہ عزوجل کے ذکر کی طرف دوڑو۔

باب التشهد والتسليم فی صلوة الكسوف

کسوف کی نماز میں تشہد اور تسلیم کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعيد بن كثير عن الوليد عن عبد الرحمن بن نمر انه سأل الزهري عن سنة صلوة الكسوف فقال اخبرني عروة بن الزبير عن عائشة قالت كسفت الشمس فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً فنادى ان الصلوة جامعة فاجتمع الناس فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر ثم قرأ قراءة طويلة ثم كبر فركع ركوعاً طويلاً مثل قيامه او اطول ثم رفع رأسه وقال سمع الله لمن حمده ثم قرأ قراءة طويلة وهي ادنى من القراءة الاولى ثم كبر فركع ركوعاً طويلاً هو ادنى من الركوع الاول ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم كبر فسجد سجوداً طويلاً مثل ركوعه او اطول ثم كبر فرفع رأسه ثم كبر فسجد ثم كبر فقام فقرأ قراءة طويلة هي ادنى من الاولى ثم كبر ثم ركع ركوعاً طويلاً هو ادنى من الركوع الاول ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم قرأ قراءة طويلة وهي ادنى من القراءة الاولى في القيام الثاني ثم كبر فركع ركوعاً طويلاً دون الركوع الاول ثم كبر فرفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم كبر فسجد ادنى من سجوده الاول ثم تشهد ثم سلم فقام فيهم فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر لا ينخسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما آيتان من آيات الله فايهما خسف به او باحدهما فافزعوا الى ذكر الله عزوجل بذكر الصلوة.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا پس اس نے اعلان کیا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ پس لوگ جمع ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی تکبیر کہی پھر لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا قیام کے برابر یا اس سے لمبا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر لمبی قرأت کی یہ پہلی قرأت سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا یہ پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی پھر لمبا سجدہ کیا رکوع کے برابر یا اس سے بھی زیادہ لمبا پھر تکبیر کہی پھر اپنا سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پھر کھڑے ہوئے پھر لمبی قرأت کی یہ پہلے سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا لمبا یہ پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا دوسرے قیام میں لمبی قرأت کی اور یہ پہلی قرأت سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر تکبیر کہی پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا جو پہلے سجدہ سے مختصر تھا پھر تشہد پڑھی پھر سلام پھیرا پھر صحابہ کے سامنے کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد

نشانی کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان دونوں میں سے کسی ایک کو گرہن لگ جائے تو تم اللہ بزرگ و برتر کے ذکر یعنی نماز کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا موسى بن داود قال حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابي مليكة عن اسماء بنت ابي بكر قالت صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الكسوف فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم قام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم انصرف

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھائی کھڑے ہوئے پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر نماز سے فارغ ہوئے۔

باب القعود على المنبر بعد صلوة الكسوف

نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن يحيى بن سعيد ان عمرة حدثته ان عائشة قالت ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج مخرجاً فخسف بالشمس فخرجنا الى الحجرة فاجتمع الينا نساء واقبل الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك ضحوة فقام قياما طويلا ثم ركع ركوعا طويلا ثم رفع راسه فقام دون القيام الاول ثم ركع دون ركوعه ثم سجد ثم قام الثانية فصنع مثل ذلك الا ان قيامه وركوعه دون الركعة الاولى ثم سجد وتجلت الشمس فلما انصرف قعد على المنبر فقال فيما يقول ان الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال مختصر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو ہم حجرے والے حصہ کی طرف نکلے ہمارے پاس بہت سی عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور کافی دیر تک کھڑے رہے لیکن اول قیام کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے

ہو گئے اس میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا مگر اس رکعت کا قیام اور رکوع پہلی رکعت کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر سجدہ کیا اور آفتاب روشن ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھے اور جو ارشادات فرما رہے تھے منجملہ ان کے یہ بھی فرمایا کہ بیشک لوگ قبروں میں آزمائے جائیں گے جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جائیں گے یہ حدیث مختصر ہے مفصل روایت میں ان ارشادات کا ذکر ہے۔

باب كيف الخطبة في الكسوف

کسوف میں خطبہ کس طرح پڑھا جائے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا عبدة قال حدثنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فصلى فاطال القيام جدا ثم ركع فاطال الركوع جدا ثم رفع فاطال القيام جدا وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم رفع رأسه فاطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم رفع فاطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم سجد ففرغ من صلاته وقد جلي عن الشمس فخطب الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فصلوا وتصدقوا واذكروا الله عزوجل وقال يا امة محمد انه ليس احد اغير من الله عزوجل ان يزني عبده او امته يا امة محمد لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ نماز کے واسطے کھڑے ہو گئے پھر نماز شروع کر دی اس میں بہت لمبا قیام کیا پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر بہت لمبا قیام کیا مگر اول قیام سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع طویل کیا جو اول رکوع سے مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر سجدے سے اٹھ کر طویل قیام کیا جو قیام اول کی بہ نسبت مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا جو رکوع اول کی بہ نسبت چھوٹا تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا جو قیام اول کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا جو رکوع اول سے مختصر تھا پھر سجدے کئے پھر نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب صاف اور روشن ہو گیا پھر جب خطبہ سنانے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ جب اس کو دیکھو تو نماز پڑھو اور صدقہ کرو اور اللہ عزوجل کا ذکر کیا کرو اور فرمایا کہ اے امت محمد (ﷺ) کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات میں غیرت والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ یا اس کی باندی زنا کرتا دیکھے اے امت محمد (ﷺ) اگر تم جانتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت روتے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابو داؤد الحفري عن سفيان عن الاسود بن قيس عن ثعلبة بن عباد عن سمرة ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب حين انكسفت الشمس فقال اما بعد

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جب سورج کو گرہن ختم کیا گیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد

تشریح: صلوۃ کسوف میں خطبہ ہے یا نہیں اس میں کچھ اختلاف ہے اس کو علامہ عثمانی نے حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے "فتح الملهم جلد ۲ صفحہ ۴۴۳" میں نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ اور امام اسحاقؒ وغیرہ خطبہ کو مستحب کہتے ہیں ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں خطبہ کی تصریح ہے مثلاً نسائی اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں "فخطب الناس الخ" الفاظ آئے ہیں حنفیہ اور امام مالکؒ کے نزدیک نماز کسوف کے بعد خطبہ نہیں ہے اس کو صاحب ہدایہ اور شروح ہدایہ نے نقل کیا ہے اور ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ ہمیں خطبہ کا قول امام احمدؒ سے نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بھی خطبہ نہیں ہے اور جواب ان حدیث کا جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کیا گیا ہے ابن ہمامؒ نے دیا ہے "انها ما كانت بطريق قصد الشرعية بل لدفع وهم من توهم انه لموت ابراهيم ابنه صلى الله عليه وسلم فهو بسبب عرض واتفقى" تو معلوم ہوا کہ خطبہ جو مروی ہے نماز کے واسطے سنت نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود تنبیہ اور دفع وہم تھا کہ کسوف حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے نہیں ہوا۔

الامر بالدعاء في الكسوف

کسوف میں دعاء کا حکم دینا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا يونس عن الحسن عن ابي بكرة قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فانكسفت الشمس فقام الى المسجد يجر رداءه من العجلة فقام اليه الناس فصلى ركعتين كما يصلون فلما انجلت خطبنا فقال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله يخوف بهما عباده وانهما لا ينكسفان لموت احد فاذا رأيتم كسوف احدهما فصلوا وادعوا حتى ينكشف ما بكم.

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک سورج گرہن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنی چادر کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر دو رکعتیں پڑھیں جیسے تم پڑھتے ہو پھر جب آفتاب روشن ہو گیا تو ہمیں خطبہ سنایا اس میں یہ فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے بندوں کو ڈراتا ہے اور ان کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا جب تم کسی ایک کے کسوف کو دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ وہ کھل جائے۔

تشریح: ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ "فصلوا وادعوا" میں صیغہ امر استحباب کے لئے ہے کیونکہ صلوۃ کسوف بالاتفاق سنت ہے تو غیر اوقات مکروہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نماز کے ساتھ کیا کرو اور وقت مکروہ میں تہلیل و تسبیح و تکبیر و دعاء اور دیگر اذکار کے ساتھ کیا

مرقاۃ المفاتیح ۳/۲۹۹

الامر بالاستغفار فی الکسوف

کسوف میں استغفار کا حکم دینا

اخبرنا موسٰی بن عبد الرحمن المسروقی عن ابی اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسٰی قال خسفت الشمس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فزعا یخشٰی ان یکون الساعة فقام حتی اتی المسجد فقام یصلی باطول القیام ورکوع وسجود ما رایته یفعله فی صلوٰة قط ثم قال ان هذه الآیات التی یرسل اللہ لا تکون لموت احد ولا لحیاته ولکن اللہ یرسلها یخوف بها عباده فاذا رأیتم منها شیئا فافزعوا الی ذکره ودعائه واستغفاره.

حضرت ابو موسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورج گرہن ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے اس خوف سے کہیں قیامت تو نہیں آگئی یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لائے پھر زیادہ طویل قیام اور رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھنے لگے میں نے آپ کو کبھی کسی نماز میں ایسے طویل قیام وغیرہ کرتے نہیں دیکھا پھر فرمایا بیشک یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے واقع نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعا اور استغفار کی پناہ لیا کرو۔

کتاب الاستسقاء

متی یستسقی الامام

امام کب بارش طلب کرے

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالك عن شریك بن عبد الله بن ابی نمر عن انس بن مالك قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله هلکت المواشي وانقطعت السبل فادع الله فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم فمطرنا من الجمعة الی الجمعة فجاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله تهدمت البیوت وانقطعت السبل وهلکت المواشي فقال اللهم علی رؤس الجبال والآکام وبطون الاودية ومنابت الشجر فانجابت عن المدینة انجیاب الثوب.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ جانور مر رہے ہیں اور راستے منقطع ہو گئے (مطلب اس کا یہ ہے کہ خوراک کی کمی سے چراگاہیں اور راستے میں بھی جانوروں کو گھاس وغیرہ کھانے کو نہ ملنے کی وجہ سے سفر سے عاجز ہو گئے ہم سفر نہیں کر سکتے) اللہ تعالیٰ سے (بارش) کی دعا کیجئے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی پھر ہم پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش برسی پھر وہی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور (آمد و رفت) کے راستے منقطع ہو گئے اور مواشی ہلاک ہو گئے تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی "اللهم علی رؤس الجبال الخ" اے اللہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور وادیوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے پس بادل مدینہ کے اوپر سے پھٹ گیا مثل پھٹے کپڑے کے۔

تشریح: استسقاء کے لغوی معنی پانی طلب کرنے کے ہیں، سیرابی چاہنے کے ہیں اور عند الشرع اس کو کہتے ہیں "طلب السقیا علی وجه مخصوص من الله تعالی لانزال الغیث علی العباد ودفع الجدب والقحط من البلاد" (معارف السنن: ۴۴۷/۴)

بحر الرائق میں ہے کہ استسقاء ثابت ہے کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے قرآن پاک میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم قحط اور خشک سالی میں مبتلا ہوئی تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا "فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا" اس آیت میں کثرت سے بارش بھیجنے کو استغفار اور انابت پر مرتب فرمایا یہی استسقاء کی حقیقت ہے اور احادیث شریفہ سے بھی استسقاء ثابت ہے، حضور ﷺ نے کئی مرتبہ استسقاء کیا ہے اسی طرح حضور ﷺ کے بعد خلفاء

خروج الامام الی المصلی للاستسقاء

امام کا استسقاء کے واسطے مصلیٰ کی طرف نکلنا

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان حدثنا المسعودی عن ابی بکر ابن عمرو بن حزم عن عباد بن تمیم قال سفیان فسالت عبد اللّٰہ بن ابی بکر فقال سمعته من عباد بن تمیم یحدث ابی ان عبد اللّٰہ بن زید الذی اری النداء قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج الی المصلی یستسقی فاستقبل القبلة وقلب رداءہ وصلی رکعتین قال ابو عبد الرحمن ھذا غلط من ابن عیینة وعبد اللّٰہ بن زید الذی اری النداء ھو عبد اللّٰہ بن زید بن عبد ربه وھذا عبد اللّٰہ بن زید بن عاصم.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ وہ صحابی ہیں جن کو الفاظ اذان خواب میں دکھلائے گئے تھے) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی طرف نکلے استسقاء کے واسطے پس قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر کو تحویل کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ ابو عبدالرحمن یعنی امام نسائی فرماتے ہیں کہ در اصل اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی ہیں لیکن سفیان بن عیینہ نے بجائے ان کے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے جن کو کلمات اذان خواب میں دکھلائے گئے تھے حالانکہ یہاں حدیث استسقاء کے راوی نہیں لہٰذا ابن عیینہ سے غلطی ہوئی۔

تشریح: قسطلانی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ اکثر روایات میں وصلی رکعتین واو کے ساتھ ہے اور واو ترتیب کے واسطے نہیں آتا ہے اور بعض احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نماز کے بعد پڑھا ہے لہٰذا اس حدیث سے خطبۃ الاستسقاء قبل الصلوٰۃ پر استدلال درست نہیں۔

باب الحال التی یستحب للامام ان یکون علیھا اذا خرج

بیان میں اس حال کے جو امام کے واسطے مستحب ہے جبکہ وہ استسقاء کے لئے نکلے

اخبرنا اسحق بن منصور ومحمد بن المثنی عن عبد الرحمن عن سفیان عن ھشام بن اسحاق بن عبد اللّٰہ بن کنانة عن ابیه قال ارسلنی فلان الی ابن عباس اساله عن صلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الاستسقاء فقال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم متضرعا متواضعا متبذلا فلم یخطب نحو خطبتکم ھذہ فصلی رکعتین.

ہشام اپنے والد اسحاق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے (یعنی ولید بن عقبہ نے) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھوں تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضرع اور تواضع اور انکسار کی حالت میں نماز استسقاء کے واسطے نکلے تو تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا صرف دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا عبد العزیز عن عمارۃ بن غزیۃ عن عباد بن تمیم عن عبداللہ ابن زید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقی وعلیہ خمیصۃ سوداء۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کیا اس حالت میں آپ سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں تضرع اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے میدان میں جاوے یہی ہیئت عند الشرع مستحب ہے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین سے بارش کی دعائیں مانگیں۔

باب جلوس الامام علی المنبر للاستسقاء

استسقاء کے واسطے امام کا منبر پر بیٹھنا

اخبرنا محمد بن عبید بن محمد قال حدثنا حاتم بن اسماعیل عن هشام بن اسحق بن عبداللہ بن کنانۃ عن ابیہ قال سألت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستسقاء فقال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متبذلاً متواضعا متضرعا فجلس علی المنبر فلم یخطب خطبتکم ھذہ ولکن لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر وصلی رکعتین کما کان یصلی فی العیدین۔

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ معمولی اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے کی حالت میں اور اظہار تواضع وتضرع کی حالت میں (میدان کی طرف) نکلے منبر پر بیٹھے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا لیکن برابر دعا اور تضرع اور تکبیر میں مشغول رہے اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے دونوں عید میں پڑھتے تھے۔

تشریح: نماز استسقاء کے متعلق بحث پیچھے گذر چکی ہے اب اس کی ادائیگی کے طریقہ میں اختلاف ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نماز عید کی طرح بارہ تکبیرات کے ساتھ نماز استسقاء پڑھی جائے گی ان کے یہاں عید میں تکبیرات زوائد بارہ ہیں ان کا استدلال حدیث باب "وصلی رکعتین کما کان یصلی فی العیدین" سے ہے یہی قول ابن المسیب وغیرہ کا ہے، جمہور علماء کے نزدیک دوسری نمازوں کی طرح ایک ہی تکبیر تحریمہ ہے یہی امام مالکؒ ثوری اور اوزاعی و امام احمد و اسحاق و ابوثور اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہما کا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ (معارف السنن: ۴۶۹/۴، بحوالہ العمدۃ والمغنی)

جمہور کی طرف سے اس حدیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ تشبیہ میں من کل الوجہ مشابہت ضروری نہیں ہوتی لہٰذا تشبیہ صرف نماز عید کی طرح دو رکعت ہونے اور صلوۃ العیدین کے وقت میں ہے اور علامہ عینیؒ نے کہا کہ نماز استسقاء صلوۃ العیدین کے بہت مسائل و مشابہ تعداد رکعات اور جہری قرآت اور دو رکعت قبل خطبہ ہونے میں ہے۔ (معارف السنن بر صفحہ مذکورہ)

مسلک جمہور کی تائید حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "انه علیه الصلوٰة والسلام استسقی فخطب قبل الصلوٰة واستقبل القبلة وحوّل رداء ه ثم نزل فصلی رکعتین لم یکبر فیهما الا تکبیرة" اس کو طبرانی نے اوسط میں نقل کیا ہے نیز انہوں نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ "قال لم یزد علیه الصلوٰة والسلام علی رکعتین مثل صلاة الصبح"

دوسرا مسئلہ خطبہ کا ہے روای حدیث کہتے ہیں "لم یخطب خطبتکم هذه" بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعاء وتضرع اور استغفار میں مشغول رہے تو اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نہیں پڑھا مسند احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں صلاۃ استسقاء میں خطبہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور حضرت مولانا زرقانی نے معروف السنن میں مواہب لدنیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء چھ مرتبہ کیا ہے (واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نہیں پڑھا بس خطبہ یہی تھا کہ آپ دعاء وتضرع اور استغفار میں مشغول رہے تو معلوم ہوا کہ خطبہ کا ثبوت تو ہے مگر استحباب کے درجہ میں ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقات جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، میں لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت میں امام محمد کے نزدیک خطبہ سنت ہے اور دو خطبے ہوں نماز کے بعد اور امام ابوحنیفہ اور صریح روایت کے مطابق امام محمد فرماتے ہیں کہ صلاۃ استسقاء میں خطبہ نہیں کیونکہ استسقاء تو فقط دعاء واستغفار ہے۔

تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء فى الاستسقاء

استسقاء میں دعاء کے وقت امام اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کرلے

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا الولید عن ابن ابی ذئب عن الزهری عن عباد بن تمیم ان عمه حدثه انه خرج مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یستسقی فحول رداء ه وحول للناس ظهره ودعا ثم صلی رکعتین فقرأ فجهر

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی عباد بن تمیم کے چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استسقاء کے واسطے نکلے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل رداء کی اور پیٹھ لوگوں کی طرف پھیر کر دعا مانگی پھر دو رکعتیں پڑھیں اور قرأت جہر کے ساتھ پڑھی۔

تشریح: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز استسقاء دعا وغیرہ کے بعد پڑھی ہے لیکن مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث میں تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا اور اسی طرح ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے یہی صورت مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مرجح ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے حضرت مولانا سہارنپوری فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک پہلے نماز پڑھے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ پڑھے پھر اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کر کے قبلہ رخ ہو کر دعائے استسقاء میں مشغول ہو جائے اور لوگ بھی خطبہ اور دعاء میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔ (کذا فی البدائع وبذل المجهود ج ۲ ص ۳۱)

تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء

استسقاء کے وقت امام کا چادر پلٹنا

اخبرنا قتيبة عن سفيان عن عبد الله بن ابي بكر عن عباد بن تميم عن عمه ان النبي صلى الله عليه وسلم استسقى وصلى ركعتين وقلب رداء ه.

عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر کو پلٹ لیا۔

تشریح: نماز استسقاء کی خاص باتوں میں سے ایک خاص بات قلب رداء ہے جمہور علماء کے نزدیک تحویل رداء مستحب ہے حدیث باب سے اس کا ثبوت ملتا ہے امام ابوحنیفہ اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ چادر کا پلٹنا مستحب نہیں کیونکہ قلب رداء والی احادیث میں سے کوئی حدیث اس کی مسنونیت پر دلالت نہیں کرتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل رداء بطور تفاؤل تھی چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں "وما رواه كان تفاؤلا" یعنی چادر کا پلٹنا کوئی سنت نہیں وہ بطور فال نیک کے تھا جس کا مرجع عبادت کی جانب نہیں ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ نے قلب رداء کیا تا کہ قحط بدل کر فراخی ہو جائے۔ (رواہ حاکم)

اور حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ قلب رداء کیا تا کہ قحط منقلب ہو کر اور پلٹ کر فراخی اور خوش حالی آ جائے۔ (رواہ الطبرانی) پھر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مقتدی بھی امام کی اتباع میں چادر پھیریں حنفیہ اور بعض اصحاب امام مالک کہتے ہیں کہ قوم قلب رداء نہ کریں صرف امام کرے یہی قول حضرت سعید بن مسیبؒ عروہؒ اور ثوریؒ کا ہے۔ (کمافی العمدۃ والمغنی)

اب رہا یہ سوال کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے (کما ورد فی مسند احمد) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں نے تحویل رداء کی اس کے جواب میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ "ومارُوي ان القوم فعلوه محمول على انهم فعلوه موافقة له صلى الله عليه وسلم كخلع النعال ولم يعلم به" ابن ہمامؒ فرماتے ہیں "تقريره الذي هو من الحجج ماكان عن علمه ولم يدل شئ مما روي على علمه بفعلهم ثم تقريره الخ" حاصل اس کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر یعنی جواز ہے اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ کی وہ تقریر حجت اور قابل استدلال ہوتی ہے جبکہ آپ کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا اور آپ نے اس کو اس فعل سے منع نہیں کیا بلکہ اس پر سکوت کیا ہے اور اس شخص کے فعل کو برقرار رکھا ہے لیکن یہاں مسند احمد کی جس روایت میں قوم کے چادر پلٹنے کا ذکر آیا ہے بظاہر اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہوا اس لئے کہ آپ نے چادر کو قوم کی طرف پیٹھ پھیرنے کے بعد قبلہ رخ کی حالت میں پلٹا ہے حالانکہ تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اور آپ کا سکوت لازم ہے لہٰذا اس روایت سے قوم کی تحویل رداء پر استدلال درست نہیں اس بناء پر حنفیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ صرف امام اپنی چادر پلٹے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر چادر چوکور گوشے والی ہو تو اوپر کا سرا نیچے کرے اور نیچے کا اوپر کرلے اور اگر مدور ہو تو دائیں کو بائیں کندھے پر اور

بائیں کنارے کو دائیں پر کر لے۔ (کذا قال الشامی)

اب دوسرا سوال کہ تحویل رداء کب کرے اس کا ذکر اگلے عنوان کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے۔

متی یحول الامام رداء ہ

امام اپنی چادر کو کس وقت پلٹے اس کا بیان

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر انہ سمع عباد بن تمیم یقول سمعت عبد اللہ بن زید یقول خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستسقی وحول رداء ہ حین استقبل القبلۃ۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے پھر استسقاء کیا اور اپنی چادر کو پھیرا جبکہ اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف کیا۔

تشریح: اس حدیث کے الفاظ "وحول رداء ہ حین استقبل القبلۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر پلٹنے کا عمل استقبال قبلہ کے بعد واقع ہوا اور آپ ﷺ خطبہ کے بعد دعاء کے لئے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے تو اسی وقت قلب رداء کیا پھر دعاء مانگی اس بات پر صحیح مسلم کے الفاظ "وانہ لما اراد ان یدعو استقبل القبلۃ وحول رداء ہ" دلالت کرتے ہیں۔

رفع الامام یدہ

دعاء میں امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا

اخبرنا ھشام ابن عبد الملک ابو تقی الحمصی قال حدثنا بقیۃ عن شعیب عن الزھری عن عباد بن تمیم عن عمہ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستسقاء استقبل القبلۃ وقلب رداء ہ ورفع یدیہ۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو استسقاء میں دیکھا آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قلب رداء کیا اور دعاء میں دونوں ہاتھ اٹھائے۔

تشریح: دعاء میں دونوں ہاتھ کس حد تک اٹھائے اس کا بیان اگلے عنوان کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "انہ کان یرفع یدیہ حتی یری بیاض ابطیہ"

کیف یرفع

دعاء میں دونوں ہاتھ کس طرح اٹھائے

اخبرنا شعیب بن یوسف عن یحیی بن سعید القطان عن سعید عن قتادۃ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرفع یدیہ فی شیء من الدعاء الا فی الاستسقاء فانہ کان یرفع یدیہ حتی

یری بیاض ابطیہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں آپ استسقاء میں دونوں ہاتھوں کو اس حد تک اٹھاتے تھے حتیٰ کہ دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ھلال عن یزید بن عبد اللّٰہ عن عمیر مولی ابی اللحم عن ابی اللحم انه رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عند احجار الزیت یستسقی وھو مقنع بکفیه یدعو۔

حضرت ابی اللحم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو احجار الزیت کے پاس اس حالت میں استسقاء کرتے دیکھا ہے کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔

اخبرنا عیسی بن حماد قال حدثنا اللیث عن سعید وھو المقبری عن شریك بن عبد اللّٰہ بن ابی نمر عن انس بن مالك انه سمعه یقول بینما نحن فی المسجد یوم الجمعة ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یخطب الناس فقام رجل فقال یا رسول اللّٰہ تقطعت السبل وھلکت الاموال واجدب البلاد فادع اللّٰہ ان یسقینا فرفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یدیه حذاء وجهه فقال اللھم اسقنا فواللّٰہ ما نزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن المنبر حتی اوسعنا مطرا ومطرنا ذلك الیوم الی الجمعة الاخری فقام رجل لا ادری ھو الذی قال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم استسق لنا ام لا فقال یا رسول اللّٰہ انقطعت السبل وھلکت الاموال من کثرة الماء فادع اللّٰہ ان یمسك عنا الماء فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اللھم حوالینا ولا علینا ولکن علی الجبال ومنابت الشجر قال واللّٰہ ما ھو الا ان تکلم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بذلك تمزق السحاب حتی ما نری منه شیئا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن ہم مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے ایک شخص کھڑا ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ راستے منقطع ہوگئے اور مواشی ہلاک ہوگئے اور شہروں میں قحط پڑ گیا پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم کو باران رحمت عطا فرمائے اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک چہرے کے برابر اٹھائے اور فرمایا "اللھم اسقنا" اے اللہ ہم کو پانی سے سیراب کر دے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ ابھی منبر سے اترے بھی نہ تھے اسی وقت زبردست بارش شروع ہوگئی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک لگاتار ہوتی رہی پھر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کو میں نہیں جانتا کیا یہ وہی شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ ہمارے واسطے بارش کی دعا کیجئے یا کوئی دوسرا شخص ہے اس شخص نے کہا یا رسول اللہ راستے بند ہوگئے اور اموال یعنی مواشی بارش کی کثرت سے ہلاک ہو رہے ہیں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سے کہ بارش کو روک دے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللھم حوالینا ولا علینا الخ" الٰہی یہ بارش ہمارے اردگرد برسے ہم پر نہیں پہاڑوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں واللہ رسول اللہ ﷺ کے ان کلمات دعائیہ کے ساتھ ہی ابر پھیل گیا حتیٰ کہ ہمیں بادل کا کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دیا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یرفع یدیہ الخ" سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ کسی اور دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے حالانکہ استسقاء کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا میں ہاتھ اٹھانا روایات کثیرہ سے ثابت ہے اس تعارض کا جواب علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں امام نوویؒ کے قول کے حوالے سے یہ دیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں یہ تاویل کی جائے گی کہ استسقاء کے علاوہ کسی اور دعا میں دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند نہیں کرتے تھے جتنا استسقاء میں کرتے تھے حتی کہ دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک کپڑے کے اندر چھپا ہوا ہوتا یا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ان کی اپنی نفی روایت پر محمول کیا جائے گا اور خود ان کی نفی روایت تک محدود ہے گی اس سے دوسرے کی نفی روایت لازم نہیں آتی لہٰذا استسقاء کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر دعا کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کا ذکر جن راویوں کی روایات میں آیا ہے ان کی روایات کو ترجیح ہوگی۔ (نقلہ فی المنہل: ۲/۲۱۷)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یرفع یدیہ" میں نفی رفع یدین کو صفت مخصوصہ پر محمول کرنے کی صورت میں بھی تعارض ختم ہو کر روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے یعنی استسقاء کے لئے دعا کے وقت ہتھیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین کی طرف ہوتی تھی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود ہی اس کیفیت مخصوصہ پر دعا کرنے کو بتلاتے ہیں صحیح مسلم میں ان کی یہ حدیث ہے "ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استسقی فاشار بظهر کفیه الی السماء" اور ابوداؤد میں ان کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں "ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یستسقی هکذا یعنی ومد یدیه وجعل بطونهما مما یلی الارض حتی رایت بیاض ابطیه" تو ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ استسقاء کے لئے جس خاص طریقہ پر (یعنی دونوں ہاتھوں کے بطن کو زمین کی طرف اور پشت کو آسمان کی طرف کرکے) دعا فرماتے وہی طریقہ باقی دعاؤں میں سے کسی میں اختیار نہ فرماتے اب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور فی الباب اور دیگر احادیث میں کوئی تعارض نہیں علماء کہتے ہیں کہ جس طرح قلب رداء تفاؤل کے لئے تھا اسی طرح استسقاء میں دعا کے وقت اس کیفیت مخصوصہ کا اختیار کرنا بطور تفاؤل تھا چنانچہ ملا علی قاریؒ وغیرہ فرماتے ہیں "فعل هذا (ای جعل بطون الیدین الی الارض) تفاؤلا بتقلب الحال ظهر البطن نحو صنیعه فی تحویل الرداء او اشارة الی ما یسأله وهو ان یجعل بطن السحاب الی الارض لینصب ما فیه من الامطار کما قال ان الکف اذا جعل بطنها الی الارض انصب ما فیها من الماء ولعل من اراد دفع بلاء من القحط ونحوه فلیجعل ظهر کفه الی السماء ومن سأل نعمة من اللّٰہ فلیجعل بطن کفه الی السماء" (واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب)۔

ذکر الدعاء

دعاء کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنی ابو هشام المغیرة بن سلمة قال حدثنی وهیب قال حدثنی یحیی

بن سعید عن انس بن مالک ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اللھم اسقنا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہم کو پانی عطا فرما کر سیراب کر دیجئے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا المعتمر قال سمعت عبید اللّٰہ بن عمر وھو العمری عن ثابت عن انس قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ فقام الیہ الناس فصاحوا فقالوا یا نبی اللّٰہ قحطت المطر وھلکت البھائم فادع اللّٰہ ان یسقینا قال اللھم اسقنا اللھم اسقنا قال وایم اللّٰہ ما نری فی السماء قزعۃ من سحاب قال فانشات سحابۃ فانتشرت ثم انھا امطرت ونزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی وانصرف الناس فلم تزل تمطر الی الجمعۃ الاخری فلما قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب صاحوا الیہ فقالوا یا نبی اللّٰہ تھدمت البیوت وتقطعت السبل فادع اللّٰہ یحبسھا عنا فتبسم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال اللھم حوالینا ولا علینا فتقشعت عن المدینۃ فجعلت تمطر حولھا وما تمطر بالمدینۃ قطرۃ فنظرت الی المدینۃ وانھا لفی مثل الاکلیل.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے تو کچھ لوگوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر چیختے چلاتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے نبی بارش رک گئی اور مواشی ہلاک ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم کو باران رحمت عطا فرماوے آپ ﷺ نے فرمایا "اللّٰھم اسقنا اللّٰھم اسقنا" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اس وقت ہم آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اسی میں فوراً ابر ظاہر ہوا اور پھیل گیا پھر برسنا شروع ہوا اور رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے پھر نماز پڑھی اور لوگ چلے گئے اور بارش دوسرے جمعہ تک مسلسل برستی رہی پھر جب دوسرے جمعہ کو رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے تو کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے نبی اللہ مکان گر گئے اور راستے پانی سے بند ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش ہم سے روک دے پس رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا "اللّٰھم حوالینا ولا علینا" یعنی یہ بارش ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہیں آپ کے یہ فرماتے ہی ابر مدینہ پر سے پھٹ گیا اور بارش اس کے اردگرد برسنے لگی اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں گرا (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں نے مدینہ کی طرف دیکھا تو وہ مثل تاج کے ہو گیا۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل بن جعفر قال حدثنا شریک بن عبداللّٰہ عن انس بن مالک ان رجلا دخل المسجد ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائم یخطب فاستقبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائما وقال یا رسول اللّٰہ ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع اللّٰہ ان یغیثنا فرفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یدیہ ثم قال اللھم اغثنا اللھم اغثنا قال انس واللّٰہ ما نری فی السماء من سحابۃ ولا قزعۃ وما بیننا وبین سلع من بیت ولا دار فطلعت سحابۃ مثل الترس فلما توسطت السماء انتشرت وامطرت قال انس فلا واللّٰہ ما رأینا الشمس سبتا قال ثم دخل رجل من ذلک الباب فی الجمعۃ المقبلۃ ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائم یخطب فاستقبلہ قائما فقال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع اللّٰہ یمسکھا عنا فرفع رسول اللّٰہ

صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشي في الشمس قال شريك سالت انسا اهو الرجل الاول قال لا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے پھر اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اموال یعنی جانور ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم کو باران رحمت عطا فرماوے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا "اللهم اغثنا اللهم اغثنا" یعنی اے اللہ ہم پر بارش برسا اے اللہ ہم پر بارش برسا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس وقت ہم آسمان پر نہ ابر دیکھتے اور نہ ابر کا کوئی ٹکڑا اور ہمارے اور کوہ سلع کے درمیان مکان وغیرہ کی کوئی چیز حائل بھی نہ تھی کہ اتنے میں ایکدم بادل کا ایک ٹکڑا ڈھال کے برابر ظاہر ہوا پھر جب آسمان کے بیچ میں آیا تو پھیل گیا اور برسنا شروع ہوا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے پھر سات روز تک آفتاب کی صورت نہیں دیکھی پھر اگلے دوسرے جمعہ کو ایک شخص اسی دروازے سے داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموال (مواشی) ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش کو ہم سے روک دے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور فرمایا "اللهم حوالينا ولا علينا الخ" الٰہی بارش ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہیں الٰہی پہاڑوں اور پہاڑیوں اور باطن وادیوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بادل مدینہ سے چھٹ گئے اور ہم دھوپ میں چلتے تھے راوی حدیث شریک کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا یہ آدمی (جس نے بارش بند ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی) وہی اول شخص تھا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں۔

تشریح: ان روایات سے امام اعظم کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز منقول نہیں بلکہ بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ نے بغیر نماز کے باران رحمت کے لئے دعا کی تو معلوم ہو گیا کہ اس کے واسطے نماز مسنون نہیں ہے جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے باب کی حدیث میں آیا ہے "انها في مثل الاكليل" اکلیل عصابہ یا تاج کو کہتے ہیں جو بادشاہ سر پر باندھتے ہیں تو مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ابر فوراً مدینہ سے چھٹ گیا اور مدینہ گویا عصابہ یا شاہی تاج کے مثل ہو گیا بعض روایات میں آیا ہے کہ ابر چند حوض کے ہو گیا یعنی بادل مدینہ کی آبادیوں کو چھوڑ کر آبادیوں کے گرد حلقہ کر لیا یہ واقعہ اہل ہجرت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے بڑا معجزہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بارش کی کثرت اس قدر ہو کہ جانی و مالی ضرر پہنچاوے تو اس کے رک جانے کے لئے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب الصلوة بعد الدعاء

دعاء کے بعد نماز کا بیان

قال الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن ابن وهب عن ابن ابي ذئب ويونس عن ابن

شهاب قال اخبرني عباد بن تميم انه سمع عمه وكان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً يستسقي فحول الى الناس ظهره يدعو الله ويستقبل القبلة وحول رداءه ثم صلى ركعتين قال ابن ابي ذئب في الحديث وقرأ فيهما.

عباد بن تمیم اپنے چچا یعنی حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن استسقاء کو نکلے پس لوگوں کی طرف پشت کی اور قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے اور اپنی چادر کو الٹایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

تشریح: بعض نے اس حدیث سے استسقاء میں خطبہ قبل الصلوٰۃ ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی روایت میں قبل خطبہ نماز کی تصریح ہے "وكذا في حديث ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عند ابن ماجه" اور شافعیہ اور مالکیہ اور اسی طرح محمد بن حسنؒ کے نزدیک دوسری صورت یعنی صلوٰۃ قبل خطبہ مرجح ہے اور اسی کی طرف امام مالکؒ نے رجوع کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ روایات مختلفہ میں تطبیق اس طرح سے ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے دعا مانگی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر خطبہ پڑھا تو بعض راویوں نے کچھ بیان کیا اور بعض نے کچھ اور بعض نے خطبہ کو دعا سے تعبیر کیا ہے اسی سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ (فتح الملہم)

كم صلوة الاستسقاء

استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد عن يحيى عن ابي بكر بن محمد عن عباد بن تميم عن عبد الله بن زيد ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج يستسقي فصلى ركعتين واستقبل القبلة.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ استسقاء کے واسطے نکلے پس دو رکعتیں پڑھیں (جب دعا کا ارادہ فرمایا) تو قبلہ رخ ہو گئے۔

تشریح: اس حدیث سے استسقاء کی نماز دو رکعت پھر دعا کے وقت قوم کی طرف پشت کر کے قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے کی مسنونیت ثابت ہوتی ہے۔

كيف صلوة الاستسقاء

نماز استسقاء کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن هشام بن اسحق بن عبد الله بن

كنانة عن ابيه قال ارسلني امير من الامراء الى ابن عباس اساله عن الاستسقاء فقال ابن عباس ما منعه ان يسئلني خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم متواضعا متبذلا متخشعا متضرعا فصلى ركعتين كما يصلي في العيدين ولم يخطب خطبتكم هذه

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد کہتے ہیں کہ مجھے امراء میں سے کسی امیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے استسقاء کے متعلق پوچھوں تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس امیر کو کس بات نے مجھ سے دریافت کرنے سے روکا بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اور پرانے کپڑوں اور خشوع وخضوع اور تضرع کی حالت میں نکلے (اور میدان میں تشریف لائے) اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے عیدین میں پڑھتے تھے اور تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا۔

تشریح: اس حدیث سے صلوٰۃ استسقاء کو نکلنے کی کیفیت اور اس کے آداب معلوم ہوئے کہ تواضع وغیرہ کی حالت میں نکلیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پورے آداب بیان کئے ہیں ان کی خوب اچھی طرح رعایت کرتے ہوئے نکلیں یہی طریقہ مستحب ہے۔

باب الجهر بالقرأة في صلوة الاستسقاء

نماز استسقاء میں جہری قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا سفيان عن ابن ابي ذئب عن الزهري عن عباد بن تميم عن عمه ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج فاستسقى فصلى ركعتين جهر فيهما بالقراءة

عباد بن تمیم اپنے چچا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لئے نکلے پس دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قرأت جہر کے ساتھ پڑھی۔

القول عند المطر

بارش کے وقت کیا پڑھنا چاہئے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن مسعر عن المقدام بن شريح عن ابيه عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا امطر قال اللهم اجعله صيبا نافعا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب بارش برستی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے "اللهم اجعله صيبا نافعا" اے اللہ اس کو نفع والی بارش بنادے۔

كراهية الاستمطار بالكوكب

ستارے سے بارش طلب کرنا منع ہے

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني عبيد الله ابن عبد الله بن عتبة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عزوجل ما انعمت على عبادي من نعمة الا اصبح فريق منهم بها كافرين يقولون الكوكب وبالكوكب۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جب بھی میں نے اپنے بندوں پر بارش کی نعمت نازل کی تو ان میں سے ایک فریق اس نعمت کی ناشکری کر بیٹھتا ہے کہتا ہے الکوکب یعنی ستارہ نے ہم کو سیراب کیا ہے وبالکوکب یعنی فلاں ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن صالح بن كيسان عن عبيد الله بن عبد الله عن زيد بن خالد الجهني قال مطرنا الناس على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فقال الم تسمعوا ماذا قال ربكم الليلة قال ما انعمت على عبادي من نعمة الا اصبح طائفة منهم بها كافرين يقولون مطرنا بنوء كذا وكذا فاما من آمن بي وحمدني على سقياي فذاك الذي آمن بي وكفر بالكوكب ومن قال مطرنا بنوء كذا وكذا فذاك الذي كفر بي وآمن بالكوكب۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر بارش برسی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا آج کی رات تمہارے رب نے کیا کہا تمہارے رب نے کہا کہ جب بھی میں نے اپنے بندوں کو نعمت (بارش) بخشی تو ان میں سے ایک جماعت اس کی ناشکری کرتی ہے کہتی ہے فلاں فلاں ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے لیکن جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور بارش سے سیراب کرنے پر میرا شکر کیا تو وہی شخص خالص مجھ پر ایمان لایا اور ستارے کے (مؤثر) ہونے سے انکار کیا اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کا سا معاملہ کیا اور ستارے پر ایمان لایا۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء عن سفيان عن عمرو عن عتاب بن حنين عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو امسك الله عزوجل المطر عن عباده خمس سنين ثم ارسله لاصبحت طائفة من الناس كافرين يقولون سقينا بنوء المجدح۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ عزوجل اپنے بندوں سے بارش کو پانچ برس تک روک لے پھر بارش برسا دے تو لوگوں میں سے ایک فریق کفر کرنے والا ہوتا ہے کہتا ہے کہ مجدح (ایک ستارے کا نام ہے) کے ذریعہ ہمیں بارش سے سیرابی ہوئی ہے۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں عرب کا خیال تھا کہ ایک ستارے کے طلوع اور دوسرے کے غروب کے وقت بارش یا ہوا کا ہونا ضروری ہے کسی وجہ سے وہ بارش کو اسی ستارے کی طرف منسوب کرتے تھے جس کے طلوع کے وقت ہوتی تھی اور کہتے تھے مثلاً "مطرنا بنوء المجدح، مطرنا بنوء الثریا" کہ فلاں ستارے کے سبب سے یا ثریا ستارے کے سبب سے ہم پر بارش برسی ہے جس حقیقی اور فطرت سلیم رکھنے والے انسانوں کا تصور اور خیال اس کے بالکل خلاف ہے ان کا خیال وعقیدہ تو یہ ہے کہ بارش وغیرہ تمام نعمتوں کے خزائن اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ جو کچھ چاہے اپنے خزائن سے اپنے فضل سے اور اپنی قدرت سے عطا فرماتا ہے چنانچہ درست خیال وعقیدہ والے ایسے موقع پر جبکہ بارش ہوتی ہے اسے اپنے معبود و منعم حقیقی کا محض احسان و فضل سمجھتے ہوئے اور نزول مطر میں بس صرف خدائی نظام موثر ہونے کا زبان سے بھی اعتراف کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں "مطرنا بفضل اللہ وبرحمتہ" ہم کو بارش کا پانی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ملا غرض اس وقت بھی دنیا میں جاہل عقل سے عاری لوگ تو نزول مطر میں نجوم کو موثر سمجھ کر ایمان کے دائرے سے خارج ہو رہے ہیں اور صحیح العقیدہ کہ جن والے کا ایمان ویقین یہی ہے کہ بارش برسنے کے معاملہ میں صرف اور صرف خدائی نظام ہی موثر ہے چنانچہ وہ اس کا زبانی اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں "مطرنا بفضل اللہ وبرحمتہ" اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسائی۔

مسألة الامام رفع المطر اذا خاف ضرره

جب بارش سے نقصان کا اندیشہ ہو تو امام کا بارش رک جانے کے لئے دعا مانگنا

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا حميد عن انس قال قحط المطر عاما فقام بعض المسلمين الى النبي صلى الله عليه وسلم في يوم جمعة فقال يارسول الله قحط المطر واجدبت الارض وهلك المال قال فرفع يديه وماترى في السماء سحابة فمد يديه حتى رايت بياض ابطيه يستسقي الله عزوجل قال فما صلينا الجمعة حتى اهم الشاب القريب الدار الرجوع الى اهله فدامت جمعة فلما كانت الجمعة التي تليها قالوا يا رسول الله تهدمت البيوت واحتبس الركبان قال فتبسم لسرعة ملالة ابن آدم وقال بيديه اللهم حوالينا ولا علينا فتكشطت عن المدينة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش نہیں ہوئی پس بعض مسلمانوں نے جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ بارش نہیں ہو رہی زمین خشک ہو گئی اور مال یعنی مواشی ہلاک ہو گئے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ دیکھتے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول سے زیادہ استسقاء کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی کہ آپ اس حالت میں اللہ عزوجل سے بارش کے لئے دعا مانگ رہے تھے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی جمعہ سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے حتی کہ (کثرت بارش سے) قریب کے مکان والے نوجوان تک کو بھی اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانا دشوار ہو گیا پس بارش جمعہ کے روز مسلسل برستی رہی پھر جب اس سے متصل اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ مکانات گر گئے اور قافلے رک گئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور آدم علیہ السلام کے بیٹے کی جلدی اکتا جانے سے دونوں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اللھم حوالینا ولا علینا" آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلتے ہی بادل مدینہ سے پراگندہ ہو گئے۔

باب رفع الامام يديه عند مسألة امساك المطر

باب امساک مطر کی دعا کے وقت امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا الوليد بن مسلم قال حدثنا ابو عمرو الاوزاعي عن اسحاق بن عبد الله عن انس بن مالك قال اصاب الناس سنة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب على المنبر يوم الجمعة فقام اعرابي فقال يارسول الله هلك المال وجاع العيال فادع الله لنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه وما نرى في السماء قزعة والذي نفسي بيده ما وضعهما حتى ثار سحاب امثال الجبال ثم لم ينزل عن منبره حتى رايت المطر يتحادر على لحيته فمطرنا يومنا ذلك ومن الغد والذي يليه حتى الجمعة الاخرى فقام ذلك الاعرابي او قال غيره فقال يارسول الله تهدم البناء وغرق المال فادع الله لنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم حوالينا ولا علينا فما يشير بيده الى ناحية من السحاب الا انفرجت حتى صارت المدينة مثل الجوبة وسال الوادي ولم يجئ احد من ناحية الا اخبر بالجود. آخر كتاب الاستسقاء ولله الحمد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے تب ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مال یعنی مواشی ہلاک ہو گئے اور بچے بھوک کے مارے مر رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور ہم اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک نہیں اتارے حتی کہ ابر پہاڑوں کے برابر ظاہر ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک اپنے منبر سے نیچے نہ اترے تھے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا قطرہ آپ کی داڑھی مبارک سے ٹپک رہا تھا پس اسی جمعہ کے پورے دن بارش برسی اور اگلے دن بھی اور اگلے سے متصل تیسرے روز بھی حتی کہ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہ دیہاتی شخص کھڑا ہو گیا یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور مال (مواشی) ڈوب گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا "اللھم حوالینا ولا علینا" پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے بادل کے کسی حصہ کی طرف اشارہ فرماتے تو وہ کھل جاتا یہاں تک کہ مدینہ گڑھے کے مانند ہو گیا اور وادی بہنے لگی اور جب کسی جانب سے کوئی آدمی آتا تو وہ بہت بارش ہونے کی خبر دیتا۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بارش کی کثرت اس قدر ہو کہ نفع کے بجائے ضرر پہنچا دے تو اس کے رک جانے کی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتاب صلوٰۃ الخوف

خوف کی نماز کا بیان

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال اخبرنا وکیع قال حدثنا سفیان عن الاشعث بن ابی الشعثآء عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم قال کنا مع سعید بن العاصی بطبرستان ومعنا حذیفة بن الیمان فقال ایکم صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة الخوف فقال حذیفة انا فوصف فقال صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة الخوف بطآئفة رکعة صف خلفه وطآئفة اخری بینه وبین العدو فصلی بالطائفة التی تلیه رکعة ثم نکص هؤلآء الی مصآف اولئک وجآء اولئک فصلی بهم رکعة۔

اسود بن ہلال روایت کرتے ہیں ثعلبہ بن زہدم سے ثعلبہ کہتے ہیں کہ ہم طبرستان میں سعید بن العاص کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بھی تھے تو سعید بن عاص نے کہا کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پڑھی پھر انہوں نے نماز خوف کی کیفیت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کے ساتھ نماز خوف ایک رکعت پڑھی ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمن کے درمیان کھڑا ہوا پس آپ نے اس گروہ کے ساتھ جو آپ کے پیچھے کھڑا ہوا ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے روبرو دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور دوسرا گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا سفیان قال حدثنی اشعث بن سلیم عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم قال کنا مع سعید بن العاص بطبرستان فقال ایکم صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة الخوف فقال حذیفة انا فقام حذیفة وصف الناس خلفه صفین صفا خلفه وصفا موازی العدو فصلی بالذی خلفه رکعة ثم انصرف هؤلآء الی مکان هؤلآء وجآء اولئک فصلی بهم رکعة ولم یقضوا۔

ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پڑھی پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگ ان کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور لشکر کا دوسرا حصہ دشمن کے روبرو کھڑا ہوا تو جو گروہ اپنے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت

پڑھی اور ان لوگوں نے دوسری رکعت نہیں ادا کی۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا سفیان قال حدثنی الرکین بن الربیع عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل صلوٰۃ حذیفۃ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل نماز حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کی ہے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو عوانۃ عن بکیر بن الاخنس عن مجاهد عن ابن عباس قال فرض اللّٰہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الحضر اربعاً وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعۃ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نماز فرض فرمائی حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن سفیان قال حدثنی ابوبکر بن ابی الجہم عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی بذی قرد وصف الناس خلفہ صفین صفا خلفہ وصفا موازی العدو فصلی بالذی خلفہ رکعۃ ثم انصرف ھؤلاء الی مکان ھؤلاء وجاء اولئك فصلی بھم رکعۃ ولم یقضوا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی لوگوں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا جو گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے والے گروہ کی جگہ پر گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسری رکعت ادا نہیں کی۔

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر عن محمد عن الزبیدی عن الزہری عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ ابن عتبۃ ان عبد اللّٰہ بن عباس قال قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقام الناس معہ فکبر وکبروا ثم رکع ورکع اناس منھم ثم سجد وسجدوا ثم قام الی الرکعۃ الثانیۃ فتاخر الذین سجدوا معہ وحرسوا اخوانھم واتت الطائفۃ الاخری فرکعوا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسجدوا والناس کلھم فی صلوٰۃ یکبرون ولکن یحرس بعضھم بعضاً

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور کچھ لوگوں نے بھی رکوع کیا پھر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے بھائیوں کی حفاظت کی اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور سب لوگ نماز میں تکبیر کہتے تھے لیکن بعض لوگ بعض کی حفاظت کرتے تھے۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراہیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحاق قال حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس قال ما کانت صلوٰۃ الخوف الا سجدتین کصلوٰۃ احراسکم هؤلاء الیوم خلف ائمتکم هؤلاء الا انها کانت عقباً قامت طائفۃ منهم وهم جمیعا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وسجدت معه طائفۃ منهم ثم قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وقاموا معه جمیعا ثم رکع ورکعوا معه جمیعا ثم سجد فسجد معه الذین کانوا قیاماً اول مرۃ فلما جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم والذین سجدوا معه فی آخر صلاتهم سجد الذین کانوا قیاماً لانفسهم ثم جلسوا فجمعهم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالتسلیم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز خوف صرف دو سجدے تھے جیسے آج کے دن تمہارے یہ لشکر ان امیروں کے پیچھے پڑھتے ہیں مگر یہ کہ صلوٰۃ خوف ایک گروہ بعد دوسرے گروہ کے پڑھتا ہے لشکر میں سے ایک گروہ ان میں کے پیچھے دوسرا گروہ کی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے کیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سب کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور آپ کے ساتھ سب نے رکوع کیا پھر آپ نے سجدے کیے تو آپ کے ساتھ ان لوگوں نے بھی سجدے کیے جو پہلی رکعت میں کھڑے ہوئے تھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسری رکعت کے سجدے کیے ہیں سب بیٹھے تو ان لوگوں نے تنہا سجدے کیے جو کھڑے رہے پھر سب بیٹھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا شعبۃ عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه عن صالح بن خوات عن سهل بن ابی حثمۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی بهم صلوٰۃ الخوف فصف صفا خلفه وصفا مصافو العدو فصلی بهم رکعۃ ثم ذهب هؤلاء وجاء اولئک فصلی بهم رکعۃ ثم قاموا فقضوا رکعۃ رکعۃ

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز خوف پڑھائی ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے پس اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر یہ گروہ دشمن کے روبرو چلا گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کو ایک رکعت پڑھائی پھر دونوں گروہ کھڑے ہو کر سب نے ایک ایک رکعت ادا کی۔

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن یزید بن رومان عن صالح بن خوات عن من صلی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم ذات الرقاع صلوٰۃ الخوف ان طائفۃ صفت معه وطائفۃ وجاه العدو فصلی بالذین معه رکعۃ ثم ثبت قائماً واتموا لانفسهم ثم انصرفوا فصفوا وجاه العدو وجاءت الطائفۃ الاخری فصلی بهم الرکعۃ التی بقیت من صلاته ثم ثبت جالساً واتموا لانفسهم ثم سلم بهم۔

صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع کے دن خوف کی نماز پڑھی کہ ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو پس جو گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

کھڑا ہوا ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے رہے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے روبرو چلے گئے اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جو باقی تھی پھر آپ بیٹھے رہے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے باقی ایک رکعت پوری کی پھر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود عن یزید بن زریع قال حدثنا معمر عن الزهری عن سالم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی باحدی الطائفتین رکعة والطائفة الاخری مواجهة العدو ثم انطلقوا فقاموا فی مقام اولئك وجاء اولئك فصلی بهم رکعة اخری ثم سلم علیهم فقام هؤلاء فقضوا رکعتهم وقام هؤلاء فقضوا رکعتهم

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو گروہ میں سے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر جا کر دشمن کے روبرو کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آیا ان کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی پھر سلام پھیر دیا پھر یہ گروہ کھڑے ہوئے اور اکیلے اکیلے اپنی ایک رکعت ادا کی اور وہ گروہ کھڑا ہوا اور اکیلے اکیلے ایک رکعت ادا کی۔

اخبرنا کثیر بن عبید عن بقیة عن شعیب قال حدثنی الزهری قال حدثنی سالم بن عبد الله عن ابیه قال غزوت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل نجد فوازینا العدو وصاففنا هم فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی بنا فقامت طائفة منا معه واقبل طائفة علی العدو فرکع رسول الله صلی الله علیه وسلم ومن معه رکعة وسجد سجدتین ثم انصرفوا فکانوا مکان اولئك الذین لم یصلوا وجاءت الطائفة التی لم تصل فرکع بهم رکعة وسجد سجدتین ثم سلم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقام کل رجل من المسلمین فرکع لنفسه رکعة وسجدتین

سالم اپنے والد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانب نجد جہاد کیا پس ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا اور ہم ان کے مقابلہ میں صف بستہ ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے واسطے کھڑے ہوئے پس ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ وہاں سے جا کر اس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہوا جس نے نماز نہیں پڑھی اور وہ گروہ واپس آیا آپ نے اس گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اس کے بعد مسلمانوں میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اور اکیلے اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے کر لئے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الرحیم البرقی عن عبد الله بن یوسف قال اخبرنا سعید بن عبد العزیز عن الزهری قال کان عبد الله بن عمر یحدث انه صلی صلوة الخوف مع رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کبر النبی صلی الله علیه وسلم وصف خلفه طائفة منا واقبلت طائفة علی العدو فرکع بهم النبی صلی الله علیه وسلم رکعة وسجدتین ثم انصرفوا واقبلوا علی العدو وجاءت

الطائفة الاخرى فصلوا مع النبي صلى الله عليه وسلم ففعل مثل ذلك ثم سلم ثم قام كل رجل من الطائفتين فصلى لنفسه ركعة وسجدتين

زہری سے روایت ہے امام زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم میں سے ایک گروہ حضور ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو کھڑا ہوا پس نبی ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا پس اس گروہ نے بھی نبی ﷺ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا پھر دونوں گروہوں میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اکیلا اکیلا ایک رکوع اور دو سجدے کر لئے۔

اخبرنا عمران بن بكار قال حدثنا محمد بن المبارك قال حدثنا الهيثم بن حميد عن العلاء وابى ايوب عن الزهري عن عبد الله بن عمر قال صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف فقام فكبر فصلى خلفه طائفة منا وطائفة مواجهة العدو فركع بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعة وسجد سجدتين ثم انصرفوا ولم يسلموا واقبلوا على العدو فصفوا مكانهم وجاءت الطائفة الاخرى فصفوا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى بهم ركعة وسجدتين ثم سلم رسول الله صلى الله عليه وسلم و قد اتم ركعتين واربع سجدات ثم قامت الطائفتان فصلى كل انسان منهم لنفسه ركعة وسجدتين قال ابوبكر بن السني الزهري سمع من ابن عمر حديثين ولم يسمع هذا منه.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خوف کی نماز پڑھی آپ کھڑے ہوئے پھر تکبیر کہی پس ہم میں سے ایک گروہ نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا پس اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور دو سجدے کئے پھر بغیر سلام پھیرے یہ گروہ جا کر دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہو تو حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکوع دو سجدے کئے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور آپ نے پورے دو رکوع اور چار سجدے کئے پھر دونوں گروہ کھڑے ہوئے پس ان میں سے ہر شخص نے انفرادی طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لئے۔

اخبرنا عبد الاعلى ابن واصل بن عبد الاعلى قال حدثنا يحيى بن آدم عن سفيان عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف في بعض ايامه فقامت طائفة معه وطائفة بازاء العدو فصلى بالذين معه ركعة ثم ذهبوا وجاء الآخرون فصلى بهم ركعة ثم قضت الطائفتان ركعة ركعة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض غزوات میں خوف کی نماز پڑھی پس ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو پس اپنے ساتھ والے گروہ

کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آیا تو آپ نے اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر دونوں گروہ نے اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت پڑھی۔

اخبرنا عبیداللّٰہ بن فضالۃ بن ابراھیم قال اخبرنا عبد اللّٰہ بن یزید المقری ح واخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا حیوۃ وذکر آخر قالا اخبرنا ابو الاسود انہ سمع عروۃ بن الزبیر یحدث عن مروان بن الحکم انہ سال اباھریرۃ ھل صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ الخوف فقال ابوھریرۃ نعم قال متی قال عام غزوۃ نجد قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لصلوٰۃ العصر وقامت معہ طائفۃ وطائفۃ اخری مقابل العدو وظھورھم الی القبلۃ فکبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکبروا جمیعا الذین معہ والذین یقابلون العدو ثم رکع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعۃ واحدۃ ورکعت معہ الطائفۃ التی تلیہ ثم سجد وسجدت الطائفۃ التی تلیہ والآخرون قیام مقابل العدو ثم قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقامت الطائفۃ التی معہ فذھبوا الی العدو فقابلوھم واقبلت الطائفۃ التی کانت مقابلۃ العدو فرکعوا وسجدوا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائم کما ھو ثم قاموا فرکع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعۃ اخری ورکعوا معہ وسجد وسجدوا معہ ثم اقبلت الطائفۃ التی کانت مقابلۃ العدو فرکعوا وسجدوا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قاعد ومن معہ ثم کان السلام فسلم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسلموا جمیعا فکان لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتان ولکل رجل من الطائفتین رکعتان رکعتان

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں مروان بن حکم سے کہ انہوں نے سوال کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں مروان نے پوچھا کب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ نجد کے سال رسول اللہ ﷺ نماز عصر کے واسطے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اس گروہ کی پشت قبلہ کی طرف تھی تو رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کی پھر سب نے تکبیر کی آپ کے ساتھ والے نے بھی اور جو گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا اس نے بھی پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک رکوع کیا اور آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سجدے کئے اور ساتھ والے گروہ نے بھی سجدے کئے اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والی جماعت بھی کھڑی ہوئی پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلے گئے اور جو گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ آیا پس انہوں نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ ﷺ اسی طرح کھڑے رہے پھر یہ گروہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دوسرا رکوع کیا اور اس دوسرے گروہ نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور حضور ﷺ نے سجدے کئے اور دوسرے گروہ نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ سجدے کئے پھر وہ پہلا گروہ آیا جو دشمن کے روبرو کھڑا رہا تھا اس گروہ نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ ﷺ اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے بیٹھے رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور سب نے سلام

پھیر دیا تو رسول اللہ ﷺ کے واسطے دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک آدمی کی دو دو رکعتیں۔

اخبرنا العباس بن عبد العظيم قال حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال حدثني سعيد بن عبيد الهنائي قال حدثنا عبد الله بن شقيق قال حدثنا ابوهريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم نازلا بين ضجنان وعسفان محاصر المشركين فقال المشركون ان لهؤلاء صلوة هي احب اليهم من ابنائهم وابكارهم اجمعوا امركم ثم ميلوا عليهم ميلة واحدة فجاء جبرئيل عليه السلام فامره ان يقسم اصحابه نصفين فيصلي بطائفة منهم وطائفة مقبلون على عدوهم قد اخذوا حذرهم واسلحتهم فيصلي بهم ركعة ثم يتاخر هؤلاء ويتقدم اولئك فيصلي بهم ركعة تكون لهم مع النبي صلى الله عليه وسلم ركعة ركعة وللنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مشرکوں کا محاصرہ کے ارادہ سے ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے تو مشرکین نے کہا کہ بے شک ان لوگوں کے واسطے ایک نماز ایسی ہے جو ان کے اپنے بیٹوں اور کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہے (یعنی نماز عصر) تم اپنے ہتھیار وغیرہ کے ساتھ پوری طرح تیار رہو پھر ان پر ایک دم حملہ کر دینا پس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کی دو قسمیں کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہے اس حال میں کہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ ساتھ رکھے پس ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر یہ گروہ پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ آگے بڑھ جائے اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں تو ہر ایک گروہ کی ایک ایک رکعت ہوئی نبی ﷺ کے ساتھ اور نبی ﷺ کی دو رکعتیں۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن عن حجاج ابن محمد عن شعبة عن الحكم عن يزيد الفقير عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم صلوة الخوف فقام صف بين يديه وصف خلفه فصلى بالذين خلفه ركعة وسجدتين ثم تقدم هؤلاء حتى قاموا في مقام اصحابهم وجاء اولئك فقاموا مقام هؤلاء وصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعة وسجدتين ثم سلم فكانت للنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان ولهم ركعة.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی ایک صف حضور ﷺ کے سامنے کھڑی رہی اور ایک صف آپ کے پیچھے پس اس گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کے مقام پر کھڑا ہوا اور وہ گروہ آیا اور اس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہوا اور اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر آپ نے سلام پھیر دیا تو نبی ﷺ کی دو رکعتیں اور لوگوں کی ایک ایک رکعت۔

اخبرنا احمد بن المقدام قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله المسعودي قال اخبرني يزيد الفقير انه سمع جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقيمت

الصلوۃ فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقامت خلفہ طائفۃ وطائفۃ مواجھہ العدو فصلی بالذین خلفہ رکعۃ وسجد بھم سجدتین ثم انھم انطلقوا فقاموا مقام اولئک الذین کانوا فی وجہ العدو وجاءت تلک الطائفۃ فصلی بھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعۃ وسجد بھم سجدتین ثم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سلم فسلم الذین خلفہ وسلم اولئک۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور کھڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گروہ اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کھڑے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ جا کر دوسرے گروہ کی جگہ پر دشمن کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا جو آپ کے پیچھے تھے اور اس گروہ نے بھی سلام پھیر دیا۔

اخبرنا علی بن الحسین الدرھمی واسماعیل بن مسعود قالا حدثنا خالد قال حدثنا عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطاء عن جابر قال شھدنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوۃ الخوف فقمنا خلفہ صفین والعدو بیننا وبین القبلۃ فکبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکبرنا ورکع و رکعنا ورفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذین یلونہ وقام الصف الثانی حین رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والصف الذین یلونہ ثم سجد الصف الثانی حین رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی امکنتھم ثم تاخر الصف الذین کانوا یلون النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وتقدم الصف الاخر فقاموا فی مقامھم وقام ھؤلاء فی مقام الأخرین ورکع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ورکعنا ثم رفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد الذین یلونہ والأخرون قیام فلما رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذین یلونہ سجد الأخرون ثم سلم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوۃ خوف میں شریک تھے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہوئے اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی اور رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا اور رکوع سے اٹھے ہم بھی اٹھے جب سجدے کے واسطے جھکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور آپ کے ساتھ والے نے بھی سجدے کئے اور دوسری صف کے لوگ کھڑے رہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے اٹھے اور آپ کے ساتھ والے بھی اٹھے پھر دوسری صف والے سجدے میں گئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اپنی جگہوں پر پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والی جماعت پیچھے ہٹ گئی اور پچھلی صف آگے ہو گئی اور وہ اگلی صف والوں کے مقام پر کھڑے ہوئے اور اگلی صف والے ان کی جگہوں پر کھڑے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور ہم بھی اٹھے پھر جب سجدے کے واسطے جھکے تو آپ کے ساتھ والوں نے سجدے کئے اور پچھلی صف والے کھڑے رہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جو لوگ مل کر کھڑے ہوئے تھے سب اٹھے تو پچھلی صف والوں نے سجدے

گئے پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن ابي الزبير عن جابر قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم بنخل والعدو بيننا وبين القبلة فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبروا جميعا ثم ركع فركعوا جميعا ثم سجد النبي صلى الله عليه وسلم والصف الذي يليه والآخرون قيام يحرسونهم فلما قاموا سجد الآخرون مكانهم الذي كانوا فيه ثم تقدم هؤلاء الى مصاف هؤلاء فركع فركعوا جميعا ثم رفع فرفعوا جميعا ثم سجد النبي صلى الله عليه وسلم والصف الذي يلونه والآخرون قيام يحرسونهم فلما سجدوا وجلسوا سجد الآخرون مكانهم ثم سلم قال جابر كما يفعل امراؤكم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم مقام نخل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سب نے تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور سب لوگوں نے رکوع کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور آپ کے ساتھ والی صف کے لوگوں نے بھی سجدے کئے اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے پھر جب وہ کھڑے ہوئے تو دوسرے گروہ نے اپنی جگہ پر جہاں رہتے ہوئے سجدے کئے پھر یہ لوگ آگے بڑھ کر اگلی صف والوں کی جگہ پر آ گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے رکوع کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور اس صف والوں نے بھی سجدے کئے جو آپ کے متصل کھڑے ہوئے تھے اور دوسری صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے پھر جب انہوں نے سجدے کئے اور بیٹھ گئے تو دوسرے گروہ نے اپنی جگہ پر سجدے کئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے تمہارے امراء کرتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبة عن منصور قال سمعت مجاهداً يحدث عن ابي عياش الزرقي قال شعبة كتب به الي وقرأته عليه وسمعته منه يحدث ولكني حفظته قال ابن بشار في حديثه حفظي من الكتاب ان النبي صلى الله عليه وسلم كان مصاف العدو بعسفان وعلى المشركين خالد بن الوليد فصلى بهم النبي صلى الله عليه وسلم الظهر قال المشركون ان لهم صلوٰة بعد هذه هي احب اليهم من اموالهم وابنائهم فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم العصر فصفهم صفين خلفه فركع بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا فلما رفعوا رؤسهم سجد الصف الذي يليه وقام الآخرون فلما رفعوا رؤسهم من السجود سجد الصف المؤخر بركوعهم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تاخر الصف المقدم وتقدم الصف المؤخر فقام كل واحد منهم في مقام صاحبه ثم ركع بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا فلما رفعوا رؤسهم من الركوع سجد الصف الذي يليه وقام الآخرون فلما فرغوا من سجودهم سجد الآخرون ثم سلم النبي صلى الله عليه وسلم عليهم.

حضرت ابی عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے مد مقابل تھے مقام عسفان میں اور

زمانہ میں بھی) مشرکین کی قیادت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی مشرکوں نے کہا ان کے واسطے ایک نماز اور ہے (عصر کی نماز) اس نماز کے بعد کہ وہ ان کے نزدیک اپنے مال اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو امام ہو کر عصر کی نماز پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے ان کے دو گروہ بنائے پھر ان سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا جب رکوع سے اٹھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کیے اور پچھلے گروہ کھڑے رہے پھر جب اگلی صف والے سجدے سے اٹھے تو پچھلی صف والے نے اپنے رکوع کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے کیے پھر اگلی صف والے پیچھے ہو گئے اور پچھلی صف والے آگے ہو گئے اور ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی جگہ پر کھڑا ہو گیا پھر ان سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا جب وہ رکوع سے اٹھے تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کیے اور دوسرا گروہ کھڑا رہا جب وہ اپنے سجدے سے فارغ ہوئے تو دوسرے گروہ نے سجدہ کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد قال حدثنا منصور عن مجاهد عن ابي عياش الزرقي قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعسفان فصلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الظهر وعلى المشركين يومئذ خالد بن الوليد فقال المشركون لقد اصبنا لهم غرة ولقد اصبنا منهم غفلة فنزلت يعني صلوة الخوف بين الظهر والعصر فصلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة العصر ففرقنا فرقتين فرقة تصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم وفرقة يحرسونه فكبر بالذين يلونه والذين يحرسونهم ثم ركع فركع هؤلاء واولئك جميعا ثم سجد الذين يلونه وتاخر هؤلاء الذين يلونه وتقدم الآخرون فسجدوا ثم قام فركع بهم جميعا الثانية بالذين يلونه وبالذين يحرسونهم ثم سجد بالذين يلونه ثم تاخروا فقاموا في مصاف اصحابهم وتقدم الآخرون فسجدوا ثم سلم عليهم فكانت لكلهم ركعتان ركعتان مع امامهم وصلى مرة بارض بني سليم۔

ابو عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام عسفان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کی قیادت کر رہے تھے مشرکوں نے کہا (جبکہ مسلمان نماز میں مشغول تھے) ہم نے مسلمانوں کو ایسی حالت میں پایا تھا جس میں وہ بے خبر تھے پس صلوٰۃ خوف نازل ہوئی درمیان ظہر اور عصر کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی آپ نے ہمیں دو حصوں میں تقسیم کیا ایک گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا اور دوسرا گروہ ان کی حفاظت کرتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں اور نگرانی کرنے والوں کے ساتھ تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور دونوں فریق نے بھی رکوع کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والوں نے سجدے کیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے پیچھے ہو گئے اور پچھلے والے آگے ہو گئے پھر انہوں نے سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ اگلے پچھلے دونوں فریق کے ساتھ رکوع کیا پھر اگلے فریق کے ساتھ سجدے کیے پھر وہ لوگ پیچھے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے پھر انہوں نے سجدہ کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر

سلام پھیر دیا پس ہر ایک کے واسطے اپنے امام کے ساتھ دو دو رکعتیں ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین میں نماز خوف پڑھی۔

حدثنا محمد بن عبد الاعلى واسمعيل بن مسعود واللفظ له قالا حدثنا خالد عن اشعث عن الحسن عن ابي بكرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بالقوم في الخوف ركعتين ثم سلم ثم صلى بالقوم الآخرين ركعتين ثم سلم فصلى النبي صلى الله عليه وسلم اربعا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ساتھ خوف میں دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر دوسری جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن عن جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى بطائفة من اصحابه ركعتين ثم سلم ثم صلى باخرين ايضا ركعتين ثم سلم.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔

اخبرنا ابو حفص عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد عن يحيى بن سعيد عن القاسم بن محمد عن صالح بن خوات عن سهل بن ابي حثمة في صلوة الخوف قال يقوم الامام مستقبل القبلة ويقوم طائفة منهم معه وطائفة قبل العدو ووجوههم الى العدو فيركع بهم ركعة ويركعون لانفسهم ويسجدون سجدتين في مكانهم ويذهبون الى مقام اولئك ويجيء اولئك فيركع بهم ويسجد بهم سجدتين فهي له ثنتان ولهم واحدة ثم يركعون ركعة ركعة ويسجدون سجدتين.

حضرت سہل بن ابی حثمہ صلوۃ خوف کے بارہ میں کہتے ہیں کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہوگا اور ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف منہ کر کے سامنے کھڑا ہوگا امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گا وہ ایک اور رکعت اپنی جگہ میں بطور خود کیلئے رکوع سجدے کر کے نماز پوری کر لیں گے پھر دوسرے گروہ کی جگہ پر چلے جائیں اور دوسرا گروہ آ جائے پھر ان کے ساتھ امام رکوع اور دو سجدے کرے گا پس امام کے واسطے دو رکعتیں اور لوگوں کے واسطے ایک ایک رکعت پھر یہ گروہ اپنے اکیلے ایک اور رکعت کے واسطے رکوع اور دو سجدے کر کے نماز پوری کر لیں گے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الاعلى حدثنا يونس عن الحسن قال حدث جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى باصحابه صلوة الخوف فصلت طائفة معه وطائفة وجوههم قبل العدو فصلى بهم ركعتين ثم قاموا مقام الآخرين وجاء الآخرون فصلى بهم ركعتين ثم سلم.

حسن بصری فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ صلوۃ خوف پڑھی ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ایک گروہ دشمن کے روبرو کھڑا رہا پس پہلے گروہ کے ساتھ دو

رکعتیں پڑھیں پھر یہ جماعت دوسرے گروہ کی جگہ پر کھڑی ہوگئی اور دوسرا گروہ آیا تو ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا الاشعث عن الحسن عن ابي بكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه صلى صلوة الخوف بالذين خلفه ركعتين والذين جاؤا بعد ركعتين فكانت للنبي صلى الله عليه وسلم اربع ركعات ولهؤلاء ركعتين ركعتين. آخر كتاب صلوة الخوف.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ خوف کی دو رکعت نماز پڑھی جو آپ کے پیچھے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں جو بعد میں آئے تھے اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چار رکعات اور ان لوگوں کے واسطے دو دو رکعتیں۔

تشریح: صلاۃ خوف ارشاد قرآنی سے ثابت ہے اصل اس کی یہ آیت ہے "واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك الآية" صلوۃ خوف کے متعلق پہلی بحث یہ ہے کہ وہ اب بھی جائز ہے یا منسوخ ہوگئی اس کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس آیت کے مفہوم سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نماز خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ خطاب آپ کو ہو رہا ہے یہی قول حسن بن زیاد لولوی اور ابراہیم بن علیہ اور مزنی شاگرد امام شافعی کا ہے اس کے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف وغیرہ پر دو طرح سے حجت قائم ہے ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صلوۃ خوف کے جواز پر اجماع صحابہ سے دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "صلوا كما رأيتموني اصلي" سے کیونکہ یہ ایک عام ارشاد ہے اس میں قبل حیات یا بعد حیات کی کوئی قید نہیں لہذا آپ کا یہ ارشاد عام اس مفہوم پر جو امام ابو یوسف نے آیت مذکورہ سے استنباط کیا ہے مقدم ہے مزید تفصیل فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۴۶۴ میں ملاحظہ کیجئے وہاں فتح الباری کے حوالہ سے نقل کیا ہے لیکن مبسوط و منحۃ الخالق اور ابو نصر بغدادی کی شرح مختصر الکرخی میں تصریح ہے کہ امام ابو یوسف نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے اب امام ابو یوسف بھی زیر بحث مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔ (کذا فی عین الہدایہ)

جمہور کا مسلک:

جمہور کے نزدیک نماز خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں کیونکہ اب بھی جائز ہے اور پڑھی گئی ہے اور آیت مذکورہ میں خطاب اگرچہ آپ کو ہے لیکن حکم عام ہے جیسے "خذ من اموالهم صدقة" میں باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین کے لئے بھی یہی حکم مشروع ہے نہ منسوخ ہوا اور نہ مخصوص ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھی گئی ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کابل پر جہاد کرنے میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی۔ (رواہ ابوداؤد وغیرہ)

اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفین میں مغرب کی نماز خوف پڑھائی۔ (رواہ البیہقی) اور سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان کی جنگ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایک رکعت کر کے نماز خوف پڑھائی۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی) اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصبہان میں نماز خوف پڑھی اور حضرت سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبرستان میں جبکہ مجوس کے ساتھ جنگ ہوئی تھی نماز خوف پڑھی آپ کے ساتھ حسن بن علی اور حذیفہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے غرض ان روایات سے واضح ہو گیا کہ نماز خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھی گئی منسوخ نہیں ہوئی۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

جب شریعت نے صلوٰۃ خوف کی اجازت دے دی تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں صلوٰۃ خوف کیوں نہیں پڑھی تھی جبکہ بعض روایات میں آیا ہے چار نمازیں قضاء ہوئیں اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ نماز خوف کا حکم بعد غزوہ خندق کے نازل ہوا ہے قالہ قاضی عیاض وغیرہم نیز ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے صلوٰۃ خوف مقام عسفان میں پڑھی ہے جیسا کہ حدیث ابو عیاش زرقی "کنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعسفان، الحدیث رواہ احمد والنسائی وغیرھما" اس روایت میں حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکوں نے مکر و فریب کا قصد کیا تو آیت نماز خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی اسی طرح امام احمد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے بطریق عبداللہ بن شقیق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نزل بین ضجنان وعسفان فقال المشرکون ان لھؤلاء صلوۃ الخ" اس حدیث میں بھی صلوٰۃ خوف کا حکم دینے کے لئے نزول جبرئیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اب اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ غزوہ عسفان بعد غزوہ خندق کے واقع ہوا اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی تو اس سے معلوم ہوا کہ ذات الرقاع غزوہ خندق کے بعد بلکہ عسفان کے بعد ہوا۔

ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس تقریر مذکور کی اس بات سے تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما غزوہ ذات الرقاع میں شریک ہوئے تھے "کما فی الصحیحین عن ابی موسیٰ انہ شھد غزوۃ ذات الرقاع وانھم کانوا یلفون علی ارجلھم الخرق لما نقبت فسمیت غزوۃ ذات الرقاع" اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شریک ہونا دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ مسند احمد اور سنن میں ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا "ھل صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ الخوف قال نعم قال متی قال عام غزوۃ نجد" اس سے معلوم ہوا کہ غزوہ ذات الرقاع بعد غزوہ خیبر کے ہوا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر میں مسلمان ہوئے اور خندق کے بعد غزوہ خیبر اور اس کے بعد ذات الرقاع ہوا اور جس نے غزوہ ذات الرقاع کو غزوہ خندق سے پہلے کہا اس نے صریح غلطی کی ہے۔ (بذل المجہود: ۲/۲۹۶، وفتح الملھم: ۲/۴۸۸)

(واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار جگہ میں پڑھی: ذات الرقاع، بطن نخلہ، عسفان، ذی قرد)

دوسری بحث صلوٰۃ الخوف کی ادائیگی کے طریقے میں ہے:

صلوٰۃ الخوف کس طریقے سے ادا کی جائے اس کے بارے میں امام ابوداؤدؒ نے تیرہ صورتیں نقل کی ہیں، مگر حافظ ابن حجر

فرماتے ہیں کہ نمازِ خوف کی ادائیگی کے طریقے میں بہت سی صورتیں آئی ہیں، مگر حافظ ابن عبد البرؒ نے دوسری صورتوں پر اس صورت کو ترجیح دی ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیان کی ہے کیونکہ ایک تو اس کی اسناد قوی ہے دوسرے اصول کے موافق ہے کہ مقتدی اپنی نماز کو اپنے امام کے سلام سے پہلے پورا نہ کریں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ خوف میں چھ یا سات احادیث ثابت ہیں ان میں سے جس پر بھی عمل کرے درست ہے اور انہوں نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ترجیح دی جو نسائی میں عنوان کے اخیر میں مذکور ہے، اور ابن حزمؒ چودہ طریقے لکھتے ہیں ان سب کو جزء مفرد میں بیان کیا ہے، اور ابن العربیؒ سولہ صورتیں بتاتے ہیں، اور ابن القیمؒ نے کاٹ چھانٹ کر چھ صورتیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے اختلاف رواۃ کی بناء پر اس سے زیادہ صورتیں بیان کی ہیں جب انہوں نے ایک قصہ میں اختلاف رواۃ کو دیکھا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا دوسرا طریقہ قرار دیا۔ بہرحال احادیث میں جتنی صورتیں منقول ہیں علماء کی تصریح کے مطابق سب جائز ہیں۔

(کما في در المختار)

صرف افضلیت میں گفتگو ہے کہ بہتر کونسی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک صلوٰۃ خوف کی بہتر صورت وہ ہے جو صاحب ہدایہؒ نے بیان کی ہے۔ "اذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتين الخ" کہ پہلا گروہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ کر دشمن کے مقابل چلا جائے پھر دوسرا گروہ آئے تو امام ان کے ساتھ باقی ایک رکعت اور التحیات پڑھے اور خود سلام پھیر دے مگر وہ گروہ سلام نہ پھیرے بغیر سلام پھیرے دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ آئے اور اپنی باقی ایک رکعت اکیلے بغیر قرأت پوری کرکے تشہد پڑھ کر سلام پھیرے پھر دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے اور قرأت کے ساتھ ایک رکعت پوری کرکے تشہد پڑھ کر سلام پھیرے (یہ لوگ مسبوق کے حکم میں ہیں اور مسبوق پر قرأت لازم ہے)۔

شوافع کے یہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب امام دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو اس گروہ کا انتظار کرے اور اس درمیان میں امام قرأت طویل کرے حتیٰ کہ یہ گروہ رکعت ثانیہ پوری کرکے سلام پھیر کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے تو امام ان کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے جب دوسری رکعت کے سجدہ سے سر اٹھائے تو امام اس طائفہ کا انتظار کرے حتیٰ کہ یہ دوسری رکعت پوری کرکے تشہد پڑھے پھر امام سلام پھیرے اور یہ گروہ بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے، اور امام مالکؒ کا مذہب بھی یہی ہے مگر ان کے مذہب میں یہ ہے کہ امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے وہ لوگوں کا انتظار نہ کرے لوگ اپنی باقی رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھ لیں تو اب فرق یہ ہوا کہ شوافع کے یہاں امام نے انتظار کیا اور امام مالکؒ کے نزدیک انتظار نہیں کیا اور یہ سب صورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے منقول ہیں لیکن اس میں حنفیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ نص قرآنی "فاذا سجدوا فليكونوا من ورائكم، الآية" کے مضمون اور قاعدہ کلیہ کے زیادہ مطابق ہے اور اس روایت میں بیان کردہ طریقہ میں موضوع امامت کے خلاف کوئی بات نہیں ہاں اس میں نقل و حرکت زیادہ ہوئی لیکن اس میں فائدہ یہ ہے کہ اسی محل میں نماز ادا ہوئی جہاں شروع کی تھی۔ (والله تعالى اعلم بالصواب، فتح الملهم: ۲/۴۲۶، ۲۸۰، بحوالة فتح القدير)

کتاب صلوٰۃ العیدین

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل قال حدثنا حمید عن انس بن مالک قال کان لاھل الجاھلیۃ یومان فی کل سنۃ یلعبون فیھما فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ قال کان لکم یومان تلعبون فیھما وقد ابدلکم اللہ بھما خیراً منھما یوم الفطر ویوم الاضحیٰ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کے واسطے ہر سال میں دو دن تھے وہ ان میں خوشیاں مناتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو فرمایا تمہارے واسطے دو دن تھے ان دونوں میں تم کھیل کود کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بدلے میں ان دونوں سے بہتر دو دن دے دیئے ایک یوم الفطر دوسرا یوم الاضحیٰ۔

تشریح: عید کی اصل "عود" ہے کیونکہ یہ مشتق ہے عود یعود سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں واؤ کے سکون اور ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا ہے جیسے میزان میقات وزن اور وقت سے ماخوذ ہے ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا ہے اس کی جمع قاعدہ کے مطابق اعواد ہونی چاہئے تھی مگر عود یعنی لکڑی کی جمع سے فرق کے لئے جمع اعیاد آتی ہے یا واحد یعنی عید میں لزوم یاء کی وجہ سے جمع بھی یاء کے ساتھ آتی ہے اب عید کو عید اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ کی کثرت احسانات سے خوشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا کہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے اس لئے اسے عید کہا جاتا ہے۔

دور اسلام سے پہلے اہل مدینہ جن دو دنوں میں خوشی مناتے تھے وہ بعض علماء کے قول کے مطابق نیروز اور مہرجان تھے دو ان دنوں میں جاہلیت کی رسم کے مطابق محض کھیل کود کے لئے جمع ہوتے تھے مگر اسلام نے ان دونوں کے بدلے میں دو دن یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے مقرر کئے ہیں ان دنوں میں زیب و زینت کے لباس عمدہ کپڑے کے استعمال کی اجازت کے علاوہ اجتماعی طور پر ذکر اللہ و عبادت و تکبیر اور قربانی وغیرہ امور مشروع کئے ہیں تاکہ اہل جاہلیت کے لہو و لعب کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

صاحب مواہب مدینہ نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں مسلمانوں کے واسطے تین عید ہیں ایک تو یوم جمعہ کی عید ہے جو ہفتہ میں عبادات و فرائض کی تکمیل کے وقت بار بار ہر ہفتہ میں آتی ہے اور دو عید بدون تکرار کے ہر سال میں ایک مرتبہ آتی ہیں ایک تو عید الفطر جو ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن صوم رمضان کی تکمیل کے بعد آتی ہے چونکہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ماہ رمضان کے عظیم الشان عبادت صوم رمضان کو پورا کیا ہے اور روزوں کی بدولت اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کے مستحق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عید مشروع کی تاکہ اس کی ہدایت اور توفیق سے عظیم الشان عبادت روزہ رمضان کی تکمیل پر سب مسلمان جمع ہو کر اس کا شکر و ذکر اور بڑائی بیان کریں اور دوسری عید قربانی کی عید ہے اور یہ ارکان اسلام میں سے چوتھا رکن حج فریضہ کی تکمیل کے موقع پر آتی ہے جب مسلمانوں نے حج فریضہ مکمل کر لیا تو ان کی مغفرت کر دی گئی اور حج عرفہ کے دن مکمل ہوتا ہے

کیونکہ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے اور یوم عرفہ جہنم سے خلاصی کا دن ہے اللہ تعالیٰ اس دن میں مسلمانوں کو جو عرفہ میں ٹھہرے ہوں جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں اس لئے یوم عرفہ سے متصل قربانی کے دن کو دنیا بھر کے مسلمانوں کے واسطے عید کا دن مقرر کیا ہے تاکہ اس مغفرت عامہ اور جہنم سے آزادی کے شکر میں عبادات و ذکر و تکبیر اور قربانی کریں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

شریعت میں نماز عید کی حیثیت:

جہاں جمعہ درست ہے وہیں عید بھی درست ہے اور جو شرائط جمعہ کے ہیں وہی عید کے بھی ہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز عید ہر ایسے شخص پر واجب ہوتی ہے جس پر نماز جمعہ واجب ہوتی ہے وہی قول اصح روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اکثر ائمہ کا بھی یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ دیا ہے، اور ابن ہبیرہ نے افصاح میں امام ابوحنیفہؒ سے دوسری یہ روایت نقل کی ہے کہ نماز عید سنت مؤکدہ ہے۔ یہی قول امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے اور امام احمدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نماز عید فرض کفایہ ہے جیسے جہاد اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ (نقلہ ابن هبیرۃ فی الافصاح) اور اصحاب امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہی ہے۔

دلائل وجوب:

نماز عید واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز عید پر بغیر ترک کے مواظبت فرمائی (کذا فی الهدایہ) اس کی تائید ابن حبان وغیرہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ اول عید الفطر نبی ﷺ نے ہجرت کے دوسرے سال پڑھی اسی سال کے شعبان میں فریضہ رمضان نازل ہوا پھر اس پر حضور ﷺ نے وفات تک مداومت فرمائی۔ قرآن پاک کے اشارہ سے واجب ہونا ثابت ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں "فصل لربك وانحر" اس کی تفسیر میں علماء کہتے ہیں "صل صلوٰۃ العید وانحر الجزور" اور مطلق امر وجوب کے لئے ہے نیز حق تعالیٰ فرماتے ہیں "ولتكبروا الله على ما هداكم" اس میں اشارہ ہے نماز عید الفطر کی طرف، نیز حضور ﷺ کے بعد سے خلفاء راشدین کا عمل بغیر ترک کے صلوٰۃ عید واجب ہونے کی دلیل ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جامع صغیر کی عبارت میں نماز عید کا سنت ہونا مذکور ہے تو صاحب ہدایہؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں "وتسمیته لوجوبه بالسنة" یعنی امام محمدؒ نے جو اس کو سنت کہا اس وجہ سے کہ اس کا واجب ہونا بدلیل سنت ثابت ہوا ہے۔

(فتح الملهم وبذل المجهود)

باب الخروج الى العيدين من الغد

دوسرے روز عید کے لئے نکلنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابو بشر عن ابي عمير ابن انس عن عمومة له ان قوماً رأوا الهلال فاتوا النبي صلى الله عليه وسلم فامرهم ان يفطروا بعد ما ارتفع النهار وان يخرجوا الى العيد من الغد.

ابو عمیر اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے چاند دیکھا ہے (کل کے روز یا شاید وہ) نبی ﷺ کے پاس آئے (اور آپ کے سامنے گواہی دی چاند دیکھنے کی) حضور ﷺ نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا بعد بلند ہونے دن کے اور اگلے روز عید کے واسطے نکلنے کا حکم دیا۔

تشریح: طحاوی کی روایت میں بعد الزوال کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ زوال آفتاب کے بعد نماز عید کا وقت نکل گیا کیونکہ اگر بعد زوال کے وقت رہتا تو اسی روز پڑھتے لیکن اسی روز نہیں پڑھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ دوسرے روز تک عذر کی صورت میں تاخیر ہو سکتی ہے۔

خروج العواتق وذوات الخدور فی العیدین

دونوں عید میں قریب البلوغ اور پردہ نشین عورتوں کے نکلنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن حفصة قالت کانت ام عطیة لا تذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الا قالت بابا فقلت اسمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یذکر کذا وکذا فقالت نعم بابا قالت لیخرج العواتق وذوات الخدور والحیض ویشهدن العید ودعوة المسلمین ولیعتزل الحیض المصلی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کی عادت یہ تھی) کہ وہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتی تو بابا کہتی تھی میں نے کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ایسا فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا جی ہاں بابا کہ کنواری لڑکیاں اور (حیض والی) مستورات نکلیں اور عید اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔

تشریح: اصل لفظ "بابی" ہے یعنی میرے باپ آپ پر فدا ہوں پھر یاء کو الف سے بدل کر "بابا" کہا جاتا ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کا جب بھی ذکر کرتی تھیں "بابی" ضرور کہتی تھیں تو جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ایسا فرماتے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں "بابا قالت الخ" یعنی میرے باپ آپ پر فدا ہوں کہ ہاں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "لیخرج العواتق الخ" کہ کنواری لڑکیاں اور پردہ نشین اور حیض والی عورتیں عیدگاہ اور مسلمانوں کی دعاؤں کی مجلسوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے عیدین اور خیر و برکت اور دعائی مجلسوں میں شرکت کرنا درست ہے، لیکن یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دور حاضر میں بھی عیدگاہ وغیرہ میں شرکت کر سکتی ہیں یا نہیں تو اس بارے میں ہر شخص حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد سے ہدایت و عمل کر سکتا ہے انہوں نے فرمایا "لو رأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما احدث النساء بعده لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل" حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ مدت کے بعد فرمایا تھا تو جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے کی عورتوں کے حالات میں تغیر پیدا ہو چکا تھا جس کی بے راہ روی اور بے احتیاطی کو دیکھ کر ارشاد مذکور فرمایا تو اب دور حاضر میں جبکہ فسق و فجور اور بدعات و منکرات خوب کثرت سے واقع ہو رہے ہیں ایسے پر فتن دور میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہوتے تو شاید عورتوں کو عید وغیرہ کے واسطے نکلنے کی بالکل اجازت نہ دیتے اس لئے متاخرین کا فیصلہ یہی ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ وغیرہ میں جانے سے منع کریں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب عورت کو محلہ کی مسجد میں جانے کی اجازت نہیں بلکہ گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں بھی صحن سے دالان اور دالان سے کمرے اور کمرے میں کمرہ کی کونے کی جگہ بہتر ہے تو عیدین وغیرہ میں شریک ہونے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔ (فتح الملهم بحواله عمدة القاری)

اعتزال الحيض مصلى الناس

حیض والی عورتیں لوگوں کی عیدگاہ سے الگ رہیں

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن ايوب عن محمد قال لقيت ام عطية فقلت لها هل سمعت من النبي صلى الله عليه وسلم وكانت اذا ذكرته قالت بابا قال اخرجوا العواتق وذوات يعني الخدور فيشهدن الخير ودعوة المسلمين وليعتزل الحيض مصلى الناس

محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کی تو ان سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو بابا کہتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب البلوغ لڑکیاں اور پردہ نشین عورتوں کو نکالو کہ وہ خیر اور مسلمانوں کی دعاؤں کی مجلسوں میں شریک ہوں اور حیض والی عورت لوگوں کی عیدگاہ سے الگ رہیں۔

تشریح: جب حیض والی عورتیں نماز نہیں پڑھتی ہیں تو نمازیوں کے ساتھ گھلنے ملنے اور ان کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا وہ الگ رہیں۔

باب الزينة للعيدين

عیدین کے واسطے زینت اختیار کرنے کا بیان

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني يونس بن يزيد وعمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه قال وجد عمر بن خطاب رضي الله تعالى عنه حلة من استبرق بالسوق فاخذها فاتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله ابتع هذه لتجمل بها للعيد والوفد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما هذه لباس من لاخلاق له او انما يلبس هذه من لاخلاق له فلبث عمر ماشاء الله ثم ارسل اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبة ديباج فاقبل بها حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله قلت انما هذه لباس من لاخلاق له ثم ارسلت الي بهذه

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعها وتصب بها حاجتك.

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بکتا ہوا پایا اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ جوڑا خرید لیجئے اس کو آپ عید کے روز اور جب قوم سے وفد آئے اس روز پہن لیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کے واسطے کوئی حصہ نہیں پس اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہرے رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا حضرت عمر اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول آپ نے فرمایا تھا یہ ریشمی جوڑا ان لوگوں کا لباس ہے جن کے واسطے کوئی حصہ نہیں پھر آپ نے میرے پاس یہ ریشمی جبہ بھیج دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنی حاجت اور ضرورت کو پورا کرو۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن اچھے اور عمدہ کپڑے کا استعمال خلاف شرع نہیں بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ تفاخر اور ریا مقصود نہ ہو دور رسالت میں لوگوں کی عادت یہی تھی کہ وہ عید کے دن عمدہ اور اچھے کپڑے پہنتے تھے جس اور ریشمی کپڑے کے استعمال سے حضور ﷺ نے انکار نہیں فرمایا بلکہ وہ جوڑا ریشمی تھا اس لئے انکار فرمایا۔ (قالہ علامہ السندھی)

الصلوٰة قبل الامام یوم العید

عید کے روز امام سے پہلے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن عن سفیان عن الاشعث عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم ان علیاً استخلف ابا مسعود علی الناس فخرج یوم عید فقال یا ایها الناس انه لیس من السنة ان یصلی قبل الامام.

ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں پر خلیفہ بنایا ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن نکلے اور لوگوں کو فرمایا سنت سے نہیں کہ امام سے پہلے کوئی نماز پڑھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے روز امام سے پہلے مطلقاً خواہ عیدگاہ میں ہو یا گھر میں کوئی نماز نہ پڑھے البتہ اگر نماز عید کے بعد گھر پر پڑھ لے تو گنجائش ہے بلا کراہت جائز ہے بعض روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یصلی قبل العید شیئا فاذا رجع الی منزله صلی رکعتین" (فتح القدیر)

ترک الاذان للعیدین

عیدین کے واسطے اذان نہ ہے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو عوانة عن عبد الملك بن ابی سلیمان عن عطاء عن جابر قال صلی بنا

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عید قبل الخطبۃ بغیر اذان ولا اقامۃ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی خطبہ سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے۔

تشریح: امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیدین کے واسطے نہ اذان ہے اور نہ اقامت اسی پر علماء کا اجماع ہے یہی معروف ومنقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے عمل سے۔ (فتح الملہم)

الخطبة يوم العيد

عید کے روز خطبہ پڑھنا

اخبرنا محمد بن عثمان قال حدثنا بهز قال حدثنا شعبة قال اخبرني زبيد قال سمعت الشعبي يقول حدثنا البراء بن عازب عند سارية من سواري المسجد قال خطب النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر فقال ان اول ما نبدأ به في يومنا هذا ان نصلي ثم نذبح فمن فعل ذلك فقد اصاب سنتنا ومن ذبح قبل ذلك فانما هو لحم يقدمه لاهله فذبح ابوبردة بن نيار فقال يا رسول الله عندي جذعة خير من مسنة قال اذبحها ولن توفي عن احد بعدك۔

شعبی فرماتے ہیں ہم سے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس حدیث بیان کی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے پھر ذبح کریں گے جو شخص اس ترتیب سے کرے گا اس نے ہماری سنت کے مطابق کام کیا ہے اور جو شخص نماز سے پہلے ذبح کرے گا یہ گوشت کی قربانی ہے جو اپنے اہل وعیال کے واسطے نماز سے پہلے ذبح کرتا ہے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر دی پس انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے (ایک سال سے کم عمر کا) جو مسنہ سے بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ذبح کر دے یہ رخصت تیرے لئے ہے تیرے بعد کسی کو کافی نہ ہوگا۔

باب صلوة العيدين قبل الخطبة

نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عبدة ابن سليمان قال حدثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر رضي الله عنهما كانوا يصلون العيدين قبل الخطبة۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ نماز عید کی تقدیم خطبہ پر سنت ہے حضور ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے اسی پر عمل کیا ہے۔ ابن المنذر نے کہا کہ خطبہ بعد صلوٰۃ عید ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے تقدیم خطبہ کوئی کرے تو ہوگی البتہ نماز عید درست ہوگی۔ قاضی عیاض نے کہا کہ خطبہ بعد نماز عید ہونے پر تمام علماء امصار و فتویٰ کا اتفاق ہے اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

(فتح الملہم ۲: ۴۴۱)

اب رہا بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کو مقدم کیا ہے پھر نماز عید پڑھائی اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اولاً کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہو بھی تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کسی عذر یا مصلحت کی بناء پر کیا ہے ان کی نیت یہ تھی کہ بعض لوگ نماز میں دیر کر دیتے تھے اس لئے بطور انتظار ایسا کیا ہے پھر اس پر مداومت ثابت نہیں پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداء کیا تھا لیکن ان کی نیت کا حال ہمیں معلوم نہیں لیکن ہمیں ان کے ساتھ حسن ظن ہے البتہ مروان بن حکم جو کرتے تھے کہ خطبہ عید کو نماز سے پہلے پڑھتے اس کی نیت خراب تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب صلوٰۃ العیدین الی العنزۃ

برچھی کی طرف عیدین کی نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج العنزۃ یوم الفطر ویوم الاضحیٰ یرکزھا فیصلی الیھا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ برچھی اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز اس کو گاڑ دیتے پھر اس کی طرف نماز پڑھتے۔

عدد صلوٰۃ العیدین

نماز عیدین کی تعداد کا بیان

اخبرنا عمران بن موسٰی قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سفیان بن سعید عن زبید الایامی عن عبد الرحمن بن ابی لیلٰی ذکرہ عن عمر بن الخطاب قال صلوٰۃ الاضحی رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان وصلوٰۃ المسافر رکعتان وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز اضحیٰ دو رکعت اور نماز عید الفطر دو رکعت اور نماز سفر دو رکعت اور نماز جمعہ دو رکعت یہ نمازیں پوری ہیں قصر نہیں ہیں بزبان نبی ﷺ۔

باب القرأة فی العیدین بقاف واقتربت

عیدین میں سورۂ قاف اور اقتربت پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال حدثنی ضمرۃ بن سعید عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ قال خرج عمر رضی اللّٰہ عنہ یوم عید فسأل ابا واقد اللیثی بای شئی کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأ فی ھذا الیوم فقال بقاف واقتربت۔

عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے روز نکلے تو آپ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا آج کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کونسی سورت پڑھتے تھے تو ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا سورۂ قاف اور اقتربت

باب القرأة فی العیدین بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتک حدیث الغاشیۃ

عیدین میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتک حدیث الغاشیہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابراھیم بن محمد بن المنتشر عن ابیہ عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقرأ فی العیدین ویوم الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتک حدیث الغاشیۃ وربما اجتمعا فی یوم واحد فیقرأ بھما۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کے روز سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور بعض اوقات دونوں ایک روز میں جمع ہو جاتے تو دونوں (عید و جمعہ) میں پڑھتے تھے۔

تشریح: امام نوویؒ نے دونوں قسم کی روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ کسی وقت سورۂ قاف اور اقتربت اور کسی وقت سبح اسم اور ھل اتک پڑھتے تھے۔

باب الخطبۃ فی العیدین بعد الصلوٰۃ

عیدین میں خطبہ نماز کے بعد پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال سمعت ایوب یخبر عن عطاء قال سمعت ابن عباس یقول اشھد انی شھدت العید مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبدأ بالصلوٰۃ قبل الخطبۃ ثم خطب

عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں عید کی

نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا حضور ﷺ خطبہ سے پہلے نماز شروع کی پھر خطبہ پڑھا۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو الأحوص عن منصور عن الشعبي عن البراء بن عازب قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم النحر بعد الصلوة.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا قربانی کے دن نماز کے بعد۔

التخيير بين الجلوس في الخطبة للعيدين

خطبہ عیدین میں اختیار ہے اس کے سننے کے لئے چاہے بیٹھے یا نہ بیٹھے

حدثنا محمد بن يحيى بن أيوب قال حدثنا الفضل بن موسى قال حدثنا ابن جريج عن عطاء عن عبد الله بن السائب أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى العيد قال من أحب أن ينصرف فلينصرف ومن أحب أن يقيم للخطبة فليقم.

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی ﷺ نے نماز عید پڑھ کر فرمایا ہم اب خطبہ پڑھیں گے جو کوئی جانا چاہے وہ چلا جائے اور جو کوئی خطبہ سننے کے واسطے رکنا چاہے وہ بیٹھ جائے۔
تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے خطبہ شروع ہونے تک لوگوں کی رعایت کے قائم مقام ہونے سے بدون خطبہ کے جائز ہے اس لئے نماز عید کے متعلق جلوس بعد جلوس میں اختیار دیا گیا ہے۔

الزينة للخطبة للعيدين

عیدین کے خطبہ کے واسطے خوبصورت لباس پہننے کا بیان

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبيد الله بن إياد عن أبيه عن أبي رمثة قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب وعليه بردان أخضران.

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ پڑھتے دیکھا ہے اس وقت آپ سبز رنگ کی دو چادریں پہنے ہوئے تھے۔

الخطبة على البعير

اونٹ پر خطبہ پڑھنا

أخبرنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثنا ابن أبي زائدة قال أخبرني إسماعيل بن أبي خالد عن أخيه عن أبي كاهل الأحمسي قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب على ناقة وحبشي آخذ بخطامها

الناقة.

ابوکاہل احمسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر خطبہ پڑھتے دیکھا ہے اور ایک حبشی شخص (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

قيام الامام في الخطبة

کھڑے ہو کر امام کا خطبہ پڑھنا

اخبرنا اسمعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سماك قال سالت جابرا أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب قائماً قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب قائما ثم يقعد قعدة ثم يقوم.

سماک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر تھوڑی دیر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے۔

قيام الامام في الخطبة متوكئا على انسان

خطبہ میں امام کا کسی آدمی پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا

اخبرنا عمرو بن علي حدثنا يحيى بن سعيد حدثنا عبد الملك بن ابي سليمان حدثنا عطاء عن جابر قال شهدت الصلوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم عيد فبدأ بالصلوة قبل الخطبة بغير اذان ولا اقامة فلما قضى الصلوة قام متوكئاً على بلال فحمد الله واثنى عليه ووعظ الناس وذكرهم وحثهم على طاعته ثم مال ومضى الى النساء ومعه بلال فامرهن بتقوى الله ووعظهن وذكرهن وحمد الله واثنى عليه ثم حثهن على طاعته ثم قال تصدقن فان اكثركن حطب جهنم فقالت امرأة من سفلة النساء سفعاء الخدين لم يا رسول الله قال تكثرن الشكاة وتكفرن العشير فجعلن ينزعن قلائدهن واقرطهن وخواتيمهن يقذفنه في ثوب بلال يتصدقن به.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید کے دن نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید شروع کی بغیر اذان واقامت کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ہاتھ) پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کی اور لوگوں کو نصیحت کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دی پھر عورتوں کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پس اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دی پھر فرمایا تم صدقہ وخیرات کیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن ہیں عورتوں میں سے ایک ادنیٰ درجہ کی اور سیاہ رخسار والی عورت نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکایت زیادہ کرتی ہیں اور شوہر کی ناشکری کرتی

ہیں پھر تو عورتیں اپنے گلے کے ہاروں اور کان کی بالیوں اور انگشتریوں کو نکال نکال کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ عورتیں ان چیزوں کو صدقہ کرتی تھیں۔

تشریح: فقالت امراۃ لیست من علیۃ: جس عورت کے سوال کا ذکر ہے وہ مرتبے کے اعتبار سے کم درجے کی تھی مگر خطیبۃ النساء سے مشہور تھی یہ عورت اسماء بنت یزید بن سکن تھی یہ بات دوسری روایت سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ طبرانی اور بیہقی وغیرہما نے اس کے واسطے سے روایت کی ہے "انه صلى الله عليه وسلم خرج الى النساء وانا معهن فقال يا معشر النساء انكن اكثر حطب جهنم فناديت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكنت عليه جريئة لم يا رسول الله قال لانكن تكثرن اللعن وتكفرن العشير" اگر کسی کو نرم انداز سے نصیحت کرنے سے نصیحت اسے مؤثر نہ ہو تو حسب موقع دل کش سے بتانا جائز ہے اس پر الفاظ "انكن اكثر حطب جهنم" دلالت کر رہے ہیں۔ (فتح الملہم: ۴۲۶/۲)

استقبال الامام بالناس بوجهه في الخطبة

خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا عبد العزيز عن داؤد عن عياض بن عبد الله عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج يوم الفطر ويوم الاضحى الى المصلى فيصلى بالناس فاذا جلس فى الثانية وسلم قام فاستقبل الناس بوجهه والناس جلوس فان كانت له حاجة يريد ان يبعث بعثا ذكره للناس والا امر الناس بالصدقة قال تصدقوا ثلث مرات فكان من اكثر من يتصدق النساء۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز عیدگاہ کی طرف نکلتے تھے پھر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب دوسری رکعت میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر اپنے چہرے کے ساتھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگ بیٹھے رہتے پھر اگر آپ کسی جگہ کوئی لشکر بھیجنا چاہتے تو اس کا ذکر لوگوں سے فرماتے ورنہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تین مرتبہ فرماتے "تصدقوا" صدقہ کرو تو سب سے زیادہ عورتیں صدقہ کرتی تھیں۔

الانصات للخطبة

خطبہ کے واسطے خاموش رہنا

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن ابن المسيب عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قلت لصاحبك انصت والامام يخطب فقد لغوت.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے ساتھی سے کہو خاموش رہو

جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔

كيف الخطبة

خطبہ کس طرح ہوتا تھا اس کا بیان

اخبرنا عتبة بن عبد الله قال اخبرنا ابن المبارك عن سفيان عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في خطبته يحمد الله ويثني عليه بما هو اهله ثم يقول من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ان اصدق الحديث كتاب الله واحسن الهدي هدي محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار ثم يقول بعثت انا والساعة كهاتين وكان اذا ذكر الساعة احمرت وجنتاه وعلا صوته واشتد غضبه كانه نذير جيش يقول صبحكم مساكم من ترك مالاً فلاهله ومن ترك دیناً او ضياعاً فالي او علي وانا اولى بالمؤمنين

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی اس کے شایان شان حمد وثناء کرتے تھے پھر فرماتے تھے "من يهده الله فلا مضل له الخ" اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا بے شک سچی بات کتاب اللہ ہے بہترین طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور چیزوں میں بدترین چیز محدثات ہیں اور ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہ شخص دوزخ میں جائے گا پھر فرماتے تھے میں اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں جیسے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے دونوں رخسارے کے اوپر والے حصے سرخ ہو جاتے تھے اور اونچی آواز بلند ہوتی تھی اور اپنا غصہ زیادہ ہوتا گویا آپ لشکر جرار سے ڈرانے والے ہیں فرماتے تھے دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے جو آدمی مال چھوڑ جائے وہ اس کے اہل وعیال کے واسطے ہے اور جو قرض چھوڑ جائے یا اطفال وعیال چھوڑ جائے تو وہ میری طرف ہے یا میرے ذمہ ہے (یعنی میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کی اولاد کی خبر گیری کروں گا) اور میں زیادہ حق دار ہوں مسلمانوں کے ساتھ یا میں مسلمانوں کے ساتھ زیادہ شفیق اور ان پر زیادہ مہربان ہوں۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی یہی کیفیت تھی اس میں بہت سے امور بیان فرماتے ہیں ان جملوں کے ایک بدترین چیز محدثات کو قرار دیا ہے محدثات نئی بات اور نئی چیز کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو اور کرنے والا اسے دین سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملنے کے خیال سے کرے تو ایسی چیز کے ایجاد کرنے کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں خواہ وہ اعتقادی ہو یا قولی ہو یا فعلی ہو غرض کہ ہر طرح کی بدعت مذموم اور ضلالت ہے کیونکہ کل بدعة ضلالة عموم پر محمول ہے سب خیر اور فلاح نجات صرف اور صرف اتباع سنت اور سلف صالحین جو شیوخ ہیں ان کی اقتداء میں ہے اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا "اتري الناس اليوم كانوا ارغب في الخير ممن مضى"

یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے اپنے اس قول سے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ قابل اتباع اور قابل تقلید سلف یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اقامت دین کے لیے منتخب کیا ہے بلاشبہ وہ حضرات صراط مستقیم پر تھے خلف پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کے دور میں بدعت اور گمراہی کی باتیں عمل میں آگئیں جس کے انجام بد کی شارع ﷺ نے خبر دی کہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر صاحب ضلالت کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حث الامام على الصدقة في الخطبة

خطبہ میں امام کا صدقہ کرنے کا حکم دینا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا داود بن قيس قال حدثني عياض عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج يوم العيد فيصلي ركعتين ثم يخطب فيأمر بالصدقة فيكون اكثر من يتصدق النسآء فان كانت له حاجة او اراد ان يبعث بعثا تكلم والا رجع.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے روز نکلتے تھے پس دو رکعت نماز پڑھتے پھر خطبہ پڑھتے اور صدقہ کرنے کا حکم فرماتے پس زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتی تھیں پھر اگر آپ کے واسطے کوئی حاجت ہوتی یا کسی جگہ لشکر روانہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے متعلق بات چیت فرماتے ورنہ اپنے گھر کو واپس تشریف لے جاتے۔

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا يزيد وهو ابن هارون قال اخبرنا حميد عن الحسن ان ابن عباس خطب بالبصرة فقال ادوا زكوة صومكم فجعل الناس ينظر بعضهم الى بعض فقال من ههنا من اهل المدينة قوموا الى اخوانكم فعلموهم فانهم لا يعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض صدقة الفطر على الصغير والكبير والحر والعبد والذكر والانثى نصف صاع من بر او صاعاً من تمر او شعير

حضرت حسن سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ پڑھا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہاں کون ہے اہل مدینہ سے اٹھو کر اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ اور ان کو سکھلاؤ کیونکہ وہ لوگ نہیں جانتے بیشک رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو چھوٹے اور بڑے اور آزاد اور غلام اور مرد اور عورت پر فرض کیا ہے گندم سے نصف صاع اور خشک کھجور اور جو سے ایک صاع۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن منصور عن الشعبي عن البراء قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم النحر بعد الصلوة ثم قال من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فقد اصاب النسك ومن نسك قبل الصلوة فتلك شاة لحم فقال ابو بردة بن نيار يا رسول الله والله لقد نسكت قبل ان اخرج الى الصلوة عرفت ان اليوم اكل وشرب فتعجلت فاكلت واطعمت اهلي وجيراني فقال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم تلك شاة لحم قال فان عندی جذعة خیر من شاتی لحم فهل تجزی عنی قال نعم ولن تجزی عن احد بعدك.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن نماز کے بعد ہمیں خطبہ سنایا پھر فرمایا کہ جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے تو اس کی قربانی درست ہوئی اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابوبردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی میں نے عید سے پہلے قربانی کر لی کیونکہ میں نے یہی سمجھا کہ آج کے روز کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے جلدی کی میں نے کھایا اور اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی گوشت کھانے کے لئے ہوئی) ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے پاس ایک جذعہ ہے جو گوشت والی دو بکریوں سے بہتر ہے کیا یہ میری طرف سے کافی ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر تیرے بعد کسی کو جذعہ کافی نہ ہوگا یعنی یہ رخصت صرف تیرے لئے ہے کہ بکری کے جذعہ کی قربانی خاص تیرے لئے جائز ہے۔

القصد في الخطبة

خطبہ معتدل پڑھنا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن سماك عن جابر بن سمرة قال كنت اصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم فكانت صلاته قصدا وخطبته قصدا.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پس آپ کی نماز معتدل اور آپ کا خطبہ معتدل ہوتا تھا۔

الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا اور اس میں خاموش رہنا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو عوانة عن سماك عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب قائما ثم يقعد قعدة لا يتكلم فيها ثم قام فخطب خطبة اخرى فمن خبرك ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب قاعدا فلا تصدقه.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا ہے پھر تھوڑی دیر تک بیٹھے اس میں بات چیت نہیں کرتے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے پس جو شخص تم کو یہ بتائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے تو تم اس کی تصدیق مت کرو۔

القراءة فی الخطبة الثانية والذكر فيها

خطبہ ثانیہ میں آیات کی قرأۃ اور ذکر کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب قائما ثم يجلس ثم يقوم ويقرأ آيات ويذكر الله وكانت خطبته قصدا وصلاته قصدا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور آیات پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے اور آپ کا خطبہ متوسط اور آپ کی نماز درمیانی ہوتی تھی۔

نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة

خطبہ سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابو تميلة عن الحسين بن واقد عن ابن بريدة عن ابيه قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر يخطب اذ اقبل الحسن والحسين عليهما قميصان احمران يمشيان ويعثران فنزل وحملهما فقال صدق الله انما اموالكم واولادكم فتنة رأيت هذين يمشيان ويعثران في قميصيهما فلم اصبر حتى نزلت فحملتهما

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اچانک حسن اور حسین سرخ رنگ کی قمیض پہنے ہوئے آگئے دونوں چلتے اور گر پڑتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور ان کو اٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ بے شک تمہارے اموال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا چلتے ہوئے میری طرف آرہے ہیں اور اپنی قمیص کی وجہ سے گر پڑتے تھے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا حتی کہ اترا اور ان کو اٹھایا۔

موعظة الامام النساء بعد الفراغ من الخطبة وحثهن على الصدقة

امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اور ان کو صدقہ پر آمادہ کرنا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا سفيان قال حدثنا عبد الرحمن بن عابس قال سمعت ابن عباس قال له رجل شهدت الخروج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم ولولا مكاني منه ما شهدته يعني من صغره اتى العلم الذي عند دار كثير بن الصلت فصلى ثم خطب ثم اتى النساء فوعظهن وذكرهن وامرهن ان يتصدقن فجعلت المرأة تهوي بيدها الى حلقها تلقي في ثوب بلال۔

عبدالرحمن بن عابسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں شریک تھے انہوں نے کہا ہاں اور اگر میری قدر ومنزلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں نہ ہوتی تو میں بوجہ کم عمری کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں شریک نہیں ہوسکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نشان کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تھا پس آپ نے نماز عید پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ ونصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا پس عورتیں اپنے گلوں اور کانوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں اور زیورات نکال نکال کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بلند چیز بطور علامت عیدگاہ میں گاڑی کی جائے تا کہ اس کے ذریعہ سے عیدگاہ کو پہچانا جا سکے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، کثیر بن صلت تابعی کبیر ہیں انہوں نے اپنا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بنایا تھا لیکن چونکہ اس جگہ میں ان کا گھر مشہور ہو گیا تھا اور گھر عیدگاہ کے سامنے بالکل پاس ہی تھا اس لئے بوجہ مجاورت کے روایت میں "عند دار کثیر بن الصلت" کا لفظ راوی نقل کرتے ہیں۔

الصلوٰة قبل العيدين وبعدها

عیدین سے پہلے اور اس کے بعد نماز کا کیا حکم ہے

اخبرنا عبد الله بن سعيد الاشج قال حدثنا ابن ادريس قال اخبرنا شعبة عن عدي عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوم العيد فصلى ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز نکلے پس دو رکعت پڑھیں نہ عید سے پہلے نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔

ذبح الامام يوم العيد وعدد ما يذبح

عید کے روز امام کا ذبح کرنا اور ذبح کتنے جانور کا کیا ہے اس کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا حاتم بن وردان عن ايوب عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم اضحى وانكفأ الى كبشين املحين فذبحهما.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ سنایا اور دو سیاہ وسفید مینڈھے کے پاس گئے پس ان کو ذبح کیا۔

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن عبد الحكم عن شعيب عن الليث عن كثير بن فرقد عن نافع ان

عبد الله اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يذبح او ينحر بالمصلى

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کرتے یا نحر کرتے تھے عیدگاہ میں۔

اجتماع العيدين وشهودهما

دو عیدوں کا جمع ہونا

اخبرنا محمد بن قدامة عن جرير عن ابراهيم ابن محمد بن المنتشر ثلث عن ابيه قال نعم عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الجمعة والعيد بسبح اسم ربك الاعلى وهل اتاك حديث الغاشية واذا اجتمع الجمعة والعيد في يوم قرأ بهما.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عید میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور جب جمعہ اور عید جمع ہوتے ایک دن میں تو دونوں میں پڑھتے۔

الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد

جو شخص نماز عید میں شریک ہو اس کے واسطے ترک جمعہ کی اجازت

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الرحمن بن مهدي قال حدثنا اسرائيل عن عثمان بن المغيرة عن اياس بن ابي رملة قال سمعت معاوية يسأل زيد بن ارقم اشهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عيدين قال نعم صلى العيد من اول النهار ثم رخص في الجمعة.

ایاس بن ابی رملہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کیا آپ عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے کہا ہاں شروع دن میں عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ سے متعلق چھٹی دے دیا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا يحيى قال حدثنا عبد الحميد بن جعفر قال حدثني وهب بن كيسان قال اجتمع عيدان على عهد ابن الزبير فأخر الخروج حتى تعالى النهار ثم خرج فخطب فأطال الخطبة ثم نزل فصلى ولم يصل للناس يومئذ الجمعة فذكر ذلك لابن عباس فقال اصاب السنة.

وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو عیدیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے دیر سے نکلنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ دن بلند ہو گیا پھر نکلے خطبہ پڑھا اور طویل خطبہ پڑھا پھر اترے اور نماز عید پڑھی اور اس دن لوگوں کے ساتھ جمعہ نہیں پڑھا جب ان کا یہ عمل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔

تشریح: جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر ایک ہی دن میں جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو دونوں نمازیں ادا کی جائیں گی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ابھی باب سابق کے تحت نقل کی گئی ہے مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے دیکھ لیجئے بعض علماء کہتے ہیں کہ جو لوگ نماز عید میں شرکت کریں ان سے فرض جمعہ ساقط ہو جائے گا ان کا استدلال حضرت زید بن ارقم کی اس حدیث سے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے امام کے ساتھ نماز عید پڑھی اور وہ نماز عید پر اکتفاء کرنا چاہے تو نماز عید جمعہ کی طرف سے کافی ہو جائے گی نیز حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فعل سے دلیل پکڑتے ہیں جو جو باب کے تحت مذکور ہے شاید ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل مکہ میں واقع ہوا تھا جبکہ وہ خلیفہ تھے جمہور کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وجوب جمعہ کی دلیل عام ہے جو جمعہ کے تمام ایام کو شامل ہوتی ہے اور سقوط جمعہ پر جن احادیث اور آثار سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی سندوں میں کلام ہے لہٰذا ایسی احادیث سے وجوب جمعہ کی دلیل عام جو تمام ایام کو شامل ہے کی تخصیص درست نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ضرب الدف یوم العید

عید کے روز دف بجانا

اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا محمد بن جعفر عن معمر عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا وعندھا جاریتان تضربان بدفین فانتھرھما ابوبکر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعھن فان لکل قوم عیدًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو بچیاں خوانی (گیت) کے ساتھ دف بجا رہی تھیں بچی ان دونوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھڑک دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو ان کو کیوں کہ ہر قوم کے واسطے عید ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات مثلاً عید کا دن ہے اور خوشی کا دن ہے اس میں شریعت کی طرف سے گنجائش ہے کہ اشعار خوانی اور دف بجانے کے ساتھ اظہار سرور جائز ہے کیوں کہ اگر یہ کہ ہوتا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے برداشت کرتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تشدید اور جھڑک دینے پر یہ کیوں فرماتے "دعھن فان لکل قوم عیدا" (واللہ تعالیٰ اعلم)

اللعب بین یدی الامام یوم العید

عید کے روز امام کے سامنے کھیلنا

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدۃ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت جاء السود ان یلعبون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید فدعانی فکنت اطلع الیھم من فوق عاتقہ فمازلت انظر

اللهو حتی کنت انا التی انصرف۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عید کے روز حبشی لوگ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے کندھے کے اوپر سے ان کا کھیل دیکھتی تھی پس میں کافی دیر تک ان کا کھیل دیکھتی رہی حتی کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النسآء الی ذلک

عید کے روز مسجد میں کھیلنا اور عورتوں کا اس کا دیکھنا

اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنا الولید قال حدثنا الاوزاعی عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ وانا انظر الی الحبشۃ یلعبون فی المسجد حتی اکون انا اسأم فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر سے مجھے ڈھانک لیتے تھے اور میں حبشیوں کا کھیل دیکھتی تھی وہ مسجد میں کھیلتے تھے حتی کہ میں خود ہی اکتا جاتی اب تم خود ہی ایک کم سن چھوٹی عمر کی لڑکی جو کھیل تماشا دیکھنے کی بہت خواہش رکھتی ہے اس کے وقت کا اندازہ کرو مطلب یہ ہے کہ میں نے کافی دیر تک ان کا کھیل کود کرتب دیکھا۔

اخبرنا اسحق بن موسیٰ قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال دخل عمر والحبشۃ یلعبون فی المسجد فزجرھم عمر رضی اللہ عنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعھم یا عمر فانما ھم بنو ارفدۃ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زجر (توبیخ) کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر چھوڑ دے ان کو یوں کر (نیزوں سے کھیلنا) بنی ارفدہ کا طریقہ ہے۔ بنی ارفدہ اہل حبشہ کو کہتے ہیں ان کے اجداد میں سے کوئی ارفدہ نامی شخص گذرا ہوگا اسی طرف منسوب ہے۔

الرخصۃ فی الاستماع الی الغناء وضرب الدف یوم العید

عید کے روز دف بجانے اور گانے سننے کی اجازت ہے

اخبرنا احمد بن حفص بن عبد اللہ قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراھیم بن طھمان عن مالک ابن انس عن الزھری عن عروۃ انہ حدثہ ان عائشۃ حدثتہ ان ابا بکر الصدیق دخل علیھا وعندھا جاریتان تضربان بالدف وتغنیان ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجّی بثوبہ وقال مرۃ اخری متسجّ بثوبہ

كتاب قيام الليل وتطوع النهار

باب الحث على الصلوة في البيوت والفضل في ذلك

گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دینے اور گھروں میں نماز کی فضیلت کا بیان

اخبرنا العباس ابن عبد العظيم قال حدثنا عبد الله بن محمد بن اسماء قال حدثنا جويرية بن اسماء عن الوليد ابن ابی هشام عن نافع ان عبدالله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا في بيوتكم ولا تتخذوها قبوراً.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنایا کرو۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا وهيب قال سمعت موسى بن عقبة قال سمعت ابا النضر يحدث عن بسر بن سعيد عن زيد بن ثابت ان النبي صلى الله عليه وسلم اتخذ حجرة في المسجد من حصير فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها ليالي حتى اجتمع اليه الناس ثم فقدوا صوته ليلة فظنوا انه نائم فجعل بعضهم يتنحنح ليخرج اليهم فقال ما زال بكم الذي رأيت من صنيعكم حتى خشيت ان يكتب عليكم ولو كتب عليكم ما قمتم به فصلوا ايها الناس في بيوتكم فان افضل صلوة المرء في بيته الا الصلوة المكتوبة.

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند راتیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے پھر لوگوں نے ایک رات آپ کی آواز نہیں سنی اس لئے کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہوں گے پھر بعض لوگ کھنکارنے لگے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلیں پھر فرمایا کہ میں چند راتوں سے تمہارا عمل (یعنی نماز تراویح جماعت اور کھنکارنے وغیرہ کا طریقہ) دیکھ رہا ہوں حتی کہ میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نماز تراویح جماعت سے تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی جائے تو تم اس کو نبھا نہ سکو گے اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ افضل نماز آدمی کی وہ نماز ہے جو گھر میں پڑھی جاتی ہے مگر فرض نماز۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابراهيم بن ابي الوزير قال حدثنا محمد بن موسى الفطرى عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة عن ابيه عن جده قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة

المغرب في مسجد بني عبد الاشهل فلما صلى قام ناس يتنفلون فقال النبي صلى الله عليه وسلم عليكم بهذه الصلوٰة في البيوت۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز مسجد بنی عبد الاشہل میں پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھو۔

تشریح: حدیث باب میں آیا ہے "ولا تتخذوها قبورا" کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اس میں گھروں میں نماز نفل پڑھنے کی ترغیب دی ہے کہ تم اپنے گھروں میں نوافل اور ذکر اللہ وغیرہ کیا کرو اپنے گھروں کا حال قبروں کا حال جیسا نہ بناؤ کیونکہ مردے قبروں میں نماز نہیں پڑھتے تو گویا یوں فرمایا کہ تم مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ اپنے گھروں یعنی قبروں میں ذکر اللہ اور نماز نہیں پڑھتے بلکہ تم اپنے گھروں میں ذکر اللہ اور نوافل پڑھا کرو نافل ہو کر اپنے گھروں کو عبادت سے خالی چھوڑنے کی صورت میں تمہارا گھر قبر کے مشابہ ہوگا۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ نفلیں گھروں میں پڑھنے کی صورت میں ریاء وغیرہ کا خطرہ نہیں ہوتا اور گھر میں خیر و برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے جیسے اس کا ذکر دوسری حدیث میں آیا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں نوافل پڑھنے کی ترغیب دی چنانچہ فرمایا "اذا قضى احدكم الصلوٰة في مسجده فليجعل لبيته نصيباً من صلوته الخ رواه مسلم" لیکن اس کے باوجود تراویح کی نماز بالاتفاق مستثنیٰ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے کہ آپ نے تراویح کی چند نمازیں مسجد میں پڑھیں نیز اس پر بھی نماز تراویح مسجد میں ادا کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔ (قاله النووی)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "الصلوا ايها الناس في بيوتكم الخ" سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سوائے فرض نمازوں کے تمام نوافل کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے لیکن ہمارے بعض ائمہ کی تصریح کے مطابق یہ ارشاد مبارک ان نوافل پر محمول ہے جن میں جماعت مشروع نہیں ہے اسی طرح وہ نفل جو خاص مسجد میں پڑھنے کے ساتھ مخصوص نہ ہو جیسے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جو نوافل شعار اسلام سے ہیں اور انہیں جماعت سے پڑھنا مشروع ہے جیسے نماز عید وصلوٰۃ کسوف وصلوٰۃ استسقاء وتراویح اور تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں جو مسجد کے ساتھ خاص ہیں ان کو اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ انہیں گھر میں پڑھنا افضل نہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان نوافل کو گھر میں نہ پڑھتے تھے بلکہ مسجد میں اور نماز استسقاء وغیرہ کو میدان میں پڑھتے تھے۔ (فتح الملهم وحاشية النسائي، بحواله لمعات)

باب قيام الليل

تہجد کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثني يحيٰى بن سعيد عن سعيد عن قتادة عن زرارة عن سعد بن هشام انه لقي ابن عباس فسأله عن الوتر الا انبئك باعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه

وسلم قال نعم عائشة ائتها فسلها ثم ارجع الي فاخبرني بردها عليك فاتيت على حكيم بن افلح فاستلحقته اليها فقال ما انا بقاربها اني نهيتها ان تقول في هاتين الشيعتين شيئا فابت فيهما الا مضيا فاقسمت عليه فجاء معي فدخل عليها فقالت لحكيم من هذا معك قلت سعد بن هشام قالت من هشام قلت ابن عامر فترحمت عليه وقالت نعم المرء كان عامر قال يا ام المؤمنين انبئيني عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت اليس تقرأ القرآن قال قلت بلى قالت فان خلق نبي الله صلى الله عليه وسلم القرآن فهممت ان اقوم فبدا لي قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ام المؤمنين انبئيني عن قيام نبي صلى الله عليه وسلم قالت اليس تقرأ هذه السورة يايها المزمل قلت بلى قالت فان الله عزوجل افترض قيام الليل في اول هذه السورة فقام نبي الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حولاً حتى انتفخت اقدامهم وامسك الله عزوجل خاتمتها اثني عشر شهراً ثم انزل الله عزوجل التخفيف في آخر هذه السورة فصار قيام الليل تطوعاً بعد ان كان فريضةً فهممت ان اقوم فبدالي وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا ام المؤمنين انبئيني عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كنا نعد له سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ويصلي ثماني ركعات ولا يجلس فيهن الا عند الثامنة يجلس فيذكر الله عزوجل ويدعو ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلي ركعتين وهو جالس بعد مايسلم ثم يصلي ركعة فتلك احدى عشرة ركعة يا بني فلما اسن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ اللحم اوتر بسبع وصلى ركعتين وهو جالس بعد ما سلم فتلك تسع ركعات يا بنيّ وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى الصلوٰة احب ان يدوم عليها وكان اذا شغله عن قيام الليل نومٌ اومرضٌ او وجعٌ صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة ولا اعلم ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة كاملة حتى الصباح ولا صام شهرا كاملاً غير رمضان فاتيت ابن عباس فحدثته بحديثها فقال صدقت اما اني لوكنت ادخل عليها لاتيتها حتى تشافهني مشافهة قال ابو عبد الرحمن كذا وقع في كتابي ولا ادري ممن الخطأ في موضع وتره عليه السلام۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تم کو اس سرزمین پر رہنے والوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق جاننے والے کو نہ بتلادوں سعد بن ہشام نے کہا ہاں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ان کے پاس جا کر دریافت کرو پھر واپس میرے پاس آنا اور ان کا جواب مجھے بھی بتلا دینا پس میں حکیم بن افلح کے پاس گیا اور ان سے میرے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چلنے کو کہا تو انہوں نے کہا میں ان کے پاس نہیں جاتا میں نے ان کو ان دو فرقوں کے بارے میں کچھ کہنے سے روکا تھا (یعنی جن دو فرقوں میں لڑائیاں جاری رہیں) مگر انہوں نے میری

بات نہ مانی پس میں نے حکیم بن افلح کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکیم سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ کون ہے میں نے کہا سعد بن ہشام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کون ہشام میں نے کہا ابن عامر تو ان کے لئے رحمۃ اللہ کہا اور کہا وہ مرد اچھے آدمی تھے سعد بن ہشام نے کہا اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی خبر دیجئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور پڑھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے پھر میں اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے بارے میں سوال میرے دل میں پیدا ہوا تو میں نے پوچھا اے ام المؤمنین مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام لیل (تہجد) کی خبر دیجئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تم یہ سورہ نہیں پڑھتے ہو یا ایھا المزمل میں نے کہا ضرور پڑھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بیشک اللہ عز وجل نے تہجد کو اس سورہ کے شروع میں فرض کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایک سال تک رات بھر عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج گئے اور اللہ عز وجل نے اس سورہ کی آخری آیات کو بارہ ماہ تک روکے رکھا پھر اللہ عز وجل نے اس سورہ کے آخر میں تخفیف اتاری پس اب قیام لیل نفل ہو گیا بعد اس کے کہ پہلے فرض تھا پھر میں اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق دریافت کرنے کا خیال دل میں پیدا ہوا میں نے عرض کیا اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی خبر دیجئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضوء کا پانی رکھ دیتے تھے پھر اللہ بزرگ و برتر اپنی مشیت کے مطابق رات کو تہجد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا دیتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک فرماتے اور وضوء فرماتے اور آٹھ رکعتیں پڑھتے ان میں نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے پس اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کرتے اور دعا پڑھتے پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم اسے سن لیتے پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھتے بس یہ سب گیارہ رکعتیں ہو گئیں اے میرے چھوٹے بیٹے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہو گئی اور بدن مبارک بھاری ہو گیا تو سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے اور بعد سلام پھیرنے کے بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تو یہ سب نو رکعتیں ہو گئیں اے میرے بیٹے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھنے کو پسند کرتے اور جب آپ نیند یا مرض یا درد کی تکلیف کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکتے تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے اور میں نہیں جانتی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور پوری رات صبح تک عبادت کی ہو اور پورا مہینہ سوائے رمضان کے روزہ رکھا ہو پھر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سچ فرمایا ہے سن لو اگر میں ان کے پاس آمد و رفت رکھتا تو ضرور ان کے پاس جاتا یہاں تک کہ میں بالمشافہ ان سے یہ حدیث سن لیتا۔

تشریح: اس حدیث میں آیا ہے کہ سعد بن ہشام نے تین باتیں پوچھیں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بعینہ قرآن کے مطابق تھے، دوسرے قیام اللیل یعنی تہجد کے بارے میں سوال کیا تھا اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کو فرض کیا ہے اور بارہ مہینے تک پچھلی آیات کو روکے رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہا برابر ایک سال تک عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے پیروں میں ورم آگیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کی آخری آیات نازل کی چنانچہ فرمایا "علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم الخ" اب قیام شب منسوخ ہو گیا۔

جمہور سلف وخلف کہتے ہیں کہ ابتداء میں قیام لیل حضور ﷺ پر اور سب پر فرض تھا بعد کو امت کے حق میں بالاتفاق منسوخ ہو گیا اب رہا حضور ﷺ کے حق میں بھی منسوخ ہوا یا نہیں اس میں شوافع کے یہاں دو قول ہیں ہمارے یہاں یہ ہے کہ فرض نہیں رہا اور یہی قول راجح عند الشوافع ہے۔

تیسری بحث سعد بن ہشامؒ نے وتر کے متعلق دریافت کی اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "ویصلی ثمانی رکعات الخ" وتر کا استعمال قیام لیل پر ہوا ہے تو سوال تہجد کے بارے میں کیا تھا تہجد کے عدد میں بہت زیادہ اختلاف ہے اور بہت سی صورتیں آتی ہیں ایک ہی راوی سے متعدد صورتیں آئی ہیں مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف صورتیں موجود منقول ہیں علماء نے اس کی توجیہات کی ہیں، فتح الملہم میں دیکھ سکتے ہیں، ہم یہاں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے جو توجیہ کی ہے اسے نقل کر رہے ہیں کہ تمام روایات پر نظر ڈالنے کے بعد جو بات ظاہر ہوتی ہے واللہ اعلم وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی عادت یہ تھی کہ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو اولاً دو رکعتیں بہت مختصر پڑھتے اور یہ مبادی تہجد سے تھیں جیسے کتاب کے مقصد سے پہلے مقدمہ ودیباچہ ہوتا ہے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ تہجد اصلی تھیں اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے پھر دو رکعت بیٹھ کر نفل پڑھتے اس کے بعد فجر کے شروع میں دو رکعت پڑھتے جبکہ اذان سنتے پھر لیٹ جاتے اب جس راوی نے سترہ کہا تو وہ سب پر نظر رکھتے ہوئے کہا اور جس نے پندرہ کہا شاید اس نے فجر کی دو رکعت کو اذان ختم ہونے کے بعد ادا کرنے کی وجہ سے ساقط کر دیا ہو اور جس نے تیرہ کہا تھا اس نے ان دو رکعتوں کو ساقط کر دیا ہے جن کے ساتھ شروع کرتے تھے اور ان دو رکعتوں کو بھی ساقط کر دیا ہے جو بعد الوتر بیٹھ کر پڑھتے تھے اور فجر کی دو رکعت کو صلوٰۃ لیل سے شمار کیا ہے کیونکہ یہ دو رکعت من وجہ شب والی نماز میں داخل ہیں کیونکہ قرأۃ کا جہر سے پڑھنا علامت ہے نماز شب والی میں سے ہونے کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو رکعت کو ساقط کر دیا ہے اور افتتاح کی دو رکعت کو شمار کیا ہے اور جس راوی نے گیارہ کہا اس نے سب زوائد کو حذف کر کے اصل تہجد اور وتر کو بیان کر دیا اب جو نو اور سات آیا ہے اس کی تصریح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث میں جو سعد بن ہشامؒ سے ہے کہ حضور ﷺ جب ضعیف ہو گئے تو کم کرتے رہے بظاہر ضعف جتنا بڑھتا گیا تو عدد کم کرتے گئے تو نو یا سات رکعتیں بوجہ پیری کے پڑھتے تھے اور سات رکعات سے کم نہیں کیا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے تو بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ اصل تہجد میں سے نصف فرما دیں آٹھ تہجد کی تھیں ان کی نصف فرما دیں اور وتر کو علی حالہ قائم رکھا دونوں صورتوں میں اور سات یا نو وفات سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے۔ (فتح الملہم ۲/۲۸۸)

"قال ابو عبد الرحمن كذا وقع في كتابي الخ" خطاء اس حدیث میں جس کی طرف امام موصوف نے اشارہ کیا ہے وتر کی رکعت پر ان دو رکعتوں کو مقدم کرنے میں ہے جن کو بیٹھ کر پڑھتے تھے تو موضع وتر میں کسی راوی سے غلطی واقع ہوئی ہے حدیث صحیح مسلم میں اس کے برعکس ہے وہاں اس طرح ہے "فيتسوك ويتوضأ يصلي تسع ركعات الخ"

باب ثواب من قام رمضان ایماناً واحتساباً

جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب اجر کی نیت سے عبادت کرے اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کی حالت میں طلب ثواب کی نیت سے رمضان میں تراویح کی نماز پڑھے (جماعت سے) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل ابوبکر قال حدثنا عبد اللہ بن محمد بن اسماء قال حدثنا جویریۃ عن مالک قال قال الزہری اخبرنی ابوسلمۃ بن عبد الرحمن وحمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حکم الٰہی کی تصدیق کرتے ہوئے طلب اجر کی نیت سے رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح بجماعت پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

باب قیام شہر رمضان

ماہ رمضان میں تراویح کا بیان

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی المسجد ذات لیلۃ وصلی بصلاتہ ناس ثم صلی من القابلۃ وکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ او الرابعۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذلک فی رمضان۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کو مسجد میں نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر اگلی رات نماز پڑھی اور لوگ بہت ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات باہر نہیں نکلے جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہاری رغبت اور شوق (نماز تراویح بجماعت پڑھنے کے بارے میں) دیکھا لیکن مجھے باہر نکلنے سے نہیں روکا مگر اس بات کے خوف نے کہ نماز تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے۔

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا محمد بن الفضیل عن داؤد بن ابی ہند عن الولید بن عبد الرحمن عن جبیر بن نفیر عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فلم یقم بنا حتی بقی سبع من الشہر فقام بنا حتی ذہب ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی السادسۃ فقام بنا

فی الخامسة حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول اللّٰہ لو نفلتنا بقیة لیلتنا هذه قال انه من قام مع الامام حتی ینصرف کتب اللّٰہ له قیام لیلة ثم لم یصل بنا ولم یقم حتی بقی ثلث من الشهر فقام بنا فی الثالثة وجمع اهله ونساءه حتی تخوفنا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ ہمارے ساتھ تراویح کی نماز نہیں پڑھی حتی کہ مہینے کی سات راتیں رہ گئیں پھر ہم کو ساتھ لے کر تراویح کی نماز پڑھی (یہ تیئیسویں (۲۳) شب تھی) حتی کہ تہائی رات گذر گئی پھر چوبیسویں رات کو تراویح کی نماز نہیں پڑھی پھر پچیسویں (۲۵) شب کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتی کہ آدھی رات گذر گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اس رات میں مقدار قیام کو بڑھا دیتے اور رات کا بقیہ حصہ بھی عبادت میں گذار دیتے (تو اچھا ہوتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کر واپس جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے واسطے پوری رات عبادت کا ثواب لکھتا ہے پھر ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی حتی کہ ماہ رمضان کی تین راتیں رہ گئیں پھر جب ستائیسویں (۲۷) شب ہوئی تو اپنے گھر والوں اور عورتوں کو جمع کیا اور ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ ہم کو فلاح فوت ہو جانے کا خوف ہوا میں نے یعنی جبیر بن نفیر نے عرض کیا کہ فلاح کیا ہے تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ کھانا جو صبح سے پہلے کھایا جائے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا زید بن الحباب قال اخبرنی معاویة بن صالح قال حدثنی نعیم بن زیاد ابو طلحة قال سمعت النعمان بن بشیر علی منبر حمص یقول قمنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی شهر رمضان لیلة ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح وکانوا یسمونه السحور۔

نعیم بن زیاد ابو طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حمص (یہ شام میں ایک مشہور شہر ہے) کے منبر پر کہتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان کی تیئیسویں (۲۳) شب کو اول شب کی تہائی تک قیام کیا (تراویح کی نماز پڑھی) پھر ہم نے قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیسویں (۲۵) رات کو نصف رات تک پھر ہم نے قیام کیا قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستائیسویں (۲۷) رات کو حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ ہم فلاح سے محروم رہ جائیں گے اور لوگ سحری کو فلاح کہتے تھے۔

تشریح: تراویح کے متعلق اتنا معلوم ہوا کہ علاوہ قیام لیل کے ترغیب قیام رمضان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ اس باب کی حدیث میں قیام رمضان کی یعنی تراویح کی ترغیب فرمائی اور پڑھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ اس باب کی حدیث میں نیز صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن نماز تراویح پڑھائی پھر جب بوجہ مواظبت کے قیام رمضان کی فرضیت کا خوف پیدا ہوا تو اپنے حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے اور لوگوں کی تسکین و تسلی کے لئے یہ عذر بیان کیا ہے "قال قد رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الخ" بعض روایات میں آیا ہے "اکلفوا من

اتعمل ما تطیقون" کہ تم اپنی طاقت کے مطابق عمل کرتے رہو اس کے بعد متفرق طور پر جماعت سے نماز تراویح پڑھتے تھے کسی امام کے ساتھ پانچ آدمی اور کسی کے ساتھ سات آدمی کسی کے ساتھ اس سے کم یا اس سے زیادہ جماعت تراویح پڑھتے تھے پھر اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دور میں بھی پڑھتے تھے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صلوۃ تراویح سے زیادہ اہم امور میں مشغول تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اتنا اضافہ کیا کہ قیام رمضان کی مواظبت کرادی اور ایک امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز تراویح پڑھانے کا حکم دیا کیونکہ وہ سب سے زیادہ ماہر قاری تھے انہوں نے عرض کیا کہ "یا امیر المؤمنین هذا شئ لم یکن" تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "قد علمت ولکنه حسن فصلی بهم عشرین رکعة" اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تو اگر کوئی کہے کہ مواظبت کیوں کرائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ارشاد "فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تعرض علیکم" سے سمجھے کہ مواظبت علی قیام رمضان سے مانع صرف خوف فرضیت کا تھا اور یہ مواظبت کی ترغیب پر دلالت کرتا ہے جبکہ وہ مانع ختم ہو چکا ہے اب حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ مانع اٹھ گیا فرضیت کا خوف ختم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ تراویح ثابت ہے ایک جماعت سے پڑھنا بھی ثابت ہے اور جو مانع تھا وہ اٹھ گیا اس لئے مواظبت کرادی اب جو سنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے علی وجہ الدوام ایک امام کے پیچھے نماز تراویح کا طریقہ جاری کر دیا۔

عدد رکعات:

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عدد تراویح حضور ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے پوری عمر میں دو تین رات تراویح پڑھائی کتنی رکعتیں پڑھائیں اس بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں تو اگر ضعیف حدیث بھی مل جائے تو اسے فضائل اعمال میں پیش کر سکتے ہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اسناد ضعیف کے ساتھ موجود ہے "انه علیه الصلوۃ والسلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر" یعنی بعض راتوں میں سوائے وتر کے بیس رکعتیں پڑھیں نہ کہ اکثر راتوں میں اور مسئلہ فرائض اور واجبات کا نہیں بلکہ فضائل اور ترغیبات کا ہے اور حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں حدیث صحیح نہ ہو نیز حدیث ضعیف کو جب صحابہ کرام اور تابعین کا تعامل مل جائے اور تلقی بالقبول ہو جائے تو مثل صحیح کے ہو جاتی ہے جیسے حدیث لا وصیۃ لوارث ضعیف ہے لیکن چونکہ امت نے تلقی بالقبول کر لی اس لئے اب اس کا ضعف دور ہو گیا اسی طرح یہاں تراویح کے بارے میں اگرچہ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی حدیث مذکور جس میں بیس رکعات کا ذکر آیا ہے ضعیف ہے لیکن چونکہ جمہور صحابہ اور تابعین کا بیس رکعات پر اتفاق ہے چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں "ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث" یعنی اجماع صحابہ سے بیس رکعات پر تراویح کا امر مستقر ہو گیا اب اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی طریقہ تراویح کا اوپر سے چلا آ رہا ہے یعنی دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نیز امام بیہقی اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی بیس رکعات پڑھتے تھے

اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (هكذا في عمدة القاري)

درایت سے تائید:

درایت بھی اس کی مؤید ہے کہ تراویح بیس رکعات ہوں کیوں کہ دن رات میں اللہ تعالیٰ نے بیس رکعات ضروری قرار دی ہیں تین واجب اور سترہ فرض اب بندہ اپنی طرف سے اضافہ کرنا چاہتا ہے تو تعداد وہی ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے پیش کر دیئے تو گویا ہم نے تمام رات و دن کو گھیر لیا اس لئے فرمایا "من قام رمضان ايمانا واحتسابا فكانما قام الدهر" غرض درایت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ بیس رکعات ہوں۔

امام اعظمؒ سے ایک سوال اور اس کا جواب:

قاضی امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعات کا جو حکم دیا ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل تھی تو امام اعظمؒ نے جواب دیا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدعت کی ایجاد کریں ورنہ پھر امن و سکون اٹھ جائے گا اب رہا یہ سوال کہ انہوں نے نعمت البدعة ھذہ فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے شرعی بدعت مراد نہیں معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدعت شرعیہ سیئہ کی ایجاد کریں اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سب کے سب بدعت کی پیروی کریں اور ان کے اس فعل بدعت پر نکارت نہ کریں اس کا تو ہم تصور تک نہیں کر سکتے بلکہ لغوی بدعت مراد ہے صورت یہ تھی کہ سب لوگوں کو ایک امام پر جمع کر دیا اور بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا اس لئے اسے بدعت کہا گیا اگر اس پر بدعت کا اطلاق کیا جائے تو پھر یہ بدعت حسنہ محمودہ ہے اور اس پر لفظ بدعت کا اطلاق بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا اب اگر کوئی اس پر بدعت کا اطلاق کرے تو وہ سوء ادب ہے کیوں کہ ہمارے حق میں تو وہ خلفاء راشدین اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہوگئی اور ہمیں حکم دیا گیا ہے ان کی سنت کو مضبوط پکڑنے کا چنانچہ فرمایا "عليكم بسنتي وسنة خلفاء الراشدين الخ" اس لئے اب ہمارے حق میں بدعت نہیں رہی بلکہ سنت ہوگئی۔

غیر مقلدین کا اعتراض:

غیر مقلدین آٹھ رکعات تراویح پڑھتے ہیں ان کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہے وہ فرماتی ہیں "ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة. رواه البخاري" کہ رمضان اور غیر رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے تو اس حدیث کی بناء پر غیر مقلدین ترک حدیث بخاری کا اعتراض حنفیہ پر کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوۃ اللیل سے مراد تہجد مراد ہے اس نے سائل کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تہجد رمضان اور غیر رمضان میں برابر تھا یعنی غالب احوال و اوقات میں آٹھ رکعات تہجد کی پڑھتے تھے اس سے تراویح کی بیس رکعات پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی کیوں کہ یہ صلوۃ مستقلہ علیحدہ ہے اس لئے محدثین اور فقہاء اس کو الگ مستقل باب میں بیان کرتے ہیں تہجد کے ساتھ تراویح کو بھی تہجد ماننا سراسر غلطی ہے جیسے غیر مقلدین کا خیال ہے کیا وہ دیکھتے نہیں تراویح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھی اور جماعت سے اور اول شب میں پڑھی

تھے کہ یہ بیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے بخلاف تہجد کے وہ تو آخری شب میں اپنے گھر میں بغیر جماعت کے پڑھتے تھے۔ (فتح الملہم: ۲/۳۱۹، ۳۲۰ مختصراً۔ تقاریر ترمذی حضرت شیخ الہند)

باب الترغيب في قيام الليل

تہجد کی ترغیب کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نام احدكم عقد الشيطان على راسه ثلث عقد يضرب على كل عقدة ليلا طويلا اي ارقد فان استيقظ فذكر الله انحلت عقدة فان توضأ انحلت عقدة اخرى فان صلى انحلت العقد كلها فيصبح طيب النفس نشيطا والا اصبح خبيث النفس كسلان.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر مارتا ہے یعنی اس کے دل میں ڈالتا ہے رات لمبی ہے سو تا رہ پھر اگر وہ جاگے اور اللہ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں پھر اطمینان قلب اور فرحت و سرور کی حالت میں صبح کرتا ہے ورنہ پریشان قلب اور اپنے مقصود سے محرومی کی حالت میں صبح کو اٹھتا ہے۔

تشریح: صلوۃ سے کونسی نماز مراد ہے بعض نے کہا کہ اس حدیث میں جو وعید آئی ہے کہ "والا اصبح خبيث النفس كسلان" اس کے لئے ہے جو عشاء کی نماز چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ جو فجر کی نماز چھوڑ دے اس کے لئے ہے اور بعض نے کہا کہ وعید صلوۃ اللیل کے تارک پر ہے لیکن اگر تہجد پڑھا جائے تو فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہوگا بلکہ ترک تہجد پر نحوست اور برائی کا بیان کرنا مقصود ہے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا جرير عن منصور عن ابي وائل عن عبد الله قال ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل نام ليلة حتى اصبح قال ذلك رجل بال الشيطان في اذنيه

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا وہ رات کو سو گیا حتی کہ صبح تک سوتا رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد قال حدثنا منصور عن ابي وائل عن عبد الله ان رجلا قال يا رسول الله ان فلانا نام عن الصلوة البارحة حتى اصبح قال ذاك شيطان بال في اذنيه.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص گذشتہ رات کی نماز سے سو گیا حتی کہ خواب کی حالت میں صبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يحيى عن ابن عجلان قال حدثنا القعقاع عن ابي صالح عن

ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رحم اللّٰہ رجلا قام من اللیل فصلی ثم ایقظ امرأتہ فصلت فان ابت نضح فی وجھھا الماء ورحم اللّٰہ امرأۃ قامت من اللیل فصلت ثم ایقظت زوجھا فصلی فان ابی نضحت فی وجھہ الماء.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو جاگا اور نماز پڑھی پھر اپنی بیوی کو بھی جگایا اس نے بھی نماز (تہجد) پڑھی پھر اگر اس کی بیوی انکار کرے جاگنے سے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے پھر اپنے شوہر کو جگائے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن عقیل عن الزھری عن علی بن حسین ان الحسین بن علی اخبرہ عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم طرقہ وفاطمۃ فقال الا تصلون قلت یا رسول اللّٰہ انما انفسنا بید اللّٰہ فاذا شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین قلت لہ ذلک ثم سمعتہ وھو مدبر یضرب فخذہ ویقول وکان الانسان اکثر شیء جدلا.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو (حضرت علی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جان اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے تو جب وہ چاہے ہم کو اٹھا دے تب ہم اٹھیں گے جب میں نے آپ سے یہ بات کی تو رسول اللہ ﷺ ہم سے اعراض کر کے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے واپس ہونے لگے پھر میں نے آپ سے یہ فرماتے سنا "وکان الانسان اکثر شیء جدلا" اور ہے انسان سب چیزوں سے زیادہ جھگڑالو۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراھیم بن سعد قال حدثنی عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق قال حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف عن محمد بن مسلم بن شھاب عن علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب قال دخل علیّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی فاطمۃ من اللیل فایقظنا للصلوۃ ثم رجع الی بیتہ فصلی ھویا من اللیل فلم یسمع لنا حسا فرجع الینا فایقظنا فقال قوما فصلیا قال فجلست وانا اعرک عینی واقول انا واللّٰہ ما نصلی الا ما کتب علینا انما انفسنا بید اللّٰہ فان شاء ان یبعثنا بعثنا قال فولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یقول ویضرب بیدہ علی فخذہ ما نصلی الا ما کتب اللّٰہ لنا وکان الانسان اکثر شیء جدلا.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور ہم کو نماز کے لئے جگایا پھر اپنے گھر کی طرف واپس تشریف لے گئے اور کافی دیر تک رات کو نماز پڑھی جب ہماری کوئی آہٹ اور حرکت نہیں سنی تو ہمارے پاس دوبارہ آئے پھر ہم کو جگایا اور فرمایا اٹھو نماز پڑھو۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور اپنی آنکھ ملنے لگا اور کہنے لگا قسم خدا کی ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر جو کچھ ہم پر لکھ دیا گیا ہے

بیشک ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ اگر وہ چاہے ہم کو اٹھانا تو ہم اٹھیں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر مارتے ہوئے چلے گئے اور آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور نقل کرتے ہوئے فرما رہے تھے "**وکان الانسان اکثر شیء جدلا**"

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث "**فان صلی انحلت العقدۃ کلها**" میں صلوۃ سے کونسی نماز مراد ہے اس کے تحت عرض کردی گئی۔

دوسری حدیث میں فرمایا "**بال الشیطان فی اذنیه**" اور محمد بن نصرؒ نے بواسطہ قیس بن ابی حازمؒ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "**حسب الرجل من الخیبة والشر ان ینام حتی یصبح وقد بال الشیطان فی اذنه**" اس حدیث موقوف کی اسناد صحیح ہے "**کما قال الحافظ ابن حجرؒ**" اب سوال یہ ہے کہ شیطان علیہ اللعنۃ ایسے آدمی کے دونوں کانوں میں پیشاب کردیتا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے کہ اس کے پیشاب کردینے کی وجہ سے آدمی کو عشاء کی نماز یا تہجد یا فجر کی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے تو اس کے بارے میں علامہ قرطبیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ بول شیطان اپنی حقیقت پر محمول ہے اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں کیوں کہ یہ بات مسلم ہے کہ شیطان کھاتا پیتا ہے اور نکاح کرتا ہے لہٰذا اس کو اپنے فعل بول سے کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔ بعض نے کہا ہے کہ بول شیطان سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس شخص کے کان کو مسدود کردیتا ہے جو نماز سے بے خبر ہوکر سورہا ہے حتیٰ کہ وہ ذکر کی آواز نہیں سنتا ہے علاوہ اس کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔ (**فتح الملهم**: ۲/۲۹۲ میں دیکھ سکتے ہیں)

پانچویں حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر تشریف لائے تو ان سے فرمایا کیا تم تہجد نہیں پڑھتے ہو اس سے صلوۃ لیل کی فضیلت اور اس کے لئے اپنے اہل و قرابت میں سے سونے والوں کو جگا دینے کا مسئلہ معلوم ہوا "**قاله ابن بطال ونقله الحافظ فی الفتح**" لیکن چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکلیف کے مقابلہ میں قدرت اور مشیت الٰہی کے ساتھ احتجاج کیا ہے جو ان کے لئے مناسب نہ تھا ضعف بشریت اور کوتاہی کا اعتراف نہیں کیا اس لئے حضور ﷺ نے ان کے قول "**انما انفسنا بید اللہ الخ**" کو پسند نہیں فرمایا اس لئے حضور ﷺ ان کی یہ بات سنتے ہی فوراً وہاں سے اظہار افسوس کرتے ہوئے واپس چلے گئے اور واپسی کے وقت فرمانے لگے "**وکان الانسان اکثر شیء جدلا**" اور یہ انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے اس سے واضح ہوا کہ تہجد کا امر استحبابی ہے کیوں کہ اگر وجوبی ہوتا تو ان کو اپنے حال پر نہ چھوڑتے۔ (**واللہ تعالیٰ اعلم**)

باب فضل صلوۃ اللیل

تہجد کی فضیلت کا بیان

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن حمید بن عبد الرحمن وهو ابن عوف عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر اللہ

المحرم والافضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے بعد روزوں میں افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز تہجد ہے۔

اخبرنا سوید ابن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ قال حدثنا شعبۃ عن ابی بشر جعفر بن ابی وحشیۃ انہ سمع حمید بن عبد الرحمن یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ قیام اللیل وافضل الصیام بعد رمضان المحرم۔ ارسلہ شعبۃ بن الحجاج۔

حضرت حمید بن عبد الرحمٰن کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افضل نماز بعد فرض نمازوں کے تہجد کی نماز ہے اور افضل صیام بعد رمضان کے محرم کا روزہ ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے مہینہ محرم کے روزے سے مراد یوم عاشوراء کا روزہ ہے نہ کہ کل مہینے کے روزے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد افضل ہے سنن رواتب سے لیکن جو علماء اس کے قائل نہیں وہ اس کی توجیہ کرتے ہیں کہ فرائض اور اس کے لوازم یعنی سنن کے بعد تہجد کی نماز افضل ہے۔ (قالہ علامۃ السندھی)

فضل صلوٰۃ اللیل فی السفر

سفر میں تہجد کی فضیلت

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن منصور قال سمعت ربعیاً عن زید بن ظبیان رفعہ الی ابی ذر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ثلثۃ یحبہم اللّٰہ عزوجل اتی رجل قوماً فسالہم باللّٰہ ولم یسالہم بقرابۃ بینہ وبینہم فمنعوہ فتخلفہم رجل باعقابہم فاعطاہ سراً لا یعلم بعطیتہ الا اللّٰہ عزوجل والذی اعطاہ وقوم ساروا لیلتہم حتی اذا کان النوم احب الیہم مما یعدل بہ نزلوا فوضعوا رؤسہم فقام یتملقنی ویتلو آیاتی ورجل کان سریۃ فلقوا العدو فانہزموا فاقبل بصدرہ حتی یقتل او یفتح لہ۔

زید بن ظبیان سے روایت ہے انہوں نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچایا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر تین آدمی کو دوست رکھتا ہے ایک وہ آدمی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور اس قوم سے اللہ کی قسم دے کر سوال کیا یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر تم سے سوال کرتا ہوں تم میری مدد کرو اور اس نے قوم سے کسی حق قرابت کی وجہ سے جو اس کے اور قوم کے درمیان تھا سوال نہیں کیا تو قوم نے اس کو کچھ نہیں دیا پھر قوم میں سے ایک شخص نکلا اور اس کو پوشیدہ طور پر دے دیا اس کے عطیہ کو سوائے اللہ بزرگ و برتر اور اس شخص کے جس کو دیا ہے کوئی اور آدمی نہیں جانتا دوسرا قوم کا ایک عابد شخص ہے کہ قوم نے رات کو سفر شروع کیا یہاں تک کہ جب نیند ان کے نزدیک تمام مرغوب چیزوں میں زیادہ پیاری معلوم ہوئی تو سب سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہو گیا گریہ وزاری کے ساتھ مجھ سے مانگنے لگا اور میری آیتیں پڑھنے لگا۔

تیسرا وہ آدمی جو لشکر میں تھا دشمن سے مقابلہ کیا لشکر کو شکست ہوئی پس وہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ وہ مارا جائے یا اس کے خلوص کی برکت سے فتح ہو جائے۔

تشریح: "یتملقنی ویتلو آیاتی" یہ کلام باری تعالیٰ کی حکایت ہے جو اس تہجد پڑھنے والے آدمی کے حق میں فرمایا بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں چونکہ آدمی تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت سونے کو چاہتی ہے اور اس حالت کے لحاظ سے نیند سب سے زیادہ مرغوب اور پیاری ہوتی ہے پھر بھی تقاضائے نفس کو چھوڑ کر تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہو جانا بڑا مجاہدہ ہے جس کے ذریعہ وہ آدمی اللہ رب العزت کا محبوب بن جاتا ہے۔

باب وقت القیام

قیام لیل کے وقت کا بیان

اخبرنا محمد بن ابراهیم البصری عن بشر هو ابن المفضل قال حدثنا شعبة عن اشعث بن سليم عن ابيه عن مسروق قال قلت لعائشة ای الاعمال احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت الدائم قلت فای الليل كان يقوم قالت اذا سمع الصارخ

مسروقؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ تھا تو انہوں نے فرمایا دائمی عمل پھر میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے رات کو کس وقت جاگتے تھے انہوں نے فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے۔

باب ذکر ما یستفتح به القیام

جس ذکر کے ساتھ قیام لیل شروع کیا جاتا ہے اس کا بیان

اخبرنا عصمة بن الفضل قال حدثنا زيد بن الحباب عن معاوية بن صالح قال حدثنی الازهر بن سعيد عن عاصم بن حميد قال سألت عائشة بما كان يستفتح قيام الليل يعنی النبی صلی الله عليه وسلم قالت لقد سألتنی عن شیء ما سألنی عنه احد قبلك كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يكبر عشراً ويحمد عشراً ويسبح عشراً ويهلل عشراً ويستغفر عشراً ويقول اللهم اغفر لی واهدنی وارزقنی وعافنی اعوذ بالله من ضيق المقام يوم القيامة.

عاصم بن حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیام لیل کس چیز کے ساتھ شروع فرماتے تھے انہوں نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی بات پوچھی جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے تھے اور دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفار پھر یہ دعا پڑھتے "اللهم اغفر لی واهدنی" الخ

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن معمر والاوزاعی عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ربیعة بن کعب الاسلمی قال کنت ابیت عند حجرة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکنت اسمعہ اذا قام من اللیل یقول سبحان اللّٰہ رب العالمین الھوی ثم یقول سبحان اللّٰہ وبحمدہ الھوی۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس رات گزارتا تھا میں آپ کے دعا پڑھنے کی آواز سنتا تھا جب تہجد کے واسطے رات کو اٹھتے پہلے تو دیر تک یہ پڑھتے تھے "سبحان اللّٰہ رب العالمین" اللہ پاک ہے جو جہان والوں کا پروردگار ہے پھر دیر تک یہ پڑھا کرتے تھے "سبحان اللّٰہ وبحمدہ"

اخبرنا قتیبة بن سعید حدثنا سفیان عن الاحول یعنی سلیمان بن ابی مسلم عن طاؤس عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتھجد قال اللھم لک الحمد انت نور السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت قیام السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت حق ووعدک حق والجنة حق والنار حق والساعة حق والنبیون حق ومحمد حق لک اسلمت وعلیک توکلت وبک آمنت ثم ذکر قتیبة کلمة معناھا وبک خاصمت والیک حاکمت اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے واسطے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اللھم لک الحمد الخ" یا الٰہی تعریف تیرے ہی لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر جو کچھ ہیں سب کو روشنی عطا کرنے والا ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف تو آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریف تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف تو حق ہے (یعنی تیرا وجود اپنی شان کے مطابق تحقیق وثابت ہے) اور تیرا وعدہ حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اور تمام انبیاء حق ہیں اور محمد حق ہے میں تیرا ہی تابعدار ہوں اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرے ہی عطا کردہ حجت اور دلائل سے دین کے دشمنوں سے مخاصمت کرتا ہوں اور تیرے ہی سامنے حق سے انکار کرنے والے کا مقدمہ لاتا ہوں میرے پچھلے گناہوں کو بخش دیجئے اور آئندہ مجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بھی معاف کر دیجئے تو ہی آگے کرنے والا ہے تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہ سے باز رہنا اور عبادت کی قوت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالک قال اخبرنی مخرمة بن سلیمان عن کریب ان عبداللّٰہ بن عباس اخبرہ انہ بات عند میمونة ام المؤمنین وھی خالتہ فاضطجعت فی عرض الوسادة واضطجع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واھلہ فی طولھا فنام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ قلیلا او بعدہ قلیلا استیقظ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

وحصين عن ابي وائل عن حذيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے واسطے جاگتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کیا کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن حصين قال سمعت ابا وائل يحدث عن حذيفة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام يتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو دانتوں پر مسواک پھیر لیتے تھے۔

اس حدیث کی تشریح جلد اول صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ کیجئے۔

ذكر الاختلاف على ابي حصين عثمان بن عاصم في هذا الحديث

اس حدیث میں ابی حصین پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد عن اسحق بن سليمان عن ابي سنان عن ابي حصين عن شقيق عن حذيفة قال كنا نؤمر بالسواك اذا قمنا من الليل.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسواک کا حکم کیا ہوتا تھا جب ہم رات کو اٹھتے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا عبيد الله قال حدثنا اسرائيل عن ابي حصين عن شقيق قال كنا نؤمر اذا قمنا من الليل ان نشوص افواهنا بالسواك.

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تھا جب ہم رات کو تہجد کے لئے اٹھیں کہ ہم اپنے دانتوں پر مسواک پھیر لیا کریں۔

باب باي شيء يستفتح صلاته بالليل

رات کو اپنی نماز کس چیز کے ساتھ شروع کرے اس کا بیان

اخبرنا العباس بن عبد العظيم قال حدثنا عمرو بن يونس قال حدثنا عكرمة بن عمار قال حدثني يحيى بن ابي كثير قال حدثني ابو سلمة بن عبد الرحمن قال سألت عائشة باي شيء كان النبي صلى الله عليه وسلم يفتتح صلاته قالت كان اذا قام من الليل افتتح صلاته قال اللهم رب جبرئيل وميكائيل واسرافيل فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة انت تحكم بين عبادك فيما كانوا

فيه يختلفون اللهم اهدني لما اختلف فيه من الحق انك تهدي من تشاء الى صراط مستقيم.

ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ کس چیز کے ساتھ اپنی نماز شروع فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ تہجد کے لئے رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کو اس دعا کے ساتھ شروع فرماتے "اللهم رب جبرئيل" الخ "یا الٰہی جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل کا پروردگار آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا تو ہی اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے والا ہے جس چیز میں وہ اختلاف کرتے ہیں اے اللہ اختلافی امور میں مجھے حق کی ہدایت فرما بیشک تو جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

تشریح: پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس دعا کے علاوہ افتتاح صلوٰۃ کے وقت ایک اور دعا پڑھنے کا ذکر ہے تو دونوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ کبھی وہ دعا پڑھتے تھے اور کبھی یہ دعا یا دونوں کو جمع کرتے ہوں گے۔ (از تعلیقات سندھی)

اخبرنا محمد بن سلمة حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال حدثني حميد بن عبد الرحمن بن عوف ان رجلا من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قلت وانا في سفر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لارقبن رسول الله صلى الله عليه وسلم لصلوة حتى ارى فعله فلما صلى صلوة العشاء وهي العتمة اضطجع هويا من الليل ثم استيقظ فنظر في الافق فقال ربنا ما خلقت هذا باطلا حتى بلغ انك لا تخلف الميعاد ثم اهوى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى فراشه فاستل منه سواكا ثم افرغ في قدح من اداوة عنده ماء فاستن ثم قام فصلى حتى قلت قد صلى قدر ما نام ثم اضطجع حتى قلت قد نام قدر ما صلى ثم استيقظ ففعل كما فعل اول مرة وقال مثل ما قال ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث مرات قبل الفجر.

ابن شہابؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو میں نے کہا (یعنی دل میں) قسم خدا کی کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کے وقت کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میں آپ کا عمل دیکھوں جب آپ نے عشاء کی جسے عتمہ کہتے ہیں نماز پڑھی تو اس کے بعد لیٹ گئے اور کافی دیر تک آرام فرمایا پھر بیدار ہوئے اور آسمان کے کنارہ پر نظر ڈالی پھر یہ آیت پڑھنے لگے "ربنا ما خلقت هذا باطلا" یہاں تک کہ "انك لا تخلف الميعاد" تک پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بستر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہاں سے مسواک نکالی پھر چمڑے کے چھوٹے سے برتن سے ایک پیالہ میں پانی ڈالا پھر مسواک کی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ جتنی دیر تک آرام فرمایا تھا اتنی دیر تک نماز پڑھی پھر لیٹ گئے حتی کہ میں نے کہا کہ جتنی دیر تک نماز پڑھی اتنی دیر تک آرام فرماتے ہیں پھر بیدار ہوئے تو اسی طرح کیا جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا اور وہ آیت قرآنی پڑھی جس طرح پہلی بار پڑھی تھی پس رسول اللہ ﷺ نے فجر سے پہلے تین مرتبہ اسی طرح سے صلوٰۃ اللیل پڑھی۔

باب ذکر صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل

رات میں رسول اللہ ﷺ نماز کس طرح پڑھتے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا يزيد قال اخبرنا حميد عن انس قال ما كنا نشاء ان نرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الليل مصليا الا رأيناه ولا نشاء ان نراه نائما الا رأيناه

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو ہم آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اور اگر ہم آپ کو سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو ہم آپ کو سوتے ہوئے دیکھتے۔

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا حجاج قال قال ابن جريج عن ابيه قال اخبرني ابن ابي مليكة ان يعلى بن مملك اخبره انه سأل ام سلمة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كان يصلي العتمة ثم يسبح ثم يصلي بعدها ماشاء الله من الليل ثم ينصرف فيرقد مثل ما صلى ثم يستيقظ من نومه ذلك فيصلي مثل ما نام وصلاته تلك الآخرة تكون الى الصبح.

یعلی بن مملک نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر نفل پڑھتے پھر اس کے بعد رات میں جتنا اللہ کو منظور ہوتا نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر چلے جاتے اتنی دیر تک سو جاتے جتنی دیر تک نماز پڑھی پھر جاگتے اپنی نیند سے پھر اتنی ہی دیر تک نماز پڑھتے جتنی دیر تک آرام فرما چکے تھے اور آپ کی نماز کا یہ سلسلہ آخری شب صبح تک رہتا۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عبد الله بن عبيد الله بن ابي مليكة عن يعلى بن مملك انه سأل ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن صلاته فقالت مالكم وصلاته كان يصلي ثم ينام قدر ما صلى ثم يصلي قدر ما نام ثم ينام قدر ما صلى حتى يصبح ثم نعتت له قراءته فاذا هي تنعت قراءة مفسرة حرفاً حرفاً.

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی قراءۃ اور نماز کے بارے میں سوال کیا تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تمہیں حضور ﷺ کی نماز سے کیا غرض (یعنی تمہیں اتنی قوت کہاں کہ حضور ﷺ کے برابر نماز پڑھ سکو) آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے پھر اتنی دیر تک سوتے جتنی دیر تک نماز پڑھی پھر نماز پڑھتے اتنی دیر تک کہ جتنی دیر تک آرام فرما چکے تھے پھر اتنی دیر تک آرام کرتے جتنی دیر تک نماز پڑھی (یہ سلسلہ جاری رہتا) حتیٰ کہ صبح ہو جاتی پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یعلی بن مملک کو حضور ﷺ کی قراءت کی کیفیت بیان کی (کہ حضور ﷺ نماز میں قراءت کس انداز سے پڑھتے تھے) چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالکل واضح اور صاف صاف ایک ایک لفظ قراءت کا بیان کرتی تھیں۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب اور نیند کے لئے کوئی مخصوص وقت نہ تھا بلکہ دونوں کا اوقات مختلف تھے چنانچہ جس وقت میں نماز پڑھتے کبھی اس وقت میں آرام فرماتے اور جس وقت میں آرام فرماتے کبھی اس میں نماز پڑھتے۔

ذكر صلوة نبي الله داؤد عليه السلام بالليل

رات میں اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کی نماز کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن عمرو بن اوس انه سمع عبد الله بن عمرو بن العاص يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الصيام الى الله عزوجل صيام داؤد عليه السلام كان يصوم يعني يوماً ويفطر يوماً واحب الصلوة الى الله صلوة داؤد كان ينام نصف الليل ويقوم ثلثه وينام سدسه.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام روزوں میں زیادہ پسندیدہ روزہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نمازوں میں زیادہ پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ نصف رات تک سوتے تھے اور تہائی رات میں اٹھ کر عبادت کرتے تھے پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے تھے۔

ذكر صلوة نبي الله موسى عليه السلام وذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه

اللہ کے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نماز کا بیان اور اس میں راوی حدیث سلیمان تیمی پر راویوں کے اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن علي بن حرب قال حدثنا معاذ بن خالد قال اخبرنا حماد بن سلمة عن سليمان التيمي عن ثابت عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتيت ليلة اسري بي على موسى عليه السلام عند الكثيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس سے میرا موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا العباس بن محمد قال حدثنا يونس بن محمد قال حدثنا حماد بن سلمة عن سليمان التيمي وثابت عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتيت على موسى عليه السلام عند

الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی قال ابو عبد الرحمن النسائی ھذا اولی بالصواب عندنا من حدیث معاذ بن خالد واللہ تعالی اعلم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا گذر ہوا موسیٰ علیہ السلام پر سرخ ریت کے ٹیلہ کے پاس سے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا احمد بن سعید قال حدثنا حبان قال حدثنا حماد ابن سلمۃ قال اخبرنا ثابت وسلیمان التیمی عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مررت علی قبر موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذرا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنی عیسٰی عن سلیمان التیمی عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی علی موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میں مجھے آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں میرا موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا معتمر عن ابیہ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسرٰی بہ مر علی موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی ﷺ کو جس رات آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں آپ موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا یحیٰی بن حبیب بن عربی واسماعیل بن مسعود قالا حدثنا معتمر قال سمعت ابی قال سمعت انساً یقول اخبرنی بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسرٰی بہ مر علی موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے مجھے خبر دی ہے کہ بیشک نبی ﷺ کو جس رات آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابن ابی عدی عن سلیمان عن انس عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیلۃ اسری بی مررت علی موسٰی وھو یصلی فی قبرہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ کے بعض اصحاب سے بیشک نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میں مجھے آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح: علامہ تقی الدین سبکی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر کے اندر حیات ہیں اور

ﷺ: ہو سکتا ہے کہ ان تین باتوں سے وہی تین باتیں مراد ہوں جن کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے "قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم الآية" اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں حضور ﷺ کی دعا سے اوپر نیچے کے دونوں قسم کے عذاب عام سے اس امت کو محفوظ رکھا گیا ہے ہاں تیسری قسم عذاب کی جسے اعداوتیں اور داخلی عذاب کہا جاتا ہے اس امت کے حق میں باقی رہی اور وہ پارٹی بندی یا آپس کی جنگ وجدل اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے اسی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا "وسألت ربي ان لا يلبسنا شيعا فمنعنيها" کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ہمارے آپس میں مختلف فرقے کرکے بعضوں کو بعضوں کا عذاب نہ چکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست منظور نہیں کی۔ کذا فی حاشیۃ السندی:

الاختلاف على عائشة رضى الله تعالى عنها في احياء الليل

احیاء شب کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر راویوں کا اختلاف

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن ابي يعفور عن مسلم عن مسروق قال قالت عائشة رضي الله عنها كان اذا دخلت العشر احيى رسول الله صلى الله عليه وسلم الليل وايقظ اهله وشد المئزر.

مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور تہبند کو مضبوط باندھتے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك حدثنا يحيى حدثنا زهير عن ابي اسحق قال اتيت الاسود بن يزيد وكان لي اخا وصديقا فقلت يا ابا عمرو حدثني ما حدثتك به ام المؤمنين عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قالت كان ينام اول الليل ويحيى آخره.

ابو اسحٰق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس گیا وہ میرے بھائی اور دوست تھے میں نے کہا اے ابو عمرو مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو تم سے ام المومنین نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کی تھی اسود بن یزیدؒ نے وہ حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ اول شب میں سوتے تھے اور آخر شب میں جاگتے۔

اخبرنا هارون بن اسحق ثنا عبدة بن سليمان عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة رضي الله عنها قالت لا اعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرا كاملا قط غير رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی رسول اللہ ﷺ نے پورا قرآن ایک رات میں پڑھا ہو اور پوری رات صبح تک قیام کیا ہو اور سوائے رمضان کے کسی پورا مہینہ روزہ رکھا ہو۔

اخبرنا شعیب بن یوسف عن یحیی عن ہشام قال اخبرنی ابی عن عائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل علیہا وعندہا امرأة فقال من ہذہ قالت فلانة لاتنام فذکرت من صلاتہا فقال مہ علیکم بما تطیقون فواللّٰہ لا یمل اللّٰہ عزوجل حتی تملوا ولکن احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتلایا فلاں عورت ہے جو کہ نہیں سوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کی نماز کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باز رہو (یعنی اس عورت کی کثرت صلوٰۃ کا تذکرہ مت کرو یعنی کثرت سے نماز پڑھنے والی کی تعریف نہیں کی تعریف وہ ہے جو نماز کے معاملہ میں راہ اعتدال پر قائم رہے اور عبادت میں اس حد تک کرو جتنی طاقت رکھتی ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود ہی تھک جاؤ (کیونکہ کثرت عبادت سے تھکن والا ہو جاتا ہے پھر آدمی تھک کر چھوڑ دیتا ہے) اور پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر پڑھنے والا دوام کرے۔

اخبرنا عمران بن موسی عن عبد الوارث قال حدثنا عبد العزیز عن انس بن مالک ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل المسجد فرای حبلا ممدودا بین ساریتین فقال ما ہذا الحبل فقالوا لزینب تصلی فاذا فترت تعلقت بہ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حلوہ لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے بیچ میں کھنچی ہوئی ہے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زینب کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں جب (قیام سے) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کھول دو تم میں سے ہر ایک شخص اپنے اطمینان اور نشاط کے مطابق نماز پڑھے پھر جب (قیام سے) تھک جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔

اخبرنا قتیبة بن سعید ومحمد بن منصور واللفظ لہ عن سفیان عن زیاد بن علاقة قال سمعت المغیرة بن شعبة یقول قام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ فقیل لہ قد غفر اللّٰہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (راتوں کو نماز کے لئے) کھڑے ہوتے (اور عبادت میں اس قدر مشقت اٹھاتے تھے کہ) دونوں پاؤں سوج جاتے تھے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر چکا ہے (آپ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں) فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا صالح ابن مہران وکان ثقة قال حدثنا النعمان بن عبد السلام عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن ابی ہریرة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

يصلى حتى تورم يعنى تشقق قدماه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے دونوں قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس میں آیا ہے کہ جب رمضان کا عشرۂ آخیرہ آ جاتا تو حضور ﷺ رات کو عبادت سے زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے کہ وہ بھی ان راتوں کی برکات عظیمہ سے مستفید ہوں اور اپنے تہبند کو کس لیتے اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے ان آخری دس دنوں میں اپنے معمول سے زیادہ اہتمام کے ساتھ عبادت کرتے تھے یا اس سے یہ مراد ہے کہ اپنی بیویوں سے الگ رہتے تھے یا اس سے دونوں باتیں مراد ہیں کہ ان راتوں میں اہتمام کے ساتھ عبادت بھی کرتے تھے اور ازواج مطہرات سے بھی علیحدہ رہتے تھے۔ (قاله علامة السندی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چوتھی حدیث میں آیا ہے "عليكم بما تطيقون الخ" کہ اعمال یعنی نوافل میں سے اتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیوں کہ اللہ تعالیٰ جزا دینے سے نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم ہی عمل کرنے سے اکتا جاؤ گے اس میں ترغیب ہے کہ عمل میں توسط یعنی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہئے مداومت ممکن ہو کیوں کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت عبادات کے جبکہ اس پر دوام نہ ہو۔

چھٹی حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "فقيل له الخ" قائل کا خیال تھا کہ اس قدر محنت و مشقت سے عبادت حتیٰ کہ کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے ہیں یہ مغفرت کرتے ہوں گے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں معصوم ہیں پھر بھی عبادت میں اس قدر جدوجہد کیوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مغفرت خداوندی نعمت عظیمہ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ زیادہ شکر کا تقاضہ کرتی ہے لہٰذا شکر گزار کے لئے زیادہ اجتہاد فی العبادت مناسب ہے۔ (واللّٰه تعالٰی اعلم)

كيف يفعل اذا افتتح الصلوة قائماً وذكر الاختلاف الناقلين عن عائشة في ذالك

کس طرح کیا جائے جبکہ نماز کو قائماً شروع کرے اور اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرنے والوں میں اختلاف کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن بديل وايوب عن عبد الله بن شقيق عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى ليلاً طويلاً فاذا صلى قائماً ركع قائماً واذا صلى قاعداً ركع قاعداً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات لمبی نماز پڑھتے تھے جب نماز کھڑے شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے کی حالت میں کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھنے کی حالت میں کرتے۔

اخبرنا عبدة بن عبد الرحيم قال حدثنا وكيع قال حدثني يزيد بن ابراهيم عن ابن سيرين عن عبد الله بن شقيق عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قائماً وقاعداً فاذا افتتح الصلوة قائماً ركع قائماً واذا افتتح الصلوة قاعداً ركع قاعداً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی جب نماز کو کھڑے ہو کر شروع فرماتے تو رکوع بھی بحالت قیام کرتے اور جب بیٹھے شروع کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر فرماتے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثني عبد الله بن يزيد وابو النضر عن ابي سلمة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهو جالس فيقرأ وهو جالس فاذا بقي من قرآءته قدر ما يكون ثلثين او اربعين آية قام فقرأ وهو قائم ثم ركع ثم سجد ثم يفعل في الركعة الثانية مثل ذلك

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بیٹھ کر قرأت پڑھتے تھے جب آپ کی قرأت سے تقریباً تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر انہیں کھڑے کی حالت میں پڑھتے پھر رکوع کر کے پھر سجدے کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا عيسى بن يونس قال حدثنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى جالساً حتى دخل في السن فكان يصلي وهو جالس يقرأ فاذا غبر من السورة ثلثون او اربعون آية قام فقرأ بها ثم ركع.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب عمر شریف زیادہ ہو گئی تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر جب سورت سے تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر انہیں پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا ابن علية قال حدثنا الوليد بن ابي هشام عن ابي بكر بن محمد عن عمرة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ وهو قاعد فاذا اراد ان يركع قام قدر ما يقرأ انسان اربعين آية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے قرأت پڑھتے تھے پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر تک کھڑے رہتے جتنی دیر میں کوئی آدمی چالیس آیت تک پڑھ سکے۔

اخبرنا عمر بن علي عن عبد الاعلى قال حدثنا هشام عن الحسن عن سعد بن هشام بن عامر قال قدمت المدينة فدخلت على عائشة رضي الله عنها قالت من انت قلت انا سعد بن هشام بن عامر قالت رحم الله اباك قلت اخبريني عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ان رسول الله

اور بھی اس طرح کرتے تھے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے جس طرح سے تطبیق مستحسن ہو جاتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل نماز کا کچھ حصہ بیٹھ کر اور کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور بعض رکعت بیٹھے اور بعض رکعات کھڑے پڑھنا جائز ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے۔

باب صلوٰة القاعد فی النافلة وذکر الاختلاف علی ابی اسحاق فی ذلک

صلوٰۃ نافلہ بیٹھ کر پڑھنے اور اس میں ابی اسحٰق پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی عن حدیث ابی عاصم قال حدثنا عمر بن ابی زائدة قال حدثنی ابو اسحق عن الاسود عن عائشة قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتنع من وجھی وھو صائم وما مات حتی کان اکثر صلاتہ قاعداً ثم ذکرت کلمة معناھا الا المکتوبة وکان احب العمل الیہ ما دام علیہ الانسان وان کان یسیراً خالفہ یونس رواہ عن ابی اسحق عن الاسود عن ام سلمة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چہرے کا بوسہ لینے سے نہیں رکتے تھے جبکہ آپ روزہ دار ہوتے اور آپ کی وفات نہیں ہوئی تھی کہ آپ اکثر نماز بیٹھ کر پڑھتے مگر فرض نماز (وہ بیٹھ کر نہیں پڑھتے) اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر انسان مداومت کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

روی حدیث یونس نے عمر بن ابی زائدہ کے خلاف بیان کیا ہے انہوں نے اس کو ابی اسحٰق سے وہ اسود سے وہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اخبرنا سلیمان بن سلم البلخی قال حدثنا النضر قال اخبرنا یونس عن ابی اسحق عن الاسود عن ام سلمة قالت ماقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کان اکثر صلوتہ جالساً الا المکتوبة خالفہ شعبة وسفیان وقالا عن ابی اسحق عن ابی سلمة عن ام سلمة.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض نہیں کی گئی یہاں تک کہ آپ سوائے فرض نماز کے اکثر نماز بیٹھے پڑھتے تھے۔

یونس کے خلاف بیان کیا ہے شعبہ اور سفیان نے اور دونوں نے ابی اسحٰق سے وہ ابی سلمہ سے وہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد عن شعبة عن ابی اسحق قال سمعت اباسلمة عن ام سلمة قالت ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کان من اکثر صلوتہ قاعداً الا الفریضة وکان احب العمل الیہ ادومہ وان قل.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا یہاں تک کہ سوائے فرض نماز کے نوافل آپ اکثر بیٹھے پڑھتے تھے اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ پسندیدہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن عبد الصمد قال حدثنا یزید قال حدثنا سفیان عن ابی اسحٰق عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت والذی نفسی بیدہ مامات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی کان اکثر صلاتہ قاعداً الا المکتوبة وکان احب العمل الیہ مادام علیہ وان قل خالفہ عثمان بن ابی سلیمان فرواہ عن ابی سلمة عن عائشة۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی تھی کہ آپ سوائے فرض نماز کے نوافل اکثر بیٹھے پڑھتے تھے اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر آدمی مداومت کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی عثمان بن ابی سلیمان ان ابا سلمة اخبرہ ان عائشة اخبرتہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یمت حتی کان یصلی کثیرا من صلاتہ وھو جالس۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی تھی کہ آپ اپنی نماز میں سے زیادہ نماز بیٹھے پڑھتے تھے۔

اخبرنا ابو الاشعث عن یزید بن زریع قال اخبرنی الجریری عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال قلت لعائشة ھل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی وھو قاعد قالت نعم بعد ما حطمہ الناس۔

عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں بعد اس کے جبکہ لوگوں نے آپ کو شکستہ حال کر دیا۔

اخبرنا قتیبة عن مالک عن ابن شہاب عن السائب بن یزید عن المطلب بن ابی وداعة عن حفصة قالت مارأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی فی سبحتہ قاعداً قط حتی کان قبل وفاتہ بعام فکان یصلی قاعداً یقرأ السورة فیرتلھا حتی تکون اطول من اطول منھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نفل پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ اپنی وفات سے ایک سال پہلے آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سورة ترتیل سے پڑھتے تھے حتی کہ وہ سورة (ترتیل کی وجہ سے) زیادہ لمبی ہو جاتی تھی اس سے زیادہ لمبی سورتوں سے بھی۔

تشریح: اس باب کی احادیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فرض نماز کے نوافل بیٹھ کر پڑھتے تھے اور بیٹھ کر اپنی زندگی کے آخری دور میں پڑھتے تھے جبکہ عمر شریف زیادہ ہو گئی اور بدن بھی بھاری ہو گیا اور لوگوں کے امور کا بوجھ اٹھانے اور ان کے مصالح کے اہتمام سے ضعف پیدا ہو گیا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "بعد ما حطمہ الناس" اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے صاف طور پر فرمایا دیا "حتی کان قبل وفاتہ بعام الخ" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے ایک سال پہلے بڑھاپے کے عذر کی وجہ سے نوافل بیٹھے پڑھتے تھے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ کو وہ نیک کام بہت پسند ہیں جو ہمیشہ کیے جاویں اگرچہ تھوڑے ہی ہوں چنانچہ حضرت عائشہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اسی کا بیان ہے مگر یہاں عمل سے مراد مستحبات و نوافل ہیں کیونکہ کہ واجبات و سنن مؤکدہ پر تو دوام واجب ہے، نہ یہ مراد ہیں، اعمال مستحبہ و نوافل پر دوام کرنا حق تعالیٰ کو محبوب ہے اور ترک دوام یعنی ہمیشہ کرکے کبھی چھوڑ دینا غیر محبوب ہے یعنی ناپسندیدہ ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ فی نفسہ تو ترک دوام جائز ہے مگر بلا ضرورت شرعیہ یا طبعیہ دوام کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اب اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ مستحبات کا التزام جائز نہیں وہ کان کھول کر سن لے کہ التزام اور چیز ہے دوام اور چیز ہے اور دوام یعنی مستحب چیزوں پر ہمیشگی مطلوب ہے جب تک کوئی عذر ترک کی طرف داعی نہ ہو لیکن اگر کسی مصلحت شرعیہ یا ضرورت صحیحہ سے ترک کر دیا تو ترک میں تنگی نہ ہو، چنانچہ اگر تنگی ہوئی تو معلوم ہوگا کہ یہ محض دوام نہ تھا بلکہ التزام مالایلزم تھا جس کی ممانعت ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات حضرت حکیم الامت تھانوی)

باب فضل صلوة القائم على صلوة القاعد

بیٹھے کی نماز پر کھڑے کی نماز کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى عن سفيان قال حدثنا منصور عن هلال بن يساف عن ابى يحيى عن عبد الله بن عمرو قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يصلى جالسا فقلت حدثت انك قلت ان صلوة القاعد على النصف من صلوة القائم وانت تصلى قاعدا قال اجل ولكنى لست كاحد منكم.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا میں نے عرض کیا کہ مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا بیٹھے کی نماز کھڑے کی نماز سے آدھے پر ہے حالانکہ آپ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن میں تم جیسے نہیں ہوں۔

تشریح: جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور آپ نے تو یہ فرمایا کہ جس نے بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھی اس کے لئے کھڑے کا آدھا ثواب ہے حالانکہ آپ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے بیشک کہا تھا جو تم نے بیان کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میرے اور تم میں فرق ہے تم اپنے کو مجھ پر قیاس نہ کرو کیونکہ اگر میں بیٹھ کر بھی پڑھوں تب بھی میرے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ مجھے کھڑے کا ثواب ملتا ہے معلوم ہوا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خاص چیز تھی۔ (قالہ النووی وغیرہ)

فضل صلوة القاعد على صلوة النائم

لیٹے کی نماز پر بیٹھے کی نماز کی فضیلت

اخبرنا حميد بن مسعدة عن سفيان بن حبيب عن حسين المعلم عن عبد الله بن بريدة عن

عمران بن حصین قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الذی یصلی قاعداً قال من صلی قائماً فھو افضل ومن صلی قاعداً فلہ نصف اجر القائم ومن صلی نائماً فلہ نصف اجر القاعد۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو بیٹھ کر نماز پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کھڑے نماز پڑھی تو وہ افضل ہے اور جس نے بیٹھے پڑھی اس کے واسطے کھڑے کا آدھا ثواب ہے اور جس نے لیٹے پڑھی اس کے لئے بیٹھے کا آدھا ثواب ہے۔

تشریح: حضرت حسن بصریؒ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لیٹ کر بھی نفل پڑھنا درست ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک لیٹ کر نفل پڑھنا بغیر عذر کے جائز نہیں وجہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کے معنی میں اشکال پیش آتا ہے کہ یہ فرض پڑھنے والے کے حق میں ہے یا نفل پڑھنے والے کے حق میں پھر معذور کے لئے یا غیر معذور کے لئے اگر غیر معذور متنفل کے لئے ہے تو جمہور علماء کے مسلک پر "من صلی نائماً الخ" کا کوئی مطلب نہیں بنتا کیوں کہ ان کے یہاں تندرست آدمی کے لئے لیٹ کر نفل پڑھنا درست نہیں اور اگر فرض پڑھنے والے کے حق میں مانا جائے تو وہ اگر کھڑے ہونے پر قادر ہے تو اس کے لئے بیٹھے نماز پڑھنا ہی جائز نہیں اور وہ اگر معذور مریض ہو جس کی وجہ سے قیام پر قدرت نہ رکھتا ہوں تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اس کے لئے کھڑے کا نصف ثواب صحیح نہیں بلکہ عذر کے وقت ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی پورا ثواب ملتا ہے، چنانچہ مسند احمد وغیرہ کی احادیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی اپنے اعمال بوجہ مرض وغیرہ کے ادا نہیں کر سکے حالانکہ تندرستی میں ان کی ادائیگی کا معمول تھا تو ان کا ثواب بغیر عمل کے فضل کی راہ سے لکھا جاتا ہے تو یہاں بھی پورا ثواب ملے گا جبکہ عذر کی وجہ سے قیام پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کے جواب میں شارحین کہتے ہیں کہ یہ حدیث معذور ہی کے حق میں ہے لیکن معذور کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو کسی طرح کھڑا نہیں ہو سکتا دوسرے وہ جو اگر چاہے تو کھڑا ہو سکتا ہے لیکن بہت تکلیف و مشقت کے ساتھ تو اس دوسری قسم کے معذور کے لئے جبکہ بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھے گا نصف ثواب کھڑے کا یا بیٹھے کا یا یوں کہا جائے کہ مقصود اس حدیث سے اجر صلوٰۃ کا بیان ہے تندرست اور مریض فرائض اور نوافل سے قطع نظر صرف نماز کا ثواب اصلی بیان کرنا مقصود ہے دیکھو قائم کا اجر بڑھ جاتا ہے قاعد کے اجر سے اور قاعد کا ثواب بہ نسبت قائم کے نصف ہے اور لیٹ کر پڑھنے والے کا ثواب کم ہے قاعد سے قاعد کا بہ نسبت اس کے زیادہ ثواب ہے یہی حق تعالیٰ کا امکان زیادہ ثواب حاصل کرنے میں سے تو کہ بہت بلند ہے البتہ امر دیگر ممکن ہے کہ مریض کو بوجہ عذر کے قائم سے زیادہ ثواب عطا فرمائے لیکن محل حدیث کیا ہے صحیح ہے یا مریض اور فرض ہے یا نفل باب حدیث کو اس سے بحث نہیں بلکہ حدیث اس سے ساکت ہے۔ (از تقریر ترمذی شیخ الہندؒ)

باب کیف صلوٰۃ القاعد

بیٹھے کی نماز کے طریقے کا بیان

اخبرنا ھارون بن عبد اللہ قال حدثنا ابو داؤد الحفری عن حفص عن حمید عن عبد اللہ بن شقیق عن عائشۃ قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی متربعا قال ابو عبد الرحمٰن لا اعلم

رکوع کیا اس میں سبحان ربی العظیم پڑھا آپ کا رکوع قریب قریب قیام کے برابر ہوتا تھا پھر رکوع سے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سر اٹھایا تو آپ کا قیام بعد رکوع قریب قریب رکوع کے برابر تھا پھر سجدہ کیا سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے رہے تو آپ کا سجدہ قریب قریب رکوع کے برابر تھا۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال حدثنا النضر بن محمد المروزي ثقة قال حدثنا العلاء بن المسيب عن عمرو بن مرة عن طلحة بن يزيد الانصاري عن حذيفة انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فركع فقال في ركوعه سبحان ربي العظيم مثل ما كان قائماً ثم جلس يقول رب اغفرلي رب اغفرلي مثل ما كان قائماً ثم سجد فقال سبحان ربي الاعلى مثل ما كان قائماً فما صلى الا اربع ركعات حتى جاء بلال الى الغداة قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندي مرسل الخ.

طلحہ بن یزید انصاری حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں نماز پڑھی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو رکوع میں اتنی دیر تک "سبحان ربی العظیم" پڑھتے رہے جتنی دیر تک کھڑے رہے تھے پھر بیٹھے اور پڑھتے رہے "رب اغفرلی رب اغفرلی" اتنی دیر تک جتنی دیر تک قیام کیا تھا پھر سجدہ کیا تو سجدے میں اتنی دیر تک "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھتے رہے جتنی دیر تک قیام کیا تھا پس چار رکعتیں پڑھیں تھیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز صبح کے واسطے بلانے آ گئے۔

تشریح: حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ادا کی وہ نفل تھی اور نفل نماز میں جنت کا سوال کرنا جبکہ ایسی آیت پر گذرے جس میں جنت کا ذکر ہو اور عذاب سے پناہ چاہنا جبکہ عذاب جہنم والی آیت پر گذرے جائز ہے اس کی اجازت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

اور اس نماز میں عادۃ اور معمول سے زیادہ بہت طویل قیام کیا اسی طرح رکوع بھی بہت طویل کیا جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "فكان ركوعه نحوا من قيامه" اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیام اور رکوع دونوں کے درمیان کوئی تفاوت نہ تھا دونوں بالکل برابر تھے بلکہ مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح قیام بعد رکوع اور سجدے کا حال ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل نماز میں قرأت میں ترتیب نہیں سورتوں کی ضروری نہیں چنانچہ در المختار میں لکھا ہے "ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا الا اذا ختم فيقرأ من البقرة ثم قال ولايكره في النفل شيء من ذلك، والله تعالى اعلم بالصواب"

دوسری حدیث بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس حدیث میں وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں ظاہر تو یہی ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اس بیان میں یہ ہے کہ پانچ ہیں پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری میں آل عمران تیسری میں سورۂ نساء اور چوتھی میں سورۂ مائدہ یا انعام کی تصریح ہے دونوں روایت میں گئی ہے "باب مايقول الرجل في ركوعه وسجوده" کے تحت ملاحظہ ہو نسائی کی روایت مختصر ہے کیونکہ اس میں سورتوں کی تفصیل نہیں طلحہ بن یزید انصاری

ہی کو رمضان کا واقعہ بتلاتے ہیں قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے۔

"قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندي مرسل الخ" امام نسائی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ طلحہ بن یزید انصاری نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ نہیں سنا بلکہ واسطہ ہے جس کو عمرو بن مرۃ کے شاگرد علاء بن مسیب نے حذف کر دیا مگر ان کے دوسرے شاگرد شعبہ اس واسطہ کو بیان کرتے ہیں جو طلحہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ شعبہ نے ابی حمزہ یعنی طلحہ بن یزید انصاری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان رجل من بنی عبس کا واسطہ بیان کیا ہے اور تقریب میں لکھا ہے کہ اس رجل سے مراد صلہ بن زفر ہیں تو علاء بن مسیب نے اس واسطہ کو چھوڑ دیا ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہوئی۔

باب كيف صلوة الليل

صلوۃ لیل کس طرح پڑھی جائے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد ابن جعفر وعبد الرحمن قالا حدثنا شعبة عن يعلى بن عطاء انه سمع عليا الازدي انه سمع ابن عمر يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلوة الليل والنهار مثنى مثنى قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندي خطاء والله تعالى اعلم.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعات ہیں۔

اخبرنا محمد بن قدامة قال حدثنا جرير عن منصور عن حبيب عن طاؤس قال قال ابن عمر سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة الليل فقال مثنى مثنى فاذا خشيت الصبح فواحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا دو دو رکعتیں ہیں اور جب تمہیں صبح کا خوف ہو (یعنی نماز فجر سے طلوع فجر کا خوف ہو) تو ایک رکعت پڑھ لے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان ومحمد بن صدقة قالا حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري عن سالم عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلوة الليل مثنى مثنى فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدة

سالم اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا محمد بن منصور حدثنا سفيان عن ابن ابي لبيد عن ابي سلمة عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر يسأل عن صلوة الليل فقال مثنى مثنى فاذا خشيت الصبح فاوتر بركعة

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا جبکہ آپ

سے صلوٰۃ اللیل کے متعلق سوال کیا گیا تو دو دو رکعت ہیں اور جب تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا موسٰی بن سعید قال حدثنا احمد بن عبد اللّٰہ بن یونس قال حدثنا زھیر قال حدثنا الحسن بن الحر قال حدثنا نافع ان ابن عمر اخبرھم ان رجلاً سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل قال مثنیٰ مثنیٰ فان خشی احدکم الصبح فلیوتر بواحدۃ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافع کو خبر دی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا دو دو رکعت ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرے۔

اخبرنا قتیبۃ حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدۃ۔

نافع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا احمد بن محمد بن المغیرۃ قال حدثنا عثمان عن شعیب عن الزھری عن سالم عن ابن عمر قال سأل رجل من المسلمین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف صلوٰۃ اللیل فقال صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدۃ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رات کی نماز کس طرح ہے آپ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب تم کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا محمد بن یحیٰی قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا ابن اخی ابن شھاب عن عمہ قال اخبرنی حمید بن عبد الرحمن ان عبد اللّٰہ بن عمر اخبرہ ان رجلا سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشیت الصبح فاوتر بواحدۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب تم کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا احمد بن الھیثم قال حدثنا حرملۃ قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان ابن شھاب حدثہ ان سالم بن عبد اللّٰہ وحمید بن عبد الرحمن حدثاہ عن عبد اللّٰہ بن عمر قال قام رجل فقال یا رسول اللّٰہ کیف صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدۃ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز

شب کس طرح ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب آپ کو طلوع صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھ لیجئے۔

تشریح: اس حدیث سے امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ رات اور دن کی نوافل کو دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے ان کا استدلال حدیث "باب صلوٰۃ اللیل والنھار مثنی مثنی" سے ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رات اور دن میں چار چار رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے آپ کے مسلک کی تائید حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من صلی قبل الظھر اربعا کانما تھجد من لیلتہ ومن صلاھن بعد العشاء کان کمثلھن من لیلۃ القدر" (رواہ سعید بن منصور فی سننہ) اور بیہقی نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور ان کا قول قرار دیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "من صلی اربعاً بعد العشاء کان کمثلھن من لیلۃ القدر" لیکن قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس کے بارے میں اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا ضرور حضور ﷺ سے سنا ہوگا اور دن کے نوافل چار چار کر کے پڑھنے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہوتی ہے جب ان سے سوال کیا گیا کہ حضور ﷺ چاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تو انہوں نے فرمایا "اربع رکعات ویزید ماشاء" (رواہ مسلم) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک افضل رات میں دو دو رکعت ہیں اور دن میں چار چار ہیں "قیل وبہ یفتی قال الشامی وبہ یفتی" یعنی رات میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے جیسا کہ صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

امام شافعیؒ کے استدلال کا جواب:

امام شافعیؒ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ والنھار کی زیادتی غلط ہے اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں کہا کہ اس کی اسناد جید ہے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے راوی علی الازدی کی مخالفت کی ہے اس جماعت محدثین نے اس حدیث میں والنھار کا لفظ ذکر نہیں کیا نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ شعبہ کے شاگردوں میں اختلاف ہوا بعض نے اس حدیث کو موقوفاً یعنی قول ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، اور بعض نے مرفوعاً روایت کیا اور صحیح وہ حدیث ہے جس کو ثقہ راویوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ثقات نے صلوٰۃ النھار کا ذکر نہیں کیا صرف رات کی نماز دو دو رکعت روایت کی نیز حافظ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ النھار کا لفظ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صرف علی الازدی نے نقل کیا ہے ان کے علاوہ کسی اور شاگرد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کیا ہے اور امام یحییٰ بن معین اس حدیث کی وجہ سے علی بن عبداللہ ازدی کو ضعیف قرار دیتے تھے اور اسے قابل استدلال نہ سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نافع اور عبداللہ بن دینار اور ایک جماعت محدثین نے اس حدیث کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بغیر النھار کے روایت کیا ہے اور علامہ ابن عبدالبر نے اپنی سند سے یحییٰ ابن معین سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "صلوٰۃ النھار اربع لا یفصل بینھن" ان سے کسی نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ تو فرماتے ہیں "صلوٰۃ اللیل

"والنهار مثنى مثنى" تو امام ابن معین نے پوچھا کہ یہ بات کس حدیث کی بناء پر کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ازدی کی حدیث کی بناء پر کہتے ہیں تو ابن معین نے فرمایا کون ازدی ہے کہ میں اس کی حدیث کو قبول کروں اور یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کو چھوڑ دوں جو انہوں نے نافع سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے "انه كان يتطوع بالنهار اربعاً لا يفصل بينهن" اب اگر حدیث ازدی صحیح ہوتی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی شدت اتباع نبوی کے باوجود مخالفت نہ کرتے یہ ساری تفصیل مذکور کے پیش نظر حدیث علی ازدی سے شوافع کا استدلال درست نہیں۔ (فتح الملہم مختصراً)

باب کی دوسری حدیث میں آیا ہے "فاذا خشيت الصبح فواحدة" اور تیسری حدیث میں ہے "فاوتر بواحدة" اس سے استدلال کرتے ہوئے شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت کے ساتھ جائز ہے، احناف کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک کو ملا کر دو کو تین بنا لیا کرو کیونکہ درحقیقت وتر ایک ہی ہوتی ہے مجموعہ کو بھی وتر اسی کی وجہ سے کہتے ہیں پانچ اور سات یہ سب ایک ہی کی وجہ سے وتر ہیں دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب صبح قریب ہو تو تین کی نیت کر کے ان میں ایک ہی کر کے وتر کر لو۔ (التقرير المفيد ترمذی شرح ترمذی)

باب الامر بالوتر

وتر کا حکم دینا

اخبرنا هناد بن السري عن ابي بكر بن عياش عن ابي اسحاق عن عاصم وهو ابن ضمرة عن علي رضي الله عنه قال اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا اهل القرآن اوتروا فان الله عز وجل وتر يحب الوتر

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھا پھر فرمایا اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ عز وجل طاق ہے وہ طاق کو پسند کرتا ہے۔

اخبرني محمد بن اسماعيل بن ابراهيم عن ابي نعيم عن سفيان عن ابي اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه قال الوتر ليس بحتم كهيئة المكتوبة ولكنه سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں بلکہ سنت ہے اس کو رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا ہے۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں آیا ہے کہ اللہ پاک طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے اس کی تشریح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد ہے انقسام کو قبول نہیں کرتا اور وہ اپنی صفات میں اکیلا ہے اس کا کوئی مثل نہیں ہے اور واحد ہے اپنے افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی معین و مددگار ہے وہ وتر کو پسند کرتا ہے یعنی وتر پڑھنے پر ثواب دیتا ہے اور عامل بالوتر کے عمل وتر کو قبول کرتا ہے اے قرآن والو تم وتر پڑھا کرو۔

یہاں اہل قرآن سے مراد ایمان والے ہیں یعنی کہ لفظ اہل عام ہے جو ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے قرآن پر ایمان لایا ہے خواہ اس کو پڑھے یا نہ پڑھے البتہ ان میں سے اکمل وہی شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور یاد کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تلاوت کرتا رہا اور احکام قرآنی پر عمل کرتا رہا۔ (مرقات ۲/ ۱۶۸)

وتر کے بارے میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات ہیں ایک تو یہ ہے کہ وتر عمل میں فرض اور حق اعتقاد میں واجب ہے دوم واجب ہے یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے سوم سنت مؤکدہ ہے صاحبین اور اکثر علماء کا قول ہے کہ وتر سنت ہے۔

دلائل امام اعظمؒ:

❶ حدیث باب "یا اہل القرآن اوتروا" میں امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے۔

❷ حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے وجوب وتر ثابت ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں "خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان الله امدكم بصلاة هي خير لكم من حمر النعم الوتر الخ" حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حاکم اور ابن سکن نے صحیح کہا ہے جنہوں نے اس پر کلام کیا ہے اس کا جواب فتح القدیر میں موجود ہے جس کو شوق ہو وہ دیکھ لے نیز ایک اور روایت میں آیا ہے "ان الله زادكم صلوة وهى الوتر الخ" یہ ابوبصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے ملک العلماء علامہ کاسانیؒ نے بدائع میں لکھا ہے کہ امداد وتر اور اضافہ صلوٰۃ فرض پر ہوا ہے اور زیادت جنس مزید علیہ کے جنس سے ہوتی ہے نیز امداد و زیادت مقدر پر ہوتی ہے مقدر فرض ہے لیکن نفل مقدر نہیں اس کا اضافہ بندہ اپنی طرف سے کرتا ہے گویا بندہ بڑھ رہا ہے نیز نفل پر زیادت نہیں ہو سکتی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضافہ کیا جائے اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اضافہ فرمایا تو خدا کی طرف نسبت اس چیز کی ہوتی ہے جس کا التزام اور جس کے ہونے سے کسب واکتساب کو دخل نہ ہو اب حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اللہ نے بڑھا دی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ صلوۃ وتر کو ہمارے اختیار پر نہیں چھوڑا تو ذات تعالیٰ کی طرف اضافت ونسبت اس وقت متحقق ہوگی کہ نماز وتر کو یہ قرار دیا جائے کہ اس کا مرتبہ سنن سے زیادہ ہے اور فرض سے کم یعنی دونوں کے بیچ میں ایک درجہ ہے اس کو ہم واجب کہتے ہیں۔

❸ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی وتر کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا (قاله ثلثا)" رواہ ابوداؤد اور امام احمد اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہے وقاله المنذری اور آپ ﷺ تین بار کے تکرار کے ساتھ تارک وتر کو اپنی امت کی جماعت سے نکالنے کی بات اسی پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہے۔

❹ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من نام عن الوتر اونسيه فليصل اذا ذكره او اذا استيقظ" (رواه الترمذي وابو داؤد وابن ماجه) اس حدیث سے بھی امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس میں نماز وتر کی قضا کا حکم دیا ہے اور قضا کا حکم ہونا وجوب وتر کی دلیل ہے۔

❺ حضور ﷺ نے تمام عمر سفر میں حضر میں وتر پر مواظبت فرمائی کبھی ترک نہیں فرمایا اور اسی طرح تمام صحابہ

شاید وجوب وتر کا حکم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر میں جانے کے بعد دیا گیا ہو۔ (فتح الملہم: ۳۰۲/۲)

باب الحث على الوتر قبل النوم

سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی ترغیب کا بیان

اخبرنا سليمان بن سلم ومحمد بن علي بن الحسن بن شقيق عن النضر بن شميل قال حدثنا شعبة عن ابي شمر عن ابي عثمان عن ابي هريرة قال اوصاني خليلي صلى الله عليه وسلم بثلث النوم على وتر وصيام ثلثة ايام من كل شهر وركعتي الفجر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت کی ایک تو وتر پڑھ کر سونے کی دوسری ہر مہینہ میں تین روزوں کی تیسری دو رکعت سنت فجر کی۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة ثم ذكر كلمة معناها عن عباس الجريري قال سمعت ابا عثمان عن ابي هريرة قال اوصاني خليلي صلى الله عليه وسلم بثلث الوتر اول الليل وركعتي الفجر وصوم ثلثة ايام من كل شهر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی اول شب میں وتر پڑھنے کی اور دو رکعت سنت فجر کی اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کی۔

تشریح: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے ابتدائی حصہ میں احادیث کثیرہ کو یاد کرنے اور ان کے تکرار میں مشغول رہتے تھے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ گذر جاتا تھا لہٰذا ان کے لئے رات کو اٹھنا مشکل تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو جانے سے پہلے وتر پڑھ لینے کی وصیت فرمائی، علاوہ ازیں ممکن ہے اس کا کوئی اور سبب ہو۔ (واللہ اعلم)

اس حدیث سے معلوم ہو کہ جس شخص کو آخری شب میں جاگنے پر اعتماد نہ ہو اور وتر فوت ہو جانے کا اندیشہ رکھتا ہو تو وہ سونے سے پہلے اول رات میں عشاء کے بعد وتر پڑھ لے اس کے لئے یہی طریقہ افضل ہے اور جو شخص اعتماد رکھتا ہو کہ آخر رات میں اٹھ جائے گا تو اس کے لئے آخری شب میں افضل ہے۔ (مرقاۃ ۲/۱۵۰)

باب نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن الوترين في ليلة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات میں دو مرتبہ نماز وتر پڑھنے سے ممانعت کا بیان

اخبرنا هناد بن السري عن ملازم بن عمرو قال حدثني عبد الله بن بدر عن قيس بن طلق قال زارنا ابي طلق بن علي في يوم من رمضان فامسى بنا وقام بنا تلك الليلة واوتر بنا ثم انحدر الى مسجد فصلى باصحابه حتى بقي الوتر ثم قدم رجلا فقال اوتر بهم فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا وتران في ليلة.

اذان سن لیتے تو فوراً کھڑے ہو جاتے اگر جنبی ہوتے تو غسل فرما لیتے ورنہ وضو کر کے پھر نماز کو تشریف لے جاتے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابی حصین عن یحیی بن وثاب عن مسروق عن عائشة قالت اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اولہ وآخرہ واوسطہ وانتہی وترہ الی السحر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اول شب میں اور آخر شب میں اور درمیانی شب میں اور آپ آخری عمر میں وتر صبح سے کچھ پہلے پڑھتے تھے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن نافع ان ابن عمر قال من صلی من اللیل فلیجعل آخر صلاتہ باللیل وتراً فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بذلک۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اپنی آخری نماز رات کی وتر کو بنا لیا کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم فرماتے تھے۔

تشریح: نماز وتر کا اصل وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہے اور چونکہ آپ کے نزدیک فرض عشاء اور وتر کے درمیان ترتیب واجب ہے اس لئے وتر کا وقت عشاء کا وقت ہونے کے باوجود اسے فرض عشاء سے پہلے ادا کرنا درست نہیں۔ اور امام ابویوسفؒ وغیرہم کے نزدیک وتر کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر سنت ہے لہٰذا تابع فرض عشاء ہے اور یہ جو ہم نے کہا کہ وتر کا وقت امام اعظمؒ کے یہاں وقت عشاء ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی تو اس پر قضائے وتر ضروری ہے جیسے قضاء عشاء ضروری ہے اور اگر اس کا وقت ادائے صلوٰۃ عشاء کے بعد کا وقت ہوتا تو پھر قضائے وتر واجب نہ ہوتی اس لئے کہ بدون فعل عشاء کے بعد عشاء کا وقت متحقق نہیں ہو سکتا اور وقت مستحب وتر کا آخری شب ہے جبکہ وتر فوت ہونے کا خوف نہ ہو اور اگر فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا واجب ہے۔ (بذل المجہود بحوالہ البدائع)

باب الامر بالوتر قبل الصبح

صبح سے پہلے وتر پڑھ لینے کا حکم دینا

اخبرنا عبید اللہ بن فضالة بن ابراہیم قال اخبرنا محمد وھو ابن المبارک قال حدثنا معاویة وھو ابن سلام بن ابی سلام عن یحیی بن ابی کثیر قال اخبرنی ابونضرة العوقی انہ سمع ابا سعید الخدری یقول سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوتر فقال اوتروا قبل الصبح۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا وتر پڑھ لیا کرو صبح سے پہلے۔

اخبرنا یحیی بن درست قال حدثنا ابو اسماعیل القناد قال حدثنا یحیی وھو ابن ابی کثیر عن ابی

نضرة عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتروا قبل الفجر۔
حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا وتر پڑھ لیا کرو فجر سے پہلے۔

الوتر بعد الاذان

اذان کے بعد وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا یحیٰی بن حکیم قال حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن ابیه انه کان فی مسجد عمرو بن شرحبیل فاقیمت الصلوٰة فجعلوا ینتظرونه فجاء فقال انی کنت اوتر وقال سئل عبد اللہ هل بعد الاذان وتر قال نعم وبعد الاقامة وحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه نام عن الصلوٰة حتی طلعت الشمس ثم صلی۔

ابراہیم اپنے والد محمد بن منتشر سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد عمرو بن شرحبیل (کوفی) کی مسجد میں تھے نماز کے لئے تکبیر ہو گئی لوگ ان کے انتظار کرنے لگے پھر وہ آگئے اور کہا میں وتر پڑھ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بعد اذان وتر پڑھنا درست ہے انہوں نے فرمایا ہاں اور بعد اقامت بھی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سوگئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر نماز پڑھی۔

تشریح: سفر میں ایک مرتبہ صبح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فوت ہو گئی جس کی تفصیل پیچھے حدیث لیلۃ التعریس میں گذر چکی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کچھ بلند ہونے کے بعد وہ نماز قضاء کے طور پر ادا کی اسی سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح وتر کی قضاء پڑھ لے جبکہ اس کا وقت گذر جائے اگر صاحب ترتیب ہو تو اس پر ضروری ہے اذان فجر کے بعد بلکہ اقامت کے بعد پڑھ لے۔
واضح رہے کہ اس روایت سے امام ابوحنیفہؒ کے قول وجوب وتر کی تائید ہوتی ہے۔

باب الوتر علی الراحلة

سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن عبید اللہ بن الاخنس عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر علی الراحلة

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر سواری پر پڑھتے تھے۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال اخبرنی عبد اللہ بن محمد بن علی قال حدثنا زهیر عن الحسن بن الحر عن نافع ان ابن عمر کان یوتر علی بعیره ویذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ پر وتر پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح

کرتے تھے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا مالك عن ابی بکر بن عمر بن عبد الرحمن بن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن سعید بن یسار قال قال لی ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر علی البعیر.

سعید بن یسار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھتے تھے۔

تشریح: بذل المجہود میں علامہ عینی کے حوالے سے لکھا ہے کہ عطاء و حسن بصری و اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک مسافر کے واسطے سواری پر وتر پڑھنا درست ہے امام مالکؒ فرماتے تھے کہ جس سفر میں قصر صلوٰۃ کا حکم ہے تب سواری پر جائز ہے ان کا استدلال ایک تو اس باب کی روایات سے ہے دوسرا ابوداؤد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے وہ فرماتے ہیں "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسبح علی الراحلة ای وجه توجه ویوتر علیها غیر انه لا یصلی المکتوبة علیها" اس کے برعکس ابراہیم نخعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ وتر سواری پر جائز نہیں زمین پر پڑھنا ضروری ہے جیسے فرائض کا حال ہے ان کا استدلال طحاویؒ کی روایت سے ہے انہوں نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے اب یہ حدیث باب کی حدیث اور ابوداؤد کی روایت کے بھی خلاف ہے لہٰذا فریقین کے واسطے ان دونوں قسم کی حدیثوں سے استدلال تام اور مفید نہیں لیکن فریق ثانی والے کہہ سکتے ہیں کہ شاید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر کو واجب نہ سمجھتے ہوں اور وتر ان کے نزدیک دیگر تطوعات کی طرح ہو اس لئے وہ دونوں طرح سے سواری پر اور زمین پر وتر پڑھتے تھے لیکن حضور ﷺ کا سواری پر وتر پڑھنا تو شاید وتر کا حکم مؤکد اور مستقر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہو پھر امر وتر مؤکد ہوا حتی کہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس وقت وتر واجبات کے ساتھ شامل ہو گئے اور وجوب وتر کے دلائل ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں نیز قیاس بھی چاہتا ہے کہ وتر سواری پر درست نہ ہو کیونکہ جو شخص کھڑے ہو کر وتر پڑھ سکتا ہے وہ اگر زمین پر بیٹھ کر وتر پڑھے تو اس کی نماز وتر درست نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے اب اس پر قیاس کر کے سفر میں سواری پر وتر نہ پڑھنا چاہئے جبکہ اس کو اترنے کی قدرت ہو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے میرے نزدیک سواری پر وتر پڑھنا منسوخ ہو چکا ہے۔

باب کم الوتر

وتر کی کتنی رکعت ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن یحیی بن عبد الله قال حدثنا وهب بن جریر قال حدثنا شعبة عن ابی التیاح عن ابی مجلز عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الوتر رکعة من آخر اللیل.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ وتر ایک رکعت ہے پچھلی شب میں۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا يحيى ومحمد قالا حدثنا ثم ذكر كلمة معناها شعبة عن قتادة عن ابي مجلز عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الوتر ركعة من آخر الليل

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن عفان قال حدثنا همام قال حدثنا قتادة عن عبد الله بن شقيق عن ابن عمر ان رجلا من اهل البادية سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة الليل قال مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا دو دو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں۔

تشریح: وتر ایک رکعت ہے یا تین اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک وتر تین رکعات ہیں مثل نماز مغرب کے یہی قول عمر بن عبدالعزیز و سفیان ثوری و حسن بن حی و ابن مبارک اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ کا ہے (قاله العيني) علامہ ابو عمر مالکی فرماتے ہیں کہ تین رکعات کا قول حضرت عمر بن خطاب و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب اور زید بن ثابت و انس بن مالک و ابی امامہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہاء سبعہ سے منقول ہے۔ (فتح الملہم: ۲/۲۹۵)

دلائل حنفیہ:

صحیح مسلم میں ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے "انه سأل عائشة كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان الخ" اس حدیث میں آیا ہے "ثم يصلي ثلاثا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر موصولاً تین رکعات ہیں (بلا فصل یعنی بلا سلام کے تین پڑھنا چاہیے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایت میں انہوں نے بلا فصل تین رکعات پڑھنے کی تصریح کر دی چنانچہ وہ فرماتی ہیں "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يفصل بينهن (اخرجه احمد والبيهقي والحاكم)"

لیکن امام احمدؒ نے اس کی اسناد کو ضعیف قرار دیا ہے كما في المنتقى اس کا جواب یہ ہے کہ شاید انہوں نے اپنی قائم اسناد کو ضعیف قرار دیا ہو ورنہ اس حدیث کی دوسری اسانید موجود ہیں اس کو امام نسائیؒ نے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے "كان لا يسلم في ركعتي الوتر" اسی طرح بیہقی اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا "على شرط الشيخين" صحیح ہے اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں "قالت اي عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن" حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط البخاری و مسلم صحیح ہے۔

❷ عامر یعنی شعبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کیسی ہوتی تھی انہوں نے فرمایا "ثلاث عشرة ركعة ثمان ويوتر بثلاث وركعتين بعد الفجر"

(رواہ الطحاوی وابن ماجہ والنسائی ایضاً کما فی عمدۃ القاری)

شاید علامہ عینی کی مراد سنن کبریٰ ہو کہ اس کو امام نسائی بھی سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ اس سے بھی وتر کی تین رکعتیں ثابت ہوتی ہیں۔

❸ فتح القدیر میں ہے کہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "اوتر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثلاث فقنت فیھا قبل الرکوع"

❹ نسائی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات الخ"

❺ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ہے ابوبکرہ نے وہ ابوداؤد سے وہ ابوخالد سے ابوخالد کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا وتر کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا "علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل المغرب وھذا وتر اللیل وھذا وتر النھار" یہ روایات بھی وتر تین رکعات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

❻ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا حفص نے وہ عمرو سے وہ حسن بصری سے حسن کہتے ہیں "اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرھن" علاوہ ان دلائل کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں ہم نے اختصار کی غرض سے نقل نہیں کئے۔

تین رکعات وتر کی ایک سلام کے ساتھ ہیں:

اوپر کے دلائل مذکورہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ وتر کی تین رکعات ہیں اب رہا یہ مسئلہ کہ تین رکعتیں وتر کی ایک سلام سے پڑھی جائیں یا دو سلام سے اس میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ایک سلام سے بدون فصل کے پڑھی جائیں اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ صاحب ہدایہؒ نے وتر کے تین رکعات ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث "انہ علیہ السلام کان یوتر بثلاث" سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اس حدیث کو حاکمؒ نے مع اس زیادت کے روایت کیا ہے کہ اور نہیں سلام پھیرتے مگر تینوں رکعات کے آخر میں۔

دوسری دلیل نسائی میں بروایت عبد الرحمن بن ابزیٰ حضرت ابی بن کعب کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں "سبح اسم ربک الاعلی" پڑھتے تھے الخ اس میں ہے "ولا یسلم الا فی آخرھن" (۳) نسائی میں سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ اپنے والد کے واسطہ سے اور ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "انہ کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلی الخ ویقول بعد ما یسلم سبحان الملک القدوس ثلث مرات یرفع بھا صوتہ" ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کی تین رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے علاوہ ازیں تثلیث وتر کے ثبوت میں جو روایات بیان کی گئی ہیں ان میں سے کسی ایک روایت میں بھی راوی دو سلاموں کا ذکر نہیں کرتا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے کا ہوتا تو صحابہ کرام اس کی وضاحت ضرور کرتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث مذکورہ میں

کہیں دو سلاموں کا ذکر نہیں لہٰذا نسائی وغیرہ کی روایت صریحہ میں تینوں رکعات کے آخر میں ایک سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا جو معمول بیان کیا گیا ہے اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے۔

شافعیہ کا مسلک:

ان کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے ان کا استدلال باب کے ماتحت کی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے یہی الفاظ بعینہٖ صحیح مسلم میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر صرف ایک رکعت ہے یہی شوافع کا مسلک ہے، نیز شوافع کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع "الوتر رکعة من آخر اللیل" سے ہے اس کا حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث سے منفرداً ایک رکعت وتر ہونے پر استدلال درست نہیں کیوں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ ما قبل کے شفع کو ملاتے ہوئے ایک رکعت کے بغیر نہیں ہو سکتا تو ما قبل کی نماز کے ساتھ ایک رکعت زیادہ کر کے اسے تین رکعات بنا لیں وہ ان کا مقصد یہ نہیں کہ نماز وتر شریعت میں صرف ایک ہی رکعت مقرر ہے اس توجیہ سے وتر کے بارے میں وارد شدہ تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے اس کی تائید ابن ماجہ اور طحاوی اور نسائی کی سنن کبریٰ میں عامر شعبی کی روایت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کس طرح تھی تو ان دونوں نے فرمایا "ثلاث عشرة رکعة ثمان ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر" اور خود راوی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب امام محمد سے ثابت ہے کہ وہ وتر تین رکعات دو سلاموں سے پڑھتے تھے لیکن یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں تھا صحیح مسلم و ابوداؤد وغیرہ میں ان سے مرفوعاً ثابت ہے کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعات ہیں لہٰذا شوافع کا استدلال صحیح مسلم کی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "یسلم من کل رکعتین ویوتر بواحدة" سے بھی صحیح نہیں کیوں کہ یہ ایک عام حدیث ہے اور ہم نے اوپر خاص حدیث پیش کی ہے، علامہ بنوری لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث عام ہے سے مراد میرے شیخ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اس حدیث میں تفصیلی بات کا ذکر نہیں مجمل ہے اس حدیث میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ نماز شب شفع شفع یعنی جوڑ جوڑ پڑھنے کی حالت میں ہر دو رکعت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تھے اور ایک کو ما قبل کے شفع کے ساتھ ملا کر وتر کرتے لہٰذا "ویوتر بواحدة" کے یہ معنی نہیں جو شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے کیوں کہ بواحدة فرماتی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان شفعوں میں سے ایک شفع کے ساتھ بدون فصل بالسلام کے تیسری رکعت ملا کر اس کو وتر بنا لیتے اور اس طرح کی تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے تا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں تناقض و تعارض پیدا نہ ہو کیوں کہ وہ اپنی متعدد روایات صریحہ میں بدون فصل بسلام کے ایک ہی سلام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین رکعات وتر پڑھنے کو روایت فرماتی ہیں اور یہ روایت یعنی "ویوتر بواحدة" اگرچہ اس کا ظاہر لفظ منفرداً ایک رکعت وتر پڑھنے کو بھی محتمل ہے لیکن یہ معنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایات صریحہ کی دلیل سے مراد نہیں۔ (معارف السنن ۲۶۳/۴)

حاصل بحث کا یہ نکلا کہ شوافع کے پاس کوئی نہ حدیث صحیح ہے اور نہ کوئی حدیث ضعیف جو تنہا ایک رکعت وتر کے ثبوت پر

دلالت کرتی ہو لہذا جتنی احادیث مجمل ہیں ان میں وہی تاویل و توجیہ کی جائے گی جو اوپر گذر چکی ہے تاکہ وتر کی تین رکعات پر صراحۃ دلالت کرنے والی احادیث کے جو پیچھے گذر چکی ہیں اور احادیث مجملہ کے درمیان تطبیق پیدا ہوجائے بہرحال دیگر احادیث صریحہ کی وجہ سے شوافع کو بھی تو ماننا پڑا کہ وتر کی نماز تین رکعات ہیں پس وہ تین پڑھتے ہیں مگر دو سلام سے لیکن اس طرح پڑھنے کو کسی حدیث سے ثابت تو کردیں۔

دو سلام سے وتر پڑھنے کے بارے میں شوافع کی دلیل:

شوافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفع اور وتر کے درمیان فصل بسلام کے قائل تھے اور وہ وتر دو سلام سے پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے اور فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے اس سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے (کما فی الفتح) شوافع اس حدیث سے بہت خوش ہوئے کیوں کہ ان کے مذہب کی تائید میں ایک صریح دلیل مل گئی حنفیہ کی طرف سے اس کا جواب علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہ دیا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں وضین بن عطا ایک متکلم فیہ شخص ہے اور امام احمد و ابن معین اور دحیم سے اس کی توثیق نقل کی گئی ہے اس کے برعکس ابن سعد اس کو ضعیف فی الحدیث کہتے ہیں اور جوزجانی واہی الحدیث کہتے ہیں اور ابن قانع ضعیف کہتے ہیں۔ کما فی التہذیب

اور تقریب میں لکھا ہے کہ "صدوق سیئی الحفظ رمی بالقدر" کہ وضین بن عطا روایت کو تو سچا مگر حافظہ ان کا خراب اور متہم بالقدر تھے لہذا ان کی حدیث کی اسناد کو قوی کہنا جیسے حافظ ابن حجرؒ نے کہا مشکل ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول یعنی فصل بالتسلیم میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس تسلیم سے مراد تشہد ہو اور دوسرے یہ کہ اس سے تسلیم مراد ہو جو نماز کو قطع کرتی ہے (اب ایسی حدیث سے جو ضعیف پھر محتمل المعانی ہو شوافع کا اپنے مسلک پر استدلال کرنا کیسے درست ہوگا) اس تفصیل مذکور کے بعد علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ میں حافظؒ کو جواب دیتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر دینے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی طرح ہوتا تھا بلکہ ممکن ہے کہ تشبیہ صرف تین رکعات میں ہو نہ کہ فصل بالتسلیم میں دوسری یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلام فی التشہد یعنی "السلام علیک ایها النبی الخ" کو قاطع صلوۃ سمجھتے تھے اور حافظ ابن حجرؒ نے خود فتح الباری میں باب التشہد فی الاولیٰ کے تحت سند صحیح کے ساتھ مصنف عبد الرزاق سے یہ روایت لائے ہیں "انه كان لا يسلم في التشهد الاول" اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشہد اول کو قاطع صلوۃ سمجھتے تھے تو ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تشہد اول میں "السلام علیک ایها النبی الخ" کلمات پڑھے تو وہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے خارج ہوگئے اور اگرچہ وہ تسلیم قطع صلوۃ کے لئے نہ تھی مگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے اپنی حدیث مذکور روایت کرنے لگے پس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بنا محض اپنے گمان اور اجتہاد پر ہے۔ (معارف السنن ۲۰۶/۴) مزید تفصیل وہاں مذکور ہے۔

نیز استدلال مذکور کا جواب شوافع کو دوسرے طریقے سے بھی دیا جا سکتا ہے کہ شوافع کا مذہب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور "انه كان يفصل بين شفعه ووتره بتسليمة وأخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يفعله" سے ثابت نہیں ہو سکتا اور احادیث سے ان کے مذہب کی تائید نہیں ملتی صرف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نقل کرتے ہیں مرفوع صحیح صریح حدیث آج تک کوئی نہیں دی صرف امام طحاویؒ نے روایت مذکورہ نقل کر کے ان پر احسان کیا۔ یہ شوافع اس سے بہت خوش ہوئے ہیں کیوں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس روایت میں بطور مرفوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے یعنی شفع اور وتر کے درمیان سلام کے ساتھ فصل کرتے تھے جیسے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے تھے کہ وہ دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور اپنے غلام سے فرماتے "یا غلام ارحل لنا" اس کے بعد ایک رکعت پڑھ لیتے اب ہم شوافع سے پوچھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر کی وہ ایک رکعت پہلی دو رکعت پر بنا کرتے تھے یا دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے اور اپنے غلام کو بعض کام کا حکم دینے کے بعد بدون تجدید تحریمہ اور نیت اور رفع یدین کے بنا کرتے تھے یا اس رکعت کے لئے از سر نو نیت اور تکبیر تحریمہ باندھتے تھے اگر یہ جواب دیا جائے کہ تحریمہ اولیٰ پر بنا کرتے تھے تو پھر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "تحريمها التكبير وتحليلها التسليم" کے خلاف ہے کیوں کہ سلام نے تحریم صلوٰۃ کو ختم کر دیا اور نماز سے نکال دیا اس لئے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام سے کلام کرتے اور کہتے "یا غلام ارحل لنا" تو اب تحریمہ اولیٰ باقی نہ رہا اور اس پر بناء صلوٰۃ کے کیا معنی دارد اور اگر یہ جواب دیا جائے کہ نئے سرے سے نیت اور تحریمہ کے ساتھ وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے تو اس صورت میں نماز وتر ایک ہی رکعت ہوگی نہ کہ تین رکعات تو اس سے شوافع کا مسلک یعنی فصل کے ساتھ بغیر تجدید تحریمہ، نیت اور رفع یدین کے وتر کا تین رکعات ہونا ثابت نہیں ہو سکتا اگر اس پر شوافع بضد ہیں تو کیا اس کی نظیر شریعت سے پیش کر سکتے ہیں بہر حال حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے شوافع کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کیوں کہ اگر شفع اور وتر کے درمیان سلام ہوتا تو جیسے اس کی تصریح حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گزری تو پھر یہ تو احادیث مرفوعہ صریحہ کے خلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يفصل بينهن". (رواه احمد والبيهقي والحاكم)

اور نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مرفوع ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسلم في ركعتي الوتر" وهكذا اخرجه البيهقي والحاكم ايضاً)

اور حافظ زیلعیؒ نے کہا کہ حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن"

اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان الفاظ روایت کی ہے "ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث لا يفصل بينهن بسلام" نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے غرض کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان روایات صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فصل ہوتا نہیں دیکھا جیسے حضرت عائشہ اور

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا تھا بلکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس قدر علم رکھتی ہیں ان سے زیادہ علم رکھنے والا روئے زمین پر کوئی نہیں اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی کیفیت کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گذاری تھی اسی رات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب اور ادائے وتر کی کیفیت کا اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے چنانچہ صحیح مسلم اور نسائی میں حدیث سعد بن ہشام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں جو کچھ فرمایا (کہ آپ وتر میں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تینوں رکعات کے آخر میں سلام پھیرتے تھے) اس کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی خالہ کے گھر اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر پڑھنے کا جو معمول دیکھا ہے بالکل اسی کے موافق پایا ہے تو جس طرح حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وتر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل دیکھا اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں دیکھا نیز ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرأت وتر نماز شب کی قرأت سے ممتاز ہونے کو بھی نہیں دیکھا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت وتر کو بیان کرتے ہیں جیسے اس کا ذکر نسائی میں آرہا ہے اس لئے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث قولی "صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشیت فاوتر بواحدۃ" کا لفظ دیکھ کر اپنے اجتہاد و استدلال سے استنباط کرلیا کہ وتر کی ایک رکعت ہے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرتے رہے پھر اپنے اجتہادی عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیا اس گمان سے کہ جو بات انہوں نے اپنی فہم و سمجھ کی بناء پر سمجھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بھی یہی تھی یا روایت "یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدۃ" کے عموم سے سمجھے ہوں کہ وتر ایک رکعت ہے بہرحال فعل نبوی سے یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر کی پڑھی ہے اگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر کی الگ سلام سے پڑھی ہے تو یہ صریح حدیث اور اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، فتح الملہم بحوالہ کشف الستر عن صلوۃ الوتر)

باب کیف الوتر بواحدۃ

ایک کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا حجاج بن ابراہیم قال حدثنا ابن وہب عن عمرو بن الحارث عن عبد الرحمن بن القاسم حدثہ عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا اردت ان تنصرف فارکع بواحدۃ توتر لک ما قد صلیت۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں جب تم نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرو تو ایک رکعت ملالیا کرو یہ رکعت تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو طاق بنادے گی۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا خالد بن زیاد عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ والوتر رکعۃ واحدۃ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلوٰۃ اللیل دو دو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت۔

اخبرنا محمد بن سلمۃ والحارث بن مسکین قراءۃ علیہ وانا اسمع واللفظ لہ عن ابن القاسم قال حدثنی مالک عن نافع وعبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ توتر لہ ما قد صلی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز شب دو دو رکعت ہیں جب تم میں سے کسی کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے یہ رکعت طاق بنا دے گی اس نماز کو جو پڑھ چکا ہے۔

اخبرنا عبید اللہ بن فضالۃ بن ابراہیم قال حدثنا محمد یعنی ابن المبارک قال حدثنا معاویۃ وھو ابن سلام عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ونافع عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سمعہ یقول صلوٰۃ اللیل رکعتین رکعتین فاذا خفتم الصبح فاوتروا بواحدۃ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ صلوٰۃ اللیل دو دو رکعت ہیں پھر جب تم کو صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ طاق بنالیا کرو۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن قال حدثنا مالک عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی من اللیل احدی عشرۃ رکعۃ یوتر منھا بواحدۃ ثم یضطجع علی شقہ الایمن۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے کیوں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "والوتر رکعۃ واحدۃ" کہتے ہیں اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ حقیقت میں وتر ایک ہوتا ہے اسی کی وجہ سے پہلی نماز کو طاق بناتا ہے مگر اس ایک رکعت کو علیحدہ ادا نہیں کیا جاتا بلکہ رات کی نماز سے اخیر کی دو رکعت کے ساتھ ملا کر ادا کیا جاتا ہے۔ شوافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت "فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ" سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وتر کو شفع کے ساتھ ملا کر نہیں اس سے الگ کر کے علیحدہ سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ کلام صراحۃً فصل وتر پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ یہ کلام اس کو بھی محتمل ہے کہ حضور ﷺ کی مراد رکعۃ واحدۃ سے یہ ہو کہ نفل کی دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اسے تین رکعات بنالیا کرو نہ یہ کہ ایک رکعت علیحدہ پڑھی جائے لہٰذا احتمال ثانی راجح ہے یعنی کہ صرف

بتیراء سے منع کیا گیا ہے وہ حدیث نہی عن البتیراء اگرچہ مرسل ہے تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ مرسل جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے اور اس وجہ سے بھی ایک رکعت کی ممانعت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے "ما اجزأت رکعة قط" یہ اگرچہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے غرض کہ حنفیہ نے جو توجیہ کی ہے اس سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (مرقات وفتح الملہم)

باب كيف الوتر بثلاث

تین سے وتر پڑھنے کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثنا مالك عن سعيد بن ابي سعيد المقبري عن ابي سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سأل عائشة ام المؤمنين كيف كانت صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا غيره على احدعشر ركعة يصلي اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعاً فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلاثاً قالت عائشة فقلت يا رسول الله تنام قبل ان توتر قال يا عائشة ان عيني تنام ولا ينام قلبي.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کس طرح ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے آپ چار رکعت پڑھتے ان کے کمال حسن اور طول سے سوال نہ کر پھر چار رکعت پڑھتے ان کے کمال حسن اور طول سے نہ پوچھ پھر تین رکعات پڑھتے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ میری آنکھ سوتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم في ركعتي الوتر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سعد بن ہشام سے بیان کیا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جو رکعات پڑھتے تھے رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی ان میں آٹھ رکعات تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں، علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ گیارہ رکعات فجر کی دو رکعت کے علاوہ ہوتی تھیں اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم کی روایت میں آیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ان کی دوسری حدیث کے مخالف نہیں جس میں وہ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا

میں امت میں سے کوئی فرد حضور ﷺ کی طرح نہیں اس لئے افراد امت کی طہارت ان کی نیند سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم فتح الملہم: ص ۶۹۱، ۶۹۲)

ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابى بن كعب فى الوتر

وتر کے بارے میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرنے والوں کے الفاظ میں اختلاف کا بیان

اخبرنا علي بن ميمون قال حدثنا مخلد بن يزيد عن سفيان عن زبيد عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلث ركعات كان يقرأ في الاولى بسبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية بقل يآ يها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله احد ويقنت قبل الركوع فاذا فرغ قال عند فراغه سبحان الملك القدوس ثلث مرات يطيل في آخرهن.

عبد الرحمن بن ابزی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعات کے ساتھ پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھتے اور دوسری رکعت میں "قل يآيها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے جب وتر سے فارغ ہوتے تو اسی وقت تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے آخری مرتبہ میں کھینچ کر، اونچی آواز سے پڑھتے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا عيسى بن يونس عن سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن سعيد بن عبد الرحمن ابن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الركعة الاولى من الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وفي الركعة الثانية بقل يا ايها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله احد.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی اول رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں "قل يآيها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد"۔

اخبرنا يحيى بن موسى قال اخبرنا عبد العزيز بن خالد قال حدثنا سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن عزرة عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء في الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وفي الركعة الثانية قل يايها الكافرون وفي الثالثة قل هو الله احد ولا يسلم الا في آخرهن ويقول يعني بعد التسليم سبحان الملك القدوس ثلاثا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں "قل يآيها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" اور سلام نہیں پھیرتے مگر آخر

میں اور سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے "سبحان الملک القدوس" تین مرتبہ۔

تشریح: ان روایات سے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی پوری تائید ہوتی ہے کیوں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کے متعلق معمول بتا رہے ہیں اور صراحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں "ولا یسلم الا فی آخرھن" تو اس سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سلام سے تین رکعات وتر کی پڑھتے تھے اور یہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے امام نسائیؒ نے جس اختلاف الفاظ کا ذکر کیا ہے وہ ظاہر ہے لیکن یہ کوئی ایسا اختلاف نہیں جو صحت روایت میں مضر ہو ایسا اختلاف ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

ذکر الاختلاف علی ابی اسحق فی حدیث سعید بن جبیر عن ابن عباس فی الوتر

وتر کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعید بن جبیر نے جو حدیث روایت کی اس میں ابی اسحٰق پر اختلاف کا بیان

اخبرنا الحسین بن عیسی قال حدثنا ابو اسامۃ قال حدثنا زکریا بن ابی زائدۃ عن ابی اسحق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد وقفہ زھیر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھتے اور دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل اللہ ھو احد"۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا زھیر عن ابی اسحق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ کان یوتر بثلث بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایھا الکافرون وقل اللہ ھو احد۔

سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر تین رکعات کے ساتھ پڑھتے تھے اول رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل اللہ ھو احد" پڑھتے۔

اختلاف علی ابی اسحٰق یہ ہے کہ ان کے شاگرد زکریا بن ابی زائدۃ ان سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ابی اسحٰق کے دوسرے شاگرد زہیر نے ان سے موقوف علی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ایک سلام سے وتر کی تین رکعات مع ان سورتوں کے پڑھتے تھے۔

ذكر الاختلاف على حبيب بن ابي ثابت في حديث ابن عباس في الوتر

وتر کے متعلق حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حبیب بن ابی ثابت پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا معاوية بن هشام قال حدثنا سفيان عن حبيب بن ابي ثابت عن محمد بن علي عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قام من الليل فاستن ثم صلى ركعتين ثم نام ثم قام فاستن ثم توضأ فصلى ركعتين حتى صلى ستا ثم اوتر بثلاث وصلى ركعتين.

محمد بن علی اپنے والد سے اور وہ محمد کے دادا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے اور مسواک کی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھے اور مسواک کی پھر وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں حتی کہ چھ رکعات پڑھیں پھر تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھا اور دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا حسين عن زائدة عن حصين عن حبيب بن ابي ثابت عن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس عن ابيه عن جده قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فقام فتوضأ واستاك وهو يقرأ هذه الاية حتى فرغ منها ان في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لايات لاولي الالباب ثم صلى ركعتين ثم عاد فنام حتى سمعت نفخة ثم قام فتوضأ واستاك ثم صلى ركعتين ثم نام ثم قام فتوضأ واستاك وصلى ركعتين واوتر بثلاث.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نیند سے اٹھے پھر وضو کیا اور مسواک کی اور آپ نے (قبل وضوء مسواک جیسے مسلم وغیرہ کی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں) اس آیت کی تلاوت کی "ان في خلق السموات الخ" یہاں تک کہ اس کی تلاوت سے فارغ ہوئے پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے حتی کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی پھر اٹھے اور وضوء اور مسواک کی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھے اور وضوء کیا اور مسواک کی اور دو رکعتیں پڑھیں پھر تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھا۔

اخبرنا محمد بن جبلة قال حدثنا معمر بن مخلد ثقة قال حدثنا عبيد الله بن عمرو عن زيد عن حبيب بن ابي ثابت عن محمد بن علي عن ابن عباس قال استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستن وساق الحديث.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پھر مسواک کی اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا ابوبكر النهشلي عن حبيب بن ابي ثابت عن يحيى الجزار عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ارشاد:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس اختلاف کا یہ جواب دیا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ صلوٰۃ اللیل کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو بھی حضور ﷺ کے اس معمول پر محمول کیا جائے جو حضرت عائشہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث میں محفوظ و مذکور ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس معمول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "اذا قام احدکم من اللیل فلیفتتح الصلوٰۃ برکعتین خفیفتین" (رواہ مسلم) (جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے تو چاہئے کہ اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے کرے) تو اس ارشاد کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب گذاری کے قصہ میں بھی شاید حضور ﷺ نے تہجد کی ابتداء اپنے دستور کے مطابق دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ فرمائی ہو اور اس وقت شاید ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو وغیرہ میں مشغول تھے اور ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد جب حضور ﷺ نے اصل تہجد کو شروع کیا تو اس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہو گئے پس حضور ﷺ نے دو لمبی رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سو گئے حتی کہ خراٹے کی آواز سنائی دی تو اسی طرح چھ رکعت میں تین مرتبہ کیا ہر مرتبہ مسواک کے بعد وضو کرتے اور سورہ آل عمران کی آخری آیات پڑھتے پھر پانچ رکعات پڑھیں دو رکعت ان میں سے باقی تہجد کی تھیں اور تین رکعات وتر کی اور جب تہجد کے اس آخری شفع اور نماز وتر کے درمیان قلیل نوم اور وضو اور مسواک وغیرہ کے ساتھ فصل نہیں کیا تو اسے راوی حدیث حکم نے اپنی روایت میں خمس یا سبع رکعۃ سے تعبیر کیا ہے ان میں دو رکعتیں تہجد کی تھیں اور تین رکعات وتر کی اور علی بن عبداللہ نے اپنی روایت میں اس شفع کا ذکر نہیں کیا جس کے بعد وتر پڑھا اس لئے کہ ایک تو اس کی ادائیگی کا طریقہ تہجد کے دیگر شفعوں سے مختلف تھا دوسرے یہ کہ وہ نماز وتر سے بالکل متصل تھا رہا ان کے قول "ثم اوتر بثلاث" سے مراد یہ ہے کہ تہجد جس کے ساتھ وتر متصل ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد وتر پڑھا اس کے بعد اضطجاع کی ہیئت پر لیٹے پھر لیٹ کر سو گئے حتی کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے خراٹے کی آواز سنی۔

(یہ مضمون صحیح مسلم میں ہے اس کو ضحاک نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام کریب سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے) اور ان پانچوں رکعات کے درمیان سونے کے لئے جلوس اور آرام حاصل کرنا واقع نہیں ہوا بلکہ ان کو ادا کرنے کے بعد استراحت فرمائی اور بعض راویوں نے "لم یجلس بینھن" کے جو الفاظ روایت کئے ہیں اس سے یہی مراد ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اب رہی یہ بات کہ بعض راویوں نے "لم یسلم الا فی آخرھن" روایت کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شاید انہوں نے فقط وتر کے حصے کو بیان کرنے کا قصد کیا ہو اس لئے خصوصی طور سے اسے بیان کر دیا یعنی پانچ یا سات رکعت میں سے جو وتر کی رکعات ہیں ان میں سلام نہیں پھیرا مگر آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا یا تسلیم کی نفی سے مطلق سلام کی نفی مراد نہیں بلکہ تسلیم شدید یعنی خوب بلند آواز کے ساتھ سلام پھیرنے کی نفی ہے جو سب کو سنا دیتے تھے اور کسی سلام سے سب کو جگا دیتے تھے جیسے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں

پاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

بہرحال حضور ﷺ کی صلوٰۃ اللیل ان دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ جو تہجد کے مبادی اور مقدمات میں سے تھیں تیرہ رکعات تھی اور بدون ان دونوں کے گیارہ رکعات تھی پس اصل تہجد ان میں سے آٹھ رکعات اور تین رکعات وتر کی ہیں۔ (فتح الملہم)

اب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کی طرف اوپر اشارہ کیا تھا وہ یہ حدیث ہے جس کے راوی یحییٰ بن جزار ہیں ان سے حبیب بن ابی ثابت ان سے ابوبکر النہشلی تیرہ رکعات روایت کرتے ہیں مگر حبیب بن ابی ثابت کے دوسرے شاگرد سفیان وغیرہ صلوٰۃ اللیل چھ رکعات پڑھنے کو بیان کرتے ہیں۔ اس اختلاف کے متعلق تاویل وتوجیہ اوپر گذر چکی ہے واضح رہے کہ شریعت میں وتر کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے ایک صلوٰۃ اللیل دوسری اس نماز پر جو عشاء کے بعد تین رکعت پڑھی جاتی ہیں یہاں وتر سے اول معنی مراد ہیں ورنہ وتر کی تین رکعات جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہیں اس سے بیان میں کوئی اختلاف نہیں حبیب بن ابی ثابت کے سب شاگرد تین ہی بیان کرتے ہیں۔

باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث ابي ايوب في الوتر

ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وتر کے بارے میں زہریؒ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا بقية حدثني جبارة بن ابي كسليل قال حدثني دويد ابن نافع قال اخبرني ابن شهاب قال حدثني عطاء بن يزيد عن ابي ايوب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الوتر حق فمن شاء اوتر بسبع ومن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلاث ومن شاء اوتر بواحدة۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وتر حق ہے پس جو شخص چاہے سات رکعات سے وتر پڑھ لے اور جو چاہے پانچ کے ساتھ اور جو چاہے تین کے ساتھ اور جو چاہے ایک کے ساتھ وتر کرے۔

اخبرنا العباس بن الوليد بن مزيد قال اخبرني ابي قال حدثنا الاوزاعي قال حدثني الزهري قال حدثني عطاء بن يزيد عن ابي ايوب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الوتر حق فمن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلث ومن شاء اوتر بواحدة۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر حق ہے پس جو شخص چاہے وہ پانچ کے ساتھ وتر کرے اور جو چاہے تین کے ساتھ وتر کرے اور جو چاہے ایک سے وتر کرے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داؤد قال حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا الهيثم بن حميد قال حدثني ابو معيد عن الزهري قال حدثني عطاء بن يزيد انه سمع ابا ايوب الانصاري يقول الوتر حق فمن احب ان يوتر بخمس ركعات فليفعل ومن احب ان يوتر بثلث فليفعل او من احب ان يوتر بواحدة فليفعل۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ وتر حق ہے پس جو شخص پانچ رکعات سے وتر پڑھنا چاہے تو وہ اس طرح سے پڑھے اور جو تین سے وتر پڑھنا چاہے تو تین سے پڑھے اور جو ایک رکعت سے وتر پڑھنا چاہے تو وہ ایک رکعت سے پڑھے۔

قال الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن سفيان عن الزهري عن عطاء بن يزيد عن ابي ايوب قال من شاء اوتر بسبع ومن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلث ومن شاء اوتر بواحدة ومن شاء اومى ايماء.

حضرت ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو چاہے وہ سات رکعات سے وتر کرے اور جو چاہے پانچ سے وتر کرے اور جو چاہے تین سے وتر پڑھے اور جو چاہے ایک سے وتر پڑھے اور جو شخص چاہے سر کے اشارے سے پڑھے۔

تشریح: شوافع کے نزدیک وتر ایک سے سات رکعات تک ہو سکتے ہیں لیکن وہ تین رکعات کو افضل و اولیٰ فرماتے ہیں مگر دو سلام سے نیز حضرت ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب یا اس جیسی دوسری احادیث کی بناء پر یہ جواز دیتے ہیں کہ پانچ بھی پڑھو جب بھی درست سات بھی پڑھو جب بھی درست ہے امام اعظم ابوحنیفہ ایک ہی شق متعین کرتے ہیں کہ بس تین ہی جائز ہیں تین رکعت راجح ہونے کے بارے میں تفصیلی دلائل پیچھے گزر چکے ہیں۔

حدیث باب کا جواب:

اول جواب یہ ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث مختلف فیہ ہے بعض نے بطور مرفوع روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب زہری سے ان کے شاگرد وہ یہ ابن نافع اور اوزاعی مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور بعض بطور موقوف روایت کرتے ہیں جیسے ابومعید اور سفیان دونوں ابن شہاب زہری سے موقوفاً نقل کرتے ہیں اور ابوحاتم ذہلی دارقطنی بیہقی وغیرہ نے موقوف صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہی صواب ہے (التلخیص الحبیر) نیز علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ روایات وتر کی کثرت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک رکعت وتر پڑھنے کو بتانے والی کوئی روایت نہیں ملی تو پھر علامہ ابن الصلاح نے واضح طور پر بتلا دیا کہ صرف ایک ہی رکعت پڑھنا کہ وتر ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں اس سے حدیث باب حجت نہیں بن سکتی یا یہ حدیث باب اور اس جیسی دوسری روایات اس بات پر محمول ہیں کہ وتر کا استقرار ہونے سے پہلے ایسا تھا جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کیونکہ شروع میں جب تک استقرار نہیں آیا اس کی رکعتوں کی تعداد کا کچھ اعتبار نہیں پھر جب استقرار ہوا تو تین رکعت پر ہوا تو باقی منسوخ ہو گئیں۔ واللہ اعلم۔

معارف السنن: ۴/۱۶۵ بتغییر یسیر

باب كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر

پانچ رکعت سے وتر پڑھنے کی کیفیت اور حدیث وتر میں راوی حدیث حکم پر اختلاف کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا جرير عن منصور عن الحكم عن مقسم عن ام سلمة قالت كان رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر بخمس وسبع لایفصل بینھا بسلام ولا بکلام۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ اور سات رکعات سے وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام اور کلام سے فصل نہ کرتے۔

اخبرنا القاسم بن زکریا بن دینار قال حدثنا عبید اللّٰہ عن اسرائیل عن منصور عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر بسبع او بخمس لا یفصل بینھن بتسلیم۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ رکعات سے وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان تسلیم کے ساتھ فصل نہ کرتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراھیم عن یزید قال حدثنا سفیان بن الحسین عن الحکم عن مقسم قال الوتر سبع فلا اقل من خمس فذکرت ذلک لابراھیم فقال عمن ذکرہ قلت لا ادری قال الحکم فحججت فلقیت مقسما فقلت لہ عمن قال عن الثقۃ عن عائشۃ وعن میمونۃ۔

حکم روایت کرتے ہیں مقسم سے انہوں نے کہا کہ وتر سات رکعات ہیں اور پانچ سے کم نہیں پس میں نے اس کا ذکر ابراہیم سے کیا ابراہیم نے پوچھا اس کو مقسم نے کس سے بیان کیا ہے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں حکم کہتے ہیں کہ میں نے زیارت بیت اللہ کا قصد کیا پس وہاں مقسم سے ملاقات کی ان سے پوچھا آپ کس سے روایت کرتے ہیں تو انہوں نے کہا ثقہ سے وہ حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے۔

اخبرنا اسحق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن عن سفیان عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر بخمس ولا یجلس الا فی آخرھن۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر پانچ رکعات سے پڑھتے تھے اور نہیں بیٹھتے مگر ان کے آخر میں۔

تشریح: یہ روایات مذہب شوافع کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک وتر ایک رکعت ہو یا اس سے زیادہ موصولاً اس طرح سے پڑھ سکتا ہے کہ تشہد نہ پڑھے مگر آخری رکعت سے پہلے اور اس کے بعد یا صرف آخری رکعت کے بعد تشہد پڑھے اور سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے اور اس صورت ثانیہ کو افضل کہتے ہیں اس لئے کہ تشبیہ الوتر بالمغرب سے منع کیا گیا ہے اور مغرب میں ایک رکعت دو تشہد کے درمیان ہوتی ہے تو اس سے بچنے کے لئے دوسری صورت کو افضل و اولیٰ کہتے ہیں اس کا ذکر کتب شافعیہ میں ہے لیکن حدیث باب حنفیہ کے خلاف ہے ان کے مذہب پر منطبق نہیں کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک ہر دو رکعت کے بعد فرض اور نفل سب میں تشہد واجب ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "وان تشھد فی کل رکعتین" اس سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد ہے لیکن حدیث باب میں آیا ہے "لا یفصل بینھا بسلام ولا کلام ولا یجلس الا فی آخرھن" یہ تو بیع بظاہر مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔

حنفیہ کی طرف سے ان کے جوابات:

حدیث باب سند کے اعتبار سے مضطرب ہے کیونکہ راوی حدیث حکم نے اس کو بطریق عن مقسم عن ام سلمہ روایت کیا ہے اور کبھی حکم نے اس کو عن مقسم عن ابن عباس عن ام سلمہ روایت کیا ہے علاوہ ازیں امام بخاری نے اس کو تاریخ صغیر میں معلول قرار دیا ہے (کما فی الکشف) اور فرمایا کہ مقسم کا سماع حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ثابت نہیں نیز ابن ابی حاتم اس حدیث کو کتاب العلل جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ میں بطریق حکم عن مقسم عن ابن عباس عن ام سلمہ روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اس کے بارے میں فرمایا ہذا حدیث منکر، بہرحال حدیث منقطع الاسناد اور منکر المتن ہے اس لئے اس حدیث حجت نہیں بن سکتی یا یہ کہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سلام کی نفی سے شاید سلام تحلیل کی نفی مراد نہ ہو بلکہ سلام اور کلام سے مراد مخاطبہ مع الناس ہو اور غرض حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ ہو کہ پانچ یا سات رکعات کے درمیان لوگوں سے بات چیت نہ کرتے بلکہ درمیان میں گفتگو کئے بغیر متوالیاً پڑھ لیتے یا یہ کہ حکم راوی نے لفظ وتر فقط وتر کے حصہ میں سلام کی نفی کی ہے کہ درمیان میں سلام نہ پھیرتے اس سے قبل کے ایک شفع یا دو شفع میں نفی نہیں کی۔ (کشف الستر عن صلوٰۃ الوتر مختصراً)

باب کیف الوتر بسبع

سات رکعات سے وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لما اسن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ اللحم صلى سبع ركعات لا يقعد الا في آخرهن وصلى ركعتين وهو قاعد بعد ما يسلم فتلك تسع يا بني وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلوة احب ان يداوم عليها مختصر خالفه هشام الدستوائي.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہوئی تو سات رکعات پڑھتے نہیں بیٹھتے مگر ان رکعات کے آخر میں اور سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے اے بیٹا یہ نو رکعت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر دوام کو پسند فرماتے۔

اخبرنا زكريا بن يحيى قال حدثنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اوتر بتسع ركعات لم يقعد الا في الثامنة فيحمد الله ويذكره ويدعو ثم ينهض ولا يسلم ثم يصلي التاسعة فيجلس فيذكر الله عزوجل ويدعو ثم يسلم تسليمة يسمعنا ثم يصلي ركعتين وهو جالس فلما كبر وضعف اوتر بسبع ركعات لا يقعد الا في السادسة ثم ينهض فلا يسلم فيصلي السابعة ثم

یسلم تسلیمة ثم یصلی رکعتین وھو جالس۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نو رکعات سے وتر کرتے تو نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت میں پس اس میں تشہد پڑھتے پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور بیٹھتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور دعاء پڑھتے یعنی تشہد وغیرہ پڑھتے پھر خوب بلند آواز سے سلام پھیرتے جو ہمیں سنائی دیتا پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعیف ہوگئے تو سات رکعات سے وتر کرتے نہیں بیٹھتے مگر چھٹی رکعت میں پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پس ساتویں رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث مختصر ہے اس میں حدیث طویل سے صرف زمانہ پیری اور زمانہ ضعف کا واقعہ بیان کیا ہے ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث طویل میں جس کے راوی سعد بن ہشام ہیں وہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں ہے گیارہ رکعت کا ذکر کیا ہے۔

اس حدیث باب میں صرف زمانہ ضعف کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سات رکعات پڑھتے نہیں بیٹھتے (ان کے درمیان) مگر سب کے آخر میں ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سات رکعت سے پہلے قعود نہ کرتے تھے حالانکہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "یسلم من کل رکعتین" فرماتی ہیں نیز "صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی" کا ضابطہ موجود ہے اب یا تو بوجہ مخالفت دیگر روایات اس کو متروک کہا جائے یا اس میں تاویل کی جائے کہ اس روایت میں "لایقعد الا فی آخرھن" سے مراد سات رکعت سے قبل کی رکعات میں قعدہ طویلہ نہیں کرتے تھے تو جلوس طویل کی نفی کی ہے مطلق قعود اور سلام کی نفی نہیں کی اب ان سات میں سے چار نوافل ہوں گی اور تین رکعت وتر۔

دوسری حدیث میں فرمایا "اذا اوتر بتسع رکعات لم یقعد الا فی الثامنة الخ" یہاں بھی وہی تاویل کی جائے گی جو اوپر والی حدیث میں کی گئی ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس کلام سے آٹھ رکعت سے ماقبل کی جو رکعات ہیں ان میں مطلق قعود اور سلام کی نفی نہیں کی بلکہ ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ آٹھویں رکعت پر قعود طویل کرتے تھے لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے کیونکہ یہ وتر کی دوسری رکعت ہے پھر نویں رکعت پڑھ کر بلند آواز سے سلام پھیرتے تھے کہ اپنا لگتا سونے والے جاگ اٹھیں گے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے "یسلم تسلیمة واحدة شدیدة یکاد یوقظ اھل البیت من شدة تسلیمة" اس سے معلوم ہوا کہ حدیث باب میں جلوس طویل اور تسلیم شدید کی نفی ہے یعنی آٹھ سے قبل کی رکعات میں مطلق جلوس اور سلام کی نفی نہیں فرمائی یا یہ مراد ہے کہ بلا سلام آٹھ سے پہلے کی نوافل میں جلوس نہیں کرتے تھے لیکن رکعت ثامنہ پر جو وتر کی دوسری رکعت ہے بلا سلام جلوس کرتے تھے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے پھر نویں رکعت پڑھ کر خوب بلند آواز کے ساتھ سلام پھیرتے اب ان نو رکعات میں سے چھ رکعات صلوٰۃ اللیل تھیں اور تین وتر اس کے علاوہ بعد وتر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے بعد الوتر دو رکعت پڑھنے کی کیا حیثیت ہے اس کی بحث آگے آرہی ہے۔

كيف الوتر بتسع

نو رکعات کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا هارون بن اسحق عن عبدة عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت كنا نعد لرسول الله صلى الله عليه وسلم سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ويصلي تسع ركعات لا يجلس فيهن الا عند الثامنة ويحمد الله ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويدعو بينهن ولا يسلم تسليما ثم يصلي التاسعة ويقعد وذكر كلمة نحوها ويحمد الله ويصلي على نبيه صلى الله عليه وسلم ويدعو ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلي ركعتين وهو قاعد.

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیتے تھے اللہ عزوجل جس وقت آپ کو جگانا چاہتا اس وقت جگا دیتا جگ جانے کے بعد آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نو رکعات پڑھتے ان کے درمیان نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت کے وقت بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد یعنی تشہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعا پڑھتے ان رکعات کے درمیان اور سلام نہیں پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد یعنی تشہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعا پڑھتے پھر سلام اس طریقہ سے پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے تھے پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔

اخبرنا زكريا بن يحيى قال حدثنا اسحق قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادة عن زرارة بن اوفى ان سعد بن هشام بن عامر لما ان قدم علينا اخبرنا انه اتى ابن عباس فسأله عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الا ادلك او الا انبئك باعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت من قال عائشة فاتيناها فسلمنا عليها ودخلنا فسألناها فقلت انبئيني عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كنا نعد له سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ثم يصلي تسع ركعات لا يقعد فيهن الا في الثامنة فيحمد الله ويذكره ويدعو ثم ينهض ولا يسلم ثم يصلي التاسعة فيجلس فيحمد الله ويذكره ويدعو ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلي ركعتين وهو جالس فتلك احدى عشرة ركعة يا بني فلما اسن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ اللحم اوتر بسبع ثم يصلي ركعتين وهو جالس بعد ما يسلم فتلك تسعا اي بني وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلوة احب ان يداوم عليها

زرارہ بن اوفی سے روایت ہے کہ جب سعد بن ہشام بن عامر ہمارے پاس آئے تو انہوں نے خبر دی کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا تھا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کیا تم کو ایسا شخص نہ بتلا دوں جو کہ روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وتر کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے میں

سے کہا کون ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں تو ہم ان کے پاس پہنچا اور سلام کیا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیتے پس اللہ عزوجل آپ کو اٹھا دیتا رات کے جس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھانا چاہتا آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے پھر نو رکعت پڑھتے ان کے درمیان نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر اور دعا پڑھتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر اور دعا پڑھتے پھر قریب بلند آواز سے سلام پھیرتے جو ہم کو سنائی دیتا پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے اے بیٹا یہ گیارہ رکعت ہیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہوئی اور ضعف کا وقت آ گیا تو سات رکعات کے ساتھ وتر کرتے پھر سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھے پڑھتے پس اے بیٹا یہ نو رکعات ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر مداومت کو پسند فرماتے۔

اخبرنا زكريا بن يحيى قال حدثنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادة عن الحسن قال اخبرني سعد بن هشام عن عائشة انه سمعها تقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بتسع ركعات ثم يصلي ركعتين وهو جالس فلما ضعف اوتر بسبع ركعات ثم صلى ركعتين وهو جالس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے سعد بن ہشام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات کے ساتھ وتر بناتے تھے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر جب ضعیف ہو گئے تو سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا حجاج قال حدثنا حماد عن قتادة عن الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بتسع ويركع ركعتين وهو جالس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات کے ساتھ وتر کرتے تھے اور بیٹھے دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله الخلنجي قال حدثنا ابو سعيد يحيى مولى بني هاشم قال حدثنا حصين بن نافع قال حدثنا الحسن عن سعد بن هشام انه وفد على ام المؤمنين عائشة فسالها عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كان يصلي من الليل ثمان ركعات ويوتر بالتاسعة ويصلي ركعتين وهو جالس مختصر.

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ آپ رات میں آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور نویں رکعات کے ساتھ وتر کرتے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔

اخبرنا هناد بن السري عن ابي الاحوص عن الاعمش اراه عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل تسع ركعات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں نو رکعات پڑھتے تھے۔

اس عنوان کے ماتحت کی حدیث کی تشریح وہی ہے جو اوپر گذر چکی ہے۔

باب كيف الوتر باحدى عشرة ركعة

گیارہ رکعت کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا مالك عن الزهرى عن عروة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى من الليل احدى عشرة ركعة ويوتر منها بواحدة ثم يضطجع على شقه الايمن.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی تمام صلوٰۃ اللیل پر جس میں وتر بھی تھی صلوٰۃ اللیل کا اطلاق کیا ہے تو پوری صلوٰۃ اللیل گیارہ رکعات ہیں آٹھ رکعات تہجد کی ہیں اور تین رکعات وتر "ويوتر منها بواحدة" کے یہ معنی ہیں کہ ایک رکعت کو شفع سابق کے ساتھ ملا کر وتر کرتے دوسری بات اس حدیث سے بعد الوتر اضطجاع کی مشروعیت معلوم ہوئی اس کی بحث آگے آرہی ہے۔

باب الوتر بثلث عشرة ركعة

تیرہ رکعت کے ساتھ وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن يحيى بن الجزار عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلث عشرة ركعة فلما كبر وضعف اوتر بسبع.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے تیرہ رکعت کے ساتھ پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعیف ہوگئے تو نو رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے۔

تشریح: اوپر والی حدیث میں گیارہ اور اس میں تیرہ ہیں ان میں تعارض نہیں آپ ﷺ نے کبھی ویسا کیا کبھی ایسا کیا مگر اکثر آپ گیارہ اور نو رکعات پڑھا کرتے تھے اس روایت میں تیرہ ہے یا تو اس میں وہ دو رکعت شامل کی گئی جو آپ ﷺ تہجد سے پہلے بطور تحیۃ الوضوء پڑھا کرتے تھے یا سنت فجر کو بوجہ اتصال یا قرب زمانی کے ان میں شمار کر لیا۔ (قالہ شیخ الہند)

باب القراءة فی الوتر

وتر میں قرأت کا بیان

حدثنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الاحول عن ابی مجلز ان ابا موسى كان بين مكة والمدينة فصلى العشاء ركعتين ثم قام فصلى ركعة اوتر بها فقرأ فيها بمائة آية من النساء ثم قال ما الوت ان اضع قدمي حيث وضع رسول الله صلى الله عليه وسلم قدميه وان اقرأ بما قرأ به رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ابی مجلز سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیانی سفر میں عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں پھر کھڑے ہو کر وتر کی ایک رکعت پڑھی اس میں سورہ نساء کی سو آیتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پوری پیروی کی ہے۔

تشریح: اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے شوافع کہتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت ہے کیوں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رکعت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کی پوری پیروی کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کمزور ہے کیوں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی چیزیں کی ہیں جیسے قصر عشاء اور ایک رکعت کے ساتھ وتر اور سو آیات کی قرأت اور وتر کے بعد سونا پھر یہ کہ ظاہر تو یہی ہے کہ انھوں نے سنت عشاء چھوڑ دی تو سب کیا ان کے اس کلام سے مقصد ان تمام امور کا مرفوعا بیان کرنا ہے یا ان میں سے بعض کا پھر یہ کہ اس میں ترک سنت عشاء بھی داخل ہے یا نہیں کوئی تفصیل نہیں لہذا روایات صریحہ کے مقابلہ میں جو حضور ﷺ سے ثابت ہیں ایسی مبہم روایت کافی وشافی نہیں ہے حالانکہ خود ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وتر کی تین رکعات روایت کی ہیں۔ (طحاوی)

نوع آخر من القراءة فی الوتر

وتر میں ایک اور قسم کی قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن الحسين بن ابراهيم بن اشكاب النسائي قال حدثنا محمد بن ابي عبيدة قال حدثنا ابي عن الاعمش عن طلحة عن ذر عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يايها الكافرون وقل هو الله احد فاذا سلم قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات.

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا يحيى بن موسى قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن سعد قال حدثنا ابو جعفر الرازي

عن الاعمش عن زبید وطلحة عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه عن ابی بن کعب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یآایها الکافرون وقل الله هو احد خالفهما حصین فرواه عن ذر عن ابن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یآایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ۔

اخبرنا الحسن بن قزعة عن حصین بن نمیر عن حصین بن عبد الرحمن عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کا یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل الله هو احد۔

بیشک رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یاایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے۔

ذکر الاختلاف علی شعبة فیه

اس حدیث میں شعبہ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة عن سلمة وزبید عن ذر عن ابن عبد الرحمن عن ابزی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یآایها الکافرون وقل هو الله احد وکان یقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا ویرفع صوته بالثالثة۔

سعید اپنے والد عبدالرحمن ابن ابزی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یآایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ اور جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں بلند آواز سے کہتے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنی سلمة وزبید عن ذر عن ابن عبدالرحمن بن ابزی عن عبد الرحمن ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل هوالله احد ثم یقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ویرفع بسبحان الملك القدوس صوته بالثالثة رواه منصور عن سلمة بن کهیل ولم یذکر ذرا

عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو "سبحان الملك القدوس" پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں

"سبحان الملك القدوس" کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے۔

اخبرنا محمد بن قدامة عن جرير عن منصور عن سلمة بن كهيل عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد وكان اذا سلم رفع فان سبحان الملك القدوس ثلثا يمول في الثالثة ورواه عبد الملك بن ابي سليمان عن زبيد ولم يذكر ذرا.

عبدالرحمن ابن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ اور جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تیسری مرتبہ میں کھینچ کر بآواز بلند پڑھتے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن عبيد قال حدثنا عبد الملك بن ابي سليمان عن زبيد عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد ورواه محمد بن جحادة عن زبيد ولم يذكر ذرا.

عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ۔

اخبرنا عمران بن موسى قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا محمد بن جحادة عن زبيد عن ابن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد فاذا فرغ من الصلوة قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات.

ابن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے اور جب نماز وتر سے فارغ ہو جاتے تو "سبحان الملك القدوس" تین مرتبہ پڑھتے۔

ذكر الاختلاف على مالك بن مغول فيه

اس میں مالک بن مغول پر اختلاف کا بیان

اخبرنا احمد بن محمد بن عبيد الله قال حدثنا شعيب بن حرب عن مالك عن زبيد عن ابن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد.

ابن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں پڑھتے تھے "سبح اسم ربك

الاعلی" اور "قل یاایھا الکافرون" اور "قل ھو اللہ احد"۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یحیی بن آدم قال حدثنا مالک عن زبید عن ذر عن ابن ابزی مرسل وقد رواہ عطاء بن السائب عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ۔

عبدالرحمن بن ابزی سے بطور مرسل روایت ہے کہ ایک اور منقول کے مطابق یحییٰ بن آدم نے اسے ابن ابزی پر موقوف رکھا ہے۔

اخبرنا عبد اللہ بن الصباح قال حدثنا الحسن بن حبیب قال حدثنا روح بن القاسم عن عطاء بن السائب عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرا فی الوتر بسبح اسم ربک الاعلی وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔

سعید بن عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربک الاعلی" اور "قل یاایھا الکافرون" اور "قل ھو اللہ احد" پڑھتے تھے۔

ذکر الاختلاف علی شعبة عن قتادة فی ھذا الحدیث

اس حدیث میں قتادہ سے روایت کرنے والے شعبہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت عزرة یحدث عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلی وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد فاذا فرغ قال سبحان الملک القدوس ثلثا۔

عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربک الاعلی" اور "قل یاایھا الکافرون" اور "قل ھو اللہ احد" پڑھتے تھے جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو "سبحان الملک القدوس" تین مرتبہ پڑھتے۔

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة عن عبد الرحمن بن ابزی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلی وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد فاذا فرغ قال سبحان الملک القدوس ثلثا ویمد فی الثالثة۔

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربک الاعلی" اور "قل یاایھا الکافرون" اور "قل ھو اللہ احد" پڑھتے تھے اور جب وتر سے فارغ ہوتے تو "سبحان الملک القدوس" تین مرتبہ پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں مد کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة قال سمعت قتادة یحدث عن زرارة عن عبد الرحمن بن ابزی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلی خالفھما

شبابۃ برواہ عن شعبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن عمران بن حصین

عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھتے تھے۔

اخبرنا بشر بن خالد قال اخبرنا شبابۃ عن شعبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوتر بسبح اسم ربك الاعلی قال ابو عبد الرحمن لا اعلم احدا تابع شبابۃ علی ھذا الحدیث خالفہ یحیی بن سعید۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وتر میں سورۃ "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھی (یحیی بن سعید نے شبابہ کے خلاف روایت کی ہے)۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی بن سعید عن شعبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ عن عمران بن حصین قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر فقرأ رجل بسبح اسم ربك الاعلی فلما صلی قال من قرأ بسبح اسم ربك الاعلی قال رجل انا قال قد علمت ان بعضھم خالجنیھا۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص آپ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھی ایک آدمی نے کہا میں نے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ کوئی مجھ سے قراءت میں منازعت کر رہا ہے۔

تشریح: شعبہ کے شاگرد شبابہ نے نماز وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھنے کو روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھی مگر شعبہ کے دوسرے شاگرد یحیی بن سعید نے اس کے خلاف نماز ظہر میں ایک شخص کے حضور ﷺ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھنے کو روایت کیا ہے جس کی طرف امام نسائی نے اپنے کلام "خالفہ یحیی بن سعید" سے اشارہ کیا ہے لیکن واضح رہے کہ اس طرح کی مخالفت صحت روایت میں مضر نہیں ہوتی کیوں کہ ظاہر تو یہی ہے کہ اگر متن واسناد سے یاد ہو تو یہ الگ الگ دو حدیث ہیں اور دونوں ثقات ہیں (واللہ تعالی اعلم، قالہ علامۃ السندھی)

باب الدعاء فی الوتر

وتر میں کونسی دعا پڑھنی چاہئے اس کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابوالاحوص عن ابی اسحق عن برید عن ابی الحوراء قال قال الحسن علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولھن فی الوتر فی القنوت اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت وقنی شرما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك وانہ لا یذل من والیت تبارکت ربنا وتعالیت۔

ابی الحوراء سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے چند کلمات سکھائے جن کو قنوت وتر میں پڑھا کرتا ہوں وہ یہ ہیں "اللھم اھدنی الخ" اے اللہ مجھے ہدایت کر ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت

تھے تب جبرئیل آئے اور اشارہ کیا کہ سکوت کیجئے پس آپ خاموش ہو گئے پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کو لعنت کرنے کے لئے نہیں بلکہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر یہ آیت پڑھی "لیس لک من الامر شیئ الخ" پھر آپ کو یہ قنوت سکھلائے "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك" تا آخر امام بیہقیؒ نے بھی اس کو ابن اقد کے ساتھ معاویہ بن صالحؒ سے روایت کیا ہے جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے درِّ منثور میں نقل کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہؒ نے بھی اس قنوت وتر کو بطور موقوف حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن اسحٰقؒ نے بھی اس کو موقوفاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن اسحٰق کی روایت میں دونوں جگہ "اللهم" سے پہلے بسم اللہ کی زیادت کا ذکر ہے۔

اب اس مسئلہ میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ دونوں قسم کی دعاؤں میں سے جو بھی وتر میں پڑھے جائز ہے لیکن کچھ اختلاف صرف افضلیت میں ہے شوافع کے نزدیک وہ قنوت وتر افضل ہے جو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تعلیم دی گئی ہے اور حنفیہ کے نزدیک "اللهم انا نستعينك الخ" والی قنوت افضل ہے کیونکہ یہ اشبہ بالقرآن ہے کیونکہ علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں لکھا ہے کہ یہ سورۃ الخلع والحفد کے نام سے قرآن پاک کی دو سورتیں تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

قنوت وتر تمام سال پڑھنی چاہئے:

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قنوت وتر تمام سال میں پڑھے اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ رمضان کے صرف نصف آخر میں قنوت وتر پڑھے حنفیہ کی دلیل ایک تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے تحت مذکور ہے فرماتے ہیں "علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم هؤلاء الكلمات في الوتر الخ" اس حدیث میں رمضان کے نصف آخیر کی کوئی قید نہیں اس لئے رمضان کی قید کے بغیر بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قنوت وتر کا حکم دائمی ہے، دوسری دلیل حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جب ان سے قنوت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "(القنوت) سنة ماضية اسناده حسن آثار السنن" تیسری دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلث ركعات ويجعل القنوت قبل الركوع (طبراني في الاوسط)" ان احادیث میں بھی کہیں نصف رمضان کی قید نہیں بلکہ راویان حدیث مطلقاً بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ قنوت تمام سال پڑھی جاتی تھی۔

شوافع کا استدلال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اثر سے ہے جو ترمذی میں موجود ہے "انه كان لا يقنت الا في النصف الاخر من رمضان" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک قول صحابی ہے جو حدیث مرفوع کے مقابلے میں معتبر نہیں۔

علاوہ اس کے ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہاں قنوت سے مراد طول قیام بھی ہو سکتا ہے جیسے حدیث صحیح میں ہے کہ افضل نماز طول قنوت ہے یعنی طول قیام اب اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے نصف آخیر میں بہ نسبت اول کے طویل قیام کرتے تھے لہٰذا یہ اثر بطور صراحت رمضان کے صرف نصف آخیر میں قنوت وتر پڑھنے پر دلالت نہیں کرتا شوافع کا دوسرا استدلال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نصف آخر رمضان میں قنوت پڑھتے

ﷺ رواه ابن عدی فی الکامل اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عدی کی روایت ضعیف ہے جیسے کہ امام نوویؒ نے اس کا اقرار کیا علاوہ اس کے شوافع محمد بن سیرینؒ اور حسن بصریؒ کی روایات سے جو ابوداؤد میں "باب القنوت فی الوتر" کے تحت مذکور ہیں استدلال کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں کی روایات ضعیف ہیں کیوں کہ ابن سیرینؒ نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے جو مجہول ہیں اور مجہول کی روایت معتبر نہیں اور حسن بصریؒ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا روایت منقطع ہے جس سے شوافع کے یہاں استدلال صحیح نہیں۔

محل قنوت میں اختلاف ہے:

حنفیہ کے نزدیک قنوت وتر تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھنی چاہئے اور شافعیہ کے یہاں تیسری رکعت میں بعد رکوع پڑھے۔ مسلک حنفیہ کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے۔ ① امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر فیقنت فی الوتر قبل الرکوع" ② خطیبؒ نے کتاب القنوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع" اور اس کو ابن الجوزیؒ نے التحقیق میں نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے۔ ③ ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "اوتر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثلث فقنت فیها قبل الرکوع" علاوہ اس کے مسلک حنفیہ کی تائید میں اور بھی روایات ہیں ہم نے اختصار کی غرض سے چند روایات پر اکتفاء کیا ہے۔

(بذل المجهود بحوالة فتح القدير ۱/۳۲۶)

صحابہ کرام کا مسلک:

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی وہی تھا جو حنفیہ کا ہے چنانچہ ابن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے اور وہ ہشام الدستوائی سے روایت کرتے ہیں وہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے کہ بیشک ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی ﷺ کے اصحاب وتر میں قنوت قبل رکوع پڑھتے تھے "کانوا یقنتون فی الوتر قبل الرکوع" اس کی اسناد صحیح ہے۔ (بذل صفحہ مذکورہ)

شافعیہ کا استدلال:

اس کے متعلق ان کے پاس سامان بہت کم ہے ان کا استدلال حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ میں اس دعا کو یعنی "اللهم اهدني فيمن هديت الخ" کو اپنے وتر میں پڑھتا ہوں جبکہ اپنا سر اٹھاتا ہوں اور باقی نہیں رہتا سوائے سجود کے، اس کو شیخ ابن ہمامؒ نے روایت کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا خود حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فعل تھا حضور ﷺ نے یہ حکم نہیں فرمایا اور شاید حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنوت نازلہ والی روایات سے اخذ کیا ہو جن میں بعد رکوع قنوت پڑھنے کا ذکر ہے شوافع قیاس سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسے قنوت نازلہ بعد رکوع ہے ای

قبل قنوت وتر میں بعد رکوع ثابت نہیں کہ قنوت دونوں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس کو یہاں دخل نہیں کیوں کہ نص اس کے خلاف موجود ہے۔ باب کی آخری حدیث جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "کان یقول فی آخر وترہ الخ ای بعد السلام منہ کما فی روایۃ" میرک نے کہا ہے نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے "کان یقول اذا فرغ من صلوتہ وتبوأ مضجعہ قالہ القاری" اور ابن عربی اور ابن تیمیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے علامہ سندھی نے اس حدیث کی حاشیہ میں جو تشریح کی ہے وہ درست نہیں شاید ان کی توجہ نسائی کی اس روایت کی طرف نہیں گئی جس میں "کان یقول اذا فرغ من صلوتہ" آیا ہے۔ (بذل ۲/۲۱۷)

ترک رفع الیدین فی الدعاء فی الوتر

وتر کی دعاء قنوت میں دونوں ہاتھ نہ اٹھانے

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن عن شعبة عن ثابت البناني عن انس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرفع يديه في شيء من دعائه الا في الاستسقاء قال شعبة فقلت لثابت انت سمعته من انس قال سبحان الله قلت سمعته قال سبحان الله.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی سے پوچھا آپ نے یہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی انہوں نے کہا سبحان اللہ پھر میں نے پوچھا آپ نے یہ حدیث خود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی انہوں نے کہا سبحان اللہ۔

تشریح: علامہ عینی نے شرح بخاری میں امام نووی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوائے استسقاء کے کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ یہ بات واقع کے خلاف ہے بلکہ استسقاء کے علاوہ بھی بہت سے مواقع پر دعاء میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا روایات کثیرہ سے ثابت ہے لہٰذا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں بلکہ اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ دوسرے مقامات پر دعاء میں اس قدر مبالغہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے جتنے مبالغہ کے ساتھ استسقاء کی دعاء میں اٹھاتے تھے کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی یا یہ مراد ہے کہ میں نے استسقاء کے علاوہ دوسرے مواقع پر دعاء میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ دوسرے حضرات (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا اثبات کرنے والوں کی روایت مقدم ہوگی۔ (بذل المجہود ۲/۲۲۷)

چونکہ حضرت شعبہ کو اس حدیث کے بارہ میں تردد تھا کیوں کہ ان کے سامنے دیگر مواقع پر بھی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی حدیث موجود تھی اس لئے انہوں نے حضرت ثابت بنانی سے سوال کیا "انت سمعتہ من انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اس پر ثابت بنانی نے بطور تعجب فرمایا سبحان اللہ یعنی آپ کو تردد کیوں ہو رہا ہے بلاشبہ میں نے یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب قدر السجدة بعد الوتر

وتر کے بعد مقدار سجدہ کا بیان

اخبرنا يوسف بن سعيد قال حدثنا حجاج قال حدثنا ليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي احدى عشرة ركعة فيما بين ان يفرغ من صلوة العشاء الى الفجر من الليل سوى ركعتي الفجر ويسجد قدر ما يقرأ احدكم خمسين اية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد اس کے اور فجر کے درمیان گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے یہ فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ ہوتی تھیں اور سجدہ اتنی دیر تک کرتے تھے جس میں تم سے کوئی آدمی پچاس آیات پڑھ سکتا ہے۔

تشریح: یہ گیارہ رکعت میں سے آٹھ تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں ابوداؤد وغیرہم کی روایات میں آیا ہے "یسلم من کل ثنتین" کہ ان گیارہ رکعات میں سے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے لفظ حدیث سجدہ میں دو احتمال ہیں ایک تو اس سے سجدہ شکر مراد ہے دوم سجدہ صلوٰۃ تو یہ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز کا ہر سجدہ اس قدر طویل ہوتا تھا کہ جتنی دیر سجدے میں ٹھہرتے تھے اتنی دیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندازے کے مطابق ایک آدمی پچاس آیات پڑھ سکتا ہے لیکن امام نسائی کے نزدیک پہلا قول مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

التسبيح بعد الفراغ من الوتر وذكر الاختلاف على سفيان فيه

وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس میں سفیان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم عن سفيان عن زبيد عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد ويقول بعد ما يسلم سبحان الملك القدوس ثلث مرات يرفع بها صوته.

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ وتر کی نماز "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ پڑھتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن يحيى قال حدثنا محمد بن عبيد عن سفيان الثوري وعبد الملك بن ابي سليمان عن زبيد عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد ويقول بعد ما يسلم سبحان الملك القدوس ثلث مرات يرفع بها صوته خالفهما ابو نعيم فرواه عن سفيان عن زبيد عن ذر عن سعيد

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یآایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ بلند آواز سے "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن ابی نعیم عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد فاذا اراد ان ینصرف قال سبحان الملك القدوس ثلثا یرفع بها صوته قال ابو عبد الرحمن ابو نعیم اثبت عندنا من محمد بن عبید ومن قاسم بن یزید واثبت اصحاب سفیان عندنا والله اعلم یحیی بن سعید القطان ثم عبد الله بن المبارك ثم وکیع بن الجراح ثم عبد الرحمن بن مهدی ثم ابو نعیم ثم الاسود فی هذا الحدیث ورواه جریر بن حازم عن زبید فقال یمد صوته فی الثالثة ویرفع.

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیر کر فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ بلند آواز سے "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا حرمی بن یونس بن محمد قال حدثنا ابی قال حدثنا جریر قال سمعت زبیدا یحدث عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد واذا سلم قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات یمد صوته فی الثالثة ثم یرفع.

حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تیسری مرتبہ میں بلند آواز سے لفظ القدوس کو کھینچ کر پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبدالعزیز بن عبد الصمد قال حدثنا سعید عن قتادة عن عزرة عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد فاذا فرغ قال سبحان الملك القدوس ارسله هشام.

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن ابی عامر عن هشام عن قتادة عن عزرة عن سعید بن

عبد الرحمن بن ابزی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر وساق الحدیث.

سعید بن عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر پڑھتے تھے اور راوی نے بقیہ حدیث بیان کی۔

باب اباحة الصلوٰة بين الوتر وبين ركعتي الفجر

وتر اور فجر کی دو رکعتوں کے درمیان نماز جائز ہونے کا بیان

اخبرنا عبید اللّٰہ بن فضالة بن ابراهیم قال حدثنا محمد یعنی ابن المبارك الصوری قال حدثنا معاویة یعنی ابن سلام عن یحیٰی بن ابی کثیر قال اخبرنی ابوسلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة عن صلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من اللیل فقالت کان یصلی ثلث عشرة رکعة تسع رکعات قائما یوتر فیها ورکعتین جالسا فاذا اراد ان یرکع قام فرکع وسجد ویفعل ذلك بعد الوتر فاذا سمع نداء الصبح قام فرکع رکعتین خفیفتین.

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ تیرہ رکعات پڑھتے تھے نو رکعات کھڑے ہو کر جن میں تین رکعتیں وتر کی بھی ہوتی تھیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع اور سجدے کرتے اور یہ دو رکعت وتر کے بعد پڑھتے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو کھڑے ہو کر دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر کی) پڑھتے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث سے وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہوتا ہے لیکن بعد الوتر ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا ذکر جو ان روایات میں آیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے شوافع ان دو رکعتوں کو بعد وتر جائز نہ پڑھنے کو بوجہ "اجعلوا آخر صلوٰتکم الوتر" کے بیان جواز پر محمول کرتے ہیں لیکن ان کا اس پر حمل کرنا بہت ہی بعید ہے بوجہ مصرح روایات سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ سے مروی ہیں ہمیشہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی خلاف ہوا ہے پس صرف "اجعلوا آخر صلوٰتکم الوتر" کی وجہ سے ان رکعتوں کو بیان جواز پر حمل کرنا گویا تمام روایات کو چھوڑ دینا ہے حنفیہ رکعتین بعد الوتر کو مستحب کہتے ہیں۔

ان کا مستدل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کی روایات ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ "آخر صلوٰتکم" کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ آخریت حقیقی مراد نہ ہو یہ دو رکعت چونکہ لاحق و ملحق ہیں اس لئے ان سے آخریت وتر زائل نہ ہوگی یا "آخر صلوٰتکم المکتوبہ" مراد ہو کہ وتر کو فرائض کے بعد پڑھنا چاہئے اب سوق کلام گویا تقدیم علی الفرائض کی ممانعت کے لئے ہوگا غرض اصلی یہ نہ ہوگی کہ بعد اس کے کچھ پڑھا ہی نہ کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرائض کے بعد کے لئے ہوگا کہ فرائض کے بعد وتر پڑھو اب یہ ارشاد مذکور کی جو تاویل حنفیہ نے کی ہے وہ کسی طرح شوافع کے قول مذکور سے بعید نہیں خصوصاً جبکہ مصرح روایات کی رعایت سے تاویل کی جاتی ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت تحسین فرمائی ہے حدیث کے الفاظ صاف بیان کر دینا بھی فی نفسہ خوبی کی بات ہے اور اس پر بھی تحسین درست ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تحسین یہی وجہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیسی تقریر فرمائی کہ جس سے چند خلاف وتر کے بارے میں رفع ہو گئے ایک تو یہ کہ معاملہ الرکعتین بعد ہے یا نہیں۔

اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صاف طور پر فرمادیا کہ "لا یجلس الا فی الثامنة والتاسعة ولا یسلم الا فی التاسعة" دوم وتر کی تعداد اس کو بھی نہایت نے فرمایا جس سے تین رکعت وتر کی ثابت ہوئی سوم رکعتین بعد الوتر کی تصریح ہوئی اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ائتنی الحدیث بوجہہ" (اے سعد بن ہشام) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت مع اعجاز و مطلب جو بیان کی ہے جس سے سب خلاف رفع ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کسی قسم کا خلجان اس بارے میں تھا اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں اور یہ ہر موقع سے کہتے ہیں کہ فلاں شبہ یہاں سے زائل ہوا اور یہاں سے فلاں بات ثابت ہوئی یہی وجہ ہے زیادہ تحسین کرنے کی۔ (ماخوذ از تقریر ابوداؤد: شیخ الہند)

سو یہ کہ آج کل بعض لوگ رکعتین بعد الوتر کو ناجائز یا بدعت کہتے ہیں یہ ان کی کم علمی اور تنگ نظری کی دلیل ہے اگر وہ ماہر فی الفن ہوتے تو ایسی غیر معقول بات نہ کہتے کیا وہ لوگ ایک محقق وسیع النظر امام نسائی سے زیادہ عبور رکھتے ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک امام مصنف نے عنوان مذکورہ سے ان دو رکعتوں کا جواز ثابت کیا ہے اگر ان کا پڑھنا بدعت یا درست نہ ہوتا جیسے بعض متشددین انکار کرتے ہیں تو پھر اس باب کے انعقاد کا مقصد کیا ہوگا مزید تفصیل شروحات اور کتب فقہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

المحافظة علی الرکعتین قبل الفجر

فجر سے پہلے پابندی کے ساتھ دو رکعت پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا شعبة عن ابراهيم بن محمد عن ابيه عن مسروق عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يدع اربع ركعات قبل الظهر وركعتين قبل الفجر خالفه عامة اصحاب شعبة ممن روى هذا الحديث فلم يذكروا مسروقا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے۔

اخبرنا احمد بن عبد الله بن الحكم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ابراهيم بن محمد انه سمع اباه يحدث انه سمع عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدع اربعا قبل الظهر وركعتين قبل الصبح قال ابو عبد الرحمن هذا الصواب عندنا وحديث عثمان بن عمر خطاء والله اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح سے پہلے دو رکعت ترک نہیں کرتے تھے۔

اخبرنا هارون بن اسحاق قال حدثنا عبدة عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا فجر کی دو رکعت دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے فجر کی دو رکعت کی کتنی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ فجر کی دو رکعت نماز دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔ یعنی تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا جائے اس سے بھی فجر کی دو رکعت نماز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہتر فرماتے ہیں فجر کی دو رکعت سے مراد سنت فجر ہے یا ہو سکتا ہے اس سے مراد فرض کی دو رکعتیں ہوں بہر حال سنت فجر کی اہمیت اور روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں فرمایا کہ ان دونوں رکعتوں کو مت چھوڑو اگرچہ دشمن کے سوار تم کو پامال کریں اور حدیث فعلی سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی ہے اس لئے صاحب بدائع نے لکھا ہے کہ تمام سنتوں میں زیادہ مؤکدہ سنت فجر ہے غرض کہ حدیث پاک میں سنت فجر کی جتنی ترغیب و تاکید کی گئی ہے اتنی ترغیب کسی اور سنتوں کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اس لئے بلا عذر فجر کی دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اسے پابندی کے ساتھ فرض سے پہلے پڑھ لیا کریں۔

باب وقت ركعتي الفجر

فجر کی دو رکعت کے وقت کا بیان

اخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر عن حفصة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان اذا نودي لصلوة الصبح ركع ركعتين خفيفتين قبل ان يقوم الى الصلوة.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نماز صبح کے لئے اذان دی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا عمرو عن الزهري عن سالم عن ابن عمر قال اخبرتني حفصة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اضاء له الفجر صلى ركعتين.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے جبکہ آپ کے سامنے فجر روشن ہو جاتی۔

الاضطجاع بعد ركعتي الفجر على الشق الايمن

فجر کی دو رکعت کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب عن الزهري قال اخبرني عروة

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سكت المؤذن بالاولى من صلوٰة الفجر قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلوٰة الفجر بعد ان يتبين الفجر ثم يضطجع على شقه الايمن.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن نماز فجر کی اذان اول پڑھ کر خاموش ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے پھر فجر ظاہر ہونے کے بعد نماز فجر سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: اس حدیث سے سنت فجر کے بعد اضطجاع کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اس سے رات کو تہجد پڑھنے کی وجہ سے جو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے اور نشاط اور راحت کے ساتھ نماز صبح پڑھی جا سکتی ہے یہ لیٹنا سنت فجر کے بعد عبادت و تشریع کی غرض سے نہیں تھا بلکہ تہجد سے جو تھکن لاحق ہوتی تھی اسے دور کرنے اور تکان دور کر کے راحت حاصل کرنے کے لئے تھا اس لئے یہ مباح ہے نہ سنت ہے اور نہ بدعت یہ حنفیہ کا قول ہے چنانچہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے (در المختار کے حاشیہ میں) کہ شافعیہ نے سنت فجر اور فرض کے درمیان اس اضطجاع کے ساتھ فصل کو سنت قرار دیا ہے ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "اذا صلی احدکم الرکعتین قبل الصبح فلیضطجع علی یمینه الخ" وغیرہ سے ہے۔ (رواہ ابو داؤد)

لیکن ہمارے علماء کا قول سنت کا نہیں بلکہ مؤطا امام محمدؒ میں دیکھنے سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو مالکؒ نے نافعؒ سے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خبر دی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر کی دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ماشانه فقال نافع قلت يفصل بين صلوته فقال ابن عمر اى فصل افضل من السلام" اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ (بذل المجهود ۲/۲۶۱)

اب اگر کوئی شخص اتباع نبوی کی نیت سے سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر نہیں لیٹا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

امام نوویؒ کا ارشاد:

امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ صحیح اور قول مختار یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا سنت ہے ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینه" (رواہ ابوداؤد والترمذی) لیکن حنفیہ کے قول پر دلائل یہ ہے کہ طبرانی اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یضطجع لسنة ولکنه کان یداب ای یجتهد فی عمله لیلته فیستریح" اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنا بطور عبادت و تشریع نہیں تھا بلکہ تھکان دور کرنے اور استراحت کے لئے تھا نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں سنت فجر کے بعد لیٹنے اور سنت فجر سے پہلے لیٹنے دونوں کا بیان ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سنت فجر سے پہلے لیٹنے کا بیان ہے لہٰذا جو علماء سنت فجر کے بعد لیٹنے کو مسنون کہتے ہیں وہ سنت سے پہلے لیٹنے کو مسنون کیوں نہیں مانتے اگر وہ سنت ہے تو یہ بھی سنت ہے اگر یہ سنت نہیں تو وہ

سنت کیسے ہو جائے گی۔

اضطجاع کا انکار صحیح نہیں:

بعض لوگوں نے اضطجاع کا انکار کر دیا ہے جو بالکل درست نہیں کیوں کہ جب سنت فجر کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا فعل نبوی اور قول سے ثابت ہے تو پھر اس کا انکار کرنا غلط ہے شاید ان کو حدیث نہ پہنچی ہوگی ورنہ انکار کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

علامہ ابن حزمؒ حد سے تجاوز کر گئے:

انہوں نے کہا کہ سنت فجر کے بعد لیٹنا ہر شخص پر واجب ہے اور اس کو نماز صبح کی صحت کے لئے شرط قرار دیا ہے کہ اس کے بغیر نماز فجر درست نہیں ہوگی ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے ہے جس میں لفظ "امر فلیضطجع" آیا ہے کہ یہاں صیغۂ امر وجوب کے لئے ہے لیکن علماء نے ابن حزم کے قول کو رد کر دیا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطجاع پر دوام نہیں کیا لہٰذا واجب کیسے ہوگا چہ جائیکہ وہ صحت صلوٰۃ فجر کے لئے شرط ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صیغۂ امر استحباب کے لئے ہے اس کا قرینہ یہ ہے کہ ابو داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ فرماتی ہیں "كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى ركعتي الفجر فان كنت نائمة اضطجع وان كنت مستيقظة حدثني" اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگ رہی ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیٹتے بلکہ ان سے بات چیت فرماتے۔

ابن العربیؒ کا قول:

ان کا قول یہ ہے کہ جو شخص تہجد کی نماز پڑھے اس کے لئے اضطجاع استراحت کے طور پر مستحب ہے مزید کے لئے دیکھیں بذل المجہود وغیرہ میں اور اقوال بھی نقل کئے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

گھر میں لیٹے یا مسجد میں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت فجر کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا گھر میں ثابت ہے مسجد میں لیٹنا بالکل ثابت نہیں بعض غیر مقلدین اتنی شدت اور حد سے تجاوز کرتے ہیں کہ مسجد میں صفوں میں آکر لیٹ جاتے ہیں اور حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں ثابت نہیں۔

باب ذم من ترك قيام الليل

جو شخص تہجد کی نماز چھوڑ دے اس کی مذمت کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن الاوزاعي عن يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة عن عبد الله بن عمرو قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكن مثل فلان كان يقوم الليل

فترك قيام الليل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا فلاں شخص کی طرح مت ہونا وہ تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اخبرنا الحارث بن اسد قال حدثنا بشر بن بكر قال حدثني الاوزاعي قال حدثني يحيى بن ابي كثير عن عمر بن الحكم بن ثوبان قال حدثني ابوسلمة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكن يا عبد الله مثل فلان كان يقوم الليل فترك قيام الليل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ فلاں شخص کی طرح مت ہو کہ وہ تہجد پڑھتا تھا پھر قیام اللیل چھوڑ دیا۔

تشریح: اس حدیث میں تہجد چھوڑنے والے شخص کی مذمت کی ہے وہ پوری رات یا رات کے اکثر حصے میں عبادت کرتا تھا جب تہجد اس پر بھاری اور دشوار ہوا تو اس نے بالکل اس کو ترک کر دیا اس لئے حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم بھی تہجد کی نماز میں حد سے تجاوز نہ کرنا کیونکہ حد سے زیادتی کا انجام اچھا نہیں ہوتا اس سے تنگ ہو کر آخرکار اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جس نے تہجد کو بالکل چھوڑ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب چیزوں پر دوام کرنا حق تعالیٰ کو محبوب ہے مگر بے اعتدالی کے ساتھ نہیں جیسے چند روز تک پوری رات یا رات کے اکثر حصہ میں تہجد پڑھتا رہا پھر تنگ ہو کر چھوڑ دیا یہ طریقہ شریعت کے نزدیک پسندیدہ نہیں بلکہ شریعت عمل میں درمیانی راہ اختیار کرنے کو پسند کرتی ہے تاکہ دوام حاصل ہو چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام ہو اگرچہ قلیل ہی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوام کے ساتھ عمل قلیل کو پسند کیا ہے اور عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا اور حدیث باب کا حاصل بھی یہی ہے۔

باب وقت ركعتي الفجر وذكر الاختلاف على نافع

فجر کی دو رکعتوں کے وقت اور نافع پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن ابراهيم البصري قال حدثنا خالد بن الحارث قال قرأت على عبد الحميد بن جعفر عن نافع عن صفية عن حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يصلي ركعتي الفجر ركعتين خفيفتين.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فجر کی دو رکعتیں (سنت فجر) ہلکی پڑھتے تھے۔

اخبرنا شعيب بن شعيب بن اسحق قال حدثنا عبد الوهاب قال اخبرنا شعيب قال حدثنا الاوزاعي قال حدثنا يحيى قال حدثني نافع قال حدثني ابن عمر قال حدثتني حفصة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يركع ركعتين خفيفتين بين النداء والاقامة من صلوة الفجر قال ابو عبد الرحمن كلا

الحديث عندنا خطاء والله اعلم.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی اذان واقامت کے درمیان مختصر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنی يحيى قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنا يحيى عن نافع عن ابن عمر عن حفصة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يركع بين النداء والصلوة ركعتين خفيفتين.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اذان اور نماز کے درمیان ہلکی پھلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا هشام بن عمار قال حدثنا يحيى يعنى ابن حمزة قال حدثنا الاوزاعی عن يحيى عن ابی سلمة قال هو ونافع عن ابن عمر عن حفصة ان النبی صلى الله عليه وسلم كان يصلی بين النداء والاقامة ركعتين خفيفتين ركعتی الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن يحيى بن ابی كثير قال حدثنی نافع ان ابن عمر حدثه ان حفصة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلی ركعتين خفيفتين بين النداء والاقامة من صلوة الصبح.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا يحيى بن محمد قال حدثنا محمد بن جهضم قال اسماعيل حدثنا عن عمر بن نافع عن ابيه عن ابن عمر قال اخبرتنی حفصة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلی قبل الصبح ركعتين.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ صبح سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم قال اخبرنا اسحق بن الفرات عن يحيى بن ايوب قال حدثنی يحيى بن سعيد قال اخبرنا نافع عن ابن عمر عن حفصة انها اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا نودی لصلوة الصبح سجد سجدتين قبل صلوة الصبح

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز

صبح سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ نماز صبح کے واسطے اذان دی جاتی تھی۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن اسحاق عن ابی عاصم عن ابن جریج قال اخبرنی موسٰی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر عن حفصۃ ام المؤمنین انھا اخبرتہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سکت المؤذن صلی رکعتین خفیفتین.

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔

اخبرنا محمد بن سلمۃ قال حدثنا ابن القاسم عن مالک قال حدثنی نافع عن عبد اللّٰہ بن عمر ان حفصۃ ام المؤمنین اخبرتہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سکت المؤذن من الاذان لصلوٰۃ الصبح وبدا الصبح صلی رکعتین خفیفتین قبل ان تقام الصلوٰۃ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی ہے کہ جب مؤذن نماز صبح کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور صبح روشن ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی اقامت سے پہلے ہلکی دو رکعات پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا عبید اللّٰہ عن نافع عن عبد اللّٰہ قال حدثتنی اختی حفصۃ انہ کان یصلی قبل الفجر رکعتین خفیفتین.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بہن حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی اقامت سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا جویریۃ بن اسماء عن نافع عن عبد اللّٰہ بن عمر عن حفصۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی رکعتین اذا طلع الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ فجر طلوع ہو جاتی۔

اخبرنا احمد بن عبد اللّٰہ بن الحکم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبۃ عن زید بن محمد قال سمعت نافعاً عن ابن عمر عن حفصۃ انھا قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفتین.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز نہیں پڑھتے تھے مگر ہلکی دو رکعتیں۔

اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن حفصۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کان اذا نودی لصلوٰۃ الصبح رکع رکعتین خفیفتین قبل ان یقوم الی الصلوٰۃ وروی سالم عن ابن عمر عن حفصۃ.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نماز صبح کے لئے اذان دی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فرض کے

نے تشریف لے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزھری عن سالم قال ابن عمر اخبرتنی حفصۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یرکع رکعتین قبل الفجر وکان ذلک بعد ما یطلع الفجر.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بہن حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا الحسین بن عیسٰی قال حدثنا سفیان عن عمرو عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال اخبرتنی حفصۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا اضاء لہ الفجر صلی رکعتین.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے تھے جب فجر روشن ہو جاتی تھی۔

اخبرنا محمود بن خالد قال حدثنا الولید عن ابی عمرو عن یحیٰی قال حدثنی ابوسلمۃ عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی رکعتین خفیفتین بین الاذان والاقامۃ من صلوٰۃ الفجر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا ھشام قال حدثنا یحیٰی عن ابی سلمۃ انہ سال عائشۃ عن صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باللیل قالت کان یصلی ثلٰث عشرۃ رکعۃ یصلی ثمان رکعات ثم یوتر ثم یصلی رکعتین وھو جالس فاذا اراد ان یرکع قام فرکع ویصلی رکعتین بین الاذان والاقامۃ فی صلوٰۃ الصبح.

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعت پڑھتے تھے آٹھ رکعت پڑھتے پھر وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے اور نماز صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا عمرو بن محمد قال حدثنا عثام بن علی قال حدثنا الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی رکعتی الفجر اذا سمع الاذان ویخففھما قال ابو عبد الرحمٰن ھذا حدیث منکر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ اذان سن لیتے اور ہلکی

رکعتیں مختصر قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰه قال اخبرنا یونس عن الزهری قال اخبرنا السائب بن یزید ان شریحا الحضرمی ذکر عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یتوسد القرآن.

زہریؒ کہتے ہیں ہمیں سائب بن یزید نے خبر دی ہے کہ شریح حضرمی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

تشریح: ارشاد مبارک "لا یتوسد القرآن" دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ اس کلام سے ان کی تعریف مقصود ہو کہ شریح حضرمی ایسے شخص ہیں جو قرآن پاک کی بے حرمتی نہیں کرتے بلکہ اس کا حق ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں دوسرے شاید یہ کہ ان کی مذمت مقصود ہو کہ وہ قرآن پاک سے غفلت برتتے ہیں قرآن میں سے کچھ یاد نہیں کرتے یا اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی تلاوت پر مداومت نہیں کرتے، لیکن پہلی توجیہ راجح ہے۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم

باب من کان له صلوة باللیل فغلبه علیها النوم

جو شخص رات کو تہجد پڑھتا ہو اتفاق سے اس پر نیند غالب ہو جانے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالک عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن رجل عنده رضی اخبره ان عائشة رضی اللّٰه عنها اخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ما من امرئ تکون له صلوة بلیل فغلبه علیها نوم الا کتب اللّٰه له اجر صلاته وکان نومه صدقة علیه.

سعید بن جبیر ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک پسندیدہ ہے اس نے سعید بن جبیر کو بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو تہجد پڑھنے کی عادت رکھتا ہو لیکن اتفاق سے اس پر نیند غالب آگئی اس لئے نہ پڑھ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اس کی نماز کا ثواب لکھ دیں گے اور اس کا سونا اس پر صدقہ ہو جائے گا۔

اسم الرجل الرضی

اس پسندیدہ شخص کا نام (جس کا ذکر اوپر والی حدیث کی سند میں بطور مبہم آیا ہے)

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا محمد بن سلیمان قال حدثنا ابو جعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن الاسود بن یزید عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من کانت له صلوة صلاها من اللیل فنام عنها کان ذلک صدقة تصدق اللّٰه عزوجل علیه وکتب له اجر صلاته.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا معمول رات کو تہجد پڑھنے کا ہو اور اتفاق سے اس پر نیند غالب آ جانے کی وجہ سے تہجد اس رات نہ پڑھ سکا تو اس کا سونا صدقہ ہوگا جو اللہ عزوجل نے اس پر صدقہ کیا ہے اور اس کے واسطے اس کی نماز کا اجر لکھ دیں گے۔

اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا يحيى بن ابي بكير قال حدثنا ابو جعفر الرازي عن محمد بن المنكدر عن سعيد بن جبير عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فذكر نحوه قال ابو عبد الرحمن ابو جعفر الرازي ليس بالقوي في الحديث

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد راوی حدیث نے مثل حدیث سابق کے بیان کیا ہے۔

اس باب کی پہلی حدیث میں "عن رجل عنده رضي" سے مراد حضرت سعید بن جبیر ہیں انہی سے حضرت سعید بن جبیر نے حدیث مذکورہ روایت کی ہے۔

باب من اتى فراشه وهو ينوي القيام فنام

جو شخص سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے اور وہ تہجد کی نیت رکھتا ہو پھر سوتا رہ گیا آنکھ نہیں کھلی

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن سليمان عن حبيب بن ابي ثابت عن عبدة بن ابي لبابة عن سويد بن غفلة عن ابي الدرداء يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال من اتى فراشه وهو ينوي ان يقوم يصلي من الليل فغلبته عيناه حتى اصبح كتب له ما نوى وكان نومه صدقة عليه من ربه عزوجل خالفه سفيان.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر سونے کے لئے جائے (اور سوتے وقت) رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھنے کی نیت رکھتا ہو لیکن غلبہ نیند کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہیں کھلی تو اس کے لئے اس نماز تہجد کا ثواب لکھ دیا جائے گا جس کی اس نے نیت کی تھی اور اس کا سونا اس پر اللہ عزوجل کی طرف سے صدقہ ہو گا۔

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن سفيان الثوري عن عبدة قال سمعت سويد بن غفلة عن ابي ذر وابي الدرداء موقوفا

حضرت ابو ذر اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً بھی روایت کی ہے "من اتى فراشه الخ"

اس طرف امام نسائی نے خالفہ سفیان سے اشارہ کیا ہے کہ سفیان نے پہلی حدیث کے راوی حبیب بن ابی ثابت کے خلاف روایت کیا ہے اور یہ مخالفت ظاہر ہے جو ادنیٰ غور و فکر سے معلوم ہو سکتی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات میں تہجد پڑھنے کی نیت سے سو جائے پھر نیند غالب آ جانے کی وجہ سے تہجد کا وقت گذر جائے تو اس کے لئے اس کی نیت کے مطابق تہجد کی ادائیگی کا ثواب لکھا جائے گا خواہ اس سے پہلے بھی اس کا معمول تہجد

پڑھنے کا عادی نہ ہو کیوں کہ حدیث کا لفظ "نبوی ان یقوم الخ" عام ہونے کی وجہ سے دونوں کو شامل ہیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بشارت صرف اس کے لئے مخصوص ہو جو رات کو تہجد پڑھنے کی عادت رکھتا ہو۔ (واللہ علم بالصواب) ۔

باب کم یصلی من نام من صلوٰۃ او منعہ وجع

جو شخص نماز سے سو جائے یا مرض وغیرہ کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو کتنی رکعت پڑھے

اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا ابو عوانۃ عن قتادۃ عن زرارۃ عن سعد بن ہشام عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا لم یصل من اللیل منعہ من ذلک نوم او غلبتہ عینہ او وجع صلی من النھار ثنتی عشرۃ رکعۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی نماز چھوٹ جاتی نیند غالب آ جاتی یا مرض وغیرہ کی وجہ سے تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

باب متی یقضی من نام عن حزبہ من اللیل

جو شخص اپنے رات کے ورد سے سو جائے تو کب اس کی قضا کرے

اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا ابو صفوان عبد اللّٰہ بن سعید بن عبد الملک بن مروان عن یونس عن ابن شہاب ان السائب بن یزید وعبید اللّٰہ اخبراہ ان عبد الرحمن ابن عبد القاری قال سمعت عمر بن الخطاب یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من نام عن حزبہ او عن شیء منہ فقرأہ فیما بین صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ الظہر کتب لہ کانما قرأہ من اللیل۔

عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ورد یا اس میں سے کچھ نیند کی وجہ سے پورا نہ کر سکے پھر اس کو نماز فجر سے ظہر تک کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے اس قدر ثواب لکھا جائے گا کہ گویا اس نے رات ہی میں اس کو پڑھ لیا۔

تشریح: حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر کر رہی ہے کہ "ھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد الخ" یعنی دن و رات کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کا قائم مقام بنا دیا ہے اس لئے رات کا ورد دن میں پورا کر لیا جائے تو اس کا ثواب رات کو پڑھنے کے برابر ملے گا یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کا اپنے بندوں پر احسان ہے ورنہ عمل کی جو فضیلت اس کے وقت مقررہ پر ادا کرنے کی صورت میں ملتی ہے وہ غیر وقت میں ادا کرنے کی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتی لیکن بندہ جب اپنے وقت مقررہ پر ادا کرنے کا عادی ہو رکھتا ہے پھر غلبہ نیند کے عذر سے اسی وقت پر ادا نہ کر سکے تو دن میں اپنے ورد اور وظیفہ کو پورا کر لینے سے اس کو رات ہی میں ادا کرنے کے برابر ثواب مل جائے گا۔ (کوکب الدری ۱/۲۶۰)

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزہری عن عبد الرحمن بن عبد

القاری ان عمر بن الخطاب قال من نام عن حزبه او قال جزئه من اللیل فقرأه فیما بین صلوۃ الصبح الی صلوۃ الظہر فکانما قرأہ من اللیل

عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص اپنے رات کے ورد یا اس کے کچھ حصہ سے سو جائے پھر اس کو نماز صبح اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی میں اس کو پڑھ لیا۔

اخبرنا قتیبۃ بن سعید عن مالک عن داؤد بن حصین عن الاعرج عن عبد الرحمن بن عبد القاری ان عمر بن خطاب قال من فاتہ حزبہ من اللیل فقرأہ حین تزول الشمس الی صلوۃ الظہر فانہ لم یفتہ او کانہ ادرکہ رواہ حمید بن عبدالرحمن بن عوف موقوفاً

عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ بیشک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس شخص سے اپنا رات کا ورد فوت ہو جائے پھر اس کو زوال آفتاب سے نماز ظہر تک کے اندر پڑھ لے تو گویا اس سے فوت نہیں ہوا۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبداللّٰہ عن شعبۃ عن سعد بن ابراہیم عن حمید بن عبد الرحمن قال من فاتہ وردہ من اللیل فلیقرأہ فی صلوۃ قبل الظہر فانہا تعدل صلوۃ اللیل

حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جس سے رات کا ورد فوت ہو جائے تو اس کو ظہر سے پہلے کی نماز میں پڑھ لینا چاہئے کیوں کہ یہ نماز تہجد کے برابر ہوتی ہے۔

ثواب من صلی فی الیوم واللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ سوی المکتوبۃ وذکر اختلاف الناقلین فیہ لخبر ام حبیبۃ فی ذلک والاختلاف علی عطاء

جو شخص سوائے فرض نمازوں کے دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے اس کے ثواب کا اور اس کے بارے میں حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اختلاف ناقلین اور عطاء پر اختلاف کا بیان

اخبرنا الحسین بن منصور بن جعفر النیسابوری قال حدثنا اسحاق بن سلیمان حدثنا مغیرۃ بن زیاد عن عطاء عن عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ثابر علی اثنی عشرۃ رکعۃ فی الیوم واللیلۃ دخل الجنۃ اربعاً قبل الظہر ورکعتین بعدہا ورکعتین بعدالمغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں پابندی سے بارہ رکعات پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

اخبرنا احمد بن یحیٰی قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا ابو یحیٰی اسحاق بن سلیمان الرازی عن المغیرۃ بن زیاد عن عطاء بن ابی رباح عن عائشۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من ثابر علی اثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللّٰہ عزوجل لہ بیتا فی الجنۃ اربعا قبل الظہر ورکعتین بعد الظہر ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعت پر مداومت کرے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

اخبرنا محمد بن معدان بن عیسٰی قال حدثنا الحسن بن اعین قال حدثنا معقل عن عطاء قال اخبرنی ان ام حبیبۃ بنت ابی سفیان قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من رکع ثنتی عشرۃ رکعۃ فی یومہ ولیلتہ سوی المکتوبۃ بنی اللّٰہ لہ بہا بیتا فی الجنۃ۔

عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو شخص دن اور رات میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ جنت میں گھر بنائیں گے۔

اخبرنا ابراھیم بن الحسن قال حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جریج قلت لعطاء بلغنی انک ترکع قبل الجمعۃ اثنتی عشرۃ رکعۃ ما بلغک فی ذلک قال اخبرت ان ام حبیبۃ حدثت عنبسۃ بن ابی سفیان ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من رکع اثنتی عشرۃ رکعۃ فی الیوم واللیلۃ سوی المکتوبۃ بنی اللّٰہ عزوجل لہ بیتا فی الجنۃ۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ مجھے خبر ملی ہے آپ قبل جمعہ بارہ رکعت پڑھتے ہیں اس بارے میں آپ کے پاس کیا بات ہے عطاء نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عنبسہ بن ابی سفیان سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں سوائے فرض نمازوں کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے۔

اخبرنی ایوب بن محمد قال حدثنا معمر بن سلیمان قال حدثنا زید بن حبان عن ابن جریج عن عطاء عن عنبسۃ بن ابی سفیان عن ام حبیبۃ قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللّٰہ عزوجل لہ بیتا فی الجنۃ قال ابو عبد الرحمٰن عطاء لم یسمعہ من عنبسۃ۔

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ عطاء نے اس حدیث کو عنبسہ سے نہیں سنا۔

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا زید بن حباب قال حدثني محمد بن سعید الطائفي قال حدثنا عطاء بن ابي رباح عن یعلی بن امیة قال قدمت الطائف فدخلت علی عنبسة بن ابي سفیان وهو بالموت فرایت منه جزعاً فقلت انك علی خیر قال اخبرتني اختي ام حبیبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من صلی ثنتي عشرة رکعة بالنهار واللیل بنی الله عزوجل له بیتا في الجنة خالفه ابو یونس القشیري.

یعلی بن امیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں طائف پہنچا پھر عنبسہ بن ابی سفیان کے پاس گیا اور وہ موت کے قریب تھے میں نے ان کو پریشان دیکھا تو میں نے کہا بیشک آپ خیر پر ہیں انہوں نے کہا مجھے میری بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا محمد بن حاتم بن نعیم قال حدثنا حبان ومحمد بن مکي قالا حدثنا عبد الله عن ابي یونس القشیري عن ابن ابي رباح عن شهر بن حوشب حدثه عن ام حبیبة بنت ابي سفیان قالت من صلی ثنتي عشرة رکعة في یوم فصلی قبل الظهر اربعا وبعدها رکعتین وبعد المغرب رکعتین ورکعتین بعد العشاء وقبل الفجر رکعتین بنی الله عزوجل له بیتا في الجنة.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعات پڑھے گا یعنی ظہر سے پہلے چار رکعت اس کے بعد دو رکعت اور بعد مغرب دو رکعت اور بعد عشاء دو رکعت اور قبل فجر دو رکعت اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا ابو الاسود قال حدثني بکر بن مضر عن ابن عجلان عن ابي اسحاق الهمداني عن عمرو بن اوس عن عنبسة بن ابي سفیان عن ام حبیبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ثنتا عشرة رکعة من صلاهن بنی الله له بیتا في الجنة اربع رکعات قبل الظهر ورکعتین بعد الظهر ورکعتین قبل العصر ورکعتین بعد المغرب ورکعتین قبل صلوة الصبح.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت صبح سے پہلے۔

اخبرنا ابو الازهر احمد بن الازهر النیسابوري قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا فلیح عن سهیل بن ابي صالح عن ابي اسحق عن المسیب عن عنبسة بن ابي سفیان عن ام حبیبة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی ثنتي عشرة رکعة بنی الله له بیتا في الجنة اربعا قبل الظهر وثنتین بعدها وثنتین قبل العصر وثنتین بعد المغرب وثنتین قبل الصبح قال ابو عبد الرحمن فلیح

بن سليمان ليس بالقوى.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائیں گے چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز صبح سے پہلے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابونعيم قال حدثنا زهير عن ابي اسحق عن المسيب بن رافع عن عنبسة اخي ام حبيبة عن ام حبيبة قالت من صلى في اليوم والليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة بنى له بيت في الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعدها وثنتين قبل العصر وثنتين بعد المغرب وثنتين قبل الفجر.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جو شخص رات اور دن میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

تشریح: قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر فرائض کا حق ادا کرنے میں کوتاہی اور کمی ہوئی تو اگر سنتیں بھی ہوں گی تو ان سے فرائض کا نقصان پورا کیا جائے گا لہٰذا ان بارہ رکعات سنتوں کو بلا عذر نہیں چھوڑنا چاہئے جن کی تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث باب میں فرمائی ہے کیونکہ یہ بارہ رکعات سنن مؤکدہ ہیں ان میں فجر کی سنت سب سے زیادہ مؤکدہ ہے صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں قبل ظہر دو رکعت کا ذکر ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار رکعت بیان کرتی ہیں دونوں میں جمع کی صورت بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور جب مسجد میں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے یا یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چار رکعات پڑھتے دیکھا اس لئے انہوں نے اتنی ہی بیان کیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھتے دیکھا اس لئے دو رکعت بیان کی اور امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر احوال میں چار رکعت قبل ظہر پڑھتے تھے اور دو رکعت بھی کبھی۔ (فتح الملهم)

الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد

اسماعیل بن ابی خالد پر اختلاف

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا اسمعيل عن المسيب بن رافع عن عنبسة بن ابي سفيان عن ام حبيبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صلى في اليوم والليلة ثنتي عشرة ركعة بنى له بيت في الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے

لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یعلی حدثنا اسماعیل عن المسیب بن رافع عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قالت من صلی فی اللیل والنهار ثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة بنی له بیت فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص رات دن میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا محمد بن مکی وحبان قالا حدثنا عبد اللّٰه عن اسماعیل عن المسیب بن رافع عن ام حبیبة قالت من صلی فی یوم ولیلة اثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں سوائے فرض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائے گا۔

لم یرفعه حصین وادخل بین عنبسة وبین المسیب ذکوان

اس حدیث کو حصین نے مرفوعاً بیان نہیں کیا اور عنبسہ اور مسیب کے درمیان ذکوان کو داخل کیا ہے

اخبرنا زکریا بن یحیی قال حدثنا وهب قال حدثنا خالد عن حصین عن المسیب بن رافع عن ابی صالح ذکوان قال حدثنی عنبسة بن ابی سفیان ان ام حبیبة حدثته انه قال من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة بنی له بیت فی الجنة.

عنبسہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا یحیی بن حبیب قال حدثنا حماد عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة سوی الفریضة بنی اللّٰه له اوبنی له بیت فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا سوائے فرض کے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا علی بن المثنی عن سوید بن عمرو قال حدثنی حماد عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صلی ثنتی عشرة رکعة فی یوم ولیلة بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس

کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا اسحق قال حدثنا النضر قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة قالت من صلی فی یوم اثنتی عشرة رکعة بنی له بیت فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك قال حدثني يحيى بن اسحاق قال حدثنا محمد بن سليمان عن سهيل ابن ابی صالح عن ابیه عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال من صلی فی يوم ثنتی عشرة رکعة سوی الفريضة بنی اللّٰه له بيتا فی الجنة قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء ومحمد بن سليمان ضعيف وهو ابن الاصبهانی وقد روی هذا الحديث من اوجه سوی هذا الوجه بغير اللفظ الذی تقدم ذکره.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں سوائے فریضہ کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا يزيد بن محمد بن عبد الصمد قال حدثنا هشام العطار قال حدثنی اسماعيل بن عبد اللّٰه ابن سماعة عن موسی بن اعين عن ابی عمرو الاوزاعی عن حسان بن عطية قال لما نزل بعنبسة جعل يتضور فقيل له فقال اما انی سمعت ام حبيبة زوج النبی صلی اللّٰه عليه وسلم تحدث عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم انه من رکع اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرم اللّٰه عزوجل لحمه علی النار فما ترکتهن منذ سمعتهن.

حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ جب عنبسہ کی موت کا وقت آ گیا تو وہ تکلیف سے پیچ و تاب کھانے لگے کسی نے ان سے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتی تھیں کہ جس شخص نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعت پڑھیں تو اللہ عزوجل دوزخ کی آگ پر حرام فرما دے گا لیکن جب سے میں نے یہ حدیث سنی اس وقت سے ان رکعات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

اخبرنا هلال بن العلاء بن هلال قال حدثنا ابی قال حدثنا عبيد اللّٰه عن زيد بن ابی انيسة قال حدثنی ايوب رجل من اهل الشام عن القاسم الدمشقی عن عنبسة بن ابی سفيان قال اخبرتنی اختی ام حبيبة زوج النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ان حبيبها ابا القاسم صلی اللّٰه عليه وسلم اخبرها قال مامن عبد مؤمن يصلی اربع رکعات بعد الظهر فتمس وجهه النار ابدا ان شاء اللّٰه عزوجل.

عنبسہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میری بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا ہے کہ ان کے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا ہے کہ جو بندۂ مومن ظہر کے بعد چار رکعات پڑھے گا ان شاء اللہ عزوجل جہنم کی آگ اس کو کبھی نہ چھوئے گی۔

اخبرنا احمد بن ناصح قال حدثنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسٰی عن مکحول عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول من صلی اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرمه اللّٰہ عزوجل علی النار۔

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور چار رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اس کو اللہ عزوجل جہنم کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان بن محمد قال حدثنا سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسٰی عن مکحول عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قال مروان وکان سعید اذا قرئ علیه عن ام حبیبة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اقر بذلك ولم ینكره واذا حدثنا به هو لم یرفعه قالت من رکع اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرمه اللّٰہ علی النار قال ابو عبد الرحمن مکحول لم یسمع من عنبسة شیئا۔

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور چار رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن اسحاق قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا سعید بن عبد العزیز قال سمعت سلیمان بن موسٰی یحدثه عن محمد بن ابی سفیان قال لما نزل به الموت اخذه امر شدید فقال حدثتنی اختی ام حبیبة بنت ابی سفیان قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه اللّٰہ تعالٰی علی النار

محمد بن ابی سفیان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عنبسہ بن ابو سفیان قریب الموت ہوئے تو وہ بہت فکر مند اور بے قرار ہوئے تو وہ بولے میری بہن ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت پر مداومت کی تو اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا ابو قتیبة قال حدثنا محمد بن عبد اللّٰہ الشعیثی عن ابیه عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من صلی اربعاً قبل الظهر واربعا بعدها لم تمسه النار قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء والصواب حدیث مروان من حدیث سعید بن عبد العزیز آخر کتاب الصلوٰة۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت پڑھیں اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ سند کے سلسلہ میں محمد بن ابی سفیان صحیح نہیں صحیح عنبسہ بن ابی سفیان عن ام حبیبہ ہے ان سے ابو صالح اور عطاء روایت کرتے ہیں۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم) آخر کتاب الصلوٰة

تم بالخیر

كتاب الجنائز

جنازوں کے بیان میں

باب تمنى الموت

موت کی تمنا کرنے کا بیان

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يتمنين احدكم الموت اما محسنا فلعله ان يزداد خيرا واما مسيئا فلعله ان يستعتب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید کہ وہ توبہ (استغفار کے ذریعے) اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرے گا۔

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا بقية قال حدثنا الزبيدي حدثني الزهري عن ابي عبيد مولى عبدالرحمن بن عوف انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتمنين احدكم الموت اما محسنا فلعله ان يعيش يزداد خيرا وهو خير له واما مسيئا فلعله ان يستعتب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک کار ہے تو شاید وہ اپنی زندگی میں زیادہ نیک عمل کرے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید وہ توبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے گا۔

تشریح: جنائز کا لفظ جمع ہے جنازہ کی "جنز یجنز" باب ضرب سے نکلا ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں جیم کے زبر اور جیم کے زیر کے ساتھ ہے جس کے معنی میت کے ہیں جبکہ تخت پر ہو اور بعض نے کہا زیادہ فصیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ جنازہ جیم کے زیر کے ساتھ معنی میت کے اور زبر کے معنی تخت کے جس پر میت کو رکھا جاتا ہے اور بعضوں نے اس کے برعکس کہا ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اگر وہ شخص نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے گا اور جو بدکار ہے تو توبہ استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرے گا۔

بہرحال موت کی آرزو سے منع کرنے کی دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو یہ کہ اگر وہ شخص نیک کار ہے تو شاید مزید نیکی کرے گا دوسرے یہ کہ اگر وہ بدکار ہے تو شاید توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرے گا۔

چنانچہ فرمایا "اما محسناً فلعله ان يزداد خيرا واما مسيئاً فلعله ان يستعتب" یہ جملہ بطور تعلیل ہے یعنی اس سے تمنائے موت کی ممانعت کا سبب بیان کیا ہے۔ (كما في حاشية النسائي للعلامة السندي)

ایک اشکال اور اس کا جواب:

حدیث مذکور سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تمنائے موت کی بالکل اجازت نہیں حالانکہ سلف میں سے بہت سے حضرات نے فساد دین اور فتنہ کے خوف سے موت کی آرزو کی ہے اور امام نووی نے فساد دین اور فتنہ کے خوف سے تمنائے موت کو مکروہ نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے بلکہ انہوں نے ایسے نازک وقت میں تمنائے موت کو مندوب کہا ہے اور یہی قول امام شافعی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہما سے منقول ہے نیز شہر مقدس میں تمنائے موت مندوب ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي ببلد رسولك" اے اللہ میری آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں تو مجھے یہ شہادت عطا کیجئے اور جب موت آجائے تو تیرے رسول کے شہر میں موت دیجئے ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے جب وہ چاہے تو یہ ٹھیک ہو سکتا ہے غرض کہ انہوں نے جیسی دعا کی تھی ٹھیک اسی طرح پیش آیا کیونکہ ان کا قاتل ایک آتش پرست کافر تھا شہید بھی ہوئے اور موت بھی شہر مدینہ میں ہوئی۔

اس اشکال مذکور کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس میں کہا گیا ہے "لا يتمنين احدكم الموت لضر نزل به في الدنيا الخ" اس جملے نے اشکال کو صاف کر دیا کیونکہ اس میں صراحۃً لضر نزل الخ کی قید آئی ہے لہٰذا اس کا اعتبار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مطلق میں بھی ہوگا اور اس میں مطلق سے مقید مراد لیا جائے گا یعنی ایک خاص حالت میں تمنائے موت کی ممانعت فرمائی گئی ہے کہ مالی یا بدنی ضرر اور مصیبت سے تنگ اور پریشان ہو کر موت کی آرزو کرنی اسی سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ تو بے صبری اور تقدیر الٰہی کے ساتھ راضی نہ ہونے کی علامت ہے لیکن فساد دین اور فتنہ کے خوف سے اور دیدار الٰہی کے شوق اور محبت سے تمنائے موت میں کوئی حرج نہیں۔ (حاشية السندي، مرقاة: ۱۱/۴۰۳)

اخبرنا قتيبة قال حدثنا يزيد بن زريع عن حميد عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يتمنين احدكم الموت لضر نزل به في الدنيا ولكن ليقل اللهم احيني ما كانت الحيوة خيرا لي وتوفني اذا كانت الوفاة خيرا لي.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دنیوی تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جو اس کو پہنچے موت کی آرزو نہ کرے لیکن چاہئے کہ کہے اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے

بہتر ہو اور موت دیجئے مجھ کو جب کہ موت میرے لئے بہتر ہو یعنی جینے سے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل بن علیة عن عبد العزیز ح واخبرنا عمران بن موسی قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا عبد العزیز عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لا یتمنی احدکم الموت لضر نزل بہ فان کان لابد متمنیا الموت فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیوة خیراً لی وتوفنی اذا کانت الوفاة خیراً لی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ تم میں سے کوئی شخص ضرر اور مصائب کے سبب سے جو اس کو پہنچے مرنے کی آرزو نہ کرے پس اگر موت کی آرزو کرنے والا ہی ہو تو چاہئے کہ کہے یا الٰہی مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھ کو موت دیجئے جب کہ مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

الدعاء بالموت

موت کی دعا کرنے کا بیان

اخبرنا احمد بن حفص بن عبد اللّٰہ قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراھیم بن طھمان عن الحجاج وھو المصری عن یونس عن ثابت عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتدعوا بالموت ولاتتمنوہ فمن کان داعیا لابد فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیوة خیراً لی وتوفنی اذا کانت الوفاة خیراً لی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم موت کی دعا مت کرو اور نہ اس کی آرزو کرو۔ پس اگر کوئی شخص ضرور دعا کرنے والا ہو تو چاہئے کہ یوں کہے اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے واسطے بہتر ہو اور مجھ کو موت دیجئے جبکہ مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا اسماعیل قال حدثنی قیس قال دخلت علی خباب وقد اکتوی فی بطنہ سبعاً وقال لو لا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھانا ان ندعو بالموت دعوت بہ.

قیس کہتے ہیں کہ میں خباب کے پاس گیا جب کہ انہوں نے اپنے بدن کی سات جگہوں پر داغ لگائے تھے اور فرمایا کہ اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں موت کی دعا کرتا۔

تشریح: یہاں پر اشکال یہ ہے کہ بعض روایات میں کسی عضو کو گرم لوہے سے داغ دینے سے منع فرمایا گیا ہے تو پھر حضرت خباب بن ارت جو کہ قدیم الاسلام صحابی ہیں اور تمام غزوات میں شریک رہے ہیں اپنے جسم کی سات جگہ پر کیوں داغ لئے تھے کیا ان کو ممانعت کی حدیث نہیں پہنچی تھی اس کا جواب بعضوں نے یہ دیا ہے کہ ممانعت والی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اس لئے فرمایا تھا کہ لوگ اعتقاد کرتے تھے کہ داغ دینے سے شفاء ہوتی ہے لیکن جس صورت میں یہ اعتقاد کرے کہ یہ اسباب علاج میں ایک سبب ہے اور شفاء دینے والا اللہ ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں یا حدیث ممانعت اس پر محمول ہے کہ داغ لینے کی ضرورت نہ ہو پھر

بھی داغ لگائے یا ممکن ہے کہ ممانعت شان توکل کے پیش نظر فرمائی ہو ورنہ اصل جواز میں کوئی کراہت نہیں جب کہ اس کی ضرورت ہو اس کی تائید کرتی ہے حدیث "لا یسترقون ولا یکتوون وعلی ربھم یتوکلون" یعنی مقرب بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نہ منتر کرتے کراتے ہیں اور نہ داغ دیتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں (مرقات ۸/۳۹۱، مظاہر حق)

كثرة ذكر الموت

موت کو بہت یاد کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن حريث قال اخبرنا الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو ح واخبرني محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا يزيد قال حدثنا محمد بن ابراهيم عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثروا ذكر هاذم اللذات قال ابو عبد الرحمن محمد بن ابراهيم والد ابي بكر بن ابي شيبة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیاوی لذتوں کو قطع کردینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

اخبرنا محمد بن المثنى عن يحيى عن الاعمش قال حدثني شقيق عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا حضرتم الميت فقولوا خيرا فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون فلما مات ابو سلمة قلت يا رسول الله كيف اقول قال قولي اللهم اغفر لنا وله واعقبني منه عقبى حسنة فاعقبني الله عز وجل منه محمدا صلى الله عليه وسلم.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم میت کے پاس موجود ہو تو بھلائی کی دعا کرو کیوں کہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو "اللھم اغفرلنا ولہ الخ" اے اللہ ہم کو بخش دے اور ان کو بھی بخش دے اور مجھ کو ان سے اچھا بدلہ دے پس اللہ بزرگ و برتر نے مجھ کو ان کے بدلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔

تشریح: علامہ سندھی وغیرہ نے کہا کہ لفظ ہاذم ذال معجمہ کے ساتھ ہے جس کے معنی قطع کرنے والے کے ہیں یہی صحیح ہے اور بعض شارحین نے جو دال مہملہ سے نقل کیا ہے جس کے معنی ڈھا دینے کے ہیں وہ صحیح نہیں کسی راوی کی غلطی ہوگی، دنیوی لذتوں اور شہوتوں میں مستغرق ہونا آخرت سے غافل کردیتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ انسان کثرت سے موت کو یاد کرے اس کے یاد کرنے سے سستی اور غفلت دور ہو جاتی ہے اور دنیا سے نفرت ہوتی ہے اور آخرت کی تیاری میں لگ جاتا ہے بہرحال ارشاد مبارک میں جس نسخہ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے وہ نہایت موثر نسخہ ہے اب جس کا جی چاہے وہ تجربہ کرکے دیکھ لے۔ دوسری حدیث جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس میں مردوں کے لئے دعائے خیر کی اور ان کی برائی ذکر نہ کرنے کی ہدایت فرمائی اس لئے کہ اگر وہ نیک کار ہے تو آخرت میں ثواب پائے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہو اور اگر نہ بخشا ہو تو تمہیں اس کو

پر کہنے میں کیا فائدہ؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا جب ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا یا رسول اللہ میں اس کے لئے کس طرح دعا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس دعا کی تعلیم دی "اللھم اغفرلہ ولہ الخ" وہ فرماتی ہیں کہ اس دعا کی بدولت اللہ جل شانہ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلہ میں نعم البدل یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں شامل ہونے کی سعادت عظمیٰ عطا فرمائی۔

تلقین المیت

مرنے کے قریب ہونے والے کے سامنے شہادتین پڑھنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا عمارۃ بن غزیۃ قال حدثنا یحیی بن عمارۃ قال سمعت ابا سعید ح واخبرنا قتیبۃ قال حدثنا عبد العزیز عن عمارۃ بن غزیۃ عن یحیی بن عمارۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلقین کرو لا الٰہ الا اللہ کی ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں۔

اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنی احمد بن اسحاق قال حدثنا وھیب قال حدثنا منصور بن صفیۃ عن امہ صفیۃ بنت شیبۃ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب الموت لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

تشریح: تلقین کے معنی ہیں سمجھانا، وہ یہاں مرنے والے شخص کے سامنے کلمہ توحید کا پڑھنا مراد ہے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے اس کو پڑھنے کا حکم نہ کرے اس لئے کہ شاید انکار کر بیٹھے اور مقصود اس تلقین سے مرنے والے شخص کا "آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو" اس نے اگر اس نے ایک مرتبہ پڑھ دیا تو پھر اس کا اعادہ نہ کرے۔ ہم نے تلقین میت کے جو معنی نقل کئے ہیں یہی معنی مراد لئے ہیں ابن حبان وغیرہ نے حدیث مذکور میں "کما ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور" بعض علماء نے کہا کہ تلقین مابعد الدفن پر محمول کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تلقین مروجہ مابعد الدفن سلف میں غیر معروف ہے بلکہ وہ بدعت یا بجاہ شدہ نفس ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اس پر محمول نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں تلقین کا لغوی معنی قریب المرگ میں حقیقت ہے اور مابعد الدفن میت میں اس کا استعمال مجاز ہے اور قریب الموت والا محتاج ہے اور نفع اٹھاتا ہے اس لئے حدیث مذکور میں تلقین کے وہی معنی مراد ہیں جو اوپر نقل کئے گئے ہیں اور یہ تلقین جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے لیکن ظاہر حدیث سے واجب معلوم ہوتی ہے یہی قول ایک جماعت علماء کا ہے بلکہ بعض مالکیہ نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (مرقات ۱/۶۹۸)

باب علامة موت المؤمن

مؤمن کی موت کی علامت کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی عن المثنی بن سعید عن قتادة عن عبد اللّٰہ بن بریدة عن ابیه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال موت المؤمن بعرق الجبین.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا یوسف ابن یعقوب قال حدثنا کهمس عن ابن بریدة عن ابیه قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول المؤمن یموت بعرق الجبین

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مؤمن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔

تشریح: علامہ تورپشتی نے کہا کہ اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ جان کنی کی شدت سے اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے دوسرا اس کلام سے اس طرف اشارہ ہے کہ مؤمن موت تک کسب حلال میں مشقت اٹھاتا ہے اور عبادت میں ریاضت کرتا ہے لیکن پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔ ابن الملک نے کہا کہ مؤمن پر موت کی شدت اور مشقت ہوتی ہے اس لئے اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے اس کے سبب سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آ جانا بھلائی کی علامت ہے اور بعضوں نے کہا کہ شدت موت کو "المؤمن یموت بعرق الجبین" سے تعبیر کیا ہے۔ (مرقات، ۲/۵۵، مظاہر حق)

شدة الموت

موت کی شدت

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عبد اللّٰہ بن یوسف قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن الهاد عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه عن عائشة قالت مات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وانه لبین حاقنتی وذاقنتی ولا اکره شدة الموت لاحد ابداً بعد ما رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت موت دیکھی اس کے بعد میں کسی کے واسطے بھی موت کی سختی کو برا نہیں سمجھتی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں یہ خیال کرتی تھی کہ موت کی شدت اور سختی بُرے

کس واسطے یا رسول اللہ حضور ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے غیر وطن میں مرتا ہے تو اس کے واسطے جنت میں ناپا جاتا ہے اس کے وطن سے اس کے قدم منتقل ہونے تک یعنی اتنی مقدار اس کو غیر وطن میں مرنے کی وجہ سے عطا کی جاتی ہے۔

تشریح: مطلب حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جب آدمی سفر میں انتقال کرتا ہے تو جتنی مسافت اس کے وطن اور اس جگہ کے درمیان جہاں مرا ہے ہوتی ہے اس قدر جگہ جنت میں اس کو ملتی ہے اور مراد سفر سے سفر طاعت ہے یعنی جہاد وغیرہ کا سفر۔

علامہ سندیؒ کا ارشاد:

علامہ موصوف "یالیتہ مات بغیر مولدہ" کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کلام سے حضور ﷺ کی تمنا یہ مراد نہیں کہ کاش غیر مدینہ میں انتقال کیا ہوتا بلکہ یہ مراد تھی کاش وہ شخص مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والا مسافر ہوتا اور اس میں انتقال کیا ہوتا کیوں کہ اگر کسی کی پیدائش مدینہ میں ہوئی ہو مگر اس کا انتقال کسی اور جگہ میں ہوا تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا انتقال اپنے غیر وطن میں ہوا اسی طرح جس کی پیدائش غیر مدینہ میں ہوئی ہو اور انتقال اس کا مدینہ میں ہوا اس کے بارے میں بھی یہ کہنا درست ہے کہ اس کا انتقال اپنے غیر وطن میں ہوا ہے بہرحال حضور ﷺ کی رغبت اور آرزو یہی تھی کہ آپ نے "یا لیتہ مات بغیر مولدہ" سے اظہار فرمایا ہے اس شخص کی طرف راغب ہونی چاہیے تاکہ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہو جس میں مدینہ منورہ میں موت کی فضیلت کا ذکر آیا ہے۔

باب ما یلقی به المؤمن من الکرامة عند خروج نفسه

روح نکلنے کے وقت مومن کے اکرام اور بزرگی کا بیان

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعید قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة عن قسامة بن زهیر عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا حضر المؤمن اتته ملائکة الرحمة بحریرة بیضاء فیقولون اخرجی راضیة مرضیة عنك الی روح اللّٰه وریحان ورب غیر غضبان فتخرج کاطیب ریح المسك حتی انه لیناوله بعضهم بعضا حتی یاتون به باب السماء فیقولون ما اطیب هذه الریح التی جاءتکم من الارض ویاتون به ارواح المؤمنین فلهم اشد فرحا به من احدکم بغائبه یقدم علیه فیسألونه ماذا فعل فلان ماذا فعل فلان فیقولون دعوه فانه کان فی غم الدنیا فاذا قال اما اتاکم قالوا ذهب به الی امه الهاویة وان الکافر اذا احتضر اتته ملائکة العذاب بمسح فیقولون اخرجی ساخطة مسخوطا علیك الی عذاب اللّٰه عزوجل فتخرج کانتن ریح جیفة حتی یاتون به باب السماء فیقولون ما انتن هذه الریح حتی یاتون به ارواح الکفار۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کو موت آتی ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں کہتے ہیں روح کو نکل تو اللہ کی رحمت اور رزق کی طرف اس حال میں کہ تو

غضب ناک نہیں تو اس سے راضی ہے اور وہ خوش ہے۔ راضی ہے پس روح مومن کی نکلتی ہے اس حالت میں کہ اس کی خوشبو دار ہوتی ہے جیسے بہترین خوشبو مشک کی کہ اس روح کو بعض فرشتے بعضوں سے لیتے ہیں (ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں) یہاں تک کہ اس کو آسمان کے دروازہ پر لاتے ہیں وہاں فرشتے آپس میں کہتے ہیں کیا خوب ہے یہ خوشبو جو زمین سے تمہارے پاس آئی ہے پھر اس کو ارواح مومنین کے پاس لاتے ہیں (یعنی علیین میں جہاں ان کی ارواح رہتی ہیں یا جنت میں) پس وہ روحیں بہت خوش ہوتی ہیں اس روح کے آنے کی وجہ سے جیسے کہ تم خوش ہوتے ہو جبکہ تمہارے پاس اپنا غائب شخص آتا ہے پھر مومنین کی ارواح اس روح سے پوچھتی ہیں کہ کیا کیا فلانے نے کیا کیا فلانے نے (یعنی فلانے فلانے آدمیوں کا کیا حال ہے جن کو ہم دنیا میں چھوڑ کر آئے ہیں) پھر روحیں آپس میں کہتی ہیں چھوڑ دو اس کو اس لئے کہ یہ دنیا کے غم میں تھی (یعنی جب راحت پائے گی تب پوچھنا) پھر یہ روح کہتی ہے کہ کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا وہ تو مر گیا پھر وہ کہتی ہیں وہ تو ہمارے پاس نہیں آیا اس کو اس کے اصل ٹھکانے دوزخ کی طرف لے جا کر اس میں ڈال دیا گیا ہوگا اور جب کافر کو موت آتی ہے تو اس کے پاس فرشتے عذاب کے ٹاٹ لے کر آتے ہیں پھر فرشتے کافر کی روح کو کہتے ہیں نکل تو اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف اس حالت میں کہ تو اللہ سے ناخوش تھی اور اللہ بھی تجھ سے ناخوش پس اس کی روح نہایت بدبودار مردار کی طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ فرشتے اس کو آسمان دنیا کے دروازہ پر لے جاتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کیسی گندی بدبو ہے یہاں تک کہ اس کو ارواح کفار کی جگہ میں یعنی سجین میں ڈال دیا جاتا ہے۔

فيمن احب لقاء الله

جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اس کے بارے میں جو معاملہ ہوتا ہے اس کا بیان

اخبرنا هناد عن ابي الزبيد وهو عبثر بن القاسم عن مطرف عن عامر عن شريح بن هانئ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه قال شريح فاتيت عائشة فقلت يا ام المؤمنين سمعت ابا هريرة يذكر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا ان كان كذالك فقد هلكنا قالت وماذاك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه ولكن ليس منا احد الا وهو يكره الموت قالت قد قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس بالذي تذهب اليه ولكن اذا طمح البصر وحشرج الصدر واقشعر الجلد فعند ذلك من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ راوی حدیث شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور عرض کیا اے ام المومنین میں نے ابوہریرہ

ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

اخبرنا ابو الاشعث قال حدثنا المعتمر قال سمعت ابی یحدث عن قتادۃ عن انس بن مالک عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاءہ۔

حضرت عبادۃ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا سعید ح واخبرنا حمید بن مسعدۃ عن خالد بن الحارث قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن زرارۃ عن سعد بن ہشام عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاءہ زاد عمرو فی حدیثہ فقیل یارسول اللّٰہ کراہیۃ لقاء اللّٰہ کراہیۃ الموت کلنا نکرہ الموت قال ذاک عند موتہ اذا بشر برحمۃ اللّٰہ ومغفرتہ احب لقاء اللّٰہ واحب اللّٰہ لقاءہ واذا بشر بعذاب اللّٰہ کرہ لقاء اللّٰہ وکرہ اللّٰہ لقاءہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناخوش رکھتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناخوش رکھتا ہے عمرو بن علی نے اپنی حدیث میں اتنا زائد بیان کیا ہے کہ کسی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ملاقات الٰہی کی کراہت موت کی کراہت سے ہوتی ہے کیوں کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ وہ ہر شخص کی موت کے وقت ہوتا ہے جب رحمت الٰہی اور اس کی مغفرت کی بشارت دی جاتی ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جب عذاب الٰہی کی خبر دی جاتی ہے تو بندہ ملاقات الٰہی کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح: ملاقات الٰہی اور چیز ہے موت اور چیز ہے موت وسیلہ ہے ملاقات الٰہی کا موت سے بالطبع ہر شخص کو کراہت ہوتی ہے اس سے ارشاد مذکور "من احب لقاء اللّٰہ الخ" وابستہ نہیں بلکہ وہ قریب المرگ کے وقت سے متعلق ہے نہ کہ اس سے پہلے کی حالت سے چنانچہ عمرو بن علی کی روایت میں کسی صحابی کے سوال پر اس کی وضاحت حضور ﷺ نے خود ہی فرما دی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اضطراب دور ہو گیا۔

تقبیل المیت

میت کو بوسہ دینا

اخبرنا احمد بن عمرو قال اخبرنا ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ

ان ابابکر قبل بین عینی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حالانکہ آپ وفات پا چکے تھے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم ومحمد بن المثنی قالا حدثنا یحیٰی عن سفیان قال حدثنی موسٰی بن ابی عائشة عن عبیداللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس وعن عائشة ان ابابکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت

حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا حالانکہ آپ میت تھے۔

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد اللہ قال قال معمر ویونس قال الزھری واخبرنی ابوسلمة ان عائشة اخبرته ان ابابکر اقبل علی فرس من مسکنه بالسنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجی ببرد حبرة فکشف عن وجھه ثم اکب علیه فقبله فبکی ثم قال بابی انت واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین ابدا اما الموتة التی کتبت علیک فقد متھا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر سے آئے ان کا گھر سنح میں تھا (یہ عوالی مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے) اپنے گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے لوگوں سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی چادر ڈالدی گئی (وفات کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر سے چادر ہٹائی پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور رونے پھر فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم خدا کی اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی دو موت کو جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کے لئے لکھ دی گئی وہ آپ کو ہو چکی ہے۔

تشریح: حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد کفن سے پہلے مسلمان کو بوسہ دینا درست ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قول "واللہ لا یجمع اللہ الخ" سے حضرت عمر پر رد کیا ہے وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اٹھائے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جیسے کہ ان کا قول بخاری کتاب المناقب میں ہے حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ پیغمبر اپنی قبر میں زندہ ہیں یہی قول اہل سنت کا ہے۔

تسجية الميت

میت کو ڈھانکنے کا بیان

اخبرنی محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال سمعت ابن المنکدر یقول سمعت جابرا یقول جئی

بابی یوم احد وقد مثل به فوضع بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد سجی بثوب فجعلت اريد ان اكشف عنه فنهانی قومی فامر به النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرفع فلما رفع سمع صوت باكية فقال من هذه فقالوا هذه بنت عمرو واخت عمرو قال فلا تبكي او فلم تبكي مازالت الملائكة تظله باجنحتها حتى رفع.

ابن المنکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ احد کے دن میرے باپ کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کے ناک کان کاٹ دیے گئے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا وہ ایک کپڑے میں ڈھکے ہوئے تھے میں نے اسے کھولنا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھانے کا حکم دیا جب اٹھایا گیا تو آپ نے کسی رونے والی عورت کی آواز سنی پوچھا کون ہے لوگوں نے بتایا یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے آپ نے فرمایا مت رو یا پھر فرمایا تو کیوں روتی ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ ڈالے رہے یہاں تک کہ اٹھایا گیا۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کنا ہیں اس لئے ایسی شخصیت پر رونا نہیں چاہیے بلکہ ان کے بلند مقام کا لحاظ کرتے ہوئے خوش ہونا چاہیے۔

فی البکاء علی المیت

میت پر رونے کے بارے میں جو وارد ہوا اس کا بیان

اخبرنا هناد بن السری قال حدثنا ابو الاحوص عن عطاء بن السائب عن عكرمة عن ابن عباس قال لما حضرت بنت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صغيرة فاخذها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضمها الى صدره ثم وضع يده عليها فقبضت وهي بين يدي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبكت ام ايمن فقال لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يا ام ايمن اتبكين ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندك فقالت مالي لا ابكي ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يبكي فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اني لست ابكي ولكنها رحمة ثم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤمن بخير على كل حال ينزع نفسه من بين جنبيه وهو يحمد اللّٰہ عزوجل.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی نواسی کی موت کا وقت آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا پھر اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی وفات ہوگئی، پس اُمّ ایمن چلا کر رونے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے اُمّ ایمن کیا تو روتی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس ہیں انہوں نے کہا میں کیوں نہ روؤں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چلا کر نہیں رو رہا ہوں میرا رونا (یعنی بلا صوت) رحمت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن ہر حال میں سرخرو رہتا ہے اس کی روح اس کے دونوں پہلو کے درمیان سے نکالی جاتی ہے اور وہ اللہ بزرگ و برتر کی تعریف کرتا

ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ثابت عن انس ان فاطمة بكت على رسول الله صلى الله عليه وسلم حين مات فقالت يا ابتاه من ربه ما ادناه يا ابتاه الى جبرئيل ننعاه يا ابتاه جنة الفردوس مأواه

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر رونے لگیں اے میرے باپ کس چیز نے آپ کو اپنے پروردگار کے قریب پہنچایا، اے میرے باپ ہم جبرئیل کو موت کی خبر پہنچاتے ہیں، جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔

اخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة عن محمد بن المنكدر عن جابر ان اباه قتل يوم احد قال فجعلت اكشف عن وجهه وابكي والناس ينهوني ورسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينهاني وجعلت عمتي تبكيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبكيه ما زالت الملائكة تظله باجنحتها حتى رفعتموه.

محمد بن منکدر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا اور رونے لگا اور لوگ مجھے روک رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو منع نہیں کرتے تھے اور میری پھوپھی ان پر رونے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر مت روؤ فرشتے برابر ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے ان کو اٹھا لیا۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے پر بغیر چلانے کے رونا جائز ہے لیکن واویلا کرنے اور چلا کے رونے کی اجازت نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی کی وفات پر حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رونے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ بلند آواز سے رونے لگی تھیں لیکن چونکہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بھی ٹپک رہے تھے اس لئے ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ بھی تو اتنی بلند شان اور معرفت کے باوجود رو رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رونا اس طرح کا نہیں جو ممنوع ہے بلکہ رحمت ہے یعنی نرم دلی اور مہربانی کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب میں رکھی ہے چنانچہ آگے ابو عثمان کی روایت میں آرہا ہے "هذه رحمة يجعلها الله في قلوب عباده الخ" یعنی تیرے رونے اور میرے رونے کے درمیان فرق ہے کہ ام ایمن تیرا رونا بلند آواز کی وجہ سے مذموم ہے کیونکہ یہ بے صبری کی علامت ہے اور میرا رونا آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کی حد تک ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے لہٰذا ام ایمن اپنی گریہ زاری کو میرے رونے پر قیاس مت کرو۔

اکابرین نے فرمایا کہ کسی رشتہ دار وغیرہ کے مرنے پر غم کرنا اور رونا بغیر نوحہ اور چلانے کے اہل السنہ کے نزدیک کامل تر ہے اس شخص کے حال سے کہ جس کا کوئی بیٹا مر جائے اور وہ اظہار خوشی کرے جیسے کہ صاحب حق کو اس کا حق دے دے۔

النهي عن البكاء على الميت

میت پر رونے کی ممانعت کا بیان

اخبرنا عتبة بن عبد الله بن عتبة قال قرأت على مالك عن عبد الله ابن عبد الله بن جابر بن عتيك ان عتيك بن الحارث وهو جد عبد الله بن عبد الله ابو امه اخبره ان جابر ابن عتيك اخبره ان النبي صلى الله عليه وسلم جاء يعود عبد الله بن ثابت فوجده قد غلب عليه فصاح به فلم يجبه فاسترجع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال قد غلبنا عليك ابا الربيع فصحن النساء وبكين فجعل ابن عتيك يسكتهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهن فاذا وجبت فلا تبكين باكية قالوا وما الوجوب يا رسول الله قال الموت قالت ابنته ان كنت لا رجو ان تكون شهيدا قد كنت قضيت جهازك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فان الله عزوجل قد اوقع اجره عليه على قدر نيته وما تعدون الشهادة قالوا القتل في سبيل الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله عزوجل المطعون شهيد والمبطون شهيد والغريق شهيد وصاحب الهدم شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد وصاحب الحرق شهيد والمرأة تموت بجمع شهيدة.

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ان کو اس حال میں پایا کہ ان پر شدت موت کا غلبہ ہوا آپ نے ان کو پکارا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا پس رسول اللہ ﷺ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور فرمایا ابو الربیع تیری موت کے معاملہ میں ہم پر تقدیر الٰہی غالب آ گئی یہ بات سن کر عورتیں چلانے اور رونے لگیں جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ ان کو چپ کرانے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو جب ان کا انتقال ہو جائے تو کوئی رونے والی عورت نہ روئے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وجب کا کیا معنی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ میں تو آپ کے شہید ہونے کی امید رکھتی ہوں میں نے آپ کا سامان سفر تیار کر رکھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے جہاد کا ثواب ان کی نیت کے مطابق دے دیا ہے تم شہادت کس کو سمجھتے ہو صحابہ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں مارے جانے کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہادت سات قسم کی ہے سوائے مارے جانے اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں جو طاعون میں مرے شہید ہے جو پیٹ کی بیماری سے مرے شہید ہے اور پانی میں ڈوبا ہوا شہید ہے (یعنی بدون اختیار کے) اور جو دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرے وہ شہید ہے اور ذات الجنب والا شہید ہے (ذات الجنب ایک بیماری ہے جس سے پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے پسلی کا درد) اور آگ میں جل کر مر جائے وہ شہید ہے اور جو عورت ولادت سے مر جائے وہ شہید ہے۔

اخبرنا يونس بن عبد الاعلى قال حدثنا عبد الله بن وهب قال قال معاوية ابن صالح وحدثني يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت لما اتى نعي زيد بن حارثة وجعفر بن ابي طالب وعبد الله بن

رواحة جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرف فيه الحزن وانا انظر من صير الباب فجاء ه رجل فقال ان نساء جعفر يبكين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انطلق فانههن فانطلق ثم جاء فقال قد نهيتهن فابين ان ينتهين فقال انطلق فانههن فانطلق ثم جاء فقال قد نهيتهن فابين ان ينتهين قال فانطلق فاحث في افواههن التراب فقالت عائشة فقلت ارغم الله انف الا بعد انك والله ما تركت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما انت بفاعل.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موت کی اطلاع آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں غمگین بیٹھے ہوئے تھے اور میں دروازے کی جھری سے دیکھ رہی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کیا کہ جعفر بن ابی طالب کی عورتیں رو رہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کو منع کرو وہ شخص گیا پھر آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان کو منع کیا مگر انہوں نے نہ مانا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کو منع کرو وہ گیا پھر آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان کو منع کیا مگر انہوں نے نہ مانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ان کے منہ میں مٹی ڈال دو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ خیر سے محروم ہونے والے کی ناک خاک آلود کرے خدا کی قسم تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑا اتنی تکلیف پہنچائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کا تجھ کو حکم کرتے ہیں اسے اچھی طرح بجا نہیں لاتا۔

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابوداؤد قال اخبرنا شعبة عن عبد الله بن صبيح قال سمعت محمد بن سيرين يقول ذكر عند عمران بن الحصين الميت يعذب ببكاء الحي فقال عمران قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم.

عبداللہ بن صبیح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین کو فرماتے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس کا ذکر آیا کہ میت کو اس کے قبیلے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اخبرنا سليمان بن يوسف قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب قال قال سالم سمعت عبدالله بن عمر يقول قال عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببكاء اهله عليه.

ابن شہاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سالم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والے کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

تشریح: حقیقی شہید مقتول فی سبیل اللہ ہے باقی شہداء حکمی ہیں یعنی ان کو بھی شہیدوں کا سا ثواب ملتا ہے اور شہداء حکمی کا ذکر احادیث مشہورہ میں بہت آیا ہے جن کو علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ میں جمع کیا ہے اور اسی سے مرقات جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ میں سب کو نقل کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے ان شہداء حکمی میں سے سات تو یہی ہیں جو عنوان کے ماتحت کی حدیث میں مذکور ہیں باقی مرقات صفحہ مذکورہ میں جو دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ارشاد نبوی "فاحث فی افواههن التراب" کے دو معنی ہیں بعض نے کہا کہ یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم قدرت رکھتے ہو تو ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو جو میت پر چلا کر روتی ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ کلام کنایہ ہے اس سے کہ ان عورتوں کو اپنی گریہ وزاری کی حالت میں چھوڑ دو کیوں کہ ان کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی ہے۔ (مرقات، مظاہر حق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ارشاد نبوی "یعذب المیت الخ" کی تعبیر اس خاص صورت میں ہے کہ مرتے وقت آدمی زور کے ساتھ رونے اور نوحہ کی وصیت کر جائے یا وہ شخص اپنی حیات میں گھر والوں کو بکاء مع الصوت سے منع نہیں کرتا تھا اس کو پسند کرتا تھا۔

النياحة على الميت

میت پر نوحہ کرنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن مطرف عن حكيم بن قيس ان قيس ابن عاصم قال لا تنوحوا عليّ فان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينح عليه مختصرا

قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر چلا کے نہ رونا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا۔

اخبرنا اسحاق قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ثابت عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ على النساء حين بايعهن ان لا ينحن فقلن يا رسول الله ان نساء اسعدننا في الجاهلية افنسعدهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا اسعاد في الاسلام.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے عہد لیا جب آپ نے ان سے بیعت لی کہ نوحہ نہیں کریں گی عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دور جاہلیت میں کچھ عورتوں نے نیاحت پر ہماری مدد کی تھی تو کیا ہم بھی ان کی مدد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں نیاحت پر مدد کرنا درست نہیں۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثنا قتادة عن سعيد بن المسيب عن

ابن عمر عن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المیت یعذب فی قبرہ بالنیاحۃ علیہ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میت کو اس کی قبر میں آواز کے ساتھ رونے پیٹنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنا محمد بن سلیمان قال اخبرنا ھشیم قال اخبرنا منصور ھو ابن زاذان عن الحسن عن عمران بن حصین قال المیت یعذب بنیاحۃ اھلہ علیہ فقال لہ رجل ارایت رجلاً مات بخراسان وناح اھلہ علیہ ھہنا اکان یعذب بنیا حۃ اھلہ علیہ قال صدق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکذبت انت.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میت کو اس کے گھر والے کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے ایک آدمی نے ان سے پوچھا بتلائے کہ ایک آدمی کا انتقال خراسان میں ہوا اور اس کے گھر والے نے اس پر یہاں نوحہ کیا تو اس کو عذاب دیا جائے گا اس کے گھر والے کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور تو جھوٹ بولتا ہے۔

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدۃ عن ھشام عن ابیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببکآء اھلہ علیہ فذکر ذلک لعائشۃ فقالت وھل انما مر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقبر فقال ان صاحب ھذا القبر لیعذب وان اھلہ یبکون علیہ ثم قرأت ولا تزر وازرۃ وزر اخری.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے جب اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن عمر بھول گئے بات صرف اتنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گذرے اسی وقت آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت پڑھی "ولا تزر وازرۃ وزر اخری"۔ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اخبرنا قتیبۃ عن مالک بن انس عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر عن ابیہ عن عمرۃ انھا اخبرتہ انھا سمعت عائشۃ وذکر لھا ان عبد اللّٰہ بن عمر یقول ان المیت لیعذب ببکآء الحی علیہ قالت عائشۃ یغفر اللّٰہ لابی عبد الرحمن اما انہ لم یکذب ولکن نسی او اخطأ انما مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب

عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مردے پر اس کے خاندان والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف کرے خبردار انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا غلطی کر گئے

بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت پر گزرے جس پر رویا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور وہ عذاب قبر میں گرفتار ہے۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء بن عبد الجبار عن سفيان قال قصه لنا عمرو بن دينار قال سمعت ابن ابي مليكة يقول قال ابن عباس قالت عائشة انما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل يزيد الكافر عذابا ببعض بكاء اهله عليه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل کافر کو اس کے گھر والے کے اس پر رونے سے مزید عذاب دیتا ہے۔

اخبرنا سليمان بن منصور البلخي قال حدثنا عبد الجبار بن الورد سمعت ابن ابي مليكة يقول لما هلكت ام ابان حضرت مع الناس فجلست بين يدي عبد الله بن عمرو ابن عباس فبكين النساء فقال ابن عمر الا تنهى هؤلاء عن البكاء فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الميت ليعذب ببعض بكاء اهله عليه فقال ابن عباس قد كان عمر يقول بعض ذلك خرجت مع عمر حتى اذا كنا بالبيداء راى ركبا تحت الشجرة فقال انظر من الركب فذهبت فاذا صهيب واهله فرجعت اليه فقلت يا امير المؤمنين هذا صهيب واهله فقال علي بصهيب فلما دخلنا المدينة اصيب عمر فجلس صهيب يبكي عنده يقول واخياه واخياه فقال عمر يا صهيب لا تبك فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الميت ليعذب ببعض بكاء اهله عليه قال فذكرت ذلك لعائشة فقالت اما والله ما تحدثون هذا الحديث عن كاذبين مكذبين ولكن السمع يخطئ وان لكم في القرآن لما يشفيكم ولا تزر وازرة وزر اخرى ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله ليزيد الكافر عذابا ببكاء اهله عليه.

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں جب ام ابان کا انتقال ہوا تو میں بھی لوگوں کے ساتھ ان کے جنازہ میں حاضر ہوا اور میں عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے بیٹھ گیا پس عورتوں نے رونا شروع کر دیا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تم ان عورتوں کو رونے سے منع نہیں کرتے ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میت کو اس پر اس کے گھر والے کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کچھ فرماتے تھے (یعنی ان کے نزدیک بھی آواز کے ساتھ رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے) میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (مکہ سے) نکلا یہاں تک کہ ہم بیداء میں پہنچے انہوں نے ایک درخت کے نیچے قافلہ دیکھ کر فرمایا کہ دیکھو کن لوگوں کا قافلہ ہے میں وہاں گیا تو دیکھا صہیب اور ان کے گھر والے ہیں پھر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آیا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین یہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گھر والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ الغرض جب ہم مدینہ میں پہنچے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے

روتے ہوئے آئے کہنے لگے ہائے میرا بھائی ہائے میرا ساتھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو مت کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مردے کو اس پر اس کے گھر والے کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا قسم بخدا تم یہ حدیث نہ جھوٹے اور جھٹلائے گئے سے بیان نہیں کرتے ہو لیکن سماعت چوک گئی ہے اور قرآن میں تمہارے لئے وہ چیز ہے جو تم کو کفایت کرتی ہے یعنی "ولا تزر وازرۃ وزر اخری" بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا اس پر اس کے گھر والے کے رونے سے زیادہ عذاب دیتا ہے۔

تشریح: عنوان کی آخری حدیث جس میں ام ابان کی وفات کا ذکر ہے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں جس کا انتقال مکہ میں ہوا اس کی تعزیت جنازہ میں راوی حدیث عبد اللہ بن ابی ملیکہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ شریک ہوئے وہاں یہ قصہ پیش آیا راوی حدیث اسی کو نقل کرتے ہیں جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔

ایک اختلافی مسئلہ اور اس کا حل:

حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے یہ تھی کہ مردے پر چاہے مومن ہو یا کافر بلند آواز سے رونے اور نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے ان کی دلیل یہی حدیث مرفوع ہے "ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ" یہ مطلق ہے اس میں نہ تو مومن کی قید ہے نہ کافر کی لہذا سب کو شامل ہے جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ بخدا تم یہ حدیث نہ جھوٹ بولنے والے اور جھٹلائے گئے سے بیان نہیں کرتے ہو "ولکن السمع یخطئ" لیکن سماعت کبھی کبھار غلطی کر جاتی ہے تمہارے لئے قرآن پاک میں وہ بات ہے جو تم کو کفایت کرتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ولا تزر وازرۃ وزر اخری" یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اب آدمی کے ساتھ رونا اور نوحہ کرنا یہ میت کا فعل نہیں ہے اس کی وجہ سے مومن میت پر کیوں عذاب ہوگا البتہ کافر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا "ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ" اس بنا پر وہ فرماتی تھیں کہ ان المیت لیعذب الحدیث کے نقل کرنے میں وہم ہوگیا ہے انہوں نے اس حدیث کا انکار کردیا اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ توجیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آیت قرآنی سے سمجھا ہے وہ ان کے اپنے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث مذکورہ محدثین کی ایک جماعت نے صحیح طریقوں اور الفاظ صریحہ کے ساتھ روایت کیا ہے اب جن لوگوں نے اس کو یاد رکھا ان کی نقل ثابت ہوئی دوسرے کے مقابلہ میں جنہوں نے یاد نہیں رکھا اور مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع راجح ہوگی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امام بخاری کا جواب:

امام بخاری نے آیت قرآنی اور حدیث میں تطبیق دینے کے لئے کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے جس کا حاصل یہ

ہے کہ عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ نوحہ کرتے تھے بلکہ بعض تو اس کی وصیت بھی کر جاتے تھے اب جن روایت میں رونے پر سخت وعید آئی ہے اس سے وہ رونا مراد ہے جو میت کے ذریعے سے جاری ہوا ہو اور زور سے رونا اپنی زندگی میں اس کا طریقہ رہا ہو لیکن اگر میت کی اپنی زندگی میں زور سے رونے اور نوحہ کرنے کی عادت نہ تھی بلکہ اس سے منع کرتا تھا مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس پر نوحہ کریں تو یہ آیت قرآنی جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا تھا یعنی "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" کا مصداق ہوگی۔ بعض حضرات نے کہا کہ مراد عذاب سے یہ ہے کہ میت کو اس پر اس گھر والوں کے نوحہ کرنے سے رنج ہوتا ہے جیسا کہ اس کو رنج ہوتا ہے گھر والوں کے اور گناہوں کی اطلاع سے اور خوشی ہوتی ہے اچھے اعمال کی اطلاع سے، اس سے حدیث اور آیت قرآنی میں موافقت ہو جاتی ہے۔ (مرقات، مظاہر حق، حاشیہ النسائی)

باب الرخصة في البكاء على الميت

میت پر رونے کی اجازت کا بیان

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا اسماعيل هو ابن جعفر عن محمد بن عمرو بن حلحلة عن محمد بن عمرو بن عطاء ان سلمة بن الازرق قال سمعت ابا هريرة قال مات ميت من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجتمع النساء يبكين عليه فقام عمر ينهاهن ويطردهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهن يا عمر فان العين دامعة والقلب مصاب والعهد قريب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک مرنے والا مر گیا یعنی حضرت زینب تو عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے ان کو منع کرتے اور دھکا دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ان کو چھوڑ دے اس لئے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہے اور مرنے کا وقت قریب ہے۔

تشریح: ظاہر یہی ہے کہ وہ عورتیں بغیر نوحہ کرنے کے کچھ آواز سے روتی ہوں گی تاہم کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر نوحہ جو شریعت میں ممنوع ہے وہ کرنے لگیں اس لئے ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا ہے یقین چونکہ اس طرح کی گریہ وزاری میں کوئی قباحت نہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع فرمایا اور اس کا عذر بیان کیا کہ "فان العين دامعة الخ" کہ اس وقت رنج و غم کا اظہار کرنا اور آنسو بہانا غیر اختیاری ہوتا ہے اور امر غیر اختیاری میں انسان معذور ہے۔

دعوى الجاهلية

جاہلیت کا سا پکارنا اور ماتم کرنا

اخبرنا علي بن خشرم قال حدثنا عيسى عن الاعمش ح واخبرنا الحسن بن اسماعيل قال حدثنا جرير عن الاعمش عن عبد الله بن مرة عن مسروق عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعاء الجاهلية واللفظ لعلي وقال الحسن بدعوى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہمارے اہل طریقہ میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور پکارے موت وغیرہ کو جیسے اہل جاہلیت پکارتے تھے۔

السلق

چلانا مصیبت کے وقت

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن عوف عن خالد الاحدب عن صفوان بن محرز قال اغمي على ابي موسى فبكوا عليه فقال ابرأ اليكم كما برئ الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من حلق ولا خرق ولا سلق.

صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہوئے تو لوگوں نے ان پر رونا شروع کر دیا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ہوش میں آنے کے بعد) فرمایا میں تمہارے اس شخص سے بیزار ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری ظاہر فرمائی کہ ہم میں سے نہیں وہ شخص جو (مصیبت کے وقت) سر مونڈے اور کپڑے پھاڑے اور چلائے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ مصیبت اور موت کے وقت رخساروں کا پیٹنا گریبان کا پھاڑنا سر مونڈنا کپڑوں کا پھاڑنا چلانا اور جاہلیت کا سا پکارنا یعنی رونے کے وقت واویلا کرنا جیسے اہل جاہلیت کہتے تھے مثلاً وا ویلاہ وا ثبوراہ یعنی ہلاکت اور موت کو پکارنا تو یہ ساری چیزیں دور جاہلیت میں اکثر عورتیں کرتی تھیں مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہئے کیونکہ ان حرکات کے کرنے سے حضور ﷺ بیزار ہوتے ہیں۔

ضرب الخدود

رخساروں کا پیٹنا

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا يحيى قال حدثنا سفيان قال حدثني زبيد عن ابراهيم عن مسروق عن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے طریقہ پر موت وغیرہ کو پکارے وہ ہم میں سے نہیں۔

الحلق

سر مونڈنا

اخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال حدثنا جعفر بن عون قال اخبرنا ابو عميس عن ابي صخرة

عن عبد الرحمن بن یزید وابی بردۃ قالا لما ثقل ابو موسی اقبلت امراتہ تصیح قالا فافاق فقال الا اخبرک انی بریء ممن بریء منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالا وکان یحدثھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی بریء ممن حلق وخرق وسلق۔

عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت بیماری کی وجہ سے بیہوش ہوئے تو ان کی بیوی چلا کر رونے لگی پھر ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا کیا میں تجھ کو اس بات کی خبر نہ دوں کہ بیشک میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں ان دونوں راویوں نے کہا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی سے حدیث بیان کرتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں جو (مصیبت کے وقت) سر منڈائے اور کپڑے پھاڑے اور چلا کر روئے۔

شق الجیوب

گریبانوں کا پھاڑنا دور جاہلیت کا فعل ہے

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن زبید عن ابراھیم عن مسروق عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور اسی طرح واویلا کرے جس طرح اہل جاہلیت کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال اخبرنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن منصور عن ابراھیم عن یزید بن اوس عن ابی موسی انہ اغمی علیہ فبکت ام ولد لہ فلما افاق قال لھا اما بلغک ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالناھا فقالت قال لیس منا من سلق وحلق وخرق۔

یزید بن اوس روایت کرتے ہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بیہوش ہوئے تو ان کی ام ولد نے ان پر چلانا شروع کر دیا جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے تو اس سے کہا کیا تجھ کو وہ بات نہیں پہنچی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یزید بن اوس کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (موت کے وقت) چلائے اور سر منڈائے اور کپڑے پھاڑے۔

اخبرنا عبدۃ بن عبد اللہ قال حدثنا یحیی بن آدم قال حدثنا اسرائیل عن منصور عن ابراھیم عن یزید بن اوس عن ام عبد اللہ امراۃ ابی موسی عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من حلق وسلق وخرق۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سر منڈائے اور چلا کر روئے اور

کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔

اخبرنا هناد بن ابي معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن سهم بن منجاب عن القرثع قال لما ثقل ابو موسى صاحت امرأته فقال اما علمت ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت بلى ثم سكتت فقيل لها بعد ذلك اي شيء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من حلق او سلق او خرق.

قرثع سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہوئے تو ان کی بیوی چلا اٹھی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تجھ کو معلوم نہیں جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس نے کہا کہ ہاں معلوم ہے پھر چپ رہی اس کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بات فرمائی تھی اس نے کہا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو (مصیبت کے وقت) سر منڈائے یا چلائے یا کپڑے پھاڑے۔

الامر بالاحتساب والصبر عند المصيبة

مصیبت کے وقت صبر اور ثواب کی امید رکھنے کا حکم دینا

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبدالله عن عاصم بن سليمان عن ابي عثمان قال حدثني اسامة بن زيد قال ارسلت بنت النبي صلى الله عليه وسلم اليه ان ابنا لي قبض فأتنا فارسل يقرأ السلام ويقول ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل شيء عند الله باجل مسمى فلتصبر ولتحتسب فارسلت اليه تقسم عليه ليأتينها فقام ومعه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وابي بن كعب وزيد بن ثابت ورجال فرفع الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبي ونفسه تتقعقع ففاضت عيناه فقال سعد يا رسول الله ما هذا قال هذا رحمة يجعلها الله في قلوب عباده وانما يرحم الله من عباده الرحماء.

ابی عثمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے اسامہ بن زید نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا ہے کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے آپ تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کہلا بھیجا اور فرمایا کہ اللہ کے واسطے ہے وہ چیز جو اس نے لے لی اور اس کے واسطے ہے وہ چیز جو اس نے دی اور ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک وقت مقرر ہے (یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اتنی مقدر تھی جتنا جیا) اس لئے تم کو صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی امید رکھنی چاہئے پھر دوبارہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کسی کے ذریعہ قسم کھا کر کہہ دی تھی کہ ضرور تشریف لائے پس آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت ان کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بچے کو پیش کیا گیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا ان کی روح حرکت کر رہی تھی یعنی وہ جان کنی کی حالت میں تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں پر رحمت کرتا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ثابت قال سمعت انساً یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الصبر عند الصدمة الاولی۔

ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبر صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے اسی کا اعتبار ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابو ایاس وھو معاویة بن قرة عن ابیه ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ومعه ابن له فقال له اتحبه فقال احبك اللّٰہ کما احبه فمات ففقده فسأل عنه فقال ما یسرك ان لا تاتی بابا من ابواب الجنة الا وجدته عنده یسعی یفتح لك الباب

معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو اس سے محبت کرتا ہے اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرے جیسے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (باپ کے ساتھ) نہ پایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال پوچھا (آپ کو بتایا گیا اس کا بیٹا مر گیا) پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو کو خوش نہیں کرتا کہ تو جنت کے دروازوں سے کسی دروازے پر نہ آوے گا مگر تو اس کو اس کے پاس دوڑتا ہوا پائے گا وہ تیرے واسطے دروازہ کھولے گا۔

تشریح: عنوان کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی رشتہ دار وغیرہ کی موت پر آنسو جاری ہونا منع نہیں تو پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہانے پر اعتراض کیوں کیا؟ اس کا جواب میرک نے یہ دیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گمان کیا کہ رونے کے تمام اقسام ممنوع ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاید بھولے سے رو رہے ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بتایا کہ آنسو جاری ہونا حرام و مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت کی علامت ہے اور فضیلت ہے البتہ نوحہ اور گریبان چاک کرنا اور منہ پیٹنا حرام ہے۔ (مرقات: ۵/۲۰، مظاہر حق)

دوسری روایت میں حدیث کے آخری جملے کے معنی یہ ہیں کہ شریعت کی نظر میں صبر کامل اور پسندیدہ جس پر ثواب کا وعدہ ہے وہی ہوتا ہے کہ ابتدائے مصیبت میں صبر کرے ورنہ کچھ دنوں کے بعد تو خود بخود صبر آ جاتا ہے۔ (قالہ الخطابی، زہر الربی، مظاہر حق)

ثواب من صبر واحتسب

جو صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اس کا بدلہ

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰہ قال اخبرنا عمر بن سعید بن ابی حسین ان عمرو بن شعیب کتب الی عبد اللّٰہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین یعزیه بابن له هلك فذکر فی کتابه انه سمع

اباہ یحدث عن جدہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یرضی لعبدہ المؤمن اذا ذھب بصفیہ من اھل الارض فصبر واحتسب وقال ما امر بہ بثواب دون الجنۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل دنیا میں سے بندہ مومن کی محبوب چیز فوت ہو جاتی ہے تو وہ اس پر خالص اللہ کے واسطے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سوائے بہشت کے کسی اور بدلہ کے ساتھ راضی نہیں ہوتا ہے۔

تشریح: لفظ صفی کے معنی انسان کی پسندیدہ اور محبوب چیز کے ہیں جیسے فرزند یا اولاد وغیرہ، نہایہ میں لکھا ہے "صفی الرجل الذی یصافیہ الود ویخلصہ لہ" یعنی آدمی جس سے بے لوث اور خالص دوستی اور محبت کرتا ہے اسے صفی کہتے ہیں مثلاً فرزند وغیرہ اور ہر شخص اہل دنیا میں سے اپنے فرزند وغیرہ سے زیادہ تعلق اور محبت رکھتا ہے لہٰذا جو اپنے بچے وغیرہ کی موت پر اجر و ثواب کی امید پر صبر کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور بہشت عطا فرمائے گا۔

ثواب من احتسب ثلثۃ من صلبہ

جو اپنے تین حقیقی فرزندوں کی موت پر احتساب کرے اس کے بدلے کا بیان

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح قال حدثنا ابن وھب حدثنی عمرو قال حدثنی بکیر ابن عبد اللہ عن عمران بن نافع عن حفص بن عبید اللہ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احتسب ثلثۃ من صلبہ دخل الجنۃ فقامت امراۃ فقالت او اثنان قال او اثنان قالت المراۃ یالیتنی قلت واحدا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تین حقیقی اولاد کی موت پر امید ثواب رکھتے ہوئے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ کسی کے دو فرزند مریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی یہی بشارت ہے اس عورت نے کہا کاش میں آپ کے بارے میں دریافت کرتی۔

من یتوفی لہ ثلثۃ

جس کے تین فرزند مر جائیں

اخبرنا یوسف بن حماد قال حدثنا عبد الوارث عن عبد العزیز عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یتوفی لہ ثلثۃ من الولد لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین فرزند مر جائیں جو حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اس کی اولاد پر اپنی زیادتی رحمت کے دینے سے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل عن یونس عن الحسن عن صعصعة بن معاویة قال لقیت اباذر قلت حدثنی قال نعم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من مسلمین یموت بینہما ثلثة اولاد لم یبلغوا الحنث الا غفر اللّٰہ لہما بفضل رحمتہ ایاہم۔

صعصعہ بن معاویہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور عرض کیا مجھ سے کوئی حدیث بیان کیجئے انہوں نے کہا جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے تین فرزند مرجائیں جو حد بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دے گا ان کے بچوں پر اپنے فضل وکرم کے ذریعہ سے۔

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالک عن ابن شہاب عن سعید عن ابی ہریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لایموت لاحد من المسلمین ثلثة من الولد فتمسہ النار الا تحلة القسم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہوگا کہ کسی مسلمان کے تین فرزند مرجائیں پھر وہ آگ میں داخل ہو مگر قسم کو پورا کرنے کے واسطے۔

اخبرنا محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیة وعبد الرحمن بن محمد قالا حدثنا اسحق وھو الازرق عن عوف عن محمد عن ابی ہریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مامن مسلمین یموت بینہما ثلثة اولاد لم یبلغوا الحنث الا ادخلہما اللّٰہ الجنة بفضل رحمتہ ایاہم قال یقال لہم ادخلوا الجنة فیقولون حتی یدخل اٰباؤنا فیقال ادخلوا الجنة انتم واٰباؤکم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جن دو مسلمانوں کے تین اولاد کا انتقال ہوجائے جو حد بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ ان اولاد پر اپنے فضل وکرم کی بدولت ان کے والدین کو جنت میں داخل کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بچوں سے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہوجاؤ وہ عرض کریں گے جب تک ہمارے ماں باپ داخل نہ ہوں گے ہم بھی نہیں جائیں گے پھر کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے والدین جنت میں داخل ہوجاؤ۔

تشریح: اس عنوان کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت جو اس کے اندر مذکور ہے وہ مسلمان کے نابالغ اولاد کی موت کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ حدیث میں غیر بالغ کی قید آئی ہے لہٰذا بالغ اولاد مرجانے کی صورت میں یہ فضیلت نہیں کیونکہ حدیث کا فقرہ "بفضل رحمتہ ایاہم" اس کی مساعدت نہیں کرتا۔ کذا فی حاشیة النسائی للعلامة السندی:

تیسری حدیث جو قتیبہ بن سعید سے مروی ہے اس میں آیا ہے "الا تحلة القسم" مطلب اس کا یہ ہے کہ جس مسلمان کے تین فرزند بلوغ سے پہلے مرجائیں وہ دوزخ میں نہیں جائے گا بلکہ صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے دوزخ میں داخل ہوگا اگرچہ بہت ہی تھوڑی سی ساعت کے لئے کیوں نہ ہو۔

اس قسم کا ذکر اس آیت میں ہے "وان منکم الا واردھا الخ" تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے یعنی پل صراط اس پر کھڑا ہوگا اور سب اس پر سے گذریں گے بدکار رکیں گے اور تکلیف پائیں گے اور نیک کار خیر وعافیت سے گذر جائیں گے تو اس آیت میں جو بات قسم کے ساتھ فرمائی اس کے حق ہونے کے لئے اس شخص مذکور کا صرف گذرنا پل صراط پر سے ہوگا

عذاب اس کو نہیں ہوگا۔

من قدم ثلثة

جس نے تین بچوں کو آگے بھیجا

اخبرنا اسحاق قال اخبرنا جرير قال حدثنى طلق بن معاوية وحفص بن غياث قال حدثنى جدى طلق بن معاوية عن ابى زرعة عن ابى هريرة قال جاء ت امراة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بابن لها يشتكى فقالت يا رسول الله اخاف عليه وقد قدمت ثلثة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد احتظرت بحظار شديد من النار۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ بیٹا بیمار تھا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو اس کی موت کا اندیشہ ہے میں زندگی میں تین فرزند آگے بھیج چکی ہوں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے دوزخ سے بچاؤ کے لیے مضبوط حائل بنا لیا۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے تین معصوم بچے جو مر گئے ہیں وہ مضبوط باڑے کی طرح ہیں جو تجھے دوزخ سے بچا لیں گے۔

باب النعى

موت کی خبر دینے کا بیان

اخبرنا اسحاق قال حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن حميد بن هلال عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى زيداً وجعفراً قبل ان يجيء خبرهم فنعاهم وعيناه تذرفان۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موت کی خبر پہنچائی اس سے پہلے کہ اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے مرنے کی اطلاع نہیں پہنچی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يعقوب قال حدثنا ابى عن صالح عن ابن شهاب قال حدثنى ابوسلمة وابن المسيب ان اباهريرة اخبرهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى لهم النجاشى صاحب الحبشة اليوم الذى مات فيه وقال استغفروا لاخيكم۔

ابوسلمہ اور ابن المسیب کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے حکمران نجاشی کی موت کی خبر لوگوں کو پہنچائی جس دن ان کا انتقال ہوا اور فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے واسطے مغفرت کی دعا کرو۔

اخبرنا عبيدالله بن فضالة ابن ابراهيم قال حدثنا ابى قال سعيد حدثنى ربيعة بن سيف المعافرى

عن ابي عبد الرحمن الحبلي عن عبد الله بن عمرو قال بينما نحن نسير مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ بصر بامرأة لانظن انه عرفها فلما توسط الطريق وقف حتى انتهت اليه فاذا فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها ما اخرجك من بيتك يا فاطمة قالت اتيت اهل هذا الميت فترحمت اليهم وعزيتهم بميتهم قال لعلك بلغت معهم الكدى قالت معاذ الله ان اكون بلغتها وقد سمعتك تذكر في ذلك ما تذكر فقال لها لو بلغتها معهم ما رأيت الجنة حتى يراها جد ابيك قال ابو عبد الرحمن ربيعة ضعيف.

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ کے ساتھ چل رہے تھے اچانک حضور کی نگاہ ایک عورت پر پڑی وہ عورت یہ گمان نہیں کر رہی تھی کہ حضور نے مجھ کو پہچان لیا جب حضور راستے کے بیچ میں پہنچ کر ٹھہر گئے حتیٰ کہ وہ عورت آپ کے پاس آ پہنچی تو وہ رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ تھیں حضور نے ان سے پوچھا فاطمہ تجھے کس چیز نے اپنے گھر سے نکالا؟ بولیں میں اس میت کے گھر والے کے پاس گئی تھی میں نے ان کی میت کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی میت پر رحم کرے اور ان کو تسلی دی حضور نے فرمایا شاید کہ تو ان کے جنازہ کے ساتھ قبرستان میں گئی تھی حضرت فاطمہ نے کہا خدا کی پناہ کہ میں قبرستان میں جاؤں حالانکہ میں نے آپ سے عورتوں کے وہاں جانے کے بارے میں وہ باتیں سنی ہیں جو آپ بیان کرتے تھے حضور نے فرمایا اگر تو ان کے ساتھ مقابر میں جاتی تو اس وقت تک جنت نہ دیکھتی جب تک کہ تیرے باپ کا دادا اس کو نہ دیکھ لے۔

تشریح: عنوان کے تحت کی روایت سے معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے کی خبر دینا جائز ہے چنانچہ حضور نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچائی البتہ ممانعت اس خبر موت کی ہے جس کا رواج دور جاہلیت میں تھا کہ کسی مردے کے افعال وغیرہ پر فخر کیا جائے۔ (فائدہ علامہ السندی)

دوسری روایت سے بھی کسی کی موت کی خبر دینے کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ جس دن نجاشی کی وفات ہوئی اسی دن ان کی وفات کی اطلاع حضور نے لوگوں کو دی اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے واسطے استغفار کرو نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے نام ان کا اصحمہ تھا شروع میں دین نصاریٰ پر تھے پھر حضور پر ایمان لائے۔

تیسری روایت سے معلوم ہوا کہ تعزیت جائز ہے اور اس کے لئے عورتوں کا نکلنا بھی جائز ہے اس حدیث کے ظاہر الفاظ "لو بلغتها معهم الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جنازہ کے ساتھ قبر تک جاوے تو اس کا یہ عمل خلود فی النار کا موجب ہوگا حالانکہ یہ بات قواعد اہل سنت کے خلاف ہے بہت سے بہت اس عورت کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہوگا اور کوئی گناہ سوائے شرک کے باعث خلود فی النار نہیں ہوتا یہی مسلک اہل سنت کا ہے لہٰذا حضور نے اپنے لخت جگر حضرت فاطمہ کے حق میں جو کلام فرمایا یعنی "لو بلغتها معهم الخ" وہ تہدید و تشدید پر محمول ہے۔ (ملخصاً من حاشية السندي للعلامة السيوطي والسندي)

غسل الميت بالماء والسدر

بیری کے پتوں سے پانی کو جوش دے کر اس سے میت کو نہلانے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ايوب عن محمد بن سيرين ان ام عطية الانصارية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا اوشيئا من كافور فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فاعطانا حقوه فقال اشعرنها اياه.

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم یہ مناسب سمجھو بیری کے پتوں سے جوش دیا گیا پانی کے ساتھ غسل دیا کرو اور آخری بار میں کافور ڈالو یا کچھ کافور سے پھر جب تم فارغ ہو تو مجھ کو اطلاع کرو جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے آپ کو اطلاع کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کو ان کے بدن پر لپیٹ دو۔

تشریح: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ غسل میت میں کوئی تحدید نہیں بلکہ مقصود پاکی وصفائی ہے البتہ طاق عدد کی رعایت مستحب ہے دوسرے جس پانی کو بیری کے پتوں سے جوش دیا جائے اس سے میت کو نہلا دے اس سے میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور خوب پاکی وصفائی ہوتی ہے اور آخری بار کے غسل میں کافور پانی میں ملا دے۔ ابوداؤد شریف میں ابن سیرینؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے غسل میت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیکھا تھا وہ بیری کے پتوں سے دو بار نہلاتی تھی اور تیسری بار کافور کے پانی سے یہاں پر یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر پہلے غسل میں پاک وصاف ہو جائے تو تین بار نہلانا مستحب ہے ضروری نہیں تیسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند غسل دینے والی عورتوں کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بدن پر لپیٹ دو یعنی کفن کے نیچے رکھو دو کہ بدن سے لگا رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند صاحبزادی کے لئے عنایت کیا تا کہ اس کی برکت ان کو حاصل ہو اس سے معلوم ہوا کہ آثار صالحین کے ساتھ تبرک مشروع ہے۔ (كذا في حاشية النسائي، ومظاهر حق)

غسل الميت بالحميم

گرم پانی سے میت کو نہلانا

اخبرنا قتيبة بن سعيد حدثنا الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الحسن مولى ام قيس بنت محصن عن ام قيس قالت توفي ابني فجزعت عليه فقلت للذي يغسله لاتغسل ابني بالماء البارد فتقتله فانطلق عكاشة بن محصن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره بقولها فتبسم ثم قال ما قالت طال عمرها فلا نعلم امرأة عمرت ما عمرت.

ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا مر گیا اس لئے میں گھبرا گئی میں نے اس شخص سے کہا جو غسل دے رہا تھا کہ ٹھنڈے پانی سے میرے بیٹے کو غسل نہ دو ورنہ تم اس کو مار ڈالو گے پھر عکاشہ ابن محصن رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان کی بہن کی بات نقل کی حضور ﷺ مسکرائے پھر فرمایا کہ ام قیس نے کیا عجیب بات کہی اس کی عمر دراز ہو راوی حدیث کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی عورت اتنی لمبی عمر پائی ہو جتنی ام قیس نے پائی۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ گرم پانی سے مردے کو غسل دینا جائز ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ام قیس کے قول "لا تغسل ابنی بالماء البارد" پر نکیر نہیں فرمائی جس سے جواز معلوم ہوا دوسری بات یہ کہ حضور ﷺ کی دعا سے بڑی لمبی زندگی جو ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی یہ وہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔ (قاله علامة السندي)

نقض راس المیت

میت کے سر کے بالوں کا کھولنا

اخبرنا یوسف ابن سعید قال حدثنا حجاج عن ابن جریج قال ایوب وسمعت حفصة تقول حدثتنا ام عطية انهن جعلن رأس بنت النبي صلى الله عليه وسلم ثلثة قرون قلت نقضنه وجعلنه ثلثة قرون قالت نعم.

حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں کہ ہم سے ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی کو نہلانے والی عورتوں نے ان کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں کر دیں میں نے پوچھا کیا ان عورتوں نے ان کے سر کے بالوں کو کھول کر ان کی تین چوٹیں کر دیں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہاں۔

میامن المیت ومواضع الوضوء منه

میت کی داہنی طرف سے اور اس کے اعضاء وضوء سے غسل شروع کرنا

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا احمد ابن محمد بن حنبل قال حدثنا اسماعيل عن خالد عن حفصة عن ام عطية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في غسل ابنته ابدان بميامنها ومواضع الوضوء منها.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل میں نہلانے والی عورتوں سے فرمایا کہ ان کی داہنی طرف سے اور اعضاء وضوء سے غسل شروع کرو۔

غسل المیت وترا

میت کو طاق غسل دینا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا هشام قال حدثتنا حفصة عن ام عطية قالت

ماتت احدی بنات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فارسل الینا فقال اغسلنھا بماء وسدر واغسلنھا وترا ثلثا او خمسا او سبعا ان رایتن ذلک واجعلن فی الآخرۃ شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنھا ایاہ ومشطناھا ثلثۃ قرون والقیناھا من خلفھا۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ذریعہ ہم کو بلایا اور فرمایا تم ان کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور ان کو طاق غسل دو تین یا پانچ یا سات بار اگر تم مناسب خیال کرو اور آخری بار کے غسل میں کچھ کافور پانی میں ڈال دینا جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو اس کی اطلاع دو ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں جب ہم فارغ ہوئے غسل سے تو ہم نے آپ کو اطلاع کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا اس کو صاحبزادی کے بدن پر لگا دو اور ہم نے کنگھی سے اس کے بالوں کو کھول کر ان کی تین چوٹیاں کر دیں اور ان کو اس کے پیچھے کی طرف ڈال دیا۔

غسل المیت اکثر من خمس

میت کو پانچ بار سے زیادہ نہلانا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود عن یزید قال حدثنا ایوب عن محمد بن سیرین عن ام عطیۃ قالت دخل علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنھا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رایتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنھا ایاہ۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اس کو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم بہتر خیال کرو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے ملا دینا پانی میں پھر جب غسل پورا ہو تو مجھے مطلع کر دینا جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی آپ نے اپنا تہبند ہماری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

غسل المیت اکثر من سبعۃ

میت کو سات بار سے زیادہ نہلانا

اخبرنا قتیبۃ حدثنا حماد حدثنا ایوب عن محمد عن ام عطیۃ قالت توفیت احدی بنات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فارسل الینا فقال اغسلنھا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رایتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنھا ایاہ۔

ام عطیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کی وفات ہوئی تو آپ نے ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ فرمایا اس کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ غسل دو اگر تم اس کو بہتر سمجھو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے (پانی میں) ڈالدو اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا جب ہم فارغ ہوئے تو اس کی خبر حضور ﷺ کو دی تو حضور ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف ڈالدیا اور فرمایا اس کپڑے کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ايوب عن حفصة عن ام عطية نحوه غير انه قال ثلثا او خمسا او سبعا او اكثر من ذلك ان رأيتن ذلك

ایوبؒ نے بھی بواسطہ حفصہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت کی ہے مگر انہوں نے اپنی روایت میں کہا کہ تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اس سے زیادہ غسل دو اگر تم اس کو مناسب سمجھو۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر عن سلمة بن علقمة عن محمد عن بعض اخوته عن ام عطية قالت توفيت ابنة لرسول الله صلى الله عليه وسلم فامرنا بغسلها فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او سبعا او اكثر من ذلك ان رأيتنه قلت وترا قال نعم واجعلن في الآخرة كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فاعطانا حقوه فقال اشعرنها اياه۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی آپ نے ہمیں اس کو غسل دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اس سے زیادہ اگر تم اس کو مناسب جانو تو میں نے پوچھا طاق غسل؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اور آخری بار میں کافور یا کافور سے کچھ (پانی میں) ملا دو پھر جب تم نہلا چکو تو مجھے اس کی خبر دینا پس جب ہم فارغ ہوئے تو حضور ﷺ کو اطلاع کر دی آپ نے اپنا تہبند ہمیں دے دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

الكافور في غسل الميت

میت کے غسل میں کافور ملانے کا بیان

اخبرنا عمرو بن زرارة قال حدثنا اسماعيل عن ايوب عن محمد عن ام عطية قالت اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رأيتن ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فالقى الينا حقوه وقال اشعرنها اياه قال اوقالت حفصة اغسلنها ثلثا او خمسا او سبعا قال وقالت ام عطية مشطناها ثلثة قرون۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی

صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا اس کو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم اس کو مناسب جانو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے (پانی میں) ڈالو دو پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس کی خبر دینا تو جب ہم نہلا چکے حضور ﷺ کو اطلاع دی آپ نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ محمد بن سیرین یا حفصہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے اس کے بالوں کو کنگھی سے کھول کر ان کی تین چوٹیاں کر دیں۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا ايوب عن محمد قال اخبرتني حفصة عن ام عطية قالت وجعلنا رأسها ثلثة قرون.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین حصے کر دیئے۔

اخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا حماد عن ايوب وقالت حفصة عن ام عطية وجعلنا رأسها ثلثة قرون.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین حصے کر دیئے۔

تشریح: امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کنگھی کر کے تین چٹیاں کی جائیں اور عورت کی پشت پر چھوڑ دی جائیں ان کا استدلال حدیث باب سے ہے کہ غسل دینے والی عورتوں نے حضور ﷺ کی صاحبزادی کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور بظاہر یہ حضور ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں کیا ہوگا۔ حنفیہ کا قول یہ ہے کہ اس کے بال دو حصے کر کے اس کے سینہ پر رکھ دیئے جائیں اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہونا معلوم نہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "علام تنصون میتکم" تم کس خیال پر اپنے مردے کی پیشانی پکڑ کر کھینچتے ہو یہ اس وقت فرمایا جب کہ کچھ لوگ اپنی مردہ عورت کو کنگھی کرتے تھے۔ (رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح) نیز یہ چیزیں کنگھی وغیرہ کرنا زینت کے لئے ہوتی ہیں اور میت زینت سے مستغنی ہے۔

الاشعار

کپڑے کو بدن پر لپیٹ دینا

اخبرنا يوسف بن سعيد قال حدثنا حجاج عن ابن جريج قال اخبرني ايوب بن ابي تميمة انه سمع محمد بن سيرين يقول كانت ام عطية امرأة من الانصار قدمت تبادر ابنالها فلم تدركه حدثتنا قالت دخل النبي صلى الله عليه وسلم علينا نحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمساً او اكثر من ذلك ان رأيتن بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافوراً اوشيئا من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا القى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه ولم يزد على ذلك قال لاادري اي بناته هي قال قلت مافوله اشعرنها اياه اتؤزربه قال لا اراه الاان يقول الففنها فيه.

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک انصاری عورت تھی وہ جلد از جلد اپنے بیٹے کے پاس پہنچی (بصرہ

میں یا کسی اور جگہ میں جہاں ان کا بیمار بیٹا تھا) مگر اس نے اپنے فرزند کو زندہ نہیں پایا (اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی کا انتقال ہو گیا) راوی کہتے ہیں ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ہم سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جس وقت ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم بہتر خیال کرو اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور (پانی میں) ڈال دو پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو بتلا دینا جب ہم فارغ ہوئے تو آپ نے اپنا تہبند ہم کو دے دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو محمد بن سیرین نے اس سے زائد بیان نہیں کیا راوی ایوب کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی صاحبزادی تھی ایوب کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اشعرنها ایاہ کا کیا یہ مطلب ہے کہ اس کپڑے کو تہبند کی طرح باندھ دیا جائے محمد بن سیرین نے فرمایا کہ اپنے خیال کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپڑے کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

تشریح: یعنی اس کپڑے کو تہبند کی طرح نہ باندھو بلکہ اس کے بدن پر لپیٹ دو کیونکہ تہبند پورے بدن کا احاطہ نہیں کرتا اور یہ جو راوی حدیث ایوب کہہ رہے ہیں کہ لا ادری الخ کہ مجھے نہیں معلوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کون سی بیٹی تھی جس کو غسل دیا گیا ہے ان کا یہ قول دوسروں کے قول کے منافی نہیں جنہوں نے اپنے علم کے مطابق اس کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا بتایا ہے۔

اخبرنا شعيب بن يوسف النسائي قال حدثنا يزيد قال حدثنا ابن عون عن محمد عن ام عطية قالت توفي احدى بنات النبي صلى الله عليه وسلم فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك واغسلنها بالسدر والماء واجعلن في آخر ذلك كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فآذنني قالت فآذناه فالقى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا انتقال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم مناسب خیال کرو بیری کے پتوں کے ساتھ پانی کو جوش دے کر غسل دو اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور (پانی میں) ملا دو پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس کی اطلاع کر دینا ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے آپ کو اطلاع کر دی پھر آپ نے اپنا تہبند ہم کو دے دیا اور فرمایا کہ اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

الامر بتحسين الكفن

اچھے کفن دینے کا حکم دینا

اخبرنا عبد الرحمن بن خالد الرقي القطان ويوسف بن سعيد قالا اخبرنا حجاج عن ابن جريج قال اخبرني ابو الزبير انه سمع جابرا يقول خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر رجلا من اصحابه مات فقبر ليلا وكفن في كفن غير طائل فزجر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقبر انسان ليلا الا ان يضطر الى ذلك وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ولي احدكم اخاه فليحسن كفنه.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو مر گیا اور اسے رات کو دفن کر دیا گیا اور معمولی کپڑے کا کفن پہنایا گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو رات میں دفن کرنے پر ڈانٹا مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو تو (جائز ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا متولی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی کو اچھا کفن دے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو اچھا کفن دینا چاہئے یہی شریعت کا حکم ہے اور اچھا کفن یہ ہے کہ بغیر اسراف کے تین کپڑے ہوں اور وہ پاک دھلے اور سفید ہوں اچھے کفن کا یہ مطلب نہیں کہ جو اسراف کرنے والے کرتے ہیں کہ نام و نمود (شہرت) کی غرض سے بہت زیادہ قیمت کے کپڑے کفن میں دیتے ہیں یہ تو شریعت میں بالکل منع ہے۔ (مرقات، مظاہر حق)

ای الکفن خیر

کونسا کفن بہتر ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن ابی عروبۃ یحدث عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابی المھلب عن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البسوا من ثیابکم البیاض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ پاکیزہ تر ہیں اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

تشریح: شیخ ابن ہمام نے کہا کہ سفید کپڑوں میں کفنانے کا حکم اس حدیث میں استحباب کے لئے ہے اولیٰ و افضل سفید کپڑے ہیں کفن برد جو ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے اس کا اور کتان کا کفن رجال کے واسطے جائز ہے اور عورتوں کے لئے ریشمی اور زعفرانی اور سرخ کفن جائز ہے کیونکہ جس کو جو کپڑے زندگی میں استعمال کی اجازت ہے کفن بھی اس کپڑے کا مرنے کے بعد جائز ہے۔ (مرقات و مظاہر حق)

کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کا بیان

اخبرنا اسحاق قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثۃ اثواب سحولیۃ بیض۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول کے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلثۃ اثواب بیض سحولیۃ لیس فیھا قمیص ولا عمامۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کفن دیا گیا سحول کے تین سفید کپڑوں میں نہ تو ان میں کرتا تھا اور نہ پگڑی۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حفص عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت کفن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی ثلاثة اثواب بیض یمانیة کرسف لیس فیها قمیص ولا عمامة فذکر لعائشة قولهم فی ثوبین وبرد من حبرة فقالت قد اتی بالبرد ولکنهم ردوه ولم یکفنوه فیه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کفن دیا گیا یمن کے تین سفید کپڑوں میں جو روئی سے بنے ہوئے تھے نہ تو ان میں کرتا تھا اور نہ پگڑی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں کی اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کو کفن دیا گیا دو کپڑے اور ایک یمنی دھاری دار چادر میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یمن کی چادر لائی گئی تھی لیکن لوگوں نے اس کو واپس کر دیا اور انہوں نے اس کو آپ کے کفن میں شامل نہیں کیا۔

تشریح: سحولیہ منسوب ہے سحول کی طرف یہ ایک بستی کا نام ہے یمن میں وہاں کے تین سفید کپڑے ان میں حضور ﷺ کو کفن دیا گیا ہے جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے طبقات ابن سعد میں اس کی تصریح ہے کہ قمیص، چادر اور لفافہ تھے ان کپڑوں میں نہ کرتا تھا اور نہ پگڑی اس کے جمہور علماء قائل ہیں بعضوں نے کہا کہ کرتا اور عمامہ تین کپڑوں میں نہ تھے بلکہ علاوہ تین کپڑوں کے تھے اس کے متعلق علامہ عراقی نے کہا کہ یہ تو ظاہر حدیث کے خلاف ہے لہٰذا ان کا قول درست نہیں اسی طرح علامہ سندھی نے بھی ان کے قول کو غلط قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ان بعض علماء کے قول کو رد کر رہی ہے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا "فی کم ثوب کفن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت فی ثلاثة اثواب" یہ حدیث صحیح ہے۔ (کذا فی حاشیة النسائی)

غرض کہ حدیث باب اور دیگر روایات سے واضح ہو گیا کہ مرد کا کفن تین کپڑے ہوں البتہ حنفیہ کے نزدیک ان تین کپڑوں میں قمیص داخل ہے اور وہ اس حدیث باب میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ جو قمیص نہ تھی تو یعنی سیا ہوا تھا حنفیہ جن روایات سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہیں وہ ابوداؤد میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کامل ابن عدی میں بروایت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں مذکور ہیں جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے۔

القمیص فی الکفن

کفن میں قمیص دینے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا عبید اللّٰه قال حدثنی نافع عن عبد اللّٰه بن عمر قال لما مات عبد اللّٰه بن ابی جآء ابنه الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اعطنی قمیصك حتی اکفنه فیه وصل علیه واستغفر له فاعطاه قمیصه ثم قال اذا فرغتم فآذنونی اصلی علیه فجذبه عمر وقال قد نهاك اللّٰه ان تصلی علی المنافقین فقال انا بین خیرتین استغفر لهم او لا تستغفر لهم فصلی علیه

فانزل الله تعالٰی ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره فترك الصلوة علیهم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو اس کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا کرتہ مجھے عنایت فرمائے تا کہ میں یہ کرتہ اس کو پہنا دوں اور آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا کرتہ دے دیا پھر فرمایا کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دو میں اس پر نماز پڑھوں گا (جب آپ نے نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پکڑ کر روکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہے کہ ان کے واسطے استغفار کروں یا استغفار نہ کروں جس آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ولا تصلی علی احد منهم الخ"۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء بن عبد الجبار عن سفیان عن عمرو سمع جابرا یقول اتی النبی صلی الله علیه وسلم قبر عبد الله بن ابی وقد وضع فی حفرته فوقف علیه فامر به فاخرج له فوضعه علی رکبتیه والبسه قمیصه ونفث علیه من ریقه والله اعلم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لے گئے جبکہ اس کو قبر میں رکھ دیا گیا تھا آپ اس پر کھڑے ہوئے پھر اس کے نکالنے کا حکم فرمایا پس نکالا گیا پھر اس کے سر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا کرتا اس کو پہنا دیا اور اس کے بدن پر لعاب دہن ڈال دیا اللہ ہی جانتا ہے اس میں کیا مصلحت تھی۔

اخبرنا عبد الله بن محمد بن عبد الرحمن الزهری البصری قال حدثنا سفیان عن عمرو سمع جابراً یقول وکان العباس بالمدینة فطلبت الانصار ثوبا یکسونه فلم یجدوا قمیصا یصلح علیه الاقمیص عبد الله بن ابی فکسوه اياه۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں تھے تو انصار نے ایک کپڑا تلاش کیا تا کہ ان کو پہنا دیں تو ان کو کوئی ایسا کرتہ نہیں ملا جو ان کے بدن پر فٹ ہو سکتا تھا مگر عبداللہ بن ابی کا کرتا تو انہوں نے اس کا کرتا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا۔

اخبرنا عبد الله بن سعید قال حدثنا یحیٰی عن الاعمش ح واخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یحیٰی بن سعید القطان قال سمعت الاعمش قال سمعت شقیقاً قال حدثنا خباب قال هاجرنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم نبتغی وجه الله فوجب اجرنا علی الله فمنا من مات لم یاکل من اجره شیئا منهم مصعب بن عمیر قتل یوم احد فلم یجد شیئا نکفنه فیه الانمرة کنا اذا غطینا راسه خرجت رجلاه واذا غطینا بها رجلیه خرج راسه فامرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نغطی بها راسه ونجعل علی رجلیه اذخرا ومنا من اینعت له ثمرته فهو یهدبها واللفظ لاسماعیل۔

حضرت شقیق کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

صرف اللہ کی رضا کے واسطے ہجرت کی تھی ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا ہم میں سے کچھ لوگ اسی حال میں مر گئے کہ وہ اپنے اجر سے کچھ نہ کھا سکے (یعنی غنائم میں سے کچھ نہیں کھایا) ان میں سے مصعب بن عمیر تھے وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ہم کو ایک چادر کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملی جس میں ان کو کفن دیتے، جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانپتے تو دونوں پاؤں کھل جاتے اور جب دونوں پاؤں چھپاتے تو ان کا سر کھل جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اس چادر سے ان کے سر ڈھانک دیں اور دونوں پیروں پر اذخر ڈال دیں (اذخر ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہے) اور ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے واسطے پھل پک چکے ہیں اور وہ ان کو توڑ رہے ہیں یعنی انہوں نے فتوحات کا زمانہ پایا ہے اور مال غنیمت سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے باپ کے کفن کے لئے ایک کرتہ عطا فرمانے کی حضور ﷺ سے درخواست کی اور حضور ﷺ سے نماز جنازہ پڑھانے کی خواہش کی آپ نے کرتہ عنایت فرمایا پھر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خود خدا تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے لہٰذا میں نے اس کے لئے استغفار کرنے کو اختیار کر لیا بہرحال حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "ولا تصل على احد منهم الخ" اتاری (سورہ توبہ) اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

شبہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ عبداللہ بن ابی کے جنازہ کی نماز سے روکنے کے بعد نازل ہوئی اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قد نهاك الله ان تصلى على المنافقين" کیسے فرمایا بظاہر ان کا کلام بے محل ہونے کی وجہ سے نامناسب معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فلن يغفر الله لهم الخ" سے منافقوں کے جنازوں کی نماز کی ممانعت سمجھ گئے تھے اس لئے قول مذکور فرمایا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے منافقین کے حق میں اختیار دیا ہے منع نہیں کیا ہے چنانچہ محسن امت ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے بعد آیت مذکورہ اتری یا ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بات اسی موقع پر بطور استفسار اور سوال کے کہی ہو چنانچہ اس پر روایت "الیس الله نهاك" دلالت کرتی ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے گمان کے مطابق جو ممانعت سمجھ رہے تھے اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے۔ (قاله علامة القسطلاني)

عنوان کے ماتحت کی تیسری حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (بدر کے) قیدیوں میں مدینہ میں لایا گیا تو اس وقت ان کے بدن پر کرتہ نہ تھا اور کسی کا کرتہ ان کے جسم پر فٹ نہیں آتا تھا صرف عبداللہ بن ابی کا کرتہ ان کے بدن کے مطابق تھا اس نے اپنا کرتہ ان کو دے دیا اور حضور ﷺ نے وہی کرتہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا پھر حضور

ﷺ نے اس کے احسان کے بدلہ میں اپنا کرتہ عبداللہ بن ابی کو اس کے مرنے کے بعد عطا فرمایا تھا جس کا اس کو کفن دیا گیا۔

کیف یکفن المحرم اذا مات

جب محرم مرجائے تو اسے کس طرح کفن دیا جائے گا

اخبرنا عتبۃ بن عبد اللّٰہ قال حدثنا یونس بن نافع عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اغسلوا المحرم فی ثوبیہ اللذین احرم فیھما واغسلو بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولا تمسوہ بطیب ولا تخمروا رأسہ فانہ یبعث یوم القیامۃ محرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرم کو اس کے دو کپڑوں میں غسل دو جن کے ساتھ اس نے احرام باندھا تھا اور اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیا ہوا پانی سے غسل دو اور اس کو اس کے دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانکو کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم اگر حالت احرام میں مرجائے تو کفن بھی اسی کے لباس میں بطور محرم دیا جائے اور خوشبو نہ لگائی جاوے اور نہ سر ڈھانکے اور نہ چہرہ اسی کے امام شافعی اور امام احمد قائل ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کفن کے معاملہ میں محرم اور غیر محرم برابر ہیں اور حضور ﷺ نے اس محرم کو دو کپڑوں میں بوجہ ضرورت کے کفن دیا تھا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے علاوہ اور کپڑا نہ تھا اور خوشبو لگانے اور سر ڈھکنے کو جو منع فرمایا خاص اسی کے لئے تھا سب کے لئے چنانچہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا "فانہ یبعث الخ" اس پر دلالت کرتا ہے۔ (مظاہر حق وغیرہ)

المسک

مشک کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو داؤد وشبابۃ قالا حدثنا شعبۃ عن خلید بن جعفر سمع ابانضرۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اطیب الطیب المسک۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشبوؤں میں بہتر خوشبو مشک ہے۔

اخبرنا علی بن الحسین الدرھمی قال حدثنا امیۃ بن خالد عن المستمر بن الریان عن ابی نضرۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من خیر طیبکم المسک۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشبوؤں میں سب سے عمدہ خوشبو مشک ہے۔ (اس سے میت کو مشک لگانے کا جواز معلوم ہوا)

الاذان بالجنازة

جنازہ کی خبر دینے کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا عن مالك عن ابن شهاب عن ابی امامة بن سهل بن حنیف انه اخبره ان مسكينة مرضت فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بمرضها وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعود المساكين ويسأل عنهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ماتت فآذنوني فاخرج بجنازتها ليلاً وكرهوا ان يوقظوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم اُخبر بالذي كان منها فقال الم آمركم ان تؤذنوني بها قالوا يارسول الله صلى الله عليه وسلم كرهنا ان نوقظك ليلاً فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صف بالناس على قبرها وكبر عليها اربع تكبيرات.

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے انہوں نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی اس کے مرض کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مساکین کی عیادت کرتے تھے اور ان کے احوال پوچھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس کا انتقال ہو جائے تو مجھے آگاہ کرنا جب اس عورت کا انتقال ہوگیا تو اس کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا اور لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا مناسب نہ سمجھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کا حال بتایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو نہیں بتایا تھا کہ مجھے اس کی موت کی خبر دینا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے رات کے وقت آپ کو جگانا اچھا نہیں سمجھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی قبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

تشریح: علامہ سیوطیؒ کی کتاب المزوج اللبیب سے مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے کہ بعض حنفیہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نماز جنازہ کی فرضیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے ہی سے ساقط ہوتی تھی ورنہ دوسروں کے حق میں فرض کفایہ اور اسی سے حدیث باب میں بیان کردہ واقعہ کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت مسکینہ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اسی طرح سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی حدیث مرسل کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر پر ایک ماہ بعد نماز جنازہ پڑھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی والدہ کے انتقال کے وقت مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے۔ واضح رہے کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت موصول کے حکم میں ہے حتیٰ کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی۔ غرض کہ اس سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے آپ تنویر یعنی روشنی قبر کے لئے پڑھتے تھے کسی اور کو بالکل درست نہیں۔ (مرقات: ۱/۱۰)

اب تکرار نماز جنازہ مشروع ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام ابراہیم نخعیؒ و امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر پہلے نماز نہ پڑھ چکے ہوں تو درست ہے اور اگر پڑھ چکے ہوں تو دوبارہ پڑھنا درست نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک میت پر تکرار

نماز جنازہ ہر صورت میں درست ہے۔ (مظاہر حق)

السرعة بالجنازة

جنازہ کو جلدی سے لے کر چلنا

اخبرنا سوید بن نصر قال انبانا عبد اللّٰہ عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن عبد الرحمن بن مہران انّ اباہریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا وضع الرجل الصالح علی سریرہ قال قدمونی قدمونی واذا وضع الرجل یعنی السوء علی سریرہ قال یا ویلتی این تذہبون بی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب نیک شخص کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھ کو جلدی سے لے چلو مجھ کو جلدی لے چلو اور جب برے شخص کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے مصیبت مجھ کو تم کہاں لے جاتے ہو۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن سعید بن ابی سعید عن ابیہ انہ سمع اباسعید الخدری یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملہا الرجال علی اعناقہم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت یا ویلہا الی این تذہبون بہا یسمع صوتہا کل شیء الا الانسان ولو سمعہا الانسان لصعق۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ تخت پر رکھا جاتا ہے پھر لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر بد بخت ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے مصیبت کہاں مجھ کو لے جاتے ہو اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر انسان سنے تو مر جائے یا بے ہوش ہو جائے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا سفیان عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ یبلغ بہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اسرعوا بالجنازۃ فان تک صالحۃ فخیر تقدمونہا الیہ وان تک غیر ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرفوع روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنازہ کو لے کر جلدی چلو اگر وہ نیک کار ہے تو اس کا نصیب کھل گیا جس کی طرف تم اس کو لے جاتے ہو اور اگر بدکار ہے تب بھی جلدی لے چلو تم اس کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد اللّٰہ عن یونس عن الزہری قال حدثنی ابو امامۃ بن سہل ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اسرعوا بالجنازۃ فان کانت صالحۃ قدمتموہا الی الخیر وان کانت غیر ذلک کانت شرا تضعونہ عن رقابکم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم جنازہ کو لے کر جلدی چلو اگر وہ نیک بخت ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف پہنچا دیتے ہو اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو تم اس کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا عیینة بن عبد الرحمن بن یونس قال حدثنی ابی قال شهدت جنازة عبد الرحمن بن سمرة وخرج زیاد یمشی بین یدی السریر فجعل رجال من اهل عبد الرحمن وموالیهم یستقبلون السریر ویمشون علی اعقابهم ویقولون رویداً رویداً بارك الله فیكم فكانوا یدبون دبیباً حتی اذا كنا ببعض طریق المربد لحقنا ابوبكرة علی بغلة فلما رای الذی یصنعون حمل علیهم ببغلته واهوی الیهم بالسوط وقال خلوا فوالذی اكرم وجه ابی القاسم صلی الله علیه وسلم لقد رایتنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا لنكاد نرمل بها رملاً فانبسط القوم.

عبدالرحمن بن یونس کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمن بن سمرہ کے جنازہ میں شریک ہوا اور امیر عراق زیاد بن سمیہ نکلا اور کھاٹ کے آگے چل رہا تھا اور عبدالرحمن کے گھر والوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ ان کے آگے اور پیچھے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے آہستہ چلو آہستہ چلو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے برکت عطا فرمائے پس وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم طریق مربد میں پہنچے تو ہم سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خچری پر سواری کی حالت میں ملے جب انہوں نے لوگوں کی اس حرکت کو دیکھا جو وہ کر رہے تھے یعنی سست رفتاری کو تو اپنی خچری کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑے اور چابک سے ان کو ہانکنے کے لئے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا تم اس کو چھوڑ دو اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مکرم بنایا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنازہ کو لے کر تیز چلتے تھے (یعنی معمول کی رفتار سے تیز اور دوڑنے سے کم) پھر لوگ کھل گئے اور تیز چلنے لگے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ دوڑنا اور بہت آہستہ چلنا دونوں خلاف سنت ہیں شریعت کی نظر میں پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ معمول کی رفتار سے تیز ہو اور دوڑنے سے کم اس کا فائدہ حدیث پاک میں بیان کیا ہے کہ اگر وہ مردہ نیک کار ہے تو اس کو جلدی سے جلدی اس کی اصل منزل عالم آخرت میں پہنچا دو تاکہ وہاں کی آسائش و راحت سے لطف اٹھائے اور اگر میت بدکار ہے تب بھی اس کا جنازہ جلدی لے چلو تاکہ اس کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار کر راحت پاسکو کیونکہ اس کی مصاحبت میں تمہاری کوئی بھلائی نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بد دین لوگوں کی صحبت سے دور بھاگنا چاہئے۔

اخبرنا علی بن حجر عن اسماعیل وهشیم عن عیینة بن عبد الرحمن عن ابیه عن ابی بكرة قال لقد رایتنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا لنكاد نرمل بها رملا واللفظ حدیث هشیم.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم جنازہ کے ساتھ تیز رفتار سے چلتے تھے۔

اخبرنا یحیی بن درست قال حدثنا ابو اسماعیل عن یحیی ان ابا سلمة حدثه عن ابی سعید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا مرت بکم جنازة فقوموا فمن تبعها فلا یقعد حتی توضع۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جنازہ تمہارے سامنے سے گذرے تو تم کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے تو وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ کو زمین پر نہ رکھا جائے۔

باب الامر بالقیام للجنازة

جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا حکم دینا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن عامر بن ربیعة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا رای احدکم الجنازة فلم یکن ماشیاً معها فلیقم حتی تخلفه او توضع من قبل ان تخلفه۔

حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ کو دیکھے اور اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کو کھڑا ہو جانا چاہئے یہاں تک کہ جنازہ اس کو پیچھے چھوڑ دے یا اس کو پیچھے چھوڑنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جاوے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه عن عامر بن ربیعة العدوی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انه قال اذا رأیتم الجنازة فقوموا حتی تخلفکم او توضع۔

حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو یہاں تک کہ وہ جنازہ تم کو پیچھے چھوڑ دے یا اس کو زمین پر رکھ دیا جائے

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل عن هشام عن یحیی عن ابی سلمة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رأیتم الجنازة فقوموا فمن تبعها فلا یقعد حتی توضع

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص اس کے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے جب تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج عن ابن جریج عن ابن عجلان عن سعید عن ابی هریرة وابی سعید قالا ما رأینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شهد جنازةً قط فجلس حتی توضع۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ دونوں فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازہ میں تشریف لے جاتے تو ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوں یہاں تک کہ جنازہ کو زمین پر رکھا جاتا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا زکریا عن الشعبی قال قال ابوسعید واخبرنا ابراهیم بن یعقوب بن اسحق قال حدثنا ابو زید سعید بن الربیع قال حدثنا شعبة عن عبد اللّٰہ

بن ابی السفر قال سمعت الشعبی یحدث عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا علیہ بجنازۃ فقام وقال عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرت بہ جنازۃ فقام۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے لوگ جنازہ لے کر گزرے تو آپ کھڑے ہو گئے اور عمرو بن علی اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔

اخبرنا ایوب بن محمد الوزان قال حدثنا مروان قال حدثنا عثمان بن حکیم قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت عن عمہ یزید بن ثابت انہم کانوا جلوسا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطلعت جنازۃ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقام من معہ فلم یزالوا قیاما حتی نفذت۔

یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور سب کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ گزر گیا۔

تشریح: عنوان کے ماتحت حضرت عامر بن ربیعہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے لفظ قوموا سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونا واجب ہے کیونکہ صیغہ امر ہے جو وجوب کے لئے آتا ہے لیکن یہ وجوب باقی نہیں رہا جمہور کے نزدیک قیام للجنازۃ منسوخ ہو گیا امام طحاوی نے اس کے منسوخ ہونے کو دلائل سے واضح کیا ہے منجملہ ایک دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے الفاظ ان کے یہ ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بالقیام فی الجنازۃ ثم جلس بعد ذالک وامرنا بالجلوس" وہذا اللفظ لاحمد۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ منسوخ ہو گیا ہے اس کی تائید امام شافعیؒ کے قول سے ہوتی ہے چنانچہ شرح السنہ میں امام شافعیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب منسوخ ہو چکی ہے جو اس باب کے تحت مذکور ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح مسلم میں ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا "رأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنی فی الجنازۃ" امام احمدؒ، امام اسحاقؒ اور بعض مالکیہ نے کہا کہ انسان کو اختیار دیا گیا ہے چاہے کھڑا ہو جائے چاہے بیٹھا رہے۔ (مرقات ۴۲/۴، تفصیل وہاں دیکھ سکتے ہیں)

القیام لجنازۃ اہل الشرک

مشرک کے جنازہ کے واسطے کھڑا ہونا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال کان سہل بن حنیف وقیس بن سعد بن عبادۃ بالقادسیۃ فمر علیہما بجنازۃ فقاما فقیل لہما انہا من اہل الارض فقالا مر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ فقام فقیل لہ انہ یہودی فقال الیست نفسا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہ قادسیہ میں تھے ان کے

سامنے سے ایک جنازہ کا گذر ہوا تو دونوں کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا یہ جنازہ ذمیوں سے ہے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہوئے کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ جنازہ یہودی کا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کیا یہ مخلوق نہیں ہے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسمٰعیل عن هشام واخبرنا اسماعیل ابن مسعود قال حدثنا خالد عن هشام عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عبید اللّٰہ بن مقسم عن جابر بن عبداللّٰہ قال مرّت بنا جنازة فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقمنا معه فقلت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما ھی جنازة یهودیة فقال ان للموت فزعا فاذ ارأیتم الجنازة فقوموا اللفظ لخالد.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہمارے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو یہودیہ کا جنازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک موت کا منظر گھبراہٹ کا ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

تشریح: قادسیہ کا لفظ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے وہ ایک جگہ کا نام ہے اس کے اور کوفہ کے درمیان پندرہ میل کا فاصلہ ہے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کے مختلف سبب ہیں اوپر کی روایت سے اس کا سبب "الیست نفسًا" اور دوسری روایت سے "ان للموت فزعا" اس کا سبب معلوم ہوتا ہے علاوہ اس کے اور اسباب کا ذکر بھی دیگر روایات میں آیا ہے اوپر کی روایت میں "الیست نفسا" فرمایا اور یہ علت کافر میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے کھڑے ہوئے دوسری روایت میں سبب قیام فزع اور ہول موت کو قرار دیا بہرحال بوجہ خوف موت کے کھڑے ہوئے یا خالق نفس کی تعظیم کے واسطے یا ملائکہ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے فرشتے جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن قیام للجنازۃ کا منسوخ ہونا گذشتہ تفصیل سے ثابت ہو چکا ہے شاید ان دو صحابیوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہوا ہو یا معلوم تھا مگر شاید محض جواز کی بناء پر کھڑے ہوئے ہوں گے۔

(مرقات ومظاہر حق)

الرخصة فی ترک القیام

قیام ترک کر دینے کی اجازت کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن ابی معمر قال كنا عند علی فمرت به جنازة فقاموا لها فقال علی ما ھذا قالوا امر ابی موسٰی فقال انما قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجنازة یهودیة ولم یعد بعد ذٰلك.

مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی معمر کی روایت سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ایک جنازہ وہاں کے سامنے سے گذرا تو اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودیہ کے جنازہ

کے واسطے کھڑے ہوئے تھے اس کے بعد دوبارہ کھڑے نہیں ہوئے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حماد عن ایوب عن محمد ان جنازة مرّت بالحسن بن علي وابن عباس فقام الحسن ولم یقم ابن عباس فقال الحسن الیس قد قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لجنازة یهودی قال ابن عباس نعم ثم جلس۔

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر گزرا تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے نہیں ہوئے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے جنازے کے واسطے کھڑے نہیں ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھے رہے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا هشیم قال اخبرنا منصور عن ابن سیرین قال مرّ بجنازة علی الحسن ابن علي وابن عباس فقام الحسن ولم یقم ابن عباس فقال الحسن لابن عباس اما قام لها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ابن عباس قام لها ثم قعد.

ابن سیرینؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک جنازہ حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس سے گزرا تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے نہیں ہوئے تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے واسطے کھڑے نہیں ہوئے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کھڑے ہوئے پھر بیٹھے رہے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم عن ابن علیة عن سلیمان التیمي عن ابي مجلز عن ابن عباس والحسن بن علي مرّت بهما جنازة فقام احدهما وقعد الآخر فقال الذي قام اما واللّٰه لقد علمت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قد قام قال له الذي جلس لقد علمت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قد جلس

ابی مجلز نے ابن عباس اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو ایک کھڑا ہوا دوسرا کھڑا نہیں ہوا بیٹھا رہا تو جو کھڑا ہوا اس نے کہا سن لو قسم ہے خدا کی کہ تم بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور جو بیٹھا رہا اس نے کہا کہ بے شک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے۔

اخبرنا ابراهیم بن هارون البلخي قال حدثنا حاتم عن جعفر بن محمد عن ابیه ان الحسن بن علي کان جالسا فمر علیه بجنازة فقام الناس حتی جاوزت الجنازة فقال الحسن انما مرّ بجنازة یهودي وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی طریقها جالسا فکره ان تعلو رأسه جنازة یهودي فقام.

حضرت جعفر اپنے والد محمد بن علی بن حسین کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو لوگ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جنازہ گزر گیا پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک

یہودی کا جنازہ گذرا اور رسول اللہ ﷺ اس کے راستہ پر بیٹھے ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا کہ اپنے سر مبارک سے یہودی کا جنازہ اونچا ہو کر جائے اس لئے آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انه سمع جابراً رضی الله عنه یقول قام النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه لجنازة یهودی مرت به حتی توارت.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک یہودی کے جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے جو حضور ﷺ کے پاس سے گذرا یہاں تک کہ وہ جنازہ غائب ہو گیا یعنی ان کی نظروں سے۔

و اخبرنا ابو الزبیر ایضاً انه سمع جابراً رضی الله عنه یقول قام النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه لجنازة یهودی حتی توارت.

ابوالزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک یہودی کے جنازہ کے واسطے جو حضور ﷺ کے پاس سے گذرا کھڑے ہوئے حتیٰ کہ وہ غائب ہو گیا۔

اخبرنا اسحق قال اخبرنا النضر قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن انس ان جنازة مرت برسول الله صلی الله علیه وسلم فقام فقیل انها جنازة یهودی فقال انما قمنا للملائكة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے کسی نے حضور ﷺ سے کہا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہم فرشتوں کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے۔

تشریح: ان روایات سے قیام للجنازہ کا منسوخ ہونا واضح ہوتا ہے اور ان سے مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے عنوان کے تحت حضرت محمد بن علی باقر کی روایت میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام للجنازہ کی یہ علت بتائی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ حضور ﷺ کے سر مبارک سے بلند ہو کر جانے کو آپ نے پسند نہیں فرمایا اس لئے کھڑے ہوئے ان کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جبکہ حضور ﷺ ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو کسی کے عرض کرنے پر آپ نے فرمایا کہ ہم ملائکۃ اللہ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے تو یہ دوسری روایت میں بیان کردہ اسباب سے معارض نہیں کیونکہ اغراض اور علتیں متعدد ہو سکتی ہیں لہٰذا امر موت اور ملائکہ وغیرہ کی تعظیم کے واسطے قیام للجنازہ تھا۔ (کذا فی حاشیۃ النسائی)

استراحة المؤمن بالموت

مؤمن کا موت سے آرام پانا

اخبرنا قتیبة عن مالك عن محمد بن عمرو بن حلحلة عن معبد بن كعب بن مالك عن ابی قتادة بن ربعی انه كان یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علیه بجنازة فقال مستریح ومستراح منه فقالوا ما المستریح وما المستراح منه قال العبد المؤمن یستریح من نصب الدنیا واذاها والعبد الفاجر

يستريح منه العباد والبلاد والشجر والدواب.

حضرت ابی قتادہ بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راحت پانے والا ہے یا اس سے اوروں کو راحت ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کون راحت پانے والا ہے اور کون ہے جس سے اوروں کو راحت ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ مومن دنیا کے رنج و غم اور اس کی مشقت سے راحت پاتا ہے اور بندہ فاجر کے شر سے دیگر بندے اور اس شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ خود موت کی وجہ سے دنیا کی محنت مشقت اور پریشانی سے راحت پاتا ہے اور جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو عذاب سے محفوظ رہتا ہے جبکہ وہ بندۂ مومن اور صالح ہوتا ہے اور اگر وہ بندہ کافر یا فاسق و فاجر ہوتا ہے تو اس کی موت سے تمام شہر حق کو نجات اور مواشی اس کی نحوست اور شر سے چھٹکارا پاتے ہیں کیونکہ اس کے گناہ اور ظلم کی وجہ سے ملک اور شہر میں فساد اور بد نظمی پیدا ہوتی ہے اور اس کی نحوست سے بارش نہیں برستی اب جبکہ وہ مر گیا تو سب لوگوں نے آرام پایا۔

الاستراحة من الكفار

کفار کے شر سے آرام پانے کا بیان

اخبرنا محمد بن وهب بن ابي كريمة الحراني قال حدثنا محمد بن سلمة وهو الحراني عن ابي عبد الرحيم حدثني زيد عن وهب بن كيسان عن معبد بن كعب عن ابي قتادة قال كنا جلوساً عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلعت جنازة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مستريح ومستراح منه المؤمن يموت فيستريح من اوصاب الدنيا ونصبها واذاها والفاجر يموت فيستريح منه العباد والبلاد والشجر والدواب.

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک جنازہ نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آرام پانے والا ہے یا اس سے اوروں کو آرام ہوتا ہے مومن جب مرتا ہے تو دنیا کی محنت مشقت اور تکلیف سے نجات اور راحت پاتا ہے اور کافر جب مرتا ہے تو اس کے شر سے سارے بندے اور شہر اور درخت اور مواشی راحت پاتے ہیں۔

باب الثناء

جنازہ کی تعریف کرنے کا بیان

اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا عبد العزيز عن انس قال مر بجنازة فاثني عليها خيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت ومر بجنازة اخرى فاثني عليها شرا فقال النبي صلى الله

عليه وسلم وجبت فقال عمر فداك ابي وامي مر بجنازة فاثني عليها خيرا فقلت وجبت ومر بجنازة فاثني عليها شرا فقلت وجبت فقال من اثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة ومن اثنيتم عليه شرا وجبت له النار انتم شهداء الله في الارض

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گزرا اس کی تعریف کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی اس کے بعد اور ایک جنازہ گزرا تو اس کی برائی کا ذکر کیا گیا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں (پہلا) ایک جنازہ گزرا جس کی تعریف کی گئی اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ گزرا جس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی (اس کا کیا مطلب ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے واسطے جنت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کا تذکرہ کیا اس کے واسطے دوزخ واجب ہوگئی اور تم خدا کے گواہ ہو زمین میں۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا هشام بن عبد الملك قال حدثنا شعبة قال سمعت ابراهيم بن عامر وجده امية بن خلف قال سمعت عامر بن سعد عن ابي هريرة قال مروا بجنازة على النبي صلى الله عليه وسلم فاثنوا عليها خيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت ثم مروا بجنازة اخرى فاثنوا عليها شرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قولك الاولى والاخرى وجبت فقال النبي صلى الله عليه وسلم الملائكة شهداء الله في السماء انتم شهداء الله في الارض.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے تو لوگوں نے اس کی تعریف کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ کے ساتھ گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے پہلے جنازہ کے واسطے بھی واجب اور دوسرے جنازہ کے واسطے بھی واجب فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے خدا کے گواہ ہیں آسمان میں اور تم گواہ ہو خدا کے زمین میں۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا هشام بن عبد الملك وعبد الله بن يزيد قالا حدثنا داؤد بن ابي الفرات قال حدثنا عبد الله بن بريدة عن ابي الاسود الديلي قال اتيت المدينة فجلست الى عمر بن الخطاب فمر بجنازة فاثني على صاحبها خيرا فقال عمر وجبت ثم مر باخرى فاثني على صاحبها خيرا فقال عمر وجبت ثم مر بالثالث فاثني على صاحبها شرا فقال عمر وجبت فقلت وما وجبت يا امير المؤمنين قال قلت كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما مسلم شهد له اربعة قالوا خيرا ادخله الله الجنة قلنا او ثلثة قال او ثلثة قلنا او اثنان قال او اثنان

ابوالاسود دیلی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں پہنچا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

جیسے ایک جنازہ گزرا تو اس کی نیکی پر اس کی تعریف کی گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی یعنی بہشت پھر دوسرا ایک جنازہ گزرا جس کی تعریف کی گئی اس کے بارے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گزرا جس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی (یعنی دوزخ) میں نے عرض کیا اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں نے وہی کہا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے واسطے چار آدمی اس کے نیک کار ہونے کی گواہی دیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو بھی جنت میں داخل کرے گا انہوں نے فرمایا اگر تین آدمی گواہی دیں تو بھی داخل کرے گا، ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی گواہی دیں تو انہوں نے فرمایا اگر دو آدمی گواہی دیں تو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہل ایمان کی ایک جماعت کسی میت کو اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کریں اور اس کی نیکی پر موت ہونے کی وجہ سے تعریف کریں تو اس میت کے لئے جنت کی امید کی جاتی ہے اسی طرح اہل ایمان صالح لوگوں کی ایک جماعت اگر کسی میت کے حق میں اس کی برائی کے ساتھ گواہی دیں اور اس کا تذکرہ کریں تو اس کے لئے دوزخ کا خوف ہے لیکن قطعی طور پر کسی کو جنتی کہنا یا قطعی طور پر کسی کو دوزخی کہنا بالکل جائز نہیں ہے اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جنازوں میں سے اول جنازہ کو مستحق جنت بتایا جبکہ صحابہ نے اس کی تعریف کی اور دوسرے کو مستحق جہنم ہونے کی خبر دی جبکہ اس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا اس لئے اطلاع خداوندی کی روشنی میں ہر ایک کی خبر دے دی۔ (مرقات، مظاہر حق)

النهي عن ذكر الهلكى الا بخير

مردے کی نیکیوں کا تذکرہ کرنے اس کی برائیوں سے منع کرنے کا بیان

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثني احمد بن اسحاق قال حدثنا وهيب قال حدثنا منصور بن عبد الرحمن عن امه عن عائشة قالت ذكر عند النبي صلى الله عليه وسلم هالك بسوء فقال لا تذكروا هلكاكم الا بخير.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرنے والے شخص کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے مردے کی نیکیوں کے علاوہ اور کچھ ذکر نہ کرو۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو برا بھلا کہنا درست نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن پچھلے باب کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے کہ جب صحابہ نے ایک جنازہ کی برائیوں کا تذکرہ کیا تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا وجبت یعنی اس کے واسطے دوزخ واجب ہو گئی اور صحابہ کو اس مردے کی برائیاں ذکر کرنے سے منع نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ مردے کو برا کہنا اور لعن طعن کرنے کی ممانعت اپنی جگہ درست ہے مگر کافر اور منافق اور اہل فسق و اہل بدعت کی برائیاں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ لوگ ان کے طریقے سے اور ان کے نقش قدم پر چلنے سے اجتناب کریں اب پچھلی حدیث میں جس جنازہ

کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تھا اور حضور ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا شاید وہ ان لوگوں میں سے ایک فرد ہو۔ (کذافی حاشیۃ النسائی لعلامۃ السندھی)

النھی عن سب الاموات

مردوں کو ملامت کرنے کی ممانعت کا بیان

اخبرنا حمید بن مسعدۃ عن بشر وھو ابن المفضل عن شعبۃ عن سلیمان الاعمش عن مجاھد عن عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مردوں کو برا نہ کہو اس لئے کہ وہ جزا کی طرف پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجی۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا سفیان عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر قال سمعت انس بن مالک یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتبع المیت ثلثۃ اھلہ ومالہ وعملہ فیرجع اثنان اھلہ ومالہ ویبقی واحد عملہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اس کے رشتہ دار وغیرہ اور اس کا مال اور اس کا عمل دو چیزیں واپس آتی ہیں ایک تو اس کے متعلقین دوسرے اس کا مال اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے وہ اس کا عمل ہے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا محمد بن موسٰی عن سعید بن ابی سعید عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال للمؤمن علی المؤمن ستُّ خصال یعودہ اذا مرض ویشھدہ اذا مات ویجیبہ اذا دعاہ ویسلم علیہ اذا لقیہ ویشمتہ اذا عطس وینصح لہ اذا غاب او شھد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے واسطے دوسرے مسلمان پر چھ خصلتیں یعنی حقوق ہیں کہ جب وہ بیمار ہو اس کی عیادت کرے اور جب مر جاوے اس کے ساتھ جائے (یعنی نماز و دفن کے لئے) اور جب بلائے اس کو (مدد کے لئے یا ضیافت کے لئے) تو قبول کرے اور سلام کرے اس پر جب ملاقات کرے اس سے اور جب چھینکے (پھر الحمد للہ کہے) تو اس کی چھینک کا جواب دے (یرحمک اللّٰہ) اور اس کے واسطے خیر خواہی کرے اس کی غیر موجودگی میں بھی اور موجودگی میں بھی۔

الامر باتباع الجنائز

جنازہ کے ہمراہ جانے کا حکم دینا

اخبرنا سلیمان بن منصور البلخی قال حدثنا ابو الاحوص واخبرنا ھناد بن السری فی حدیثہ عن

ابي الاحوص عن اشعث عن معاوية بن سويد قال هناد قال البراء بن عازب وقال سليمان عن البراء بن عازب قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع امرنا بعيادة المريض وتشميت العاطس وابرار القسم ونصرة المظلوم وافشاء السلام واجابة الداعي واتباع الجنائز ونهانا عن خواتيم الذهب وعن آنية الفضة وعن المياثر والقسية والاستبرق والحرير والديباج۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہے آپ نے ہم کو حکم فرمایا کہ مریض کی عیادت کریں اور چھینکنے والے کو جواب دیں اور قسم کو سچا کریں اور مظلوم کی مدد کریں اور سلام کو پھیلائیں اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کریں جنازہ کے ساتھ جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا ہے سونے کی انگوٹھی سے اور چاندی کے برتن کے استعمال کرنے سے اور سرخ زین پوش سے اور قسی کپڑے سے اور اطلس سے اور ریشمی کپڑے سے اور ریشمی کپڑے سے جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے۔

تشریح: میثرہ جمع ہے میثرہ کی اس زین پوش کو کہتے ہیں جس میں روئی بھری ہوئی ہوتی ہے اس کو زین پر ڈال کر بیٹھتے ہیں عجم کی عادت سے ہے کہ وہ اس کو حریر کے اور دیباج وغیرہ سے بناتے ہیں اگر وہ ریشمی کا ہو تو ہر رنگ کا حرام ہے اگر ریشمی کپڑے کا نہ ہو مگر بہت سرخ ہو تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔

قسی: قسی ایک کپڑا کا نام ہے جو ریشم اور کتان سے بنایا جاتا ہے منسوب ہے قس کی طرف وہ مصر کا ایک گاؤں ہے اس روایت میں وابرار القسم ہے بعض نسخوں میں وابرار المقسم ہے یعنی ہمیں قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک امر پر قسم کھا دے اور تم اس کی قسم پوری کرنے پر قادر ہو اور اس میں گناہ نہ ہو مثلاً اگر قسم کھا دے کہ میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو میرا یہ کام کر دے اور اگر تم اس کے کرنے پر قادر ہو تو وہ کام کر دو تا کہ اس کی قسم نہ ٹوٹے (مظاہر حق)

فضل من تبع جنازة

جو شخص جنازہ کے ساتھ جاوے اس کی فضیلت

اخبرنا قتيبة قال حدثنا عبثر عن برد اخي يزيد بن ابي زياد عن المسيب بن رافع قال سمعت البراء ابن عازب يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تبع جنازة حتى يصلى عليها كان له من الاجر قيراط ومن مشى مع الجنازة حتى تدفن كان له من الاجر قيراطان والقيراط مثل احد۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو جنازہ کے ساتھ جاوے اور اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن کیا جائے تو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور ایک قیراط احد کے پہاڑ کے برابر ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا اشعث عن الحسن عن عبدالله بن المغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تبع جنازة حتى يفرغ منها فله قيراطان فان رجع

قبل ان یفرغ منها فله قیراط.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو اس کے واسطے دو قیراط ہیں اور اگر اس کے دفن سے پہلے واپس ہو جائے تو اس کے واسطے ایک قیراط ہے۔

تشریح: قیراط درہم کے بارہویں حصے کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معلوم ہے جس کو تفہیم اس مقام میں قیراط سے تعبیر کیا گیا ہے مگر قریب الفہم کے پیش نظر اس کی تفسیر جبل عظیم یعنی احد پہاڑ کے ساتھ کی ہے۔
(واللہ تعالیٰ اعلم۔ کذا فی حاشیۃ النسائی)

مکان الراکب من الجنازة

سوار کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنا عبد الواحد ابن واصل قال حدثنا سعید بن عبید اللہ وذکر المغیرة جمیعا عن زیاد بن جبیر عن ابیه عن المغیرة بن شعبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراکب خلف الجنازة والماشی حیث شاء منها والطفل یصلی علیه.

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا اس کے جس طرف سے چاہے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مکان الماشی من الجنازة

پیدل چلنے والا جنازہ کے جس طرف سے چاہے چل سکتا ہے

اخبرنا احمد بن بکار الحرانی قال حدثنا بشر ابن السری عن سعید الثقفی عن عمه زیاد بن جبیر بن حیة عن ابیه عن المغیرة بن شعبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراکب خلف الجنازة والماشی حیث شاء منها والطفل یصلی علیه.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جس طرف سے چاہے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم وعلی بن حجر وقتیبة عن سفیان عن الزهری عن سالم عن ابیه انه رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر رضی اللہ عنهما یمشون امام الجنازة

حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا ھمام قال حدثنا سفیان ومنصور وزیاد وبکر ھو ابن وائل کلھم ذکروا انھم سمعوا من الزھری یحدث ان سالما اخبرہ ان اباہ اخبرہ انہ رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر وعثمان یمشون بین یدی الجنازۃ بکر وحدہ لم یذکر عثمان قال ابو عبد الرحمن ھذا خطاء والصواب مرسل۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

الامر بالصلوۃ علی المیت

میت پر نماز پڑھنے کا حکم دینا

اخبرنا علی بن حجر وعمرو بن زرارۃ النیسابوری قالا حدثنا اسمعیل عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابی المھلب عن عمران بن حصین قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اخاکم قد مات فقوموا فصلوا علیہ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی (بادشاہ نجاشی) کا انتقال ہو گیا ہے تم اس پر نماز پڑھو۔

الصلوۃ علی الصبیان

بچوں پر نماز پڑھنے کا حکم

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا سفیان قال حدثنا طلحۃ بن یحیی عن عمتہ عائشۃ بنت طلحۃ عن خالتھا ام المؤمنین عائشۃ قالت اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بصبی من صبیان الانصار فصلی علیہ قالت عائشۃ فقلت طوبی لھذا عصفور من عصافیر الجنۃ لم یعمل سوءا ولم یدرکہ قال او غیر ذلک یا عائشۃ خلق اللّٰہ عزوجل الجنۃ وخلق لھا اھلا وخلقھم فی اصلاب آبائھم وخلق النار وخلق لھا اھلا وخلقھم فی اصلاب آبائھم

عائشہ بنت طلحہ اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کے بچوں میں سے ایک بچہ لایا گیا آپ نے اس پر نماز پڑھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس کے واسطے خوشخبری ہے جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے برائی نہیں کی نہ اس کا زمانہ پایا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا علم [illegible] توقف بہتر ہے عائشہ اللہ عزوجل نے جنت کو بنایا ہے اور اس کے واسطے ایک مخلوق بنائی ہے وہ ان کو اسی وقت جنتی بنا دیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت ہی میں تھی اور دوزخ کو پیدا کیا ہے اور اس کے واسطے ایک مخلوق بنائی ہے وہ ان کو اسی

اسی وقت دوزخی بنادیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت میں موجود تھی۔

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے بالاتفاق جنت میں داخل ہوں گے اب رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر ناخوشی کا اظہار کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بغیر دلیل کے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ بات کہی تھی حالانکہ غیب کے معاملہ پر بلا دلیل قطعی حکم لگانے کا کوئی اختیار نہ تھا اس لئے حضور ﷺ نے ناخوشی کا اظہار فرمایا۔ یہ حدیث اس وقت فرمائی ہوگی جب کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے یہ نہیں بتلایا کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے جنت میں ہوں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

الصلوٰۃ علی الاطفال

بچوں پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا سعید بن عبید اللہ قال سمعت زیاد ابن جبیر یحدث عن ابیہ عن المغیرۃ بن شعبۃ انہ ذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الراکب خلف الجنازۃ والماشی حیث شاء منھا والطفل یصلی علیہ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جنازہ کے جس طرف سے چاہے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

تشریح: ہمارے علماء اور امام شافعی کے نزدیک بچے پر نماز پڑھی جائے گی جبکہ پیدا ہونے کے وقت حیات کی علامت پائی جاتی ہے جیسے آواز کرنے کے بعد کوئی عضو حرکت کرنے کے بعد مرجائے اور امام احمد کا قول ہے کہ بچے پر نماز پڑھی جائے گی اگرچہ پیدا ہونے کے وقت آواز وغیرہ معلوم نہ ہو حنفیہ وغیرہ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے فرمایا "الطفل لا یصلی علیہ حتی یستھل" امام احمد کا استدلال حدیث باب کے عموم سے ہے جو مستہل اور غیر مستہل سب کو شامل ہے، جمہور نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس حدیث پر ترجیح دی ہے کیونکہ ممانعت اور جواز میں تعارض کے وقت ممانعت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ (کذا فی حاشیۃ النسائی لمولانا السندھی)

اولاد المشرکین

مشرکین کی اولاد کا کیا انجام ہوگا اس کا بیان

اخبرنا اسحٰق قال حدثنا سفیان عن الزھری عن عطآء بن یزید اللیثی عن ابی ھریرۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اولاد المشرکین فقال اللہ اعلم بما کانوا عاملین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اولاد مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس عمل کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا الاسود بن عامر قال حدثنا حماد عن قیس ھو ابن سعد عن طاؤس عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن اولاد المشرکین فقال اللہ اعلم بما کانوا عاملین.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اولاد المشرکین فقال خلقھم اللہ حین خلقھم وھو یعلم بما کانوا عاملین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اولاد مشرکین کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ نے ان کو پیدا کیا وہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا مجاھد بن موسٰی عن ھشیم عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذراری المشرکین فقال اللہ اعلم بما کانوا عاملین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے اولاد مشرکین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

تشریح: جنتی ہونے کا مدار کہیں ظاہری عمل پر ہوتا ہے اور کہیں صرف اس استعداد پر ہوتا ہے جو عمل کا اصلی سبب ہوتی ہے لیکن تقدیر کا یہ پہلو بھی قدرت نے صیغہ راز میں رکھا ہے چنانچہ جب حضور ﷺ سے اولاد مشرکین کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ ہی ان کی اس استعداد کو جانتا ہے جس کی بناء پر وہ عمل کرنے والے ہوتے۔

اس لئے اکثر علماء کا فیصلہ مشرکین کے بچوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی نجات یا ہلاکت کے مسئلہ میں بحث نہ کرنی چاہئے بلکہ بہتر یہ ہے توقف کرے قطعی طور پر جنتی یا دوزخی نہ کہے حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کو نسائی عنوان کے تحت کی آخری حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی ﷺ سے نہیں سنا اس عدم سماع کو امام احمد نے بطریق عمار بن ابی عمار ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اولاد مشرکین کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ ان کا شمار ان کے ماں باپ کے ساتھ ہوگا یہاں تک کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ربھم اعلم بھم ھو خلقھم وھو اعلم بما کانوا عاملین" پھر میں اپنے قول سے رک گیا۔ (زہر الربی)

الصلوۃ علی الشھداء

شہداء پر نماز پڑھنا

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللہ عن ابن جریج قال اخبرنی عکرمۃ بن خالد ان ابن ابی

عمار اخبره عن شداد بن الهاد ان رجلا من الاعراب جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فآمن به واتبعه ثم قال اهاجر معك فاوصى به النبي صلى الله عليه وسلم بعض اصحابه فلما كانت غزوة غنم النبي صلى الله عليه وسلم سبيا فقسم وقسم له فاعطى اصحابه ما قسم له وكان يرعى ظهرهم فلما جاء دفعوه اليه فقال ما هذا قالوا قسم قسمه لك النبي صلى الله عليه وسلم فاخذه فجاء به الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا قال قسمته لك قال ما على هذا اتبعتك ولكني اتبعتك على ان ارمى الى ههنا واشار الى حلقه بسهم فاموت فادخل الجنة فقال ان تصدق الله يصدقك فلبثوا قليلا ثم نهضوا في قتال العدو فاتي به النبي صلى الله عليه وسلم يحمل قد اصابه سهم حيث اشار فقال النبي صلى الله عليه وسلم اهو هو قالوا نعم قال صدق الله فصدقه ثم كفنه النبي صلى الله عليه وسلم في جبة النبي صلى الله عليه وسلم ثم قدمه فصلى عليه فكان مما ظهر من صلوته اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا في سبيلك فقتل شهيدا انا شهيد على ذلك.

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تابعداری کی پھر اس نے کہا میں ہجرت کر کے آپ کے ساتھ رہوں گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جب جنگ ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمت میں قیدی ملے آپ نے ان کو تقسیم کیا اور اس کو بھی حصہ دیا اور جو اس کے حصہ میں آیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دے دیا اور وہ شخص صحابہ کے اونٹ چراتا تھا جب وہ آگیا تو صحابہ نے اس کا حصہ اس کو دے دیا اس نے کہا یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا یہ تمہارا حصہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے واسطے لگایا ہے پھر وہ شخص وہ حصہ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے غنیمت کا یہ حصہ تیرے واسطے لگایا ہے اس نے کہا کہ میں اس کی خاطر آپ کا متبع نہیں ہوا ہوں آپ کا اتباع اس غرض سے کیا ہے کہ اس جگہ پر تیر مارا جائے اس قول کے وقت اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا ہے پھر اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنی بات شہادت راہ خدا میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو سچا کر دیں گے پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد لوگ دشمن کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص شہید ہو گیا اس کی اسی جگہ تیر لگا جس کی طرف اشارہ کیا تھا پھر اس کو اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا یہ وہی شخص ہے لوگوں نے بتایا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کر دکھایا تھا اور گویا کہ اپنے عمل سے اللہ کی تصدیق کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبہ کا کفن اس کو پہنا دیا پھر اس کو سامنے رکھ کر اس پر نماز پڑھی اور دعا الفاظ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فرمائے تھے وہ یہ تھے "اللھم ھذا عبدك الخ" اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے تیرے راستہ میں ہجرت کی نیت سے نکلا ہے اور شہید ہو کر مارا گیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن يزيد عن ابي الخير عن عقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوما فصلى على اهل احد صلوته على الميت ثم انصرف الى المنبر فقال اني فرط لكم وانا شهيد عليكم.

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پھر اہل احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے تھے پھر منبر کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر چڑھ کر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے پیش رو ہوں اور تمہارے واسطے گواہ ہوں۔

تشریح: پہلی حدیث بتا رہی ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی احناف کا مسلک ہے امام شافعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ شہید پر نماز نہ پڑھے دوسری روایت میں راوی نے اس امر کا ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل احد پر نماز پڑھی یعنی آخری عمر میں شہداء احد پر نماز پڑھی یہ جمہور علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر محمول ہے اس کو دعاء پر محمول کرنا تاویل بعید ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، الله علامۃ السندھی)

ترک الصلوٰۃ علیہم

اہل احد پر نماز نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك ان جابر بن عبد الله اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يجمع بين الرجلين من قتلى احد في ثوب واحد ثم يقول ايهما اكثر اخذا للقرآن فاذا اشير الى احدهما قدمه في اللحد قال انا شهيد على هؤلاء وامر بدفنهم بدمائهم ولم يصل عليهم ولم يغسلوا.

عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمی کو اکٹھے ایک قبر میں رکھتے تھے پھر پوچھتے تھے کہ ان دونوں میں قرآن کس کو زیادہ یاد تھا جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں آگے رکھ دیتے (یعنی جانب قبلہ کے) اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان لوگوں کے واسطے گواہ ہوں اور ان کو ان کے خون کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور ان پر نماز نہیں پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا گیا ہے۔

تشریح: اس حدیث کے لفظ "فی ثوب واحد" کے معنی ہیں "فی قبر واحد" یعنی دو دو حضرات کو ایک قبر میں دفن کیا گیا یہ معنی نہیں کہ ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا کیونکہ اس سے ایک کا ننگا بدن دوسرے کے ننگے بدن سے لگ جاتا یہ جائز نہیں بلکہ دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے خون آلودہ اور غیر خون آلودہ کپڑے میں کفن دینا چاہیے، قال الطیبی اور علامہ خطابی نے کہا کہ ضرورت کے وقت دو میت یا اس سے زیادہ کو ایک ہی کپڑے میں دفن کرنا درست ہے جیسا کہ ضرورت کے وقت ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے "نقله میرك عن الازهار" لیکن ہمارے نزدیک دونوں کے شرمگاہ علیحدہ چھپائے بغیر جائز نہیں ہے، علامہ طیبی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معارض ہے گذشتہ عنوان کے ماتحت کی حدیث کے، اب چند وجوہ کی بناء پر نماز کو ترجیح دی جائے گی یا تو نماز کے اثبات کی وجہ سے یا احتیاط کی بناء پر یا تعارض کی صورت میں رجوع الی الاصل کی بناء پر۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، مرقات: ۱/۱۹۵)

علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ جو علماء شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں وہ "ولم يصل عليهم" کا یہ مطلب بیان

کرتے ہیں کہ جیسی نماز حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑھی گئی وہ کسی کی پر نہیں پڑھی گئی کہ ان پر متعدد مرتبہ نماز پڑھی گئی اور ان کے علاوہ دوسرے شہداء پر ایک ایک مرتبہ نماز پڑھی گئی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ترک الصلوة علی المرجوم

جس کو سنگسار کیا گیا ہے اس کی نماز نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن یحییٰ ونوح بن حبیب قالا حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزھری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا من اسلم جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعترف بالزنا فاعرض عنه ثم اعترف فاعرض عنه ثم اعترف فاعرض عنه حتی شھد علی نفسه اربع مرات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابک جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامر به النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجم فلما اذلقته الحجارة فر فادرک فرجم فمات فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرا ولم یصل علیه۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک اور طرف پھیر لیا اس نے دوبارہ اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک پھیر لیا اس نے تیسری مرتبہ اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا حتیٰ کہ اس نے چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو دیوانگی ہے اس نے کہا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو شادی شدہ ہے اس نے کہا جی ہاں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجم مارنے کا حکم دیا اور اس کو رجم مارا گیا جب اس کو پتھر لگنے کی تکلیف پہنچی تو بھاگنے لگا پھر اسے پکڑ لیا گیا اور سنگسار کیا گیا وہ مر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کلمات خیر فرمائے مگر خود اس پر نماز نہیں پڑھی تاکہ باقی ماندہ لوگ اس سے دھوکہ نہ کھائیں۔

الصلوة علی المرجوم

جس کو سنگسار کیا گیا ہے اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا ھشام عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی قلابة عن ابی المھلب عن عمران بن حصین ان امرأة من جھینة اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی زنیت وھی حبلی فدفعھا الی ولیھا فقال احسن الیھا فاذا وضعت فأتنی بھا فلما وضعت جاء بھا فامر بھا فشکت علیھا ثیابھا ثم رجمھا ثم صلّی علیھا فقال له عمر اتصلی علیھا وقد زنت فقال لقد تابت توبةً لو قسمت علی سبعین من اھل المدینة لوسعتھم وھل وجدت توبةً افضل من ان جادت بنفسھا للہ عزوجل۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے اور میں حاملہ ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس کے ولی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اس کا اچھی طرح خیال رکھنا پھر جب وہ بچے کو جنے گی تو اس کو میرے پاس لانا جب اس کی ولادت ہوئی تو اس کو لایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس پر اس کے کپڑے لپیٹ دیے گئے پھر اس کو سنگسار کیا پھر اس پر نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے اس پر نماز پڑھی حالانکہ اس نے زنا کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو اہل مدینہ میں سے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگی کیا تم نے اس سے افضل توبہ دیکھی کہ اس نے اپنی جان کو اللہ عزوجل کے لئے قربان کر دیا۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر نماز پڑھی جس کو سنگسار کیا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ امام کو اختیار ہے کہ جس مرحوم پر چاہے نماز پڑھے اور جس پر چاہے نہ پڑھے۔ (قالہ علامہ السندھی)

الصلوۃ علی من یحیف فی وصیتہ

جو شخص اپنی وصیت میں حق تلفی کرے اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا علی ابن حجر قال حدثنا هشیم عن منصور وهو ابن زاذان عن الحسن عن عمران بن حصین ان رجلا اعتق ستة مملوكين له عند موته ولم يكن له مال غيرهم فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فغضب من ذلك لقد هممت ان لا اصلي عليه ثم دعا مملوكيه فجزأهم ثلثة اجزاء ثم اقرع بينهم فاعتق اثنين وارق اربعة.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کئے اس کے واسطے ان کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا اس کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس کے اس فعل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اس لئے فرمایا کہ میں نے قصد کر لیا تھا اس پر نماز نہ پڑھوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غلاموں کو بلایا اور ان کے تین حصے کئے پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا پھر دو آزاد کئے اور چار غلام رہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر جو غصہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ اس نے موت کے وقت سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور وارثوں کی رعایت نہ کی اس لئے یتیم بچوں پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے اس کی وصیت کو تہائی مال میں جاری کیا ہے اور شارحین نے لکھا ہے کہ وہ غلام قیمت میں برابر تھے۔

الصلوۃ علی من غل

جس نے خیانت کی اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا یحیی بن سعید عن یحیی بن سعید الانصاری عن محمد بن

يحيى بن حبان عن ابي عمرة عن زيد بن خالد قال مات رجل بخيبر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا على صاحبكم انه غل في سبيل الله ففتشنا متاعه فوجدنا فيه خرزا من خرز يهود ما يساوي درهمين.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا خیبر میں انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا اس کا یہ عذر بیان کیا ہے) کہ اس نے اللہ کی راہ میں یعنی مال غنیمت میں قبل از تقسیم خیانت کی ہے ہم نے اس کا اسباب تلاش کیا تو اس میں یہودیوں کے نگوں میں سے کچھ نگ پائے جو دو درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھے۔

الصلوة على من عليه دين

جس پر دین ہو اس کے جنازہ کی نماز کا بیان

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابو داود قال حدثنا شعبة عن عثمان ابن عبد الله بن موهب سمعت عبد الله بن ابي قتادة يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي برجل من الانصار ليصلي عليه فقال النبي صلى الله عليه وسلم صلوا على صاحبكم فان عليه دينا قال ابو قتادة هو علیّ قال النبي صلى الله عليه وسلم بالوفاء قال بالوفاء فصلى عليه.

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کے پاس ایک انصاری شخص لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا) اس لئے کہ اس پر قرض ہے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کا قرض میں اپنے ذمہ لیتا ہوں نبی ﷺ نے فرمایا اس کو تم ضرور ادا کرو گے انہوں نے کہا ضرور ادا کروں گا پھر حضور ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔

اخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى قالا حدثنا يحيى قال حدثنا يزيد هو ابن ابي عبيد قال حدثنا سلمة يعني ابن الاكوع قال اتي النبي صلى الله عليه وسلم بجنازة فقالوا يا نبي الله صل عليها قال هل ترك عليه دين قالوا نعم قال هل ترك من شيء قالوا لا قال صلوا على صاحبكم قال رجل من الانصار يقال له ابو قتادة صل عليه وعلیّ دينه فصلى عليه.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی اس پر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس کے ذمہ قرض چھوڑ گیا ہے لوگوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے انہوں نے کہا نہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو ایک انصاری شخص نے کہا جس کو ابوقتادہ کہتے ہیں حضور آپ اس پر نماز پڑھیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے پھر حضور ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

اخبرنا نوح بن حبيب القومسي قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهري عن ابي سلمة

عن جابر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يصلي على رجل عليه دين فأتي بميت فسأل أعليه دين قالوا نعم عليه ديناران قال صلوا على صاحبكم قال أبو قتادة هما علي يا رسول الله فصلى عليه فلما فتح الله على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أنا أولى بكل مؤمن من نفسه من ترك دينا فعلي ومن ترك مالا فلورثته.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اس شخص پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ دین ہوتا ایک میت لایا گیا حضور ﷺ نے پوچھا کیا اس پر دین ہے لوگوں نے کہا ہاں اس کے ذمہ دو دینار ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ وہ دونوں دینار میں ادا کروں گا پھر حضور ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فتح و کشادگی عطا فرمائی تو فرمایا کہ میں زیادہ تعلق رکھتا ہوں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے بھی جو قرض چھوڑ جائے اس کا ادا کرنا مجھ پر ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

أخبرنا يونس بن عبد الأعلى قال حدثنا ابن وهب قال أخبرني يونس وابن أبي ذئب عن ابن شهاب عن أبي سلمة عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا توفي المؤمن وعليه دين فيسأل هل ترك لدينه من قضاء فإن قالوا نعم صلى عليه وإن قالوا لا قال صلوا على صاحبكم فلما فتح الله عز وجل على رسوله صلى الله عليه وسلم قال أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم فمن توفي وعليه دين فعلي قضاؤه ومن ترك مالا فهو لورثته

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی مومن کا انتقال ہوتا اور اس پر قرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ پوچھتے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے اگر لوگ ہاں کہتے تو حضور ﷺ اس پر نماز پڑھتے اور اگر لوگ نہیں کہتے تو حضور ﷺ فرماتے تم اپنے ساتھی کے جنازہ کی نماز پڑھو پھر جب اللہ بزرگ و برتر نے فتح عطا فرمائی رسول اللہ ﷺ کو تو فرمایا میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں پس جو شخص مر جائے اور اس پر قرض ہو تو اس کے قرض کا ادا کرنا مجھ پر ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اپنے وارثوں کے لئے ہے۔

تشریح: ان روایات میں ابتدائی حال کا بیان ہے کہ شروع میں حضور ﷺ مقروض پر نماز نہیں پڑھتے تھے جس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہوتا کہ لوگ چوکس رہیں اور قرض کی ادائیگی میں غفلت اور لاپرواہی سے ڈریں پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وسعت اور خوشحالی عطا فرمائی تو آپ مقروض کی طرف سے قرض ادا کر دیتے تھے اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھتے تھے دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ میت کی طرف سے صحت کفالہ کے قائل ہیں وہ ان روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ (کذا فی حاشیۃ النسائی)

ترك الصلوة على من قتل نفسه

خودکشی کرنے والے پر نماز نہ پڑھنے کا بیان

أخبرنا إسحق بن منصور قال حدثنا أبو الوليد قال حدثنا أبو خيثمة زهير قال حدثنا سماك عن جابر

بن سمرة ان رجلا قتل نفسه بمشاقص فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اما انا فلا اصلي عليه

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو تیر کی بھال سے مار ڈالا تب ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سليمان سمعت ذكوان يحدث عن ابي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال من تردّى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم يتردى خالداً مخلداً فيها ابداً ومن تحسّى سماً فقتل نفسه فسمّه في يده يتحسّاه في نار جهنم خالداً مخلداً ابداً ومن قتل نفسه بحديدة ثم انقطع عليّ شيء خالد يقول كانت حديدته في يده يجأ بها في بطنه في نار جهنم خالداً مخلداً فيها ابداً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیا اور اپنی جان کو مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں گرتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا، اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو مار دیا تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ دوزخ کی آگ میں پیتا رہے گا اور دوزخ میں ہمیشہ پڑا رہے گا، اور جس نے اپنے آپ کو کسی تیز چیز سے یعنی چھری وغیرہ سے مار ڈالا تو وہ تیز چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں مارتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہے گا۔

تشریح: امام نوویؒ نے فرمایا کہ عمر بن عبد العزیزؒ کا قول یہ ہے کہ قاتل نفس یعنی خودکشی کرنے والے کے جنازہ کی نماز جائز نہیں یہی امام اوزاعیؒ کا مذہب بھی ہے ان کی دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے لیکن جمہور کے نزدیک قاتل نفس کے جنازہ کی نماز درست ہے اس لئے وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس شخص پر نماز اس غرض سے نہیں پڑھی کہ لوگ اس قسم کے غیر شرعی بدترین فعل سے باز رہیں مگر صحابہ کرام نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس خودکشی کرنے والے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاملہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے ابتدائی دور میں مقروض کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی تاکہ لوگ حقوق العباد یعنی قرض کی ادائیگی میں غفلت اور لاپرواہی کو چھوڑ دیں لیکن آپ نے صحابہ کو اس مقروض پر نماز پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا "صلوا على صاحبكم"۔

دوسری حدیث جو عنوان کے ماتحت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا جہنم کی دائمی عذاب میں گرفتار رہے گا اور اس کو سزا اسی چیز سے دی جائے گی جس سے وہ اپنے آپ کو ہلاک کیا تھا۔ جس کا بیان اس حدیث میں ہے لیکن امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ روایت بدون "خالداً مخلداً ابداً" کے آئی ہے اور یہ روایت اصح ہے کیونکہ دوسری روایات سے اہل توحید کا دوزخ سے نکلنا ثابت ہے۔

علامہ سندھیؒ کا ارشاد:

آپ نے اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہمیشہ جہنم میں رہنے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص حلال جان کر

ان چیزوں سے یعنی چھری وغیرہ سے خودکو مار ڈالے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا مراد ہمیشہ رہنے سے مدت دراز تک پڑا رہے گا جہنم میں۔(واللہ تعالی اعلم۔ کذافی حاشیۃ السندی)

الصلوۃ علی المنافق

منافق پر نماز پڑھنے کا بیان

• اخبرنامحمدبن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا حجین بن المثنی قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عباس عن عمربن الخطاب قال لما مات عبد اللہ ابن ابی بن سلول دعی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی علیہ فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثبت الیہ فقلت یا رسول اللہ تصلی علی ابن ابی وقد قال یوم کذا وکذا وکذا وکذا اعدد علیہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اخرعنی یا عمر فلما اکثرت علیہ قال انی قد خیرت فاخترت فلو علمت انی ان زدت علی السبعین غفرلہ لزدت علیہا فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یمکث الایسیراً حتی نزلت الآیتان من براءۃ "ولا تصل علیٰ احد منہم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون" فعجبت بعد من جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذواللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی غرض سے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے آپ کے پاس حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ باتیں کہیں اور فلاں دن یہ باتیں اور فلاں دن یہ باتیں اور فلاں دن یہ باتیں میں نے گنتی کر کے اس کی ساری شرارتیں بتلا دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے عمر میرے پاس سے ہٹ جاؤ پھر بھی جب میں اس کی زیادہ برائیاں کرنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھے (استغفار کرنے اور نہ کرنے کا) اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے (اس کے لئے استغفار کرنے کو) اختیار کر لیا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ میری دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زائد دعائے مغفرت کرتا غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر نماز سے واپس کے تھوڑی دیر بعد سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہو گئیں "ولا تصل علی احد منہم الخ" حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے بعد میں اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جرأت پر تعجب ہوا حالانکہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔

الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم وعلی ابن حجر قالا حدثنا عبد العزیز بن محمد عن عبد الواحد بن حمزۃ

عن عباد بن عبد اللّٰہ بن الزبیر عن عائشۃ قالت ماصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی سھیل بن بیضآء الا فی المسجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰہ عن موسٰی بن عقبۃ عن عبدالواحد بن حمزۃ ان عباد بن عبد اللّٰہ بن الزبیر اخبرہ ان عائشۃ قالت ماصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی سھیل بن بیضآء الا فی جوف المسجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد کے اندر۔

تشریح: امام نووی نے کہا۔ بیضاء کے تین بیٹے ہیں سہل و سہیل اور صفوان ان کی ماں کا نام دعد ہے اور بیضاء اس کا لقب ہے، مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنی امام شافعی وغیرہ کے نزدیک درست ہے یہ حدیث ان کی دلیل ہے حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے ان کی دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ان کو مسجد میں داخل کرو تاکہ میں ان پر نماز پڑھوں تو صحابہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر انکار کیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا نہ تھا اگر آپ کا معمول رہا ہوتا تو پھر صحابہ کرام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کی مخالفت نہ کرتے ان کی مخالفت غماز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل مسجد میں پڑھنے کا نہ تھا۔

حدیث باب کا جواب:

سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ شاید بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد میں پڑھی یا خصوصیت پر محمول ہے یا بیان جواز پر محمول ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ (مرقات و مظاہر حق)

الصلوٰۃ علی الجنازۃ باللیل

رات کو جنازہ پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا یونس بن عبد الاعلٰی قال حدثنا ابن وھب قال حدثنی یونس عن ابن شھاب قال اخبرنی ابوامامۃ بن سھل بن حنیف انہ قال اشتکت امرأۃ بالعوالی مسکینۃ فکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یسألھم عنھا وقال ان ماتت فلا تدفنوھا حتی اصلی علیھا فتوفیت فجآؤا بھا الی المدینۃ بعد العتمۃ فوجدوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد نام فکرھوا ان یوقظوہ فصلوا علیھا ودفنوھا ببقیع الغرقد فلما اصبح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جآؤا فسألھم عنھا فقالوا قد دفنت یا رسول اللّٰہ وقد جئناک فوجدناک نائماً فکرھنا ان نوقظک قال فانطلقوا فانطلق یمشی ومشوا معہ حتی اروہ قبرھا فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وصفوا ورآءہ فصلی علیھا وکبر اربعاً.

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسکین عورت عوالی مدینہ میں بیمار ہوئی (عوالی وہ بستیاں جو شہر مدینہ کے باہر بلندی پر ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے اس عورت کا حال پوچھتے تھے اور فرمایا کہ اگر یہ عورت مر جائے تو تم اس کو دفن نہ کرنا جب تک کہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں وہ عورت مر گئی تو لوگوں نے اس کو عشاء کے بعد مدینہ میں لایا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے تو انہوں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا پس انہوں نے اس پر نماز پڑھی اور اسے بقیع الغرقد یعنی مدینہ کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے اس عورت کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ اس کو دفن کر دیا گیا ہے ہم آپ کے پاس آئے تھے جبکہ آپ سو رہے تھے اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا آپ نے فرمایا چلو آپ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کی قبر دکھلا دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں نے بھی صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

تشریح: یہ حدیث مع ترجمہ و تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

الصفوف على الجنازة

جنازے پر صفیں باندھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبيد عن حفص بن غياث عن ابن جريج عن عطاء عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان اخا كم النجاشي قد مات فقوموا فصلوا عليه فقام فصففنا كما يصف على الجنازة وصلى عليه.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے کھڑے ہو جاؤ اس پر نماز پڑھو پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے صفیں بنائیں جیسا کہ جنازہ پر صفیں باندھی جاتی ہیں اور اس پر نماز پڑھی۔

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم نعى للناس النجاشى اليوم الذى مات فيه ثم خرج بهم الى المصلى فصف بهم فصلى عليه وكبر اربع تكبيرات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا پھر لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے ان کی صف بنائی اور ان پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزهرى عن ابن المسيب و ابى سلمة عن ابى هريرة قال نعى رسول الله صلى الله عليه وسلم النجاشى لاصحابه بالمدينة فصفوا خلفه فصلى عليه وكبر اربعا قال ابو عبد الرحمن ابن المسيب انى لم افهمه كما اردت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ میں نجاشی کی موت کی اطلاع دی تو انہوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آپ نے نجاشی پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا علی بن حجر قال اخبرنا اسماعیل بن ایوب عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اخاکم قد مات فقوموا فصلوا فصففنا علیہ صفین

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی (نجاشی) کا انتقال ہو گیا ہے اٹھو ان پر نماز پڑھو تو ہم نے ان پر دو صفیں باندھیں۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا ابوداؤد سمعت شعبۃ یقول الساعۃ یخرج حدثنا ابو الزبیر عن جابر قال کنت فی الصف الثانی یوم صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النجاشی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں دوسری صف میں تھا جس دن رسول اللہ ﷺ نے نجاشی پر نماز پڑھی۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا یونس عن محمد بن سیرین عن ابی المہلب عن عمران بن حصین قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اخاکم النجاشی قد مات فقوموا فصلوا علیہ قال فقمنا فصففنا علیہ کما یصف علی المیت وصلینا علیہ کما یصلی علی المیت۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے اٹھو ان پر نماز پڑھو عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اٹھے اور صفیں باندھیں جیسے میت پر باندھی جاتی ہیں اور ان کے جنازہ پر نماز پڑھی جیسا کہ میت پر پڑھی جاتی ہے۔

تنبیہ: صلوٰۃ علی الغائب کے متعلق کہ حکم ہے وہ پیچھے گذر چکا ہے۔

الصلوٰۃ علی الجنازۃ قائماً

کھڑے ہو کر جنازے کی نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا حمید بن مسعدۃ عن عبد الوارث قال حدثنا حسین عن ابن بریدۃ عن سمرۃ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ام کعب ماتت فی نفاسها فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ فی وسطها

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازے کی نماز پڑھی ان کا انتقال بچے کی ولادت میں ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نماز میں ان کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور امام شافعی کے نزدیک مرد کے سر کے مقابل اور عورت کے چوتڑ کے مقابل کھڑا ہو۔ شیخ ابن ہمام نے کہا کہ یہ حدیث سینہ کے سامنے کھڑے ہونے کی منافی نہیں اس لئے کہ سینہ وسط ہے یعنی اعضاء کے درمیان پڑا ہے اس لئے کہ اوپر اس کے سر اور ہاتھ ہیں اور نیچے اس کے پیٹ اور پاؤں۔ (فتح القدیر)

اجتماع جنازة صبی وامرأة

بچے اور عورت کا جنازہ کا جمع ہونا

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا ابى قال حدثنا سعيد قال حدثنى يزيد بن ابى حبيب عن عطآء بن ابى رباح عن عمار قال حضرت جنازة صبى وامرأة فقدم الصبى مما يلى القوم ووضعت المرأة ورآءه فصلى عليهما وفى القوم ابو سعيد الخدرى وابن عباس وابو قتادة وابوهريرة فسألتهم عن ذلك فقالوا السنة.

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے زمانے میں کہ ایک بچے اور ایک عورت کا جنازہ حاضر ہوا تو بچے کو قوم کے پاس آگے رکھ گیا اور عورت کو اس کے پیچھے (قبلہ کی جانب میں) رکھ گیا پھر دونوں پر نماز پڑھی گئی اور قوم میں ابو سعید خدری اور ابن عباس اور ابوقتادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سنت کا طریقہ ہے۔

تشریح: حدیث میں نماز جنازہ کا جو طریقہ مذکور ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ سنت ہے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اکذافی حاشیہ السندی للعلامۃ السندی)

اجتماع جنائز الرجال والنساء

مردوں اور عورتوں کے جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جريج قال سمعت نافعا يزعم ان ابن عمر صلى على تسع جنآئز جميعا فجعل الرجال يلون الامام والنساء يلين القبلة فصفهن صفا واحدا ووضعت جنازة ام كلثوم بنت على امرأة عمر بن الخطاب وابن لها يقال له زيد وضعا جميعا والامام يومئذ سعيد بن العاص وفى الناس ابن عمر وابوهريرة وابو سعيد وابو قتادة فوضع الغلام مما يلى الامام فقال رجل فانكرت ذالك فنظرت الى ابن عباس وابى هريرة وابى سعيد وابى قتادة فقلت ما هذا قالوا هى السنة.

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو جنازوں

پر ایک ساتھ نماز پڑھی مردوں کو امام کے قریب سامنے رکھا گیا اور عورتوں کو ان کے پیچھے قبلہ کی جانب کیا اور سب جنازوں کی ایک صف بنائی اور ام کلثوم جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں ان کو اور ان کے بیٹے زید کے جنازہ کو ایک ساتھ رکھا گیا اور اس دن امام سعید بن العاص تھے اور لوگوں میں ابن عمر وابو سعید وابو قتادہ وابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور لڑکے کو امام کے قریب آگے رکھا گیا ایک شخص نے کہا کہ میں نے اس کو اچھا نہیں سمجھا پھر میں نے ابن عباس وابو ہریرہ وابو سعید وابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا طریقہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

اخبرنا علي بن حجر قال اخبرنا ابن المبارك والفضل بن موسى ح واخبرنا سويد قال اخبرنا عبد الله عن حسين المكتب عن عبد الله بن بريدة عن سمرة بن جندب انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى على امّ فلان ماتت في نفاسها فقام في وسطها.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام فلاں (ام کعب) پر نماز پڑھی اس کا انتقال اپنے نفاس میں ہو گیا تھا آپ اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

عدد التكبير على الجنازة

جنازہ پر تکبیر کی تعداد کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد عن ابي هريرة انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى للناس النجاشي وخرج بهم فصف بهم وكبر اربع تكبيرات.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی وفات کی خبر دی اور لوگوں کے ساتھ نکلے اور ان کی صفیں درست کیں اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي امامة بن سهل قال مرضت امراة من اهل العوالي وكان النبي صلى الله عليه وسلم احسن شيء عيادة للمريض فقال اذا ماتت فآذنوني فماتت ليلاً فدفنوها ولم يعلموا النبي صلى الله عليه وسلم فلما اصبح سأل عنها فقالوا كرهنا ان نوقظك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتى قبرها فصلى عليها وكبر اربعاً.

حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عوالی کے باشندوں میں سے ایک عورت بیمار ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ مریض کی بہت زیادہ عیادت کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ جب یہ مر جائے تو مجھے مطلع کرنا وہ عورت رات کو مر گئی لوگوں نے اسے رات کو ہی دفن کر دیا نبی ﷺ کو اطلاع نہیں کی جب آپ نے صبح کی تو اس کا حال پوچھا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا پھر آپ اس عورت کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثني عمرو بن مرة عن ابن ابي ليلى

ان زید بن ارقم صلی علی جنازة فکبر علیها خمساً وقال کبرها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ زید بن ارقم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور اس پر پانچ تکبیریں کہیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اتنی تکبیریں کہیں۔

تشریح: امام نووی نے کہا کہ اجماع اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر وغیرہ نے اس پر تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ علماء کا اجماع حضرت زید بن ارقم کے بعد ہوا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اجماع بعد الاختلاف درست ہے لہٰذا حضرت زید بن ارقم اگر منسوخ ہونے کے قائل نہ ہوں تو اجماع کی صحت میں کوئی ضرر نہیں آتا، نیز ہو سکتا ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے بھولے سے پانچ تکبیریں کہی ہوں پھر اپنے فعل کی صحت پر اس سے استدلال کیا ہو کہ حضور ﷺ نے پانچ تکبیریں کہیں کیونکہ حدیث میں تو اس کی تصریح نہیں کہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے اور اگر کسی نے بھولے سے پانچ تکبیریں نماز جنازہ میں کہیں تو صحیح قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی۔ (زہر ۱/۲۷۱)

الدعاء

میت کے لئے جو دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کا بیان

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح عن ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن ابی حمزة بن سليم عن عبد الرحمن بن جبير عن ابيه عن عوف بن مالك قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على جنازة يقول اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه وعافه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بماء وثلج وبرد ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيراً من داره واهلا خيراً من اهله وزوجاً خيراً من زوجه وقه عذاب القبر وعذاب النار قال عوف فتمنيت ان لو كنت الميت لدعاء رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لذلك الميت.

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی میں نے آپ سے یہ دعا پڑھتے سنا "اللهم اغفرله الخ" اے اللہ اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحمت فرما اور اسے معاف کر دے (جنت میں) اس کی مہمانی بہتر کر اور اس کی قبر کشادہ کر اور دھو ڈال اس کے گناہوں کو پانی اور برف اور اولے کے ساتھ اور اس کو صاف ستھرا کر گناہوں سے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف ستھرا کیا جاتا ہے اور اس کو دنیا کے گھر کے بدلے میں بہتر گھر عالم آخرت میں دے اور بہتر اہل یعنی خادم اس دنیا کے اہل سے اور بہتر بیوی اس دنیا کی بیوی سے اور اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ عوف بن مالک نے کہا کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ہوتا یہ میت (کہ حضور ﷺ کی یہ دعا میرے لئے ہوتی) جبکہ میں نے یہ دعا حضور ﷺ سے اس میت کے لئے سنی۔

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰه قال حدثنا معن قال حدثنا معاوية بن صالح عن حبيب بن عبيد الكلاعى عن جبير بن نفير الحضرمى قال سمعت عوف بن مالك يقول سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه

علیه وسلم یصلی علی میت فسمعت فی دعائه وهو یقول اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واکرم نزله ووسع مدخله واغسله بماء والثلج والبرد ونقه من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدله دارا خیراً من داره واهلا خیراً من اهله وزوجاً خیراً من زوجه وادخله الجنة ونجه من النار او قال واعذه من عذاب القبر.

جبیر بن نفیر حضرمی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ اس کے واسطے یہ دعا پڑھ رہے تھے (اللهم اغفرله الخ) یا الٰہی اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس کو برائی سے بچا اور اسے معاف کر اور اس کی مہمانی بہتر کر اور اس کی قبر کشادہ کر اور اس کو پاک کر پانی اور برف اور اولے کے ساتھ یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ اس کو گناہوں سے پاک کر اور پاکیزہ کر اس کو گناہوں سے جیسے پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے اور اس کو اس عالم کے گھر سے اس عالم میں بہتر گھر عطا فرما اور بہتر اہل اس دنیا کے اہل کے بدلے میں عطا فرما اور بہتر بیوی عطا فرما اس دنیا کی بیوی کے بدلے میں اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو دوزخ کی آگ سے نجات دے یا یہ فرمایا اس کو قبر کے عذاب سے پناہ دے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد الله قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت عمرو بن میمون یحدث عن عبدالله بن ربیعة السلمی وکان من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عبید بن خالد السلمی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم آخی بین رجلین فقتل احدهما ومات الآخر بعده فصلینا علیه فقال النبی صلی الله علیه وسلم ما قلتم قالوا دعونا له اللهم اغفرله اللهم ارحمه اللهم الحقه بصاحبه فقال النبی صلی الله علیه وسلم فاین صلوته بعد صلوته واین عمله بعد عمله فلما بینهما کما بین السماء والارض قال عمرو بن میمون اعجبنی لانه اسندلی.

حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں میں مواخاۃ قائم کر دی ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس کے بعد مر گیا ہم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو لوگوں نے عرض کی ہم نے اس کے واسطے یہ دعا کی ہے اے خدا اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اے اللہ اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ لاحق کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مقتول کے بعد اس شخص نے جو نماز پڑھی اور اس مقتول کے عمل کے بعد اس نے جو عمل کیا اس کا اجر و ثواب کہاں جائے گا بے شک ان دونوں کے درمیان مقام کے لحاظ سے اتنا فرق عظیم ہے کہ جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید وهو ابن زریع قال حدثنا هشام بن ابی عبد الله عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی ابراهیم الانصاری عن ابیه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول فی الصلوٰة علی المیت اللهم اغفر لحینا ومیتنا وشاهدنا وغائبنا وذکرنا وانثانا وصغیرنا وکبیرنا.

ابراہیم انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ میت پر نماز پڑھتے تو یہ

دعا پڑھتے تھے (اللهم اغفر لحيّنا الخ) اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کے واسطے مغفرت فرما اور ہمارے حاضر اور غائب کے واسطے اور ہمارے مردوں اور عورتوں کے واسطے اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کے واسطے۔

اخبرنا الهيثم بن ايوب قال حدثنا ابراهيم وهو ابن سعد قال حدثنا ابی عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب وسورة وجهر حتى اسمعنا فلما فرغ اخذت بيده فسألته فقال سنة وحق

طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورہ فاتحہ اور ایک سورۃ جہر کے ساتھ پڑھی یہاں تک کہ ہم کو سنائی دی جب فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ان سے پوچھا تو فرمایا سنت اور حق ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم عن طلحة بن عبد الله قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فسمعته يقرأ بفاتحة الكتاب فلما انصرف اخذت بيده فسألته فقلت تقرأ قال نعم انه حق وسنة.

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو ان سے سورۃ فاتحہ پڑھتے سنا جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ان سے پوچھا کیا آپ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں تو فرمایا ہاں ثابت اور سنت ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن ابی امامة قال السنة فی الصلوة على الجنازة ان تقرأ فی التكبيرة الاولى بام القرآن مخافتة ثم تكبر ثلثا والتسليم عند الاخرة

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھو پھر تین تکبیریں کہو اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیر لے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن محمد بن سويد الدمشقی الفهری عن الضحاك بن قيس الدمشقی بنحو ذلك.

ضحاک بن قیس دمشقی سے مثل اس کے مروی ہے۔

تشریح: فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنازے کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد اس دعا کو جو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں آہستہ پڑھنا مستحب ہے مگر اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی غرض سے پکار کر پڑھی جیسا کہ خود راوی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سمعت اس پر دلالت کر رہا ہے۔

امام بخاری وغیرہ نے فرمایا کہ یہ دعا یعنی (اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه الخ) ثابت ہے۔ اور باب الدعا فی المیت ہے۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ کی روایت جو کہ ان کے تحت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ پر تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جب اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں کہا سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت اور حق ہے۔

اب سنت سے کیا مراد ہے شوافع کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بدعت نہیں بلکہ دین میں روایت کیا گیا طریقہ ہے لہٰذا اس تاویل سے نفی وجوب کی نہیں ہوتی ہے اور یہ تاویل امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس کا پڑھنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مراد سنت سے یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب نہیں یعنی اگر ثناء کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے تو سنت کے حکم میں ہوتی ہے شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھے مگر یہ کہ بہ نیت ثناء پڑھے کیونکہ بہ نیت قراءۃ اور نبی ﷺ سے اس کا پڑھنا ثابت نہیں ہوا اور موطاء میں نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو نماز جنازہ میں نہ پڑھتے تھے الخ۔ اور شیخ محدث دہلویؒ نے لمعات میں ابن بطالؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر و علی بن ابی طالب و ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں عطاء و طاؤس اور ابن المسیب و سعید بن جبیر و شعبی اور حکم رحمہم اللہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ "القراءۃ الفاتحۃ لیست فی بلدنا معمولاً بہا فی صلوۃ الجنازۃ، ھکذا فی الاوجز" اس سے تاویل مذکور کا ضعیف ہونا معلوم ہوتا ہے جو شوافع نے کی ہے لہٰذا اس سے وجوب سورۂ فاتحہ پر استدلال مشکل ہے اب رہا حضرت ابوامامہ کی روایت کا جواب اس کی بھی وہی تاویل ہے جو اوپر گزر چکی ہے نیز ان کے الفاظ "السنۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ" قول صحابی من السنۃ کذا کی قسم سے نہیں اس لئے وہ مرفوع کے حکم میں نہیں ہے۔ (مرقاۃ و مظاہر حق)

فضل من صلی علیہ مائۃ

جس پر سو آدمی نماز پڑھے اس کی فضیلت

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد اللہ عن سلام بن ابی مطیع الدمشقی عن ایوب عن ابی قلابۃ عن عبد اللہ بن یزید رضیع عائشۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن میت یصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون ان یکونوا مائۃ یشفعون الا شفعوا فیہ قال سلام فحدثت بہ شعیب بن الحبحاب قال حدثنی بہ انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جس میت پر سو مسلمانوں کی جماعت نماز پڑھے گی اور وہ اس کے واسطے سفارش کریں گے تو ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔

اخبرنا عمرو بن زرارۃ قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن ابی قلابۃ عن عبد اللہ بن یزید رضیع لعائشۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایموت احد من المسلمین فیصلی علیہ امۃ من الناس فیبلغوا ان یکونوا مائۃ فیشفعوا الا شفعوا فیہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمانوں میں سے مرتا ہے اور سو آدمیوں کی جماعت اس پر نماز پڑھتی ہے اور وہ اس کے واسطے سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جائے گی۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا محمد بن سواء ابو الخطاب قال حدثنا ابو بكار الحكم بن فروخ قال صلى بنا ابو المليح على جنازة فظننا انه قد كبّر فاقبل علينا بوجهه فقال اقيموا صفوفكم ولتحسن شفاعتكم قال ابو المليح حدثني عبد اللّٰه وهو ابن سليط عن احدى امهات المؤمنين وهي ميمونة زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قالت اخبرني النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال ما من ميت يصلي عليه امة من الناس الا شفعوا فيه فسألت ابا المليح عن الامة فقال اربعون.

ابوبکار حکم بن فروخ کہتے ہیں کہ ابوالملیح نے ہم کو ایک جنازہ پر نماز پڑھائی ہم نے گمان کیا کہ انہوں نے تکبیر کہی وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے بولے کہ اپنی صفوں کو درست کرو اور اس کے حق میں خوب دل سے سفارش کرو ابوالملیح کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن سلیط نے ایک امہات المومنین یعنی نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطے سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب کسی میت پر لوگوں کی ایک جماعت نماز پڑھتی ہے تو ان کی سفارش اس کے حق میں منظور کی جاتی ہے میں نے ابوالملیح سے لفظ امۃ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا چالیس آدمیوں کی تعداد۔

تشریح: ابوالملیح نے امۃ کی تفسیر چالیس سے کی ہے کیونکہ بعض روایات میں اسی عدد کا ذکر آیا ہے۔

باب ثواب من صلى على جنازة

جس نے جنازہ پر نماز پڑھی اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا نوح بن حبيب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من صلى على جنازة فله قيراط ومن انتظرها حتى توضع في اللحد فله قيراطان والقيراطان مثل الجبلين العظيمين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنازہ کے ساتھ جاوے اور اس پر نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص دفن تک انتظار کرے حتیٰ کہ اسے لحد میں رکھا جائے اس کو دو قیراط کے برابر اور دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

اخبرنا سويد قال حدثنا عبد اللّٰه عن يونس عن الزهري قال اخبرنا عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من شهد جنازةً حتى يصلى عليها فله قيراط ومن شهد حتى تدفن فله قيراطان قيل وما القيراطان يا رسول اللّٰه قال مثل الجبلين العظيمين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنازہ پر حاضر ہو گیا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے وہ ایک قیراط کے برابر ثواب پائے گا اور جو اس کے دفن ہونے تک موجود رہے گا تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پائے گا آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیراطان سے کیا مراد ہے فرمایا کہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر عن عوف عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تبع جنازۃ رجل مسلم احتساباً فصلی علیہا ودفنہا فلہ قیراطان ومن صلی علیہا ثم رجع قبل ان یدفن فانہ یرجع بقیراط من الاجر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان مرد کے جنازہ کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے چلے اور اس پر نماز پڑھے اور دفن کرے تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پاتا ہے اور جو اس پر نماز پڑھے پھر دفن سے پہلے واپس ہو جائے تو وہ اجر وثواب کا ایک قیراط لے کر لوٹتا ہے۔

اخبرنا الحسن بن قزعۃ قال حدثنا مسلمۃ بن علقمۃ قال حدثنا داؤد عن عامر عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تبع جنازۃ فصلی علیہا ثم انصرف فلہ قیراط من الاجر ومن تبعہا فصلی علیہا ثم قعد حتی یفرغ من دفنہا فلہ قیراطان من الاجر کل واحد منہما اعظم من احد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور اس پر نماز پڑھے پھر لوٹ جائے اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو اس کے ساتھ جائے اور اس پر نماز پڑھے پھر دفن سے فارغ ہونے تک بیٹھا رہا تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پائے گا ان میں سے ہر ایک قیراط احد کے پہاڑ سے زیادہ بڑا ہے۔

الجلوس قبل ان توضع الجنازۃ

جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللہ عن ھشام والاوزاعی عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا من تبعہا فلا یقعدن حتی توضع۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص اس کے ساتھ ہو تو نہ بیٹھے جب تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

الوقوف للجنائز

جنازوں کے واسطے کھڑے ہونا

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن یحیی عن واقد عن نافع بن جبیر عن مسعود بن الحکم عن علی بن ابی طالب انہ ذکر القیام علی الجنازۃ حتی توضع فقال علی بن ابی طالب قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قعد۔

مسعود بن حکم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنازہ دیکھنے پر قیام کا تذکرہ کیا گیا جب

تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھا جائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے پھر قیام کو چھوڑ دیا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے البتہ شوافع میں سے متولیؒ نے کہا کہ قیام علی الجنازہ مستحب ہے اور اس کو امام نوویؒ نے قول مختار قرار دیا ہے لہٰذا جس روایت میں مثلاً حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں قیام للجنازۃ کا جو حکم ہے وہ استحباب کے لئے ہے اور قعود بیان جواز کے لئے ہے اور نسخ کا دعویٰ درست نہیں اس جیسے امر میں کیونکہ نسخ تعذر جمع کی صورت میں ہوتا ہے اور یہاں جمع بین الاحادیث میں کوئی تعذر نہیں۔

(کذا فی الحاشیہ جلد صفحہ (۲۲)

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنی محمد بن المنکدر عن مسعود بن الحکم عن علی قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قام فقمنا ورأیناہ قعد فقعدنا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے رہے تو ہم بھی بیٹھے رہے۔

اخبرنا هارون بن اسحاق قال حدثنا ابو خالد الاحمر عن عمرو بن قیس عن المنهال بن عمرو عن زاذان عن البراء قال خرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی جنازۃ فلما انتهینا الی القبر ولم یلحد فجلس وجلسنا حوله کان علی رؤسنا الطیر۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے جب ہم قبر تک پہنچے اور قبر اس وقت تک نہیں کھودی گئی تو آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

تشریح: صحابہ کرام نہایت چپ چاپ سر جھکائے ہوئے متواضعانہ طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے جس کو کان علی رؤسنا الطیر سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ پرندے متحرک چیز پر نہیں بیٹھتے ساکن و ثابت چیز پر بیٹھتے ہیں مثلاً کسی کے سر پر پرندہ بیٹھا ہو اور وہ اسے شکار کرنا چاہتا ہو تو وہ اپنا سر جھکائے بیٹھے گا اور سر کو اس خوف سے بالکل نہیں ہلائے گا کہ ہلانے سے پرندہ اڑ جائے گا جس کی وجہ سے مقصد شکار فوت ہو جائے گا غرض کہ اس روایت سے نمایاں طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سکون اور وقار کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔

مواراة الشهيد فی دمه

شہید کو اس کے خون سمیت دفن کر دینا

اخبرنا هناد عن ابن المبارك عن معمر عن الزهری عن عبد اللّٰہ بن ثعلبة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم زملوهم بدمائهم فانه لیس کلم یکلم فی اللّٰہ الا یأتی یوم القیامة

يدمى لونه لون الدم وريحه ريح المسك.

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے مقتولین کے واسطے فرمایا کہ ان کو ان کے خون سمیت کپڑوں میں لپیٹو۔ اس لئے کہ جو زخمی کیا جاتا کوئی شخص اللہ کی راہ میں مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ اس کا خون کا ہوگا اور بو اس کی مشک کی ہوگی۔

اين يدفن الشهيد

شہید کو کہاں دفن کیا جائے

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا وكيع قال حدثنا سعيد بن السائب عن رجل يقال له عبيد الله بن معية قال اصيب رجلان من المسلمين يوم الطائف فحملا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر ان يدفنا حيث اصيبا وكان ابن معية ولد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم.

عبیداللہ بن معیہ سے روایت ہے کہ جنگ طائف میں دو آدمی مسلمانوں میں سے شہید ہو گئے دونوں کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے حکم دیا ان کو وہاں دفن کرنے کا جہاں شہید ہوئے تھے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ راوی حدیث ابن معیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ شہید کو اسی زمین کے اندر دفن کیا جائے جہاں شہید ہو دوسری زمین کی طرف بلا عذر منتقل نہ کرنا چاہئے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا الاسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بقتلى احد ان يردوا الى مصارعهم وكانوا قد نقلوا الى المدينة.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہداء احد کو ان کے قتل ہونے کی جگہ میں دفن کرو لوگوں نے ان کو شہر مدینہ میں منتقل کیا تھا۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا وكيع عن سفيان عن الاسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادفنوا القتلى في مصارعهم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کو ان کے قتل ہونے کی جگہوں میں دفن کردو۔

باب مواراة المشرك

مشرک کو دفن کرنے کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى عن سفيان قال حدثني ابواسحق عن ناجية ابن كعب

عن علي قال قلت للنبي صلى الله عليه وسلم ان عمك الشيخ الضال قد مات فمن يواريه قال اذهب فوار اباك ولا تحدثن حدثا حتى تأتيني فواريته ثم جئت فامرني فاغتسلت ودعا لي وذكر دعاء لم احفظه.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا بوڑھا چچا گمراہ مر گیا ہے کون اس کو دفن کرے گا حضور نے فرمایا تم جاؤ اپنے باپ (ابوطالب) کو دفن کر دو اور تم کوئی بات کا ایجاد نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آ جاؤ پس میں نے اس کو دفن کر دیا پھر آپ کے پاس آیا تو مجھے غسل کرنے کا حکم دیا میں نے غسل کر لیا اور میرے لئے دعا فرمائی راوی حدیث ناجیہ بن کعب کہتے ہیں کہ حضرت علی نے دعا کا ذکر کیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کافر باپ ابوطالب کو غسل دیا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً ان کو غسل کرنے کا حکم دیا یا غسل کا حکم دینا بھی منسوخ تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اللحد والشق

لحد اور شق کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبدالله بن جعفر عن اسماعيل ابن محمد بن سعد عن ابيه عن سعد قال الحدوا لي لحدا وانصبوا علي نصبا كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے لئے بغلی قبر کھودنا اور میری قبر پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

اخبرنا هارون بن عبد الله حدثنا ابوعامر عن عبد الله بن جعفر عن اسماعيل بن محمد عن عامر بن سعد ان سعد لما حضرته الوفاة قال الحدوا لي لحداً وانصبوا عليّ نصباً كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم.

عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات قریب آ گئی تو انہوں نے کہا کہ میرے واسطے لحد کھودنا اور میری قبر پر کچی اینٹیں لگانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کچی اینٹیں لگائی گئی تھیں۔

اخبرنا عبد الله بن محمد ابو عبد الرحمن الاذرمي عن حكام بن سلم الرازي عن علي بن عبد الاعلى عن ابيه عن سعيد ابن جبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللحد لنا والشق لغيرنا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے اور شق ہمارے غیر کے واسطے ہے۔

تشریح: لحد بغلی قبر کو اور شق صندوقی قبر کو کہتے ہیں جو لحد کی طرح نہیں ہوتی ہے حدیث پاک سے لحد کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے

کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے یعنی جماعت انبیاء کے واسطے اس سے معلوم ہوا کہ لحد افضل ہے لیکن شق بھی جائز ہے جس پر عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت دلالت کرتی ہے کہ مدینہ میں دو شخص قبر کھودنے والے تھے ایک ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بغلی قبر کھودتے تھے دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شق بناتے تھے صحابہ نے حضور کی وفات کے بعد اس پر اتفاق کیا کہ ان میں سے جو پہلے آوے وہ قبر کھودے تو لحد کھودنے والا پہلے آیا اس نے حضور ﷺ کے واسطے لحد بنائی۔ (رواہ صاحب المشکوۃ بحوالہ شرح السنۃ) تو اس سے معلوم ہوا کہ شق بھی جائز ہے اس لئے کہ اگر نہ جائز ہوتی تو حضرت ابو عبیدہ کا شق کھودا کرتے ان کے ساتھی ان کو ضرور منع کرتے۔ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال سے پہلے فرمایا کہ میرے لئے لحد کھودنا اور میری قبر کا ڈاک بھی اینٹوں سے بند کر دینا جیسا کہ حضور کی قبر کا ڈاک بھی اینٹوں سے بند کیا گیا تھا۔

ما يستحب من اعماق القبر

قبر کا گہرا کھودنا مستحب ہے

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا اسحق بن يوسف قال حدثنا سفيان عن ايوب عن حميد بن هلال عن هشام بن عامر قال شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم احد فقلنا يا رسول الله الحفر علينا لكل انسان شديد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احفروا واعمقوا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلثة في قبر واحد قالوا فمن نقدم يا رسول الله قال قدموا اكثرهم قرآنا قال فكان ابي ثالث ثلثة في قبر واحد.

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ ہر شخص کے لئے قبر کھودنا ہم پر گراں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کھودو اور خوب گہرا کرو اور دو کو اور تین کو ایک قبر میں دفن کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کس کو آگے رکھیں یعنی قبلہ کی جانب آپ نے فرمایا کہ جو ان میں قرآن بہت یاد رکھتا تھا اس کو آگے رکھو۔ ہشام کہتے ہیں کہ میرا باپ تین میں سے تیسرا تھا ایک قبر میں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ قبر کا گہرا کھودنا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک قبر میں دو یا تین کو دفن کرنا ضرورت کے وقت درست ہے اور بے ضرورت درست نہیں اور یہ جو اس حدیث میں فرمایا کہ جس کو قرآن زیادہ یاد تھا اس کو قبلہ کی جانب آگے رکھو تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بقدر مراتب حافظ قرآن اور عالم باعمل کی تعظیم و تکریم کریں ان کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔ (مرقاۃ و مظاہر حق)

باب ما يستحب من توسيع القبر

توسیع قبر مستحب ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا وهب بن جرير قال حدثنا ابي قال سمعت حميد بن هلال عن

سعد بن هشام بن عامر عن ابيه قال لما كان يوم احد اصيب من اصيب من المسلمين واصاب الناس جراحات فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احفروا واوسعوا وادفنوا الاثنين والثلاثة في القبر وقدموا اكثرهم قرآنا۔

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب احد کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ شہید کئے گئے اور لوگ زخموں سے دوچار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو کو اور تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور اس کو قبر میں آگے رکھو جوان میں قرآن بہت زیادہ یاد رکھتا تھا۔

وضع الثوب في اللحد

قبر میں کپڑا رکھنا

اخبرنا اسماعيل بن مسعود عن يزيد وهو ابن زريع حدثنا شعبة عن ابي جمرة عن ابن عباس قال جعل تحت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين دفن قطيفة حمراء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو جب دفن کیا گیا تو آپ کے نیچے ایک اونی سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔

تشریح: امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران نے اس چادر کو بغیر علم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبر میں رکھ دیا تھا اور شقران نے کہا کہ میں نے ناپسند کیا ہے کہ حضور کے بعد کوئی اور اس کو استعمال کرے اب اس کا کیا حکم ہے تو امام شافعی وغیرہ علماء نے قبر میں میت کے نیچے چادر وغیرہ رکھنے کو مکروہ فرمایا ہے اور اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ چادر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے نیچے بچھائی گئی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے تھا اس لئے دوسروں کے لئے مناسب نہیں نیز دار قطنی نے بھی وکیع سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ چادر رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں تھا لیکن اس کے برعکس علامہ ابن عبدالبر مالکی نے الاستیعاب میں لکھا ہے کہ وہ چادر قبر میں مٹی ڈالنے سے پہلے نکال لی گئی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مرقاۃ: ۶۷/۴)

الساعات التي نهي عن اقبار الموتى فيهن

جن اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کے بیان میں

اخبرنا عمرو بن علي قال اخبرنا عبد الرحمن حدثنا موسى بن علي بن رباح قال سمعت ابي قال سمعت عقبة بن عامر الجهني قال ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلي فيهن او نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تزول الشمس وحين تضيف الشمس للغروب۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات میں منع کرتے تھے کہ ہم ان

اوقات میں نماز پڑھیں یا مردوں کو دفن کریں جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے یہاں تک کہ بلند ہو اور جبکہ دوپہر کا سایہ کھڑا ہو یعنی ٹھیک دوپہر کو یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور جبکہ آفتاب غروب کے لئے مائل ہو جائے۔

اخبرنا عبد الرحمن بن خالد القطان الرقی حدثنا حجاج قال ابن جریج اخبرنی ابو الزبیر انه سمع جابراً یقول خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر رجلا من اصحابه مات فقبر لیلا وکفن فی کفن غیر طائل فزجر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقبر انسان لیلا الا ان یضطر الی ذلك.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا آپ نے ایک شخص کا اپنے اصحاب میں سے جس کا انتقال ہو گیا ذکر فرمایا اس کو رات کے وقت دفن کیا گیا ہے اور کفن میں معمولی کپڑے دیئے گئے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو رات میں دفن کرنے پر ڈانٹ دیا مگر یہ کہ مجبوری میں اس کی اجازت ہے۔

تشریح: امام نسائیؒ نے اس حدیث سے ان اوقات میں دفن کرنے کی ممانعت ثابت کی ہے اور یہی قول امام احمدؒ وغیرہ کا ہے کہ ان اوقات میں دفن مکروہ ہے لیکن اکثر علماء نے اقبر کا معنی نماز جنازہ پر محمول کیا ہے شاید کہ انہوں نے اس کو باب الکنایہ سے شمار کیا ہو کیونکہ دونوں میں تلازم ہے لیکن اس کے بارے میں علامہ سندھیؒ نے فرمایا "ولا یخفی انه معنی بعید لا ینساق الیه الذهن من لفظ التحدیث" چنانچہ بعض نے کہا کہ اقبر المیت کہتے ہیں جب اس کو دفن کیا جاتا ہے اور یہ نہیں کہا جاتا ہے اقبرہ جب اس پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے بہرحال اقرب یہ ہے کہ حدیث سے امام احمد وغیرہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ (کذا فی المطلب)

دفن الجماعة فی القبر الواحد

ایک ہی قبر میں چند لوگوں کا دفن کرنا

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك حدثنا وكیع عن سلیمان المغیرة عن حمید بن هلال عن هشام بن عامر قال لما كان یوم احد اصاب الناس جهد شدید فقال النبی صلی الله علیه وسلم احفروا واوسعوا وادفنوا الاثنین والثلثة فی قبر فقالوا یا رسول الله فمن نقدم قال قدموا اکثرهم قرآنا.

ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے دن لوگوں کو سخت مشقت پہنچی اور لوگ شہید ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کھودو اور کشادہ کرو ایک قبر میں دو دو اور تین تین کو دفن کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کس کو آگے رکھیں آپ نے فرمایا کہ جو قرآن بہت زیادہ یاد رکھتا تھا اس کو آگے رکھو۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب اخبرنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن حمید بن هلال عن سعد بن هشام بن عامر عن ابیه قال اشتد الجراح یوم احد فشكی ذلك الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا فی القبر الاثنین والثلثة وقدموا اکثرهم قرآنا.

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن بہت سے زخم والے شہید ہو گئے لوگوں نے اس کا ذکر رسول

اللہ ﷺ سے کہا آپ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور اچھا کرو قبر کو یعنی ہموار کرو اور دو کو اور تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور اس کو آگے رکھو جو قرآن زیادہ یاد رکھتا تھا۔

من يقدموا

کس کو آگے رکھا جائے

حدثنا محمد بن منصور حدثنا سفيان حدثنا ايوب عن حميد بن هلال عن هشام بن عامر قال قتل ابى يوم احد فقال النبى صلى الله عليه وسلم احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلثة فى القبر وقدموا اكثرهم قرآنا وكان ابى ثالث ثلثة وكان اكثرهم قرآنا فقدم۔

ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد احد کی لڑائی کے دن مارے گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبر یں کھودو اور کشادہ کرو اور اچھی کرو قبر کو اور دو دو کو اور تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور سب سے زیادہ قرآن یاد رکھنے والے کو آگے رکھو میرا باپ تین میں تیسرا تھا اور ان کو قرآن سب سے زیادہ یاد تھا اس لئے ان کو آگے رکھا گیا۔

اخراج الميت من اللحد بعد ان يوضع فيه

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد نکالنے کا بیان

قال الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن سفيان قال سمع عمرو جابراً يقول اتى النبى صلى الله عليه وسلم عبد الله بن ابى بعد ما ادخل فى قبره فامر به فاخرج فوضعه على ركبتيه ونفث عليه من ريقه والبسه قميصه والله اعلم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کے جنازہ پر اس وقت پہنچے جب کہ اس کو قبر میں داخل کیا جا چکا تھا آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا نکالا گیا اور اپنے زانو پر اس (کے سر) کو رکھ کر اس پر تھتکار دیا اور اپنا کرتا اس کو پہنا دیا۔ (والله اعلم)

اخبرنا الحسين بن حريث قال اخبرنا الفضل بن موسٰى عن الحسين بن واقد حدثنا عمرو بن دينار قال سمعت جابراً يقول ان النبى صلى الله عليه وسلم امر بعبد الله بن ابى فاخرجه من قبره فوضع رأسه على ركبتيه فتفل فيه من ريقه والبسه قميصه وصلى عليه قال جابر والله اعلم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو قبر سے نکالنے کا حکم دیا تو اسے نکالا گیا پھر اس کا سر اپنے زانو پر رکھ کر اس کے منہ پر تھوک دیا اور اپنا کرتا اس کو پہنایا اور اس پر نماز پڑھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کے بارے میں) واللہ اعلم کہتے ہیں۔

باب اخراج الميت من القبر بعد ان يدفن فيه

میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد نکالنے کا بیان

اخبرنا العباس بن عبد العظيم عن سعيد بن عامر عن شعبة عن ابن ابی نجيح عن عطاء عن جابر قال دفن مع ابی رجل فی القبر فلم يطب قلبی حتی اخرجته ودفنته علی حدة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے ساتھ ایک قبر میں ایک اور شخص کو دفن کیا گیا تھا میرے دل نے اس کو پسند نہ کیا اس لئے میں نے ان کو قبر سے نکالا اور علیحدہ دفن کیا۔

تشریح: بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ میں نے اپنے والد کو چھ ماہ کے بعد نکالا ہے "فاذا هو كيوم وضعته هنية غير اذنه" دیکھا تو بالکل صحیح وسالم تھے جیسے قبر میں رکھے گئے تھا ویسے ہی ہیں ہاں کان ذرا سا بگڑا ہوا ہے قبر سے نکال کر ان کو مدینہ کے قبرستان بقیع میں دفن کیا ہے عذر اور ضرورت کی صورت میں میت کو قبر سے نکالنا درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

الصلوة على القبر

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد ابو قدامة حدثنا عبد الله بن نمير حدثنا عثمان بن حكيم عن خارجة بن زيد بن ثابت عن عمه يزيد بن ثابت انهم خرجوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فرای قبرا جديدا فقال ما هذا قالوا هذه فلانة مولاة بنی فلان فعرفها رسول الله صلى الله عليه وسلم ماتت ظهرا وانت صائم قائل فلم نحب ان نوقظك بها فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصف الناس خلفه وكبر عليها اربعا ثم قال لا يموت فيكم ميت ما دمت بين اظهركم الا يعني آذنتموني به فان صلاتي له رحمة.

یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے آپ نے ایک نئی قبر دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ بنی فلاں کی آزاد کی ہوئی لونڈی کی قبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچان لیا (صحابہ نے عرض کیا) آپ روزہ دار تھے اور دوپہر کو آرام کر رہے تھے ایسے وقت میں وہ عورت مر گئی اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ جانا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بھی صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس عورت کی قبر پر چار تکبیریں کہیں پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی مر جائے تو مجھے اس کی اطلاع دیا کرو جب تک میں تمہارے سامنے موجود ہوں کیوں کہ میری نماز اس کے لئے باعث رحمت ہے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود حدثنا خالد عن شعبة عن سليمان الشيباني عن الشعبي اخبرني من مر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على قبر منتبذ فامهم وصف خلفه قلت من هو يا ابا عمرو قال

ابن عباس.

شعبی سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک الگ تھلگ قبر پر گذرا کر لوگ صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس کو نماز جنازہ پڑھائی میں نے پوچھا اے ابو عمرو وہ کون ہے انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا هشيم قال الشيباني اخبرنا عن الشعبي قال اخبرني من راى النبي صلى الله عليه وسلم مر بقبر منتبذ فصلى عليه وصف اصحابه خلفه قيل من حدثك قال ابن عباس.

شعبی سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک الگ تھلگ قبر پر گذرے آپ کے اصحاب صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی شعبی سے پوچھا گیا کس نے آپ سے بیان کیا انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اخبرنا المغيرة بن عبد الرحمن حدثنا زيد بن علي وهو ابن ابو اسامة حدثنا جعفر بن برقان عن حبيب بن ابي مرزوق عن عطاء عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى على قبر امراة بعد ما دفنت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی قبر پر نماز پڑھی جبکہ اس کو دفن کیا گیا تھا۔

الركوب بعد الفراغ من الجنازة

جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد سوار ہونا

اخبرنا احمد بن سليمان حدثنا ابو نعيم ويحيى بن آدم قالا حدثنا مالك بن مغول عن سماك عن جابر بن سمرة رضي الله تعالى عنه قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على جنازة ابي الدحداح فلما رجع اتي بفرس معرورى فركب ومشينا معه

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی الدحداح کے جنازہ پر تشریف لے گئے جب واپس ہونے لگے تو گھوڑا لایا گیا بغیر زین کا آپ اس پر سوار ہوئے اور ہم آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

تشریح: ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے حلیف تھے ان کی نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ واپسی کے وقت گھوڑے پر سوار ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ سے واپس جاتے وقت سوار ہونا جائز ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے لیکن جنازہ کے ساتھ جاتے وقت سوار ہونا مکروہ ہے۔ (مرقات و مظاہر حق)

الزيادة على القبر

قبر پر زیادتی یعنی تعمیر وغیرہ کی اجازت نہیں

اخبرنا هارون بن اسحاق حدثنا حفص عن ابن جريج عن سليمان بن موسى وابي الزبير عن جابر

قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبنى على القبر او يجصص زاد سليمان بن موسى او يكتب او يزاد عليه.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر تعمیر کرنے اور پختہ کاری سے منع فرمایا ہے "سلیمان بن موسیٰ کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ قبر پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے"۔

البناء على القبر

قبر پر عمارت کھڑی کرنے سے منع کیا گیا ہے

اخبرنا يوسف بن سعيد حدثنا حجاج عن ابن جريج قال اخبرني ابوالزبير انه سمع جابراً يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تقصيص القبور او يبنى عليها او يجلس عليها احد.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے اور ان پر کسی کے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تجصيص القبور

قبروں کے پختہ کرنے سے منع کیا گیا ہے

اخبرنا عمران بن موسى قال حدثنا عبد الوارث حدثنا ايوب عن ابي الزبير عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تسوية القبور اذا رفعت

جب قبر کو اونچا کیا جائے تو اسے زمین کے برابر کر دینا

اخبرنا سليمان بن داود قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث ان ثمامة بن شفي حدثه قال كنا مع فضالة بن عبيد بارض الروم فتوفي صاحب لنا فامر فضالة بقبره فسوي ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يامر بتسويتها.

حضرت ثمامہ بن شفی کہتے ہیں کہ ہم فضالہ بن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین میں تھے ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوا تو فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا یعنی زمین کے برابر کر دیا گیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ قبروں کو برابر کر دینے کا حکم فرماتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علي حدثنا يحيى حدثنا سفيان عن حبيب عن ابي وائل عن ابي الهياج قال قال

علی رضی اللہ عنہ الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدعن قبرا مشرفا الا سویتہ ولا صورۃ فی بیت الا طمستھا.

ابوالہیاج سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا وہ کام یہ ہے کہ تم نہ چھوڑو کسی اونچی قبر کو مگر اس کو برابر کر دو اور نہ کسی تصویر کو گھر میں مگر اس کو مٹا دو۔

تشریح: مردے کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہونا، اس کی زیارت، اس کے لئے دعا کرنی اور قرآن کا قبر پر پڑھنا یہ چیزیں سنت سے ثابت ہیں لیکن اس کے علاوہ جتنے امور کا ذکر ان روایات مذکورہ میں آیا ہے مثلاً قبر پر عمارت بنانی اور قبر کو پختہ کرنا اور چونے سے قبر کی چنائی کرنے یا قبر پر گچ کرے وہ قبر پر خیمہ لگانا اور قبر پر اللہ و رسول کا نام لکھنا اور قرآن کا لکھنا سب خلاف شریعت ہیں ان میں سے کوئی چیز سنت سے ثابت نہیں۔

زيارة القبور

قبروں کی زیارت کا بیان

اخبرنی محمد بن آدم عن ابن فضیل عن ابی سنان عن محارب بن دثار عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا ونھیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلثۃ ایام فامسکوا ما بدا لکم ونھیتکم عن النبیذ الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیۃ کلھا ولا تشربوا مسکرا.

حضرت عبداللہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کے گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا اب جتنے دنوں تک تمہاری خواہش ہو رکھو اور میں نے تم کو نبیذ سے منع کیا تھا مگر مشک میں اب سب برتنوں میں پیا کرو مگر نشے کی چیز مت پیو۔

اخبرنا محمد بن قدامۃ حدثنا جریر عن ابی فروۃ عن المغیرۃ بن سبیع حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ انہ کان فی مجلس فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی کنت نھیتکم ان تاکلوا لحوم الاضاحی الا ثلثا فکلوا واطعموا وادخروا ما بدا لکم وذکرت لکم ان لا تنتبذوا فی الظروف الدباء والمزفت والنقیر والحنتم انتبذوا فیما رأیتم واجتنبوا کل مسکر ونھیتکم عن زیارۃ القبور فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا ھجرا.

عبداللہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یعنی میرے والد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قربانی کے گوشت کھانے سے منع کیا تھا مگر تین دن تک اب تم کھاؤ اور کھلاؤ اور جب تک چاہو ذخیرہ

کرکے رکھو اور میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ یعنی کدو کی تونبی اور روغن دار رال کے برتن میں اور درخت کی جڑ کھود کر بنائے گئے برتن میں اور سبز رنگ کی ٹھلیا میں اب نبیذ بنا سکتے ہو جس برتن میں چاہو اور ہر نشے کی چیز سے پرہیز کرو اور میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت کرنا چاہے زیارت کر لیا کرے اور بے ہودہ کلام نہ کرے۔

تشریح: ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا اس لئے کہ جاہلیت کا زمانہ قریب تھا کہیں ایسے الفاظ قبروں پر نہ کریں جو باعث کفر ہوں پھر جب دیکھا کہ اسلام قلوب میں پختہ ہوا تو زیارت کی اجازت دی اب قبروں کی زیارت مستحب ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں جیسے قبروں کی زیارت سے دل نرم ہوتا ہے اور موت یاد آتی ہے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے جب انجام کار اسی قبر میں آنا ہے تو دنیا میں دل لگانا بے کار ہے اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا و استغفار ہوتی ہے۔

زيارة قبر المشرك

مشرک کی قبر کی زیارت کا بیان

اخبرنا قتيبة حدثنا محمد بن عبيد عن يزيد بن كيسان عن ابي حازم عن ابي هريرة قال زار رسول الله صلى الله عليه وسلم قبر امه فبكى وابكى من حوله وقال استأذنت ربي عزوجل في ان استغفر لها فلم يؤذن لي واستأذنت في ان ازور قبرها فاذن لي فزوروا القبور فانها تذكر الموت.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی آپ روئے اور ان لوگوں کو رلایا جو آپ کے آس پاس تھے اور فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے اس بات کے بارے میں اجازت مانگی تھی کہ اس کے واسطے استغفار کروں تو مجھے اجازت نہیں ہوئی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے بارے میں اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت دی پس تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ زیارت موت کو یاد دلاتی ہے۔

تشریح: علامہ ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی والدہ آمنہ کی پرورش میں تھے جب حضور ﷺ چھ سال کے ہوئے تو والدہ آپ کو لے کر اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ گئیں پھر وہاں سے آپ کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس ہوئیں جب مقام ابواء میں پہنچیں تو وہاں والدہ کا انتقال ہوا اور وہیں ان کی قبر بنی اب رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کی زیارت کب کی تھی تو بعضوں نے کہا کہ جب آپ نے فتح مکہ کیا تو مقام ابواء میں اپنی والدہ کی زیارت کی اور ان کی جدائی پر اتنا روئے کہ حضور ﷺ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی حضور ﷺ کو روتے دیکھ کر رونے لگے اور شیخ جزری نے تصحیح المصابیح میں لکھا ہے کہ چھ ہجری سال حدیبیہ میں زیارت کی۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل الایمان کوئی بھی استغفار کے بالکل مستحق نہیں اور نہ اس کی اجازت ہے اور یہ حدیث جس کو امام نسائی کے علاوہ امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے ان تمام روایات کے مقابلے میں اصح ہے جو حضور ﷺ کے والدین کے حق میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر جمہور علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کفر کی حالت میں مرے ہیں لیکن

علامہ سیوطی نے حضور ﷺ کے والدین کی نجات کے بارے میں رسالے تصنیف کئے ہیں اور اس کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کے جواب دیئے ہیں جو چاہے دیکھ لے اور بہتر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں سکوت کریں یعنی ان کے کافر یا مسلمان ہونے کا قطعی حکم نہ لگائیں۔ (از فائدہ و مظاہر حق)

النهى عن الاستغفار للمشركين

مشرکوں کے واسطے استغفار کی ممانعت

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى حدثنا محمد وهو ابن ثور عن معمر عن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت اباطالب الوفاة دخل عليه النبى صلى الله عليه وسلم وعنده ابوجهل وعبد الله بن ابى امية فقال اى عم قل لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله عزوجل فقال له ابوجهل وعبد الله بن امية يا اباطالب اترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزالا يكلمانه حتى كان آخر شىء كلمهم به على ملة عبد المطلب فقال له النبى صلى الله عليه وسلم لاستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت ما كان للنبى والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ونزلت انك لا تهدى من احببت.

سعید بن المسیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آ گیا نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ چچا جان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے میں اس کے وسیلہ سے تمہارے لئے اللہ بزرگ و برتر کے پاس سفارش کروں گا اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے اس سے کہا ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے اعراض کرو گے وہ اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آخری بات جو ابوطالب نے ان دونوں کے سامنے کی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اس کے بعد نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کے لئے بخشش طلب کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کر دی جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "ما کان للنبی والذین آمنوا الخ" اور نازل ہوئی "انک لا تهدی من احببت الخ"۔

اخبرنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن ابى اسحاق عن ابى الخليل عن على قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما مشركان فقلت اتستغفر لهما وهما مشركان فقال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فاتيت النبى صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فنزلت "وما كان استغفار ابراهيم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه".

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتے سنا میں نے کہا کیا تو اپنے مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کر رہا ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی تھی میں نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کی خدمت میں کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وما کان استغفار الخ" اور ابراہیم علیہ السلام کا باپ کے لئے بخشش طلب کرنا صرف اس وجہ سے

تھا کہ انہوں نے اپنے باپ سے اس کا وعدہ کر لیا تھا۔

تشریح: کسی زندہ مشرک کے لئے ایمان کی توفیق ملنے کی درخواست میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے البتہ اس بات کے ظاہر ہونے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت درست نہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے وعدۂ استغفار اس کے مسلمان ہو جانے کی امید پر کر لیا تھا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کھل گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے باپ سے بیزار ہو جانے کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت ترک کر دی لہٰذا روایات اور آیت قرآنی میں کوئی تعارض نہیں۔

الامر بالاستغفار للمؤمنين

اہل ایمان کے لئے استغفار کا حکم

أخبرنا يوسف بن سعيد حدثنا حجاج عن ابن جريج قال أخبرني عبد الله بن أبي مليكة أنه سمع محمد بن قيس بن مخرمة يقول سمعت عائشة رضي الله تعالى عنها تحدث قالت ألا أحدثكم عني وعن النبي صلى الله عليه وسلم قلنا بلى قالت لما كانت ليلتي التي هو عندي تعني النبي صلى الله عليه وسلم انقلب فوضع نعليه عند رجليه وبسط طرف إزاره على فراشه فلم يلبث إلا ريثما ظن أني قد رقدت ثم انتعل رويدا وأخذ رداءه رويدا ثم فتح الباب رويدا وخرج رويدا وجعلت درعي في رأسي واختمرت وتقنعت إزاري وانطلقت في إثره حتى جاء البقيع فرفع يديه ثلث مرات فأطال ثم انحرف فانحرفت فأسرع فأسرعت فهرول فهرولت فأحضر فأحضرت فدخلت فليس إلا أن اضطجعت فدخل فقال ما لك يا عائشة حشيا رابية قالت لا قال لتخبرني أو ليخبرني اللطيف الخبير قلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي فأخبرته الخبر قال فأنت السواد الذي رأيت أمامي قالت نعم فلهزني في صدري لهزة أوجعتني ثم قال أظننت أن يحيف الله عليك ورسوله قلت مهما يكتم الناس فقد علمه الله قال فإن جبريل أتاني حين رأيت ولم يدخل علي وقد وضعت ثيابك فناداني فأخفى منك فأجبته فأخفيته منك فظننت أنك قد رقدت وكرهت أن أوقظك وخشيت أن تستوحشي فأمرني أن آتي البقيع فأستغفر لهم قلت كيف أقول يا رسول الله قال قولي السلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون.

محمد بن قیس بن مخرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ انہوں نے ہم سے فرمایا کیا تم سے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان نہ کروں ہم نے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب راتوں میں سے ایک رات میرے پاس تھے آپ عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لائے یعنی فرش پر اور دونوں جوتے اپنے پیروں کے پاس رکھے اور اپنے تہبند کا کنارہ فرش پر بچھایا اور آپ صرف اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں اپنے خیال کے مطابق میں سو گئی ہوں پھر آہستہ سے جوتے پہنے اور

آہستہ سے اپنی چادر لی پھر آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور میں نے اپنی قمیص اوڑھی کی طرح سر پر ڈالی دوپٹہ تہبند اوڑھا اور آپ کے نشان قدم پر چلنے لگی یہاں تک کہ آپ بقیع میں پہنچے پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار کافی دیر تک دعا مانگی پھر لوٹے میں بھی لوٹی تیز چلنے لگے میں بھی تیز چلنے لگی دوڑنے لگے میں بھی دوڑنے لگی دو میں آپ سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی اور لیٹ گئی پھر آپ داخل ہوئے فرمایا عائشہ تجھے کیا ہو گیا تیرا سانس کیوں چڑھا ہوا ہے میں نے کہا کچھ نہیں آپ نے فرمایا بتا دو ورنہ لطیف خبیر خدا مجھ کو ضرور بتلا دے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر میں نے اپنا حال بتلا دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا جسم تھا جو میں نے اپنے سامنے دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہاں تو آپ نے میرے سینے پر ایک مکا مارا جس سے مجھ کو تکلیف پہنچی پھر فرمایا کیا تو نے یہی گمان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول تجھ پر ظلم کریں گے (یعنی تو نے یہی گمان کیا ہوگا کہ میں تیری باری کی رات میں کسی اور بیوی کے پاس چلا گیا ہوں یہ تو منصب رسالت کے خلاف ہے) میں نے عرض کیا جب انسان کوئی بات چھپاتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے جبکہ تو نے دیکھا اور میرے ساتھ اندر نہیں آئے اس حال میں کہ تو نے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے تھے انہوں نے چپکے سے مجھے پکارا میں نے بھی ان کو چپکے سے جواب دیا اس لئے کہ میں نے گمان کیا کہ تو سوگئی اور تجھے جگانا اچھا نہیں سمجھا اور مجھے تیری وحشت کا خطرہ ہوا پس جبرئیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع (جنت البقیع) میں جاؤں اور ان کے واسطے استغفار کروں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کس طرح کہوں (زیارت قبور کے وقت) آپ نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہو کہ "السلام علی اهل الدیار الخ"۔

اخبرنی محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن علقمة بن ابي علقمة عن امه انها سمعت عائشة تقول قام رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فلبس ثيابه ثم خرج قالت وامرت جاريتي بريرة تتبعه فتبعته حتى جاء البقيع فوقف في ادناه ماشاء الله ان يقف ثم انصرف فسبقته بريرة فاخبرتني فلم اذكر له شيئا حتى اصبحت ثم ذكرت ذلك له فقال اني بعثت الى اهل البقيع لاصلي عليهم۔

علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات اٹھے اور اپنے کپڑے پہنے پھر نکلے میں نے اپنی باندی بریرہ کو حضور ﷺ کے پیچھے جانے کا حکم دیا وہ آپ کے پیچھے چلے گئی حتی کہ آپ بقیع میں پہنچے اور اس کے قریب جتنی دیر تک کھڑا رہنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کھڑے رہے پھر واپس ہوئے اور بریرہ آپ سے پہلے آگئی اس نے جو کچھ دیکھا وہ مجھ سے بیان کیا مگر میں نے اس کا آپ سے بالکل ذکر نہیں کیا حتی میں نے صبح کی پھر اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تا کہ ان کے لئے دعا کروں۔

اخبرنا علي بن حجر حدثنا اسماعيل حدثنا شريك وهو ابن نمر عن عطاء عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كلما كانت ليلتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج في

آخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا واياكم متواعدون غدا ومواكلون وانا ان شاء الله بكم لاحقون اللهم اغفر لاهل البقيع الغرقد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میری باری کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہوتے تو آپ آخری شب میں مقبرہ مدینہ کی طرف نکلتے پھر فرماتے "السلام علیکم الخ" اے ایمان والوں کی جماعت تم پر سلام ہو اور ہم اور تم کل روز قیامت کو ایک دوسرے سے ملنے کا عہد کرتے ہیں اور بعض ان کے بعض پر شفاعت اور شہادت میں اعتماد کرنے والے ہیں اور بیشک ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

اخبرنا عبد الله بن سعيد حدثنا حرمي ابن عمارة حدثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اتى على المقابر فقال السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا فرط ونحن لكم تبع اسال الله العافية لنا ولكم.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبر پر تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ پڑھتے "السلام علیکم اھل الدیار الخ" سلام ہے تم پر اے قبر والوں مومنوں اور مسلمانوں میں سے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے پہنچ گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت (تکالیف سے خلاصی) چاہتا ہوں۔

اخبرنا قتيبة حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال لما مات النجاشي قال النبي صلى الله عليه وسلم استغفروا له.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بادشاہ نجاشی کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔

اخبرنا ابوداؤد حدثنا يعقوب حدثنا ابي عن ابي صالح عن ابن شهاب قال حدثني ابوسلمة وابن المسيب ان اباهريرة اخبرهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى لهم النجاشي صاحب الحبشة في اليوم الذي مات فيه فقال استغفروا لاخيكم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسلمہ اور ابن المسیب کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسی دن حبشہ کے بادشاہ کی وفات کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے اللہ سے مغفرت کرو۔

تشریح: عنوان کے تحت کی پہلی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق و حسن سلوک کا پورا نقشہ کھینچ دیا کہ زیارت قبور کے ارادے سے جب آپ مقبرہ مدینہ میں تشریف لے جا رہے ہیں تو نعلین اور کرتے شریف کا پہننا وغیرہ سب کام آہستہ اور سہولت سے کئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نیند میں حرج نہ ہو آج کے دور میں اس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ازدواجی زندگی بحران بنی ہوئی ہے۔

التغليظ في اتخاذ السرج على القبور

قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں وعید شدید کا بیان

اخبرنا قتیبة حدثنا عبد الوارث بن سعید عن محمد بن جحادة عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجد بنانے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی۔

تشریح: بعض حضرات کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زیارت قبور کی اجازت دے دی تو یہ اجازت عورتوں کو بھی شامل ہوئی لہذا عورتیں بھی قبر کی زیارت کر سکتی ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اجازت زیارت قبر کی صرف مردوں کے واسطے ہوئی عورتوں کے حق میں بوجہ قلت صبر اور جزع فزع ممانعت زیارت قبر کی باقی ہے یہی قول زیادہ وزنی ہے بظاہر حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ خاص طور سے حدیث باب میں عورتوں پر لعنت کا ذکر فرمایا ہے جو لوگ قبروں کی طرف سجدے کرتے ہیں اور قبروں کو قبلہ بنا لیتے ہیں تاکہ ان کی طرف سجدے کریں ان پر بھی لعنت کی اور قبروں پر چراغ جلانے والے پر بھی لعنت کی، قبروں پر چراغ جلانا اور بلب جلانا منع ہے اس لئے کہ اس میں اسراف اور بغیر فائدہ کے مال برباد کرنا ہے علاوہ اس کے قبروں پر چراغ روشن کرنے کا فعل تعظیم قبر کے مشابہ ہے جیسے قبر کی طرف سجدے کرنے کا فعل، اس سے چراغ جلانا منع ہے البتہ چراغ جلانا قبر کے لئے نہ ہو کسی اور کام کے لئے ہو تو درست ہے۔ (مظاہر حق وحاشیة النسائی)

التشديد في الجلوس على القبور

قبروں پر بیٹھنے میں سخت وعید وارد ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ ابن المبارك عن وكيع عن سفيان عن سهيل عن ابيه عن ابي هريرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لان يجلس احدكم على جمرة حتى تحرق ثيابه خير من ان يجلس على قبر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھنا حتی کہ وہ اس کے کپڑے کو جلا کر راکھ بنا دے بہتر ہے اس کے قبر پر بیٹھنے سے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحكم عن شعيب حدثنا الليث حدثنا خالد عن ابن ابي هلال عن ابي بكر بن حزم عن النضر بن عبد اللّٰہ السلمي عن عمرو بن حزم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لا تقعدوا على القبور۔

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھو۔

تشریح: بعض حضرات نے کہا کہ قبر پر بیٹھنے کے یہ معنی ہیں کہ قضاء حاجت کے لئے اس پر بیٹھ جائے یا سوگ منانے اور غم کا اظہار کے لئے ہر وقت قبر کے پاس ڈیرہ ڈال دے، علامہ طیبیؒ نے کہا کہ جلوس علی القبر سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس سے اپنے بھائی کی تحقیر معلوم ہوتی ہے اور امام مالکؒ نے جلوس کو حدث یعنی پیشاب و پاخانہ سے قبر کی اہانت نہ کی جائے پر محمول کیا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر پر بیٹھے تھے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں بعض روایات میں "وان توطأ" کا جملہ آیا ہے کہ قبروں کے روندنے سے منع فرمایا ہے اس روایت کی بناء پر حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ قبر پر بیٹھنے کا ضرر جو اس کو پہنچتا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے کہ کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑے کو جلا کر اس کے بدن تک پہنچ جائے۔

اور ازہار میں بعض علماء سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ جس حدیث میں سخت وعید کا ذکر ہے اس کو جلوس علی القبر للحدث پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ حرام ہے اور جس حدیث میں وعید شدید کا ذکر نہیں اسے صرف جلوس پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (کذا فی حاشیۃ النسائی لعلامۃ السندھی و مرقات ۱/۷۰)

اتخاذ القبور مساجد

قبروں کو مسجدیں بنانے پر لعنت کی ہے

اخبرنا عمرو بن علی حدثنا خالد بن الحارث حدثنا شعبة عن قتادة عن سعيد بن المسيب عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعن الله قوما اتخذوا قبور انبيائهم مساجد

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر لعنت کرے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔

اخبرنا محمد بن عبد الرحيم ابو يحيى صاعقة حدثنا ابو سلمة الخزاعي حدثنا الليث بن سعد عن يزيد بن الهاد عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں سجدہ گاہ بنالیں۔

تشریح: پیغمبروں کی قبروں کو مساجد بنا لینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو نماز کا قبلہ بنایا جس طرف یہود اور نصاریٰ نماز پڑھتے ہیں یا یہ کہ ان کی قبروں پر مسجدیں بنائیں جن میں وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کراہت کی وجہ شاید یہی ہوگی کہ اس طرح کی عبادت نفس قبر کی عبادت کی تمہید بن گئی ہے خصوصاً انبیاء اور صالحین کی قبر میں۔ (قالہ علامہ السندھی)

كراهية المشي بين القبور في النعال السبتية

بن بال والے جوتے کے ساتھ قبروں کے درمیان چلنا مکروہ ہے

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك حدثنا وكيع عن الاسود بن شيبان وكان ثقة عن خالد بن سمير عن بشير بن نهيك ان بشير بن الخصاصية قال كنت امشي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فمر على قبور المسلمين فقال لقد سبق هؤلاء شرا كثيرا ثم مر على قبور المشركين فقال لقد سبق هؤلاء خيرا كثيرا فحانت منه التفاتة فرأى رجلا يمشي بين القبور في نعليه فقال يا صاحب السبتيتين القهما.

بشیر بن نہیک سے روایت ہے کہ بشیر ابن خصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ مسلمانوں کی قبروں پر گذرے تو فرمایا کہ یہ لوگ بہت سی برائیاں اپنے پیچھے چھوڑ کر بھلائی کی طرف پہنچ گئے پھر مشرکوں کی قبروں پر گذرے تو فرمایا کہ یہ لوگ بہت سی بھلائیوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر برائی کی طرف پہنچ گئے پھر اچانک آپ کی نظر ایک شخص پر پڑی وہ جوتوں سمیت قبروں پر چل رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سبتی جوتے پہن کر چلنے والے ان کو اتار دے۔

تشریح: سبتی جوتا وہ کہلاتا ہے کہ جس پر بال نہ ہوں یا دباغت سے بال صاف کر لئے گئے ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتوں سمیت قبروں پر چلنا احترام قبور کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ عمل ہے ایک شخص جوتے سمیت قبروں کے درمیان چل رہا تھا تو حضور ﷺ نے احترام قبور کی وجہ سے اس کو جوتے اتار لینے کا حکم دیا یا شاید اس کے جوتے میں گندگی ہوئی ہو اس لئے اتار لینے کا حکم دیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

التسهيل في غير السبتية

سبتی جوتے کے علاوہ اور جوتے سمیت چلنے کی اجازت ہے

اخبرنا احمد بن ابي عبيد الله الوراق حدثنا يزيد بن زريع عن سعيد عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے پھر اس کے دوست واحباب لوٹ جاتے ہیں تو وہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

تشریح: اس باب کی تشریح کے تحت علامہ سندھیؒ نے لکھا ہے کہ امام نسائیؒ حدیث باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب مردے جوتوں کی آواز سنتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جوتے کے ساتھ مقبرہ میں چلنا درست ہے کیونکہ جوتے کی آواز اسی صورت میں سنی جا سکتی ہے جبکہ جوتوں سمیت قبرستان میں گھسیں اب اشکال یہ ہے کہ گذشتہ باب کی حدیث کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتوں سمیت مقبرہ میں چلنا منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے تو تعارض ہو گیا اب رفع تعارض کے لئے

امام نسائی نے اس روایت کو غیر سبتی جوتے پر محمول کیا ہے لیکن واضح رہے کہ امام موصوف سے توقع یہی ہے احادیث کے لئے جو تراجم قائم کئے ہیں وہ اپنی جگہ پر درست اگر علت پر نظر ڈالی جائے کہ وہ احترام مقبرہ ہے تو پھر سبتی وغیر سبتی میں فرق نہ ہونا چاہئے نیز اس روایت سے مقبرہ میں مشی بالنعال کا جواز کہاں ثابت ہوا کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا ذکر آپ ﷺ نے لوگوں کی عادت کے مطابق کیا ہو نیز اس سے غیر سبتی جوتوں کے ساتھ مقبرہ میں چلنے کی تسہیل لازم نہیں آتی خاص کر جبکہ اس کی ممانعت حدیث سابق میں گذر چکی ہے غرض کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے معارض نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

المسألة في القبر

قبر میں سوال کرنا

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك وابراهيم بن يعقوب بن اسحق قالا حدثنا يونس بن محمد عن شيبان عن قتادة اخبرنا انس بن مالك قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم قال فيأتيه ملكان يقعد انه فيقولان له ما كنت تقول في هذا الرجل فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك الله به مقعدا من الجنة قال النبي صلى الله عليه وسلم فيراهما.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس ہو جاتے ہیں تو وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے حضور نے فرمایا کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا تھا اس شخص کے بارے میں (یعنی محمد ﷺ کے حق میں) تو مومن کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ دوزخ سے اللہ نے اس کے بدلہ میں تجھ کو بہشت میں جگہ دی نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔

مسألة الكافر

کافر سے سوال کرنا

اخبرنا احمد بن ابي عبيد الله حدثنا يزيد بن زريع عن سعيد عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعدانه فيقولان له ما كنت تقول في هذا الرجل فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك الله مقعدا خيرا منه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيراهما جميعا واما الكافر والمنافق فيقال له ما كنت تقول في هذا الرجل فيقول لا ادري كنت اقول كما يقول الناس فيقال له لا دريت ولا تليت ثم يضرب ضربة بين اذنيه فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی دفن کے بعد واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں تو اس شخص کے حق میں کیا کہتا تھا۔ پس مومن کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے تو دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ اللہ نے تیرے واسطے اس کے بدلہ میں اس سے بہتر ٹھکانا عطا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے اور کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر اس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ دین کو سمجھنے کی کوشش کی اور نہ اہل تحقیق کا اتباع کیا پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرزوں کے ساتھ مارا جاتا ہے پس وہ خوب چلاتا ہے اس کو جو اس کے نزدیک ہیں سنتے ہیں سوائے آدمیوں اور جنوں کے۔

من قتله بطنه

جس کو پیٹ کی بیماری نے ماردیا اس کا حکم

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرني جامع بن شداد قال سمعت عبد الله بن يسار قال كنت جالسا وسليمان بن صرد وخالد بن عرفطة فذكروا ان رجلا توفي مات ببطنه فاذا هما يشتهيان ان يكونا شهدا جنازته فقال احدهما للآخر الم يقل رسول الله صلى الله عليه وسلم من يقتله بطنه لم يعذب في قبره فقال الآخر بلى.

عبداللہ بن یسار فرماتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی بیماری سے (دست یا استسقاء وغیرہ سے) مر گیا اور وہ اس کے جنازہ میں شریک ہونے کی خواہش رکھتے تھے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص اپنے پیٹ کی بیماری سے مر جائے اس کو اپنی قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا دوسرے نے کہا کیوں نہیں۔

الشهيد

شہید کا بیان

اخبرنا ابراهيم بن الحسن حدثنا حجاج عن ليث بن سعد عن معاوية بن صالح ان صفوان بن عمرو حدثه عن راشد بن سعد عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا قال يا رسول الله ما بال المؤمنين يفتنون في قبورهم الا الشهيد قال كفى ببارقة السيوف على رأسه فتنة.

راشد بن سعد ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں مگر شہید حضور نے فرمایا کہ چمکدار تیز تلوار جو شہید کے سر کو کاٹ

رہتی۔ یہ دونوں قبر کی آزمائش سے بچتی ہے۔

اخبرنا عبید اللہ بن سعید حدثنا یحیی عن التیمی عن ابی عثمان عن عامر بن مالک عن صفوان بن امیہ قال الطاعون والبطن والغرق والنفساء شہادۃ قال وحدثنا ابو عثمان مرارا ورفعہ مرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص وبا میں مرے اور جو پیٹ کی بیماری سے مرے اور جو ڈوب کر مرے اور جو عورت نفاس کی حالت میں مرے یہ سب شہید ہیں۔

تشریح: ہر مومن کی پہلی قبر میں آزمائش ہوتی ہے فرشتے اس سے تین سوالات کرتے ہیں مگر شہید جس نے تیغ کی چمک کے وقت اپنی ثابت قدمی اور خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے اپنی جان کو پیش کر دیا اس کے کمال ایمان کی دلیل ہے لہذا قبر میں شہید سے سوال کی ضرورت نہیں یہی مطلب ہے ارشاد نبوی "کفی ببارقۃ السیوف الخ" کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ قالہ علامہ السندی۔

ضمة القبر وضغطته

قبر کا مردے کو بھینچنا

اخبرنا اسحق بن ابراہیم حدثنا عمرو بن محمد العنقزی حدثنا ابن ادریس عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا الذی تحرک لہ العرش وفتحت لہ ابواب السماء وشہدہ سبعون الفا من الملائکۃ لقد ضم ضمۃ ثم فرج عنہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے واسطے عرش حرکت میں آگیا اور اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ستر ہزار فرشتے اس کے جنازے پر حاضر ہوئے پھر قبر میں دبائے گئے پھر کھول دی گئی قبر اس سے۔

تشریح: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک جب آسمان کی طرف چڑھنے لگی تو رحمت اور خوشی کے مارے عرش جھومنے لگا چنانچہ زہر الربی میں ہے "قال الحسن تحرک لہ العرش فرحا بروحہ" اس بلند مقام کے باوجود قبر اس پر تنگ ہوگئی اس کی وجہ حکیم ترمذی وغیرہ کی روایات سے تقصیر فی البول معلوم ہوتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قبر کشادہ ہوگئی اور یہ تنگی ان سے دور ہوگئی چنانچہ امام احمد اور بیہقی نے بواسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا "ان للقبر ضغطۃ لو کان احد ناجیا منہا نجا منہا سعد بن معاذ"۔ (زہر الربی وحاشیۃ السندی)

عذاب القبر

قبر کا عذاب ثابت ہے

اخبرنا اسحق بن منصور حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابیہ عن خیثمۃ عن البراء قال یثبت

اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ قال نزلت فی عذاب القبر.

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت قرآنی "یثبت اللہ الخ" کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ان کی پکی بات کی برکت سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے، قبر میں سوال کے متعلق نازل ہوئی۔

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا محمد حدثنا شعبۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سعد بن عبیدۃ عن البرآء بن عازب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ قال نزلت فی عذاب القبر یقال لہ من ربک فیقول ربی اللہ ونبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فذلک قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آیت قرآنی "یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ" قبر میں سوال کے متعلق نازل ہوئی جب قبر میں مؤمن سے سوال کیا جائے گا تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ارشاد قرآنی "یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا والآخرۃ" کا یہی مطلب ہے (قبر کے ایسے ہولناک مقام میں بھی وہ مؤمن بتائید الٰہی اس کلمہ طیبہ پر قائم رہے گا)

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع صوتا من قبر فقال متی مات ھذا قالوا مات فی الجاھلیۃ فسر بذلک وقال لو لا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم عذاب القبر.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی آپ نے پوچھا یہ شخص کب مرا صحابہ نے عرض کیا دور جاہلیت میں اس بات سے آپ کا غم دور ہو گیا اور فرمایا کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو عذاب قبر سنا دے۔

اخبرنا عبیداللہ بن سعید حدثنا یحیی عن شعبۃ قال اخبرنی عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ عن البرآء بن عازب عن ابی ایوب قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما غربت الشمس فسمع صوتا فقال یہود تعذب فی قبورھا.

حضرت ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد نکلے آپ نے آواز سنی فرمایا یہودی آواز ہے جن کو انکی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

تشریح: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اسی طرح تقریبا چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معتبر سندوں کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو امام ابن کثیرؒ نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ سیوطیؒ نے اپنے منظوم "رسالۃ التثبیت عند التبییت" میں اور شرح الصدور میں ستر (۷۰) احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایت کو متواتر فرمایا ہے ان سب حضرات صحابہ کرام نے اس آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب و ثواب

سے متعلق قرار دیا ہے مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن پاک کی تقریباً دس (۱۰) آیت میں اشارۃً اور حضور ﷺ کی ستر (۷۰) احادیث متواترہ میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ رہے وہ عامیانہ شبہات کہ ہم میں: دیکھنے والوں کو یہ ثواب وعذاب نظر نہیں آتے تو اس کے لئے ایمان اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں ہوا نظر نہیں آتی مگر موجود ہے اصول کی بات یہ ہے کہ ایک عالم کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کرنا خود غلط ہے جب خالق کائنات نے اپنے رسول کے ذریعہ دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد اس ثواب وعذاب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان واعتقاد رکھنا لازم ہے۔ (معارف القرآن جلد ۵)

التعوذ من عذاب القبر

عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا بیان

اخبرنا یحیی بن درست حدثنا ابو اسماعیل حدثنا یحیی بن ابی کثیر ان ابا سلمة حدثه عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه كان یقول اللهم انی اعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من عذاب النار واعوذبك من فتنة المحیا والممات واعوذبك من فتنة المسیح الدجال۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال اخبرنا یونس بن یزید عن ابن شهاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ذلك یستعیذ من عذاب القبر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد (کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے) سنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

اخبرنا سلیمان بن داود عن ابن وهب قال اخبرنی یونس قال قال ابن شهاب اخبرنی عروة بن الزبیر انه سمع اسماء بنت ابی بكر تقول قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فذكر الفتنة التی یفتن بها المرء فی قبره فلما ذكر ذلك ضج المسلمون ضجة حالت بینی وبین ان افهم كلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما سكنت ضجتهم قلت لرجل قریب منی ای بارك الله لك ماذا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی آخر قوله قال قد اوحی الی انكم تفتنون فی القبور قریبا من فتنة الدجال

عروہ بن زبیر نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اس میں آپ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے جب اس کا ذکر کیا تو مسلمان چیخ پکار کر رونے لگے ان کا چلانا میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے درمیان حائل ہو گیا اس لئے میں سمجھ نہ سکی جب لوگوں کا چلانا بند ہو گیا تو میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا اے فلاں اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت عطا فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام کے آخر میں کیا فرمایا اس نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھ پر وحی اتاری گئی کہ تم قبروں میں فتنہ دجال کے قریب فتنہ سے آزمائے جاؤ گے۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابی الزبیر عن طاؤس عن عبد اللّٰه بن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كان یعلمهم هٰذا الدعاء كما یعلمهم السورة من القرآن قولوا اللهم انا نعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسیح الدجال واعوذبك من فتنة المحیا والممات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس دعا کی تعلیم فرماتے تھے جیسے ان کو قرآن کی سورۃ کی تعلیم فرماتے "اللهم انا نعوذبك من عذاب جهنم الخ"

اخبرنا سلیمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب حدثنی عروة ان عائشة قالت دخل علیّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وعندی امرأة من الیهود وهی تقول انكم تفتنون فی القبور فارتاع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال انما تفتن یهود وقالت عائشة فلبثنا لیالی ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه اوحی الیّ انكم تفتنون فی القبور قالت عائشة فسمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعد یستعیذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کہنے لگی کہ بے شک تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے اور فرمایا کہ یہود قبروں میں آزمائے جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم چند رات ٹھہرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

اخبرنا قتیبة حدثنا سفیان عن یحیی عن عمرة عن عائشة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم كان یستعیذ من عذاب القبر ومن فتنة الدجال وقال انكم تفتنون فی قبوركم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے اور فرمایا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

اخبرنا هناد عن ابی معاویة عن الاعمش عن شقیق عن مسروق عن عائشة دخلت یهودیة علیها فاستوهبتها شیئا فوهبت لها عائشة فقالت اجارك اللّٰه من عذاب القبر قالت عائشة فوقع فی نفسی من

ذلك حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال انهم ليعذبون في قبورهم عذابا تسمعه البهائم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور مجھ سے کوئی چیز طلب کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو دے دی اس پر اس عورت نے کہا کہ اللہ تم کو عذاب قبر سے پناہ میں رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کی بات سے میں حیرت زدہ ہو گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ قبر والوں کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جائے گا جس کو چوپائے سنتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن قدامة حدثنا جرير عن منصور عن ابي وائل عن مسروق عن عائشة قالت دخلت علي عجوزان من عجز يهود المدينة فقالتا ان اهل القبور يعذبون في قبورهم فكذبتهما ولم انعم ان اصدقهما فخرجتا ودخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ان عجوزين من عجز يهود المدينة قالتا ان اهل القبور يعذبون في قبورهم قال صدقتا انهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم كلها فما رايته صلى صلوة الا تعوذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ کی یہودی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں انہوں نے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جائے گا میں نے ان کو جھوٹا سمجھا اور میرے دل نے ان کی تصدیق نہیں کی پس وہ دونوں نکل گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ کی یہودی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتوں نے کہا کہ اہل قبور کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک قبر والوں کو عذاب دیا جائے گا جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں پھر میں نے آپ کو ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا ہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب قبر سے پناہ مانگنا گناہ کی وجہ سے نہ تھا اس لئے کہ آپ معصوم تھے بلکہ مقصود امت کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ترغیب دلانی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے تو ہم جیسے گناہ گاروں کو بدرجہ اولیٰ عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی کثرت کرنی چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں جو فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس یہودی عورت کا قول کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ گھبرا گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک آزمائش قبر کے بارے میں حضور پر وحی نازل نہ ہوئی تھی یہ پہلا واقعہ ہے جو اس روایت میں مذکور ہے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے یہ واقعہ مسروق نے ان سے نقل کیا ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اول واقعہ کے بعد پیش آیا ہے اور یہ واقعہ عذاب قبر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے بعد کا ہے اب رہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول "دخلت علي عجوزان الخ" تو یہ بالکل وہی واقعہ ہے جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہے مگر اس میں کسی ایک سے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے اور دوسری روایت میں دونوں کا ذکر ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔ (العلامة السندی)

وضع الجريدة على القبر

قبر پر کھجور کی ٹہنی گاڑ دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن قدامة حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان مكة او المدينة سمع صوت انسانين يعذبان في قبورهما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعذبان وما يعذبان في كبير ثم قال بلى كان احدهما لا يستبرئ من بوله وكان الآخر يمشي بالنميمة ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة فقيل له يارسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان يخفف عنهما مالم ييبسا اوالى ان ييبسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ و مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ سے گذرے اس حال میں آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کو عذاب کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) پھر فرمایا ہاں ان دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچا نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر کھجور کی شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا آپ سے پوچھا گیا یارسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا فرمایا کہ شاید کہ ان سے عذاب میں تخفیف ہو جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں۔

اخبرنا هناد بن السري في حديثه عن ابي معاوية عن الاعمش عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستبرئ من بوله واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين ثم غرز في كل قبر واحدة فقالوا يارسول الله لم صنعت هذا فقال لعلهما ان يخفف عنهما مالم ييبسا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گذرے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا ہے ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر کھجور کی شاخ لی پھر اس کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ہر ایک کی قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا آپ نے فرمایا کہ شاید ان دونوں سے عذاب میں تخفیف ہو جب تک کہ یہ خشک نہ ہوں۔

اخبرنا قتيبة حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الا ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار حتى يبعثه الله عزوجل يوم القيامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو

اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل جنت سے اور اگر وہ اہل جہنم سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل جہنم سے یہاں تک کہ اللہ عزوجل اس کو قیامت کے روز اٹھائے۔

اخبرنا اسحق بن ابراھیم قال اخبرنا المعتمر قال سمعت عبید اللہ یحدث عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یعرض علی احدکم اذا مات مقعدہ من الغداۃ والعشی فان کان من اھل النار فمن اھل النار قیل ھذا مقعدک حتی یبعثہ اللہ عزوجل یوم القیامۃ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل نار سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل نار سے اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کو اٹھائے۔

اخبرنا محمد بن سلمۃ والحارث بن مسکین قراءۃ علیہ وانا اسمع واللفظ لہ عن ابن القاسم حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اھل الجنۃ فمن اھل الجنۃ وان کان من اھل النار فمن اھل النار یقال ھذا مقعدک حتی یبعثک اللہ عزوجل یوم القیامۃ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اس پر صبح اور شام پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کا ٹھکانا اہل جنت سے پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ اہل نار سے ہے تو اس کا ٹھکانا اہل نار سے پیش کیا جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ بزرگ و برتر قیامت کے روز اس کو اٹھائے۔

تشریح: قبر پر ہری بھری کھجور کی ٹہنی وغیرہ گاڑ دینے کا حکم ہے اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کہتے ہیں یہ حکم عام نہیں بلکہ جو عمل حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضور کے ساتھ مخصوص نہیں اور حنفیہ کا مذہب بھی یہی معلوم ہوتا ہے حضور کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ عالمگیری وغیرہ کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تائید ان روایت سے ہوتی ہے جو بعض صحابہ سے منقول ہیں چنانچہ طبقات ابن سعد میں نقل کیا ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قبر پر کھجور کی دو شاخ گاڑ دینے کی وصیت کی تھی اور علامہ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں ایک اور اثر تاریخ ابن عساکر کے حوالے سے حضرت ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو قبر پر دو ٹہنیاں گاڑ دینا الخ غرض ان روایات سے ان حضرات محدثین کے قول کی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قبر پر شاخ گاڑ دینے کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں مزید تفصیل جلد "۱" میں گزر چکی ہے۔

ارواح المؤمنین

مؤمنین کی ارواح کا بیان

اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن ابن شہاب عن عبد الرحمن بن کعب انہ اخبرہ ان اباہ کعب بن مالک

کان یحدث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم قال انما نسمۃ المؤمن طائر فی شجر الجنۃ حتی یبعثہ اللّٰہ الی جسدہ یوم القیامۃ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ شہید مؤمن کی روح پرندے کی طرح اڑتے ہوئے جنت کے درختوں سے کھاتی پھرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ حدثنا سلیمان وھو ابن المغیرۃ حدثنا ثابت عن انس قال کنا مع عمر بین مکۃ والمدینۃ اخذ یحدثنا عن اھل بدر فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیرینا مصارعھم بالامس قال ھذا مصرع فلان ان شاء اللّٰہ غدا قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا تیلک فجعلوا فی بئر فاتاھم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنادی یافلان بن فلان یا فلان بن فلان ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی اللّٰہ حقا فقال عمر تکلم اجسادا لا ارواح فیھا فقال ما انتم باسمع لما اقول منھم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینے کے درمیان تھے وہ ہم سے غزوہ بدر کے مقتولین کا قصہ بیان کرنے لگے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اہل بدر کے قتل کے مقامات قتل سے ایک دن پہلے دکھا دیئے تھے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہ فلاں شخص کے قتل کی جگہ ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ انہی ہر آپ کے بتائے ہوئے مقامات سے ہٹ کر نہیں مرے ان کو ایک کنواں میں ڈال دیا گیا پھر نبی ﷺ ان مقتولین کے پاس تشریف لائے اور ان کو پکار کر فرمانے لگے اے فلان بیٹا فلاں کا اے فلاں بیٹا فلاں کا تمہارے رب نے تم سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے کیا تم نے اس کو برحق پایا اللہ نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے بیشک میں نے اس کو برحق پایا حضرت عمر نے فرمایا آپ ایسے اجسام سے بات کر رہے ہیں جن کے اندر روح نہیں حضور نے فرمایا کہ تم اس بات کو زیادہ سننے والے نہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبداللّٰہ عن حمید عن انس قال سمع المسلمون من اللیل ببئر بدر ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائم ینادی یا اباجھل بن ھشام ویا شیبۃ بن ربیعۃ ویا عتبۃ بن ربیعۃ ویا امیۃ بن خلف ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا قالوا یا رسول اللّٰہ او تنادی قوما قد جیفوا فقال ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکنھم لا یستطیعون ان یجیبوا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے رات کو بدر کے کنویں کے پاس سنا جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرما رہے تھے اے ابوجہل بن ہشام اے شیبہ بن ربیعہ اے عتبہ بن ربیعہ اے امیہ بن خلف کیا تم نے اس چیز کو (کفر کا انجام) برحق پا لیا جس کا میرے رب نے تم سے وعدہ کیا ہے بے شک میں نے تو اس چیز کو برحق پایا ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بدبودار قوم سے کلام کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم ان

سے زیادہ سننے والے نہیں جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اخبرنا محمد بن آدم حدثنا عبدة عن هشام عن ابيه عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم وقف على قليب بدر فقال هل وجدتم ما وعد ربكم حقا قال انهم ليسمعون الآن ما اقول لهم فذكر ذلك لعائشة فقالت وهل ابن عمر انما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم الآن يعلمون ان الذي كنت اقول لهم هو الحق ثم قرأت قوله انك لا تسمع الموتى حتى قرأت الآية.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنویں پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا تمہارے رب نے تم سے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے تم نے اس کو برحق پایا؟ آپ نے فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اس وقت سن رہے ہیں جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر بھول گئے یعنی جو بات انہوں نے کہی وہ ایسی نہیں بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اس وقت اس بات کو حق جانتے ہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں پھر انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ پڑھا "انك لا تسمع الموتى الخ" حتیٰ کہ پوری آیت پڑھی۔

اخبرنا قتيبة عن مالك ومغيرة عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني آدم وفي حديث مغيرة كل ابن آدم يأكله التراب الا عجب الذنب منه خلق وفيه يركب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کو مٹی کھاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی اسی سے پیدا کیا گیا ہے اسی سے ترکیب دی جائے گی۔

اخبرنا الربيع بن سليمان حدثنا شعيب بن الليث قال حدثنا الليث عن ابن عجلان عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله عزوجل كذبني ابن آدم ولم يكن ينبغي له ان يكذبني وشتمني ابن آدم ولم يكن ينبغي له ان يشتمني اما تكذيبه اياي فقوله اني لا اعيده كما بدأته وليس آخر الخلق باعز علي من اوله واما شتمه اياي فقوله اتخذ الله ولدا وانا الله الاحد الصمد لم الد ولم اولد ولم يكن لي كفوا احد.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدم کا بیٹا مجھ کو جھٹلاتا ہے حالانکہ اس کے واسطے مناسب نہیں مجھ کو جھٹلانا اور آدم کا بیٹا مجھ کو برا کہتا ہے حالانکہ مجھ کو برا کہنا اس کے لئے مناسب نہیں جھٹلانا اس کا مجھ کو اس کا یہ کہنا کہ اس کو مرنے کے بعد زندہ نہ کروں گا جیسا کہ پہلی بار پیدا کیا ہے حالانکہ پچھلی بار پیدا کرنا مجھ پر کوئی مشکل نہیں پہلی بار کے مقابلہ میں اور برا کہنا اس کا مجھ کو اس کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا ہے (جیسے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور یہود عزیر علیہ السلام کو) حالانکہ میں اللہ ہوں ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ جنا میں اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر۔

اخبرنا كثير بن عبيد حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري عن حميد بن عبد الرحمن

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اسرف عبد علی نفسه حتی حضرته الوفاة قال لاهله اذا انا مت فاحرقونی ثم اسحقونی ثم اذرونی فی الریح فی البحر فوالله لئن قدر الله علی لیعذبنی عذابا لا یعذبه احدا من خلقه قال ففعل اهله ذلك قال الله عزوجل لكل شیء اخذ منه شیئا ادّ ما اخذت فاذا هو قائم قال الله عزوجل ما حملك علی ما صنعت قال خشیتك فغفر الله له.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ایک شخص نے بہت گناہ کئے یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا کر پھر میرے اجزاء کو پیس کر سمندر میں پھینک کر اڑا دینا خدا کی قسم اگر اللہ مجھ پر قادر ہو تو وہ مجھ کو ایسا عذاب دے گا جو اس کی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دے گا حضور نے فرمایا کہ اس کے گھر والے نے ایسے ہی کیا اللہ بزرگ و برتر نے ہر چیز کو جس نے اس کے اجزاء میں سے کچھ لیا ہے حکم دیا کہ تو نے جو کچھ لیا ہے ادا کر دے پس ایک دم وہ بندہ کھڑا ہو گیا پھر اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا تو نے جو کچھ کیا ہے اس پر کس نے آمادہ کیا ہے اس نے کہا تیرے خوف نے یعنی تیرے عذاب کے ڈر نے پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم حدثنا جریر عن منصور عن ربعی عن حذیفة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال كان رجل ممن كان قبلكم یسیء الظن بعمله فلما حضرته الوفاة قال لاهله اذا انا مت فاحرقونی ثم اطحنونی ثم اذرونی فی البحر فان الله ان یقدر علیّ لم یغفر لی قال فامر الله عزوجل الملائكة فتلقت روحه قال له ما حملك علی ما فعلت قال یارب ما فعلت الا من مخافتك فغفر الله له.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص تھا وہ اپنے عمل سے بدگمان رکھتا تھا جب اس کی موت قریب آ گئی تو اپنے گھر والوں سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا دینا پھر میرے اجزاء پیس کر راکھ کو سمندر میں اڑا دینا اگر اللہ مجھ پر قادر ہو تو مجھے معاف نہیں کرے گا حضور نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے اس کی روح قبض کی اللہ نے اس سے پوچھا تیری اس حرکت پر کس بات نے تجھے آمادہ کیا اس نے کہا اے پروردگار میں نے یہ عمل تیرے خوف سے کیا ہے پس اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔

تشریح: پہلی حدیث میں "نسمة المؤمن" سے مراد مؤمن شہید کی روح ہے جیسا کہ دیگر روایات میں آیا ہے اور بظاہر لفظ طائر سے معلوم ہوتا ہے کہ روح اللہ کے حکم سے پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے جیسے فرشتے انسان کی شکل اختیار کرتے ہیں نیز ممکن ہے کہ روح پرندے کے قالب میں داخل ہو جیسے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے "ارواحهم فی اجواف طیر خضر الخ" کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندے کے شکم میں رہتی ہیں یہ امتیازی مقام ان کی تکریم و تشریف کی خاطر عطا کیا گیا ہے جیسے جواہر کو صندوق میں رکھا جاتا ہے۔

چوتھی حدیث جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر سے غلطی ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا "انهم الآن یعلمون الخ" پھر اپنے قول کی تائید میں آیت قرآنی پڑھی "انك لا تسمع الموتى"۔

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غرض روایت ابن عمر کی تردید ہے لیکن جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے اور چونکہ حضرت ابن عمر اپنی روایت میں منفرد نہیں بلکہ ان کے والد حضرت عمر اور ابو طلحہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم نے ان کی موافقت کی ہے اس لئے جمہور نے ان کی روایت کو قبول کیا ہے۔

علامہ سہیلی کا جواب:

آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس موقع پر موجود نہ تھیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل بدر کو خطاب فرما رہے تھے اب ان کے علاوہ جو صحابہ وہاں قلیب بدر پر حاضر تھے انہی کو حضور کے الفاظ یاد ہیں لہٰذا محدثین نے ان کی روایت کو اختیار کیا ہے اور آیت کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے "افانت تسمع الصم او تهدي العمي اي ان الله هو الذي يسمع ويهدي" یعنی اس آیت میں اسماع کی نفی ہے نہ کہ سماع کی یعنی مردے ہر وقت نہیں سنتے لیکن جب اللہ تعالیٰ سنانا چاہے تو سن لیتے ہیں علاوہ اس کے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو اسی وقت زندہ کیا ہو جیسے کہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اللہ نے عند الخطاب اہل بدر کو زندہ کیا تھا کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سرزنش اور ذلت اور عذاب کے واسطے سنایا لہٰذا اس سے اسماع اموات لازم نہیں آتا بلکہ اسماع احیاء ہے۔ (والله تعالى اعلم، كذافي في حاشية السندي)

عنوان کے تحت آخری حدیث حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں گذشتہ زمانے کے ایک شخص کے واقعہ کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مغلوب العقل تھا شدت خوف سے بے ہوش ہو اس لئے گو وہ ایسا فعل اور کلام اس سے صادر ہوتا تو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہیں اسی طرح مغلوب الحال والعقل بھی اپنے اقوال و افعال یا ارتکاب جرم میں معذور ہے ایسے مغلوب کی غلطی معاف ہے قیامت میں اس کو سزا نہ ہوگی۔ (والله اعلم بالصواب)

البعث

مرنے کے بعد زندہ کرنا

اخبرنا قتيبة حدثنا سفيان عن عمرو بن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب على المنبر يقول انكم ملاقوا الله عزوجل حفاة عراة غرلا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سنا آپ فرما رہے تھے کہ تم اللہ بزرگ و برتر سے ملنے والے ہو ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ

اخبرنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى عن سفيان حدثني المغيرة بن النعمان عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يحشرون الناس يوم القيامة عراة غرلا واول الخلائق يكسى ابراهيم عليه السلام ثم قرأ كما بدأنا اول خلق نعيده.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کیا

جائے گا اس حالت میں کہ وہ ننگے بدن اور بے ختنہ ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے پھر حضور نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی "کما بدأنا اول خلق نعیدہ" جیسا کہ ہم نے پہلی بار ان کو پیدا کیا ہے یعنی ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ویسا ہی دوبارہ پیدا کریں گے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان حدثنا بقیة قال حدثنی الزبیدی قال اخبرنی الزہری عن عروة عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یبعث الناس یوم القیامة حفاةً عراةً غرلاً فقالت عائشة فکیف بالعورات قال لکل امریء منہم یومئذ شأن یغنیہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ شرم گاہوں کا کیا ہوگا کیا یعنی مرد وعورت بعض ان کا بعض کی طرف دیکھیں گے حضور نے فرمایا کہ لوگوں میں سے ہر شخص کا حال اس روز ایسا ہوگا کہ دوسرے کے حال سے اس کو لاپروا کر دے گا اس کو کسی کا ہوش ہی کہاں ہوگا کہ پردے کے اعضاء کو دیکھے۔

اخبرنا عمرو بن علی حدثنا یحیٰی حدثنا ابو یونس القشیری قال حدثنی ابن ابی ملیکة عن القاسم بن محمد عن عائشة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انکم تحشرون حفاةً عراةً قلت الرجال والنساء ینظر بعضہم الی بعض قال ان الامر اشد من ان یہمہم ذلک۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمع کئے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن میں نے عرض کیا کہ مرد اور عورت بعض ان کا بعض کی طرف دیکھیں گے اس پر حضور نے فرمایا کہ بے شک اس روز معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف دیکھے یعنی اس کا فرصت وشعور کہاں ہوگا کہ کوئی کسی کو دیکھ سکے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک حدثنا ابوہشام حدثنا وہیب بن خالد ابوبکر حدثنا ابن طاؤس عن ابیہ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیامة علی ثلث طرائق راغبین راہبین اثنان علی بعیر وثلثة علی بعیر واربعة علی بعیر وعشرة علی بعیر وتحشر بقیتہم النار تقیل معہم حیث قالوا وتبیت معہم حیث باتوا وتصبح معہم حیث اصبحوا وتمسی معہم حیث امسوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو قیامت کے روز تین فرقوں پر جمع کیا جائے گا ایک گروہ رغبت کرنے والا دوسرا ڈرنے والا دو شخص ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے اور جمع کر دے گی باقی لوگوں کو آگ ان کے ساتھ رہے گی آگ جہاں وہ رہیں گے اور ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں رات گذاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں صبح کریں گے اور وہ آگ ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی عن الولید بن جمیع حدثنا ابو الطفیل عن حذیفة ابن اسید

عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلاثۃ افواج فوج راکبین طاعمین کاسین وفوج تسحبھم الملائکۃ علی وجوھھم وتحشرھم النار وفوج یمشون ویسعون یلقی اللّٰہ الآفۃ علی الظھر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیھا بذات القتب لا یقدر علیھا۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک صادق (سچا) و مصدوق (سچا مانا گیا) صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ لوگ تین فرقوں پر جمع کئے جائیں گے ایک جماعت سوار کھانے والی پہننے والی اور ایک جماعت کو فرشتے اس کے منہ کے بل زمین پر گھسیٹیں گے اور آگ ان کو جمع کرے گی اور ایک جماعت پیدل چلے گی اور دوڑے گی اللہ تعالیٰ سواری پر آفت ڈال دے گا (یعنی موت کی آفت) پس کوئی سواری باقی نہیں رہے گی یہاں تک کہ آدمی کے پاس اگر باغ ہو اس کو اونٹ کے بدلے میں دے دے گا مگر اس پر قادر نہ ہوگا۔

تشریح: اس عنوان کے تحت کی پہلی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے یہ ان کی خصوصیت ہے اس سے ان کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی راہ میں ننگے کئے گئے ہیں جبکہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم" یا تو یہ ان اشخاص سے ہیں کہ فقراء کو کپڑے پہناتے تھے اس لئے ان کے بدلہ میں بروز قیامت سب سے پہلے ان کو لباس پہنایا جائے گا۔ (واللّٰہ تعالی اعلم، کذافی الحاشیۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تین طبقات کا بیان ہے ایک طبقہ رغبت کرنے والوں کا دوسرا ڈرنے والوں کا تیسرا وہ ہے جس کو آگ جمع کرے گی اور ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اس کی تشریح کے تحت علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر آخرت ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس سے مراد وہ حشر ہے جو دنیا میں ہوگا اور یہ علامات قیامت میں سے آخری علامت ہوگی اسی کو الفاظ حدیث قیلولہ اور بیتوتہ وغیرہ کے لفظ سے ترجیح دی ہے اور چونکہ قریب من الشئ پر اس شئ کا حکم لگا دیا جاتا ہے اس لئے یوم القیامۃ کے لفظ کو مجازاً روز قیامت کے قریب والے وقت پر محمول کیا جائے گا جو علامات قیامت میں سے آخری علامت کے ظہور کا وقت ہوگا علامہ خطابی وغیرہ کا یہی قول ہے۔

ذکر اول یکسی

سب سے پہلے کس کو کپڑے پہنائے جائیں گے اس کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال انبانا وکیع ووھب بن جریر وابوداود عن شعبۃ عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالموعظۃ فقال یا ایھا الناس انکم محشورون الی اللّٰہ عز وجل عراۃ قال ابوداود حفاۃ غرلا فقال وکیع ووھب عراۃ غرلا کما بدانا اول خلق نعیدہ قال اول من یکسی یوم القیامۃ ابراھیم علیہ السلام وانہ سیؤتی قال ابو

داود بعراة قال وهب ووكيع سيؤتى برجال من امتي فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول رب اصحابي فيقال انك لاتدري ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح كنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم فلما توفيتني الى قوله وان تغفرلهم الآية فيقال ان هؤلاء لم يزالوا مدبرين قال ابو داود مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ بزرگ و برتر کی طرف جمع کئے جاؤ گے ننگے پاؤں ابوداؤد اپنی روایت میں کہتے ہیں "حفاة غرلا" کہ ننگے پاؤں بے ختنہ کئے اور وہب کہتے ہیں "عراة غرلا" کہ ننگے بدن بے ختنہ جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا ہے ویسا ہی دوبارہ پیدا کریں گے فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت میں سے کچھ آدمی لائے جائیں گے اور انہیں بائیں طرف سے پکڑا جائے گا (دوزخ کی طرف ہوگا) میں کہوں گا اے پروردگار یہ میرے اصحاب ہیں تو آپ سے کہا جائے گا آپ کو معلوم نہیں کوئی بات انہوں نے آپ کے بعد ایجاد کی ہے پھر میں کہوں گا جیسے کہ بندہ صالح نے کہا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا ان میں سے تو ان کے حال پر نگہبان تھا الخ آپ نے پوری آیت "وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم" تک تلاوت فرمائی، پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ بے شک یہ لوگ مسلسل دین سے پیٹھ پھیرتے رہے جب سے آپ ان سے جدائی اختیار کی راوی حدیث ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ میں اسلام لائے تھے اور پھر مرتد ہوگئے۔

تشریح: اس حدیث میں امت کے ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو دین میں بے اصل نئی نئی چیزیں شامل کرتے ہیں اور انہیں دین سمجھ کر کرتے رہتے ہیں ان کی یہ بدعتیں ان کو جہنم میں لے جائیں گی امت کی صرف ایک جماعت نجات پائے گی یہ وہ جماعت ہے جو ارشاد نبوی "ما انا عليه واصحابي" کے مطابق عقائد و عبادات و معاملات غرض کہ تمام امور میں حضور ﷺ کے طریقہ پر اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلے گی۔

في التعزية

تعزیت کے بیان میں

اخبرنا هارون بن زيد هو ابن ابي الزرقاء قال حدثنا ابي حدثنا خالد بن ميسرة قال سمعت معاوية بن قرة عن ابيه قال كان نبي صلى الله عليه وسلم اذا جلس يجلس اليه نفر من اصحابه فيهم رجل له ابن صغير ياتيه من خلف ظهره فيقعده بين يديه فهلك فامتنع الرجل ان يحضر الحلقة لذكر ابنه فحزن عليه ففقده النبي صلى الله عليه وسلم فقال مالي لا ارى فلانا قالوا يارسول الله بنيه الذي رأيته هلك فلقيه النبي صلى الله عليه وسلم فساله عن بنيه فاخبره انه هلك فعزاه عليه ثم قال يا فلان ايما

كان احب اليك ان تمتع به عمرك اولا تاتي غدا الى باب من ابواب الجنة الا وجدته قد سبقك اليه يفتحه لك قال يانبي الله بل يسبقني الى باب الجنة فيفتحهالي لهو احب الي قال فذاك لك.

معاویہ اپنے والد قرہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیٹھتے تو صحابہ کی ایک جماعت آپ کے ساتھ بیٹھ جاتی ان میں ایک شخص تھا جس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ حضور کی پیٹھ کی طرف سے آپ کے پاس آتا آپ اس کو اپنے سامنے بٹھاتے اتفاق سے وہ بچہ مرگیا اس شخص نے اپنے بیٹے کی موت پر صدمہ کی وجہ سے اس نے مجلس میں آنا چھوڑ دیا اور نبی ﷺ نے اس کو نہ پایا آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں فلاں شخص کو نہیں دیکھ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا چھوٹا بچہ جس کو آپ نے دیکھا تھا وہ مرگیا پس نبی ﷺ اس سے ملے اور اس سے اپنے بیٹے کا حال پوچھا اس نے بتایا کہ وہ مرگیا آپ نے اس کو تسلی دی پھر فرمایا کہ اے فلانے تیرے خیال میں کونسی چیز زیادہ پسندیدہ ہے کیا اس بچے کے ذریعہ اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتا یا تو نہ آئے گا بہشت کے دروازوں سے کسی دروازے پر مگر تو اس کو اس دروازے پر اپنے سے پہلے پہنچا ہوا پائے گا وہ تیرے لئے بہشت کا دروازہ کھلے گا اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت کے دروازے پر پہنچ جائے اور میرے لئے اس کا دروازہ کھولے حضور نے فرمایا کہ تیری یہ خواہش پوری ہوگی۔

تشریح: تعزیت کے معنی یہ ہیں کہ مردے کے رشتے دار کو تسلی دینا مصیبت پر صبر کی ہدایت کرنا یہ حدیث تعزیت کے ثبوت پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے تعزیت کی ہے اور بہتر الفاظ تعزیت وہ ہیں کہ جو حضور نے تعزیت کے وقت فرمائے "ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل شئی عنده باجل مسمی" یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اس نے لی اور اسی کی ملک ہے جو چیز اس نے دی اور ہر چیز اللہ کے نزدیک مقرر وقت کے ساتھ ہے۔ اور تعزیت کا وقت مرنے سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر یہ کہ تعزیت کرنے والا اس عارق اور اس شہر میں موجود نہ ہو کہیں باہر گیا ہوا ہو تو جب ملے تب ہی تعزیت کرے اور تعزیت ایک بار سے زیادہ نہ کرے کسی روایت سے ایک بار سے زیادہ تعزیت کی اجازت ثابت نہیں۔

تعزیت خط کے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے:

تعزیت خط کے ذریعہ بھی مشروع ہے چنانچہ حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس تعزیتی خط کے الفاظ نقل کئے ہیں جو حضور ﷺ نے ان کو ان کے بیٹے کے انتقال کے بعد اس خط میں لکھے تھے ابتدائی الفاظ اس کے یہ ہیں "بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى معاذ بن جبل سلام عليكم الخ" تمام الفاظ ملا علی قاری نے مرقاۃ: جلد ۴ صفحہ ۸۵ پر نقل کئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خط کے ذریعہ تعزیت کی جاسکتی ہے۔

نوع آخر

ایک اور قسم کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع عن عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ابن طاؤس عن ابيه عن ابي هريرة قال

ارسل ملك الموت الى موسى عليه السلام فلما جاءه صكه ففقأ عينه فرجع الى ربه فقال ارسلتنى الى عبد لا يريد الموت فرد الله عزوجل اليه عينه وقال ارجع اليه وقل له يضع يده على متن ثور فله بكل ما غطت يده بكل شعرة سنة قال اى رب ثم مه قال الموت قال فالأن فسأل الله عزوجل ان يدنيه من الارض المقدسة رمية بحجر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلو كنت ثم لاريتكم قبره الى جانب الطريق تحت الكثيب الاحمر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور آنکھ پھوڑ ڈالی پھر اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کیا آپ نے مجھ کو ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اس کی طرف پھیر دی اور فرمایا کہ پھر جا تو ان کے پاس اور ان سے کہہ دیجئے کہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھے ان کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھک لے یعنی جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آ گئیں ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی زندگی ملے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا فرمایا پھر موت آئے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ابھی موت اختیار کرتا ہوں پھر انہوں نے اللہ عزوجل سے اس کی درخواست کی کہ مجھ کو بیت المقدس سے قریب کر دیجئے اگرچہ ایک پتھر پھینکنے کی مقدار کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھا دیتا راستے کی ایک جانب میں سرخ ریت والے تودے کے نیچے۔

تشریح: اس حدیث پر بعض لوگوں نے ایک اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کے منہ پر تھپڑ مار کر ان کی آنکھ پھوڑ دی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تھا اس سے موت کا عدم اعتقاد اور کراہت موت کی اور آرزو دنیا میں باقی رہنے کی بھی معلوم ہوتی ہے یہ کیا لائق ہے مقام نبوت و رسالت کے، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اس کا راز اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا جائے ہم نہیں جانتے لیکن اگر اس کی تاویل کی جائے تو حدیث کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ وہ فرشتہ اچانک بصورت بشر بغیر طلب اجازت کے آیا تھا اور کہنے لگا میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں اپنے رب کے پاس چلو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے قول میں دروغ گو جانا اس لئے کہ آدمی تو قابض روح نہیں ہوتا اس لئے اس پر غصہ آیا حتیٰ کہ نوبت اس کے منہ پر تھپڑ مارنے کی پہنچی لیکن اس پر حق تعالیٰ کی طرف سے انہیں عتاب نہیں کیا گیا اور دوبارہ جب ملک الموت بصورت فرشتہ کے آیا تو اس کے فرمان بردار ہو گئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

کتاب الصیام

باب وجوب الصیام

وجوب صیام کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل وھو ابن جعفر حدثنا ابوسھیل عن ابیہ عن طلحۃ بن عبیداللّٰہ ان اعرابیا جآء الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثائر الرأس فقال یا رسول اللّٰہ اخبرنی ماذا فرض اللّٰہ علیّ من الصلوٰۃ قال الصلوات الخمس الا ان تطوع شیئا قال اخبرنی بما افترض اللّٰہ علیّ من الصیام قال صیام شھر رمضان الا ان تطوع شیئا قال اخبرنی بما افترض اللّٰہ علیّ من الزکوٰۃ فاخبرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بشرائع الاسلام فقال والذی اکرمک لا اتطوع شیئا ولا انقص مما فرض اللّٰہ علیّ شیئا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افلح ان صدق اودخل الجنۃ ان صدق۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں مجھ پر فرض کی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تم اپنے طور پر نفل نماز پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے روزے کے متعلق فرما دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے مگر یہ کہ تم اپنے طور پر نفلی روزے رکھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے زکوٰۃ کی خبر دیجئے جو اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو فرائض اسلام بتائے تو اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو عزت و بزرگی سے نوازا ہے نہ تو میں کچھ بڑھاؤں گا اور نہ کم کروں گا ان چیزوں میں سے جو اللہ نے مجھ پر فرض کیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص سچا ہے تو کامیاب ہو گیا یا جنت میں داخل ہو گیا۔

اخبرنا محمد بن معمر حدثنا ابوعامر العقدی حدثنا سلیمان بن المغیرۃ عن ثابت عن انس قال نھینا فی القرآن ان نسأل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن شیء فکان یعجبنا ان یجیء الرجل العاقل من اھل البادیۃ فیسألہ فجآء رجل من اھل البادیۃ فقال یا محمد اتانا رسولک فاخبرنا انک تزعم ان اللّٰہ عزوجل ارسلک قال صدق قال فمن خلق السمآء قال اللّٰہ قال فمن خلق الارض قال اللّٰہ قال فمن نصب فیھا الجبال قال اللّٰہ قال فمن جعل فیھا المنافع قال اللّٰہ قال فبالذی خلق السمآء والارض

ونصب فيها الجبال وجعل فيها المنافع آللّٰه ارسلك قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا خمس صلوات في كل يوم وليلة قال صدق قال فبالذي ارسلك اللّٰه امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا زكوة اموالنا قال صدق قال فبالذي ارسلك آللّٰه امرك بهذا قال نعم فقال وزعم رسولك ان علينا صوم شهر رمضان في كل سنة قال صدق قال فبالذي ارسلك آللّٰه امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا الحج من استطاع اليه سبيلا قال صدق قال فبالذي ارسلك آللّٰه امرك بهذا قال نعم قال فوالذي بعثك بالحق لا ازيدن عليهن شيئا ولا انقص فلما ولى قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لئن صدق ليدخلن الجنة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے کار باتیں پوچھنے سے منع کر دیا گیا اس لئے ہم دیہات والوں میں سے کسی عقلمند شخص کی آمد کو پسند کرتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے چنانچہ دیہات والوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بھیجا ہوا شخص ہمارے پاس آیا اس نے ہم کو بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ برتر و بزرگ نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے پوچھا کہ آسمان اور زمین کو کس نے بنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پھر پوچھا زمین کے اندر پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا حضور نے فرمایا اللہ نے پھر اس نے کہا کہ ان پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں (کانیں وغیرہ) کس نے بنائیں۔ حضور نے فرمایا اللہ نے پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اور ان کے اندر فائدے کی چیزیں بنائیں کیا اللہ نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر اس آدمی نے عرض کیا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص کہتا ہے کہ بے شک ہم پر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس دیہاتی نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ آپ کی طرف سے بھیجا ہوا شخص کہتا ہے کہ ہم پر اموال کی زکوٰۃ فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا کہ آپ کی طرف سے بھیجا ہوا مبلغ کہتا ہے کہ ہم پر ہر سال میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں آپ نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا کہ آپ کا فرستادہ کہتا ہے کہ ہم میں جو شخص زاد و راحلہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے حضور نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اس نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں ان فرائض پر نہ کچھ بڑھاؤں گا اور نہ کمی کروں گا پھر وہ شخص چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا۔

اخبرنا عيسى بن حماد عن الليث عن سعيد عن شريك بن ابي نمر انه سمع انس بن مالك يقول بينما نحن جلوس في المسجد جاء رجل على جمل فاناخه في المسجد ثم عقله فقال لهم ايكم

محمد ورسول الله صلى الله عليه وسلم متكئ بين ظهرانيهم فقلنا له هذا الرجل الأبيض المتكئ فقال له الرجل يا بن عبد المطلب فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أجبتك فقال الرجل إني سائلك يا محمد فمشدد عليك في المسألة فلا تجدن في نفسك قال سل عما بدا لك قال أنشدك بربك ورب من قبلك آلله أرسلك إلى الناس كلهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم نعم قال فأنشدك الله آلله أمرك أن تصلي الصلوات الخمس في اليوم والليلة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم نعم قال فأنشدك الله آلله أمرك أن تصوم هذا الشهر من السنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم نعم قال فأنشدك الله آلله أمرك أن تأخذ هذه الصدقة من أغنيائنا فتقسمها على فقرائنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم نعم فقال الرجل آمنت بما جئت به وأنا رسول من ورائي من قومي وأنا ضمام بن ثعلبة أخو بني سعد بن بكر خالفه يعقوب بن إبراهيم.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے پاس بٹھایا پھر اس کو باندھ دیا پھر حاضرین سے کہا کہ تم میں محمد کون ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کے درمیان سہارا لگائے ہوئے بیٹھے تھے ہم نے اس سے کہا یہ سفید رنگ والے شخص جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں پھر آپ سے اس آدمی نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے! ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دینے کے لئے تیار ہوں پھر اس آدمی نے کہا کہ اے محمد میں آپ سے کچھ سوالات کرنے والا ہوں اور سوالات میں سختی کروں گا آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں حضور نے فرمایا جو چاہو پوچھو پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دن و رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس ماہ رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مالداروں سے لے کر ہمارے فقیروں پر تقسیم فرما دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں میں اپنی قوم کا بھیجا ہوا شخص ہوں جو میرے پیچھے ہیں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے۔

أخبرنا عبيد الله بن سعد بن إبراهيم من كتابه قال ثنا عمي قال ثنا الليث قال ثنا ابن عجلان وغيره من إخواننا عن سعيد المقبري عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر أنه سمع أنس بن مالك يقول بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم جلوس في المسجد دخل رجل على جمل فأناخه في المسجد ثم عقله ثم قال أيكم محمد وهو متكئ بين ظهرانيهم فقلنا له هذا الرجل الأبيض المتكئ فقال له الرجل يا بن عبد المطلب فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أجبتك فقال الرجل

یامحمد انی سائلك فمشتد علیك فی المسألة قال سل عما بدا لك قال انشدك بربك ورب من قبلك آللّٰه ارسلك الی الناس کلهم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰه آللّٰه امرك ان تصوم هذا الشهر من السنة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰه آللّٰه امرك ان تأخذ هذه الصدقة من اغنیائنا فتقسمها علی فقرائنا فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم فقال الرجل آمنت بما جئت به وانا رسول من ورائی من قومی وانا ضمام بن ثعلبة اخو بنی سعد بن بکر خالفه عبید اللّٰه ابن عمر.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر داخل ہوا اپنے اونٹ کو اس نے مسجد سے باہر بٹھایا پھر اس کو باندھ دیا پھر اس نے کہا تم میں محمد کون ہے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم نے اس سے کہا یہ سفید رنگ والے جو سہارا لگائے بیٹھے ہیں پھر آپ سے اس شخص نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری بات کو سن لیا اس آدمی نے کہا اے محمد میں آپ سے کچھ سوالات پوچھوں گا اور سختی سے اور کھول کھول کر پوچھوں گا حضور نے فرمایا جو کچھ چاہتے ہو پوچھو اس شخص نے کہا میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس ماہ رمضان کے روزے کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ یہ مال زکوٰۃ ہمارے مالداروں سے لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس شخص نے کہا میں ان سب چیزوں پر ایمان لایا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنی قوم کا فرستادہ ہوں جو میرے پیچھے ہیں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال حدثنا اسحاق قال حدثنا ابوعمارة حمزة بن الحارث بن عمیر قال سمعت ابی یذکر عن عبید اللّٰه بن عمر عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی هریرة قال بینما النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع اصحابه جاءهم رجل من اهل البادیة قال ایکم ابن عبد المطلب قالوا هذا الامغر المرتفق قال حمزة الامغر الابیض مشرب حمرة فقال انی سائلك فمشتد علیك فی المسألة قال سل عما بدالك قال اسالك بربك ورب من قبلك ورب من بعدك آللّٰه ارسلك قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تصلی خمس صلوات فی کل یوم ولیلة قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تأخذ من اموال اغنیائنا فترده علی فقرائنا قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تصوم هذا الشهر من اثنی عشر شهرا قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان یحج البیت من استطاع الیه سبیلا قال اللهم نعم قال فانی آمنت وصدقت وانا ضمام بن ثعلبة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان کے

پاس دیہات والوں میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا تم میں کون عبدالمطلب کے بیٹے ہیں حاضرین نے جواب دیا کہ ملی ہوئی سفید رنگ والے جو سہارا لگائے بیٹھے ہیں (یعنی الامغر کے راوی حدیث حمزہ نے بیان کئے ہیں) اس شخص نے کہا میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوالات میں کچھ سختی بھی کروں گا حضور نے فرمایا جو چاہو پوچھو اس نے کہا میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے حضور نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دن و رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے حضور نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم فرمادیں آپ نے فرمایا اے خدا ہاں اس آدمی نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے بارہ مہینوں میں سے اس ماہ رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے اس کا حکم دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد سفر کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے آپ نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس نے کہا بے شک میں آپ کی لائی ہوئی تمام چیزوں پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

تشریح: صوم کے معنی لغوی مطلق باز رہنے کے ہیں خواہ کسی چیز سے ہو حتی کہ صامت عن الکلام بولتے ہیں جبکہ کلام سے باز رہے اور اصطلاح شریعت میں اس کے معنی ہیں فجر سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے اور کسی چیز کو اندر بدن کے پہنچانے سے جس کو باطن کا حکم ہو باز رہنا روزہ رمضان کا تیسرا رکن ہے اسلام کا اس کی فرضیت ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر سے پہلے اور ایک قول کے مطابق شعبان کے مہینے میں ہوئی اب رہا یہ سوال کہ پہلے اس سے کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں تو اس کے بارے میں بعض حضرات کا قول ہے کہ اسلام میں پہلا روزہ عاشورا کا فرض تھا اور بعضوں نے کہا ایام بیض کے روزے بھی فرض تھے کیونکہ روایت ہے کہ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا شروع فرمائے (رواہ بیہقی) پھر روزہ صوم رمضان کی فرضیت سے منسوخ ہو گیا عاشورا اور ایام بیض کے روزے فرض نہیں رہے اب جو شخص روزہ رمضان فرض ہونے کو نہ مانے اور اس سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو بلا عذر چھوڑ دے وہ اشد درجہ کا گناہگار ہے۔

سائل کون تھا اور اس کی آمد خدمت مبارک میں کب ہوئی تھی:

سائل ایک اعرابی یعنی عرب کا دیہاتی تھا جس نے خود ہی اپنا نام بتا دیا کہ میں ضمام بن ثعلبہ ہوں یہ اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے اس کی آمد کے سال میں مورخین کو اختلاف ہے ابن سحاق اور ابو عبیدہ وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ سنہ ۵ ھ میں آئے تھے اس کی تائید مسند احمد اور حاکم کی روایت سے ہوتی ہے انہوں نے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقدم علینا کے الفاظ نقل کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دیہاتی کی آمد کے وقت یہاں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں فتح مکہ کے بعد آئے ہیں۔ واقدی ۹ ھ کہتے ہیں مگر اہل تحقیق نے اس کو تسلیم نہیں کیا دوسرا اختلاف ان کے اسلام کے بارے میں ہے امام بخاری وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کا قاصد پہنچا تھا تو یہ ضمام بن ثعلبہ اسی وقت مسلمان ہو چکے تھے اور اب ان کا مقصد صرف اس کی تصدیق کرنا تھا علامہ قرطبی کی رائے یہ ہے کہ وہ یہاں

مدینہ آکر قبول اسلام کیا ہے، صاحب ترجمان السنہ نے فرمایا کہ ہماری رائے ناقص میں ان کے دل میں صداقت اسلام کا سکہ تو پہلے ہی قائم ہو چکا تھا لیکن باضابطہ مسلمان حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ہی ہوئے ہیں اس صورت میں "دخل الجنة ان صدق" کے الفاظ اپنے ظاہر پر رہیں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

یہاں پر اشکال یہ ہے کہ نماز وغیرہ امور مذکورہ کی تعلیم کے جواب میں اس صحابی نے کہا "والذی اکرمک الحق" کہ اس نے ان چیزوں میں کمی نہ کرنے پر قسم کھائی یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ جو اس نے اضافہ نہ کرنے پر بھی قسم کھائی اور اس پر حضور ﷺ نے دخول جنت کی بشارت سنائی یہ کس طرح صحیح ہے کیونکہ یہاں پر بعض فرائض حج وغیرہ مذکور نہیں، اس کے علماء نے یہ جوابات دیئے ہیں اول یہ کہ حج اس وقت فرض ہی نہیں ہوا تھا یا ایک نو مسلم شخص تھے ان کے نزدیک کل دین اتنا ہی تھا جتنا اس وقت ان کے سامنے آگیا تھا جس حد تک اب تک انہیں علم ہی نہ تھا اس پر عمل نہ کرنے کا عہد کیسے کر سکتے تھے دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث باب میں نماز وغیرہ کے بعد راوی یہ بھی نقل کرتا ہے "فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرائع الاسلام" کہ حضور ﷺ نے اس کو اسلام کے اور احکام بھی سکھائے اس لئے اس کے اندر احکام حج وغیرہ آگئے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ صحابی ضمام بن ثعلبہ اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے تو انہوں نے اس بات کی قسم کھائی کہ ان فرائض کو اپنے قبیلے تک پہنچانے میں کمی بیشی نہیں کروں گا لیکن پھر اشکال وارد ہوگا کہ حدیث باب میں "لا اتطوع شيئا ولا انقص" ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کی زیادتی کو اپنے متعلق کہہ رہے ہیں اس لئے یہ تیسری توجیہ یہاں نہیں چل سکتی، یہ اشکال حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی تقریر بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے لیکن احقر کی ناقص سمجھ کے مطابق یہ صرف لفظی تنقیض ہے اور لا انقص کے تو بالکل مطابق ظاہر ہے کہ ضمام بن ثعلبہ نے "لا ازيد عليهن شيئا" کو "لا اتطوع شيئا" سے تعبیر کیا ہے لہذا تیسری توجیہ پر بھی کوئی اشکال وارد نہ ہوگا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس نے شاید عبادات نافلہ نہ کرنے کا عہد کیا تھا تو بھی ایک نو مسلم پر صرف اس کی اس تعبیر کی وجہ سے مواخذہ نہیں کیا جا سکتا کہ بہرحال وہ انہیں بنیادی ارکان اسلام پر اکتفا کر رہا ہے اور نوافل کو چھوڑ رہا ہے تب بھی دخول جنت کی بشارت کے لئے کافی ہے۔

عدم وجوب وتر پر استدلال کا جواب:

اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ وتر واجب نہیں ان کا استدلال حدیث باب سے ہے کیونکہ حضور ﷺ نے دن اور رات میں پانچ نمازوں کی تعلیم فرما کر آگے فرما دیا "لا الا ان تطوع" اس کے علاوہ تجھ پر اور کچھ فرض نہیں مگر یہ کہ تو اپنی طرف سے خود کرنا چاہے اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتا تو پانچ نمازوں کے بجائے چھ فرماتے اس کے کئی جواب ہمارے علماء دیتے ہیں ایک تو یہ کہ وتر پر دو دور گذرے ہیں ایک تو سنیت کا دوسرا دور وجوب کا بلکہ امام طحاوی نے فرمایا کہ وتر واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے اور صحت اجماع کے لئے سند شرط نہیں تو شاید سائل کی آمد وجوب وتر سے پہلے ہوئی ہو اس کے بعد میں واجب کئے گئے اور واجب ہونے کی دلیل حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے "الوتر حق فمن لم يوتر فليس منى"

نفل نماز بھی ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے اس حدیث کو امام ابوداؤد نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور بزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ الوتر واجب علی کل مسلم، ہمارا جواب یہ ہے کہ وتر نماز عشاء کے تابع ہے مستقل کوئی نماز نہیں اسی لئے عشاء کی اذان و اقامت پر اکتفا کیا گیا اس کے واسطے الگ اذان و اقامت نہیں ہے اور اسی تابع ہونے کی بناء پر بعض وتر عشاء کے بعد پڑھے جاتے ہیں پہلے پڑھنا درست نہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں تو فرض کی نفی کرنا مقصود ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے اور فرض اور واجب میں بہت بڑا فرق ہے۔ (مولانا [illegible] تقریر بخاری شرح الحدیث [illegible])

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (نهينا في القرآن الخ) اس سے مراد قرآن پاک کی آیت "يا ايها الذين امنوا لاتسئلوا عن اشياء ان تبد لكم تسؤكم الآية" اس آیت میں فضول چیزوں کے متعلق سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے اب یہ کہ [illegible] سوال کی چیزوں کے سوال کرنے میں یہ احتمال ہو کہ جواب [illegible] جائے وہ جواب سخت ہو یا [illegible] اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوالات سے رک گئے لیکن اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ باہر کا کوئی سمجھدار شخص آکر ایسے سوالات کرے جس سے معلومات میں اضافہ ہو چنانچہ ایک شخص آیا اس نے یہ معقول سوالات کئے جو حدیث میں مذکور ہیں۔

باب الفضل والجود في شهر رمضان

ماہ رمضان میں زیادہ سخاوت کا بیان

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله ابن عبد الله بن عتبة ان عبد الله بن عباس كان يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس وكان اجود مايكون في رمضان حين يلقاه جبريل وكان جبريل يلقاه في كل ليلة من شهر رمضان فيدارسه القرآن قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين يلقاه جبريل عليه السلام اجود بالخير من الريح المرسلة

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں اس کو آخری حد تک پہنچ جاتی تھی جبکہ آپ سے حضرت جبریل علیہ السلام ملاقات فرماتے اور حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے آپ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب جبریل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ خیر کی سخاوت میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل البخاري قال حدثني حفص بن عمر بن الحارث قال حدثنا حماد قال حدثنا معمر والنعمان بن راشد عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت مالعن رسول الله صلى الله عليه

وسلم من لعنة تذكر وكان اذا كان قريب عهد بجبريل عليه السلام يدارسه كان اجود بالخير من الريح المرسلة قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء والصواب حديث يونس بن يزيد وادخل هذا حديثا في حديث۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لعنت نہیں فرمائی جس کا تذکرہ کیا جاتا ہو اور جب آپ کی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو ان کے ساتھ قرآن کا دور کرتے آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ خیر کے سخاوت کرنے والے تھے۔

تشریح: صفت سخاوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہ تھا امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے کہ حضور کے پاس ایک بار نوے ہزار درہم آئے (تقریباً ۹ ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے، یہ تو میں نے ایک ہی واقعہ نقل کیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جود کے بہت سے واقعات منقول ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کی عظمت وفضیلت اور برکات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد اور ان سے آپ کی ملاقات اور آیات قرآنی کی مدارست کے باعث حضور کو زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی تھی اس لئے ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے۔

مدارسہ قرآن کا مطلب:

حدیث پاک میں (فیدارسه القرآن) ہے یدارس مضارع کا صیغہ ہے مدارسۃ سے جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کے معنی دور کرنے کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دور کرتے تھے اور محققین کا قول یہ ہے کہ یہاں القرآن سے مراد منزل ہے نہ کہ پورا قرآن؛ اس لئے اگر پورے قرآن کا دور فرماتے تو افک کے واقعہ میں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لوگوں نے بالکل جھوٹا الزام فعل بد کا لگایا تھا) حضور کو اتنی پریشانی کیوں برداشت کرنی پڑتی کیونکہ واقعہ افک رجب ۶ھ کا ہے تو اگر چھ سال تک دور کیا تھا تو ساری حقیقت کو پہلے ہی سے معلوم تھی پھر اتنی تشویش کیوں ہوتی؛ یہی وجہ جب حضور سے روح کے متعلق سوال کیا گیا تو اس میں سکوت نہ فرماتے یہ باتیں دلیل ہیں اس پر کہ صرف اسی حصے کا دور ہوتا تھا جس قدر وحی میں نازل ہو چکے ہوتے تھے حضرت شیخ الحدیثؒ کی بھی یہی رائے ہے جیسا کہ تقریر بخاری میں مذکور ہے اور لامع الدراری میں بھی اس تقریر مذکورہ کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے۔

باب فضل شهر رمضان

ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا ابوسهيل عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔

اخبرنی ابرھیم بن یعقوب الجوزجانی قال حدثنا ابن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن یزید عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی ابوسہیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

تشریح: ان روایات سے ماہ رمضان کی فضیلت اور بزرگی معلوم ہوئی بعض کوتاہ فہم لوگ کہتے ہیں کہ جب شیاطین قید کئے جاتے ہیں تو پھر رمضان میں لوگ طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب کیوں ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ارشاد نبوی "وصفدت الشیاطین" اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ بے شک شیاطین رمضان میں قید کئے جاتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اکثر لوگ جو رمضان سے پہلے گناہوں میں مشغول رہتے تھے انہیں رمضان میں معاصی سے اجتناب کرتے دیکھا گیا ہے اور توبہ واستغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور رمضان کی آمد سے پہلے پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے رمضان میں پابندی سے پڑھتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں غرض کہ لگن سے دین کے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور حرام کاموں سے دور رہتے ہیں ہاں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کو رمضان میں بھی گناہ کرتے دیکھا جاتا ہے وہ دراصل شیطانی اثرات ہیں شیطان گیارہ مہینے تک معاصی کی طرف دھکا دیتا رہا اس کے بد کاروں کے طبائع خبیثہ میں معاصی کی لذت گھر جاتی ہے اس کے اثرات رمضان شریف میں ظاہر ہوتے ہیں غرض کہ وہ شیطان کے بہکانے کے سابقہ اثرات ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ سرکش شیطانوں کا مقید ہونا نسبت بعض کے ہے یعنی سرکش شیطان فاسق لوگوں کے بہکانے سے روکے جاتے ہیں کہ وہ بہ نسبت اور دنوں کے گناہ کم کرتے ہیں اور ایسے ویسے شیطان بہکاتے رہتے ہیں اور مطلق شیطانوں کا قید ہونا بہ نسبت بعض کے یعنی مطلق شیاطین نیک لوگوں کے بہکانے سے روکے جاتے ہیں کہ وہ کبیرہ گناہوں سے باز رہتے ہیں اور اگر بتقاضائے بشریت کے کرتے بھی ہیں تو توبہ واستغفار کرتے ہیں یہ تقریر مظاہر حق میں اپنے استاد مکرم مولانا اسحاق سے نقل کی ہے یہ ایک مختصر تقریر ہے اس سے اشکال مذکور ختم ہو جاتا ہے اور اس حدیث میں اور آگے جو روایت آرہی ہے "وتغل فیہ مردۃ الشیاطین" میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (مظاہر حق التعلیق الصبیح)

باب ذکر الاختلاف علی الزھری فیہ

اس حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زہری پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عبید اللہ بن سعد ابن ابرھیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال

اخبرنی نافع بن ابی انس ان اباہ حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور قید کیے جاتے ہیں شیاطین۔

اخبرنا محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعیب عن ابیہ عن الزہری قال حدثنی ابن ابی انس مولی التیمیین ان اباہ حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمۃ وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آجاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان فی حدیثہ عن ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن ابن ابی انس ان اباہ حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین رواہ ابن اسحق عن الزہری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق عن الزہری عن ابن ابی انس عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب النار وسلسلت الشیاطین قال ابو عبد الرحمٰن ھذا یعنی حدیث ابن اسحق خطأ ولم یسمعہ ابن اسحق من الزہری والصواب ما تقدم ذکرنا لہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق قال وذکر محمد بن مسلم عن اویس بن ابی اویس عدید بنی تیم عن انس بن مالک ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ھذا رمضان قد جاء کم تفتح فیہ ابواب الجنۃ وتغلق فیہ ابواب النار وتسلسل فیہ الشیاطین قال ابو عبد الرحمٰن ھذا الحدیث خطأ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اس میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور اس میں شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

ذكر الاختلاف على معمر فيه

اس میں معمر پر اختلاف کا بیان

اخبرنا ابو بكر بن علي قال حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة قال حدثنا عبد الاعلى عن معمر عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يرغب في قيام رمضان من غير عزيمة وقال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب الجحيم وسلسلت فيه الشياطين ارسله ابن المبارك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدون تاکید کے قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے اور فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان بن موسى خراساني قال اخبرنا عبد الله عن معمر عن الزهري عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا بشر بن هلال قال حدثنا عبد الوارث عن ايوب عن ابي قلابة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاكم رمضان شهر مبارك فرض الله عزوجل عليكم صيامه تفتح فيه ابواب السماء وتغلق فيه ابواب الجحيم وتغل فيه مردة الشياطين لله فيه ليلة خير من الف شهر من حرم خيرها فقد حرم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت والا رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے اللہ بزرگ و برتر نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور اس میں سرکش شیاطین کو طوق ڈالے جاتے ہیں اس میں ایک رات اللہ کی ہے کہ اس میں اللہ کی عبادت کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب سے بڑھ کر ہے جو شخص محروم رہا اس کی بھلائی سے وہ ثواب کامل سے محروم رہا۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن عطاء بن السائب عن عرفجة قال عدنا عتبة بن فرقد فتذاكرنا رمضان فقال ما تذكرون قلنا شهر رمضان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تفتح فيه ابواب الجنة وتغلق فيه ابواب النار وتغل فيه الشياطين وينادي مناد كل ليلة يا باغي الخير هلم ويا باغي الشر اقصر قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء

عرفجہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عتبہ بن فرقد کی عیادت کی پھر ہم آپس میں ماہ رمضان کا تذکرہ کرنے لگے تو انہوں نے کہا کس کا تذکرہ کر رہے ہو ہم نے کہا ماہ رمضان کا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے ہر شب میں اے ثواب کے طلب کرنے والے متوجہ ہو یعنی اللہ کی طرف اے برائی کے ارادہ کرنے والے برائی سے باز رہ۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عطاء بن السائب عن عرفجة قال كنت في بيت فيه عتبة بن فرقد فاردت ان احدث بحديث وكان رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانه اولى بالحديث فحدث الرجل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في رمضان تفتح فيه ابواب السماء وتغلق فيه ابواب النار ويصفد فيه كل شيطان مريد وينادي مناد كل ليلة يا طالب الخير هلم ويا طالب الشر امسك.

عرفجہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مکان میں تھا وہاں عتبہ بن فرقد بھی تھے میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا اور وہاں نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص تھے جو کہ وہ بیان حدیث کے زیادہ لائق ہیں پس اس شخص نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ہر سرکش شیطان قید کیے جاتے ہیں اور پکارنے والا ہر شب میں پکارتا ہے اے عمل ثواب کے طالب متوجہ ہو اے برائی کے طالب برے کام سے باز رہ۔

تشریح: حدیث باب میں "ابواب الرحمة اور تفتح فيه ابواب السماء" کے الفاظ تصرف رواۃ کے قبیل سے ہیں اصل الفاظ حدیث "وفتحت ابواب الجنة" ہیں دلیل اس کی جملہ لاحقہ ہے جو اول جملہ کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے یعنی "و غلقت ابواب النار"۔ (واللہ اعلم، قالہ ابن المنیر ونقلہ فی الفتح)

ایک شبہ اور اس کا جواب:

اگر کوئی کہے کہ منادی کے اس ندا کا کیا فائدہ ہے جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کیونکہ اس کی آواز لوگوں کو سنائی نہیں دیتی اس کا جواب یہ ہے کہ مخبر صادق حضور ﷺ کی اطلاع سے سب جانتے ہیں کہ ہر شب رمضان کی لیلۃ الندا ہے اس کا علم منادی کی آواز سن لینے پر موقوف نہیں لہٰذا ہر محمد ادار انسان اس سے بے فکر نہیں رہے گا بلکہ رمضان کی ہر شب کو شب ندا سمجھ کر دن و رات میں اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ (کذا فی الحاشیة)

الرخصة في ان يقال لشهر رمضان رمضان

شہر رمضان کو رمضان کہنا جائز ہے

اخبرنا اسحق بن ابرهيم قال اخبرنا يحيى بن سعيد قال اخبرنا المهلب بن ابي حبيبة ح واخبرنا

عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحییٰ عن المھلب بن ابی حبیبۃ قال اخبرنی الحسن عن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم صمت رمضان ولا قمتہ کلہ ولا ادری کرہ التزکیہ او قال لا بد من غفلۃ ورقدۃ اللفظ لعبید اللّٰہ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے یوں نہ کہے صمت رمضان ولا قمتہ کلہ یعنی میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے اور پورے رمضان کی رات کا قیام کیا یوں نہ کہے اب مجھے معلوم نہیں کہ حضور نے اس قول کو قائل کے اپنے تزکیہ نفس کی وجہ سے ناپسند فرمایا یا روزہ دار سے غفلت اور بیداری کی حالت میں کوئی نہ کوئی گناہ معصوم واقع ہو جاتا ہے اس سے یہ ارشاد فرمایا۔

اخبرنا عمران بن یزید بن خالد قال حدثنا شعیب قال اخبرنی ابن جریج قال اخبرنی عطاء قال سمعت ابن عباس یخبرنا قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لامرأۃ من الانصار اذا کان رمضان فاعتمری فیہ فان عمرۃ فیہ تعدل حجۃ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت سے فرمایا کہ جب رمضان آ جائے تو اس میں عمرہ کر لینا اس لئے کہ رمضان میں عمرہ (ثواب) حج کے برابر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدون لفظ شہر کے صرف رمضان بولنا درست ہے لیکن چونکہ قرآن پاک میں شہر رمضان فرمایا گیا ہے اس لئے یہی استعمال بہتر ہے اور لا یقولن احدکم سے جو ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ انسان کے اس قول سے متعلق ہے جو یہ کہے کہ میں نے رمضان کے پورے روزے رکھے اور اس کا پورا قیام کیا ہے یعنی پورے رمضان میں تراویح وغیرہ کی نماز پڑھی ہے کیونکہ اس سے تزکیہ نفس یعنی اپنی تعریف کرنے کا شبہ ہوتا ہے یا ممکن ہے کہ تمام رمضان اور روزوں کی شرائط و آداب میں اس سے کوتاہی اور غفلت واقع ہوئی ہو پھر ایسے روزے اور تمام رمضان کے مقبول ہونے کی کیا امید ہے اس لئے ایسی حالت میں صمت رمضان کلہ اور قمت رمضان کلہ کا دعویٰ مناسب نہیں۔ کذا فی الحاشیہ۔

اختلاف اھل الآفاق فی الرؤیۃ

چاند کے دیکھنے میں اہل ملک کے اختلاف کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسمعیل قال حدثنا محمد وھو ابن ابی حرملۃ قال اخبرنی کریب ان ام الفضل بعثتہ الی معاویۃ بالشام قال فقدمت الشام فقضیت حاجتھا واستھل علی ھلال رمضان وانا بالشام فرأیت الھلال لیلۃ الجمعۃ ثم قدمت المدینۃ فی آخر الشھر فسألنی عبداللّٰہ بن عباس ثم ذکر الھلال فقال متی رأیتم فقلت رأیناہ لیلۃ الجمعۃ قال انت رأیتہ لیلۃ الجمعۃ قلت نعم ورأہ الناس فصاموا وصام معاویۃ قال لکن رأیناہ لیلۃ السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلثین یوماً او نراہ فقلت اولا نکتفی برؤیۃ معاویۃ واصحابہ قال لا ھکذا امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

محمد بن ابی حرملہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کریب نے بیان کیا ہے کہ ام الفضل بنت حارث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے مجھے
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملک شام کو بھیجا میں وہاں پہنچا اور ان کا جو کام تھا پورا کیا اور وہاں رمضان کا چاند طلوع ہوا اور میں
شام میں موجود تھا میں نے جمعہ کی رات میں نے چاند دیکھا پھر میں آخر ماہ رمضان میں مدینہ آیا مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مجھ سے پوچھا اور فرمایا کہ تم نے چاند کب دیکھا میں نے کہا کہ ہم نے اس کو جمعہ کی رات میں دیکھا ہے تو فرمایا کہ تم نے خود چاند
جمعہ کی رات میں دیکھا میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے روزہ رکھا اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی
روزہ رکھا پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لیکن ہم نے تو سنیچر کی رات کو چاند دیکھا پس ہم برابر روزہ رکھے جائیں گے یہاں
تک کہ (تیس ۳۰) دن پورے کریں یا چاند دیکھ لیں تو میں نے کہا کیا آپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے دیکھنے
پر اکتفاء نہ کریں گے فرمایا نہیں ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے اختلاف مطالع کا ثبوت ہوتا ہے اختلاف مطالع یہ ہے کہ ایک ملک میں آج چاند نظر آیا مثلاً جمعرات کے روز نظر آیا اور دوسرے ملک میں یا کسی شہر میں کل جمعہ کے روز نظر آیا تو یہ اختلاف مطالع ہوا جس کے ثبوت سے کوئی انکار نہیں کرتا لیکن اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ صوم رمضان میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں شوافع اعتبار کرتے ہیں اور ان کے یہاں دو قول ہیں ایک یہ کہ ہر شہر اور ملک کا حکم علیحدہ ہوگا اور دوسرا یہ ہے کہ جو مقام اور شہر اس قدر فاصلہ پر ہوں کہ مطلع بدل جائے تو وہاں حکم الگ الگ ہوگا یعنی ایک جگہ کی رؤیت سے دوسری جگہ والوں پر لازم نہ ہوگا (وکذا النووی) ان کی دلیل یہ حدیث ہے "امام ابوحنیفہؒ کی زیادہ قوی روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا بالکل اعتبار نہیں جب کسی شہر میں چاند دیکھا جانا ثبوت ہوا تو سب لوگوں پر حکم صوم لازم ہوگا حتیٰ کہ ایک ملک کی رؤیت سے دوسرے ملک والوں پر چاند ہو جانے کا حکم لازم ہوگا شاید اس مسئلہ کو امام اعظمؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا "صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ" کیونکہ لفظ صوموا عام ہے جس سے ہر قابل خطاب شخص کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ جس جگہ اور جس ملک میں بھی ہو اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اے مسلمانوں تم چاند کی رؤیت متحقق ہونے پر روزے رکھو اور جب ایک شہر والے نے چاند دیکھا تو رؤیت ہلال متحقق ہوگئی تو عام حکم بھی ثابت ہوگا اس لئے سب کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور شاید اس کلام مذکور کی غرض یہی ہو کہ حتی الامکان اتفاق اختیار کریں کیونکہ خواہ زمانے کے لحاظ سے ہو یا مکان کے لحاظ سے یا دونوں کے لحاظ سے حتی الامکان امت کا عادات اور عبادات پر اتفاق مقصود شرعی ہے۔

شوافع کے استدلال کا جواب:

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس قول سے اختلاف مطالع کے اعتبار پر استدلال کیا ہے اس سے صراحۃً حکم اعتبار اختلاف مطالع کا ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجمل اور مبہم لفظ یعنی لفظ امر رسول اللہ ﷺ استعمال کیا ہے اب اس سے شاید ان کی یہ مراد ہو کہ ہم تو رمضان کے چاند کی رؤیت میں ایک شخص عادل کی شہادت کا اعتبار کرتے ہیں لیکن افطار میں (جس کے بعد عید پڑھی جاتی ہے) ایک شخص کی گواہی پر اکتفاء نہیں کرتے کیونکہ افطار

کا ثبوت ایک کی گواہی پر نہیں ہوتا اب حدیث باب میں جو صورت مذکور ہے وہ تو ظاہر ہے کہ روزہ مدینہ منورہ میں ایک روز بعد کو شروع ہوا تھا لہٰذا یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی سے رمضان کو ایک روز مقدم کر دیا جاتا بلکہ یہاں بحث یہ تھی کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کے موافق تیس ۳۰ دن پورے کر کے عید پڑھی جائے یا اپنے حساب سے اکمال ثلثین یعنی تیس دن پورے کرنے کا یا چاند کی رؤیت کا انتظار کیا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو تیس دن پورے کرنے کے بعد افطار کریں گے یا چاند دیکھ لیں هكذا امرنا الخ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کلام سے ان کی مراد یہ ہو کہ ہم اہل مدینہ بدون اپنی رؤیت ہلال کے اہل شام کی رؤیت کا اعتبار نہیں کرتے هكذا امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اس وقت قابل غور بات یہ ہے کہ وہ امر کونسا ہے جس کی بنا پر اختلاف مطالع کا اعتبار ہو اور بدون اپنی رؤیت کے دوسرے شہر والے کی رؤیت کا عدم اعتبار صراحتاً معلوم ہو تو تمام روایات میں کوئی امر اس کے بارے میں نظر نہیں آتا البتہ ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد نبوی (صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته) سے اس کا استنباط کیا ہو لیکن اس عموم سے ان کا استدلال جو حجت ملزمہ نہیں ہو سکتا غرض کہ هكذا امرنا سے شوافع کا استدلال ناتمام ہے کیونکہ یہ ان کے مدعا پر صراحۃً دلالت نہیں کرتا ہے۔

(الکوکب الدری وتقریر شیخ الہند، ملخصاً)

باب قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر رمضان وذكر الاختلاف فيه على سفيان في حديث سماك

ماہ رمضان کا چاند دیکھنے میں ایک شخص کی شہادت معتبر ہونے اور حدیث سماک میں سفیان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن عبدالعزيز بن ابي رزمة قال اخبرنا الفضل بن موسى عن سفيان عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال جاء اعرابي الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال رأيت الهلال فقال اتشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله قال نعم فنادى النبي صلى الله عليه وسلم ان صوموا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے حضور نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے کہا ہاں پھر نبی نے اعلان فرما دیا کہ روزہ رکھو۔

اخبرنا موسى بن عبد الرحمن قال حدثنا حسين عن زائدة عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال جاء اعرابي الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابصرت الهلال الليلة فقال اتشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله قال نعم قال يا بلال اذن في الناس فليصوموا غدا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے آج کی رات چاند دیکھا آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور

اس کا رسول ہے اس نے کہا جی ہاں حضور نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دے وہ آئندہ کل سے روزہ رکھیں۔

اخبرنا احمد بن سلیمان عن ابی داؤد عن سفیان عن سماک عن عکرمۃ مرسلٌ اخبرنا محمد بن حاتم بن نعیم مصیصی قال اخبرنا حبان بن موسٰی المروزی قال حدثنا عبد اللّٰہ عن سفیان عن سماک عن عکرمۃ مرسل اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنا سعید بن شبیب ابو عثمان وکان شیخا صالحا بطرسوس قال حدثنا ابن ابی زائدۃ عن حسین بن الحارث الجدلی عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب انہ خطب الناس فی الیوم الذی یشک فیہ فقال الا انی جالست اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسألتھم وانھم حدثونی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ وانسکوا لھا فان غم علیکم فاتموا ثلثین وان شھد شاھدان فصوموا وافطروا۔

حسین بن حارث جدلی عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں سے اس دن کے بارہ میں فرمایا کہ جس دن میں شک کیا جاتا ہے سن لو میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ بیٹھا ہوں اور ان سے پوچھا ہوں اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت افطار کرو یعنی عید کرو اور چاند دیکھنے کے بعد قربانی کرو پس اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا تو تیس دن شعبان کی گنتی پوری کرو اور اگر دو گواہ گواہی دیں تو روزہ رکھو اور افطار کرو۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ رمضان کا چاند دیکھنے میں ایک مسلمان کی گواہی معتبر ہے مگر یہ اس وقت ہے جبکہ مطلع صاف نہ ہو اور ابر و غبار ہو اور فقہاء نے فرمایا کہ عادل ہونا شرط ہے چنانچہ صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں "ولنشترط العدالة الخ" کیونکہ دیانات یعنی دینی باتوں میں فاسق کا قول مقبول نہیں اگر کوئی کہے کہ حدیث سے تو ہر حال میں خواہ عادل ہو یا نہ ہو ایک مسلمان کی گواہی کا مقبول ہونا معلوم ہوتا ہے پھر عادل ہونے کی شرط کیوں لگاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانے میں عدالت ظاہر تھی کیونکہ خیر القرون کا دور تھا سب مسلمان عادل تھے اس لئے اس دیہاتی شخص کی گواہی قبول ہونے سے غیر عادل کی گواہی مقبول ہونے کو لازم نہیں کرتا ہے غرض کہ ہمارے زمانے میں فقہاء کے قول کے موافق رمضان کے چاند دیکھنے میں اس شخص کی گواہی معتبر ہوگی جبکہ وہ عادل ہو اور فاسق نہ ہو اور عادل ہونے کا مطلب یہ کہ وہ شخص لوگوں میں تقویٰ و عدالت کی بدولت معروف ہو۔ (کذافی شعاشیۃ عن اسندھی وعین الھدایہ)

اکمال شعبان ثلثین اذا کان غیم وذکر اختلاف الناقلین عن ابی ھریرۃ

شعبان کے تیس دن پورے کرنے کا حکم ہے جبکہ ابر ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرنے والوں میں اختلاف کا بیان

اخبرنا مؤمل بن ھشام عن اسماعیل عن شعبۃ عن محمد بن زیاد عن ابی ھریرۃ قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا الرؤیتہ وافطروا الرؤیتہ فان غم علیکم الشہر فعدوا ثلثین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے بعد افطار کرو اور اگر ابر کی وجہ سے مہینے کا معاملہ مبہم ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن عبداللہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا ورقاء عن شعبۃ عن محمد بن زیاد عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیۃ الھلال وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاقدروا ثلثین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت افطار کرو اور اگر تم پر ابر کیا جائے تو تیس دن شعبان کے پورے کرو۔

ذکر الاختلاف علی الزھری فی ھذا الحدیث

اس حدیث میں زہری پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ النیسابوری قال حدثنا سلیمان بن داؤد قال حدثنا ابراھیم عن محمد بن مسلم عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الھلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فصوموا ثلثین یوماً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم پھر دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل کی وجہ سے چاند مخفی ہو تو تیس دن روزے رکھو۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب قال حدثنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا رأیتم الھلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاقدروا لہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب پھر چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر ابر کیا جائے تم پر تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن سلمۃ والحارث بن مسکین قراءۃ علیہ وانا اسمع واللفظ لہ عن ابن القاسم عن مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رمضان فقال لا تصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ روزہ مت رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور افطار مت کرو یعنی عید کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو پس اگر تم پر ابر کیا جائے (یعنی ابر وغبار وغیرہ کے ۲۹ شعبان کا چاند پوشیدہ ہو) تو تیس دن شعبان کے پورے کرو۔

ذكر الاختلاف على عبيد الله بن عمر في هذا الحديث

اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا عبيد الله قال حدثني نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تصوموا حتى تروه ولا تفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاقدروا له.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم روزہ مت رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھو اور افطار نہ کرو یعنی عید نہ کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھو اگر تم پر بادل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا ابوبكر بن علي صاحب حمص قال حدثنا ابوبكر بن ابي شيبة قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا عبيد الله عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الهلال فقال اذا رأيتموه فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فعدوا ثلثين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کا ذکر فرمایا پس آپ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو چاند تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو اگر تم پر بادل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

ذكر الاختلاف على عمرو بن دينار في حديث ابن عباس فيه

عمرو بن دینار پر حدیث ابن عباس میں اختلاف

اخبرنا احمد بن عثمان ابو الجوزاء وهو ثقة بصري اخو ابي العالية قال اخبرنا حبان بن هلال قال حدثنا حماد بن سلمة عن عمرو بن دينار عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا الهلال لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے بعد افطار کرو لیکن اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آ پائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن محمد بن حنين عن ابن عباس قال عجبت ممن يتقدم الشهر وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ماہ رمضان کو مقدم کرتے ہیں (یعنی چاند کی رؤیت سے پہلے روزہ رکھتے ہیں) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر ابر ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

ذكر الاختلاف على منصور في حديث ربعي فيه

منصور پر اختلاف کا ذکر حدیث ربعی بن حراش میں جو امر مذکور کے بارہ میں وارد ہوئی

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا جرير عن منصور عن ربعي ابن حراش عن حذيفة بن اليمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاتقدموا الشهر حتى تروا الهلال قبله اوتكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة قبله۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان کو مقدم نہ کرو جب تک کہ تم اس سے پہلے چاند نہ دیکھو یا شعبان کی گنتی کو پورا نہ کرو پھر روزہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھو یا اس سے پہلے گنتی کو پورا کرو۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن منصور عن ربعي عن بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقدموا الشهر حتى تكملوا العدة او تروا الهلال ثم صوموا ولا تفطروا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ثلثين۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان کو مقدم نہ کرو یہاں تک کہ شعبان کی گنتی پوری کرو یا چاند دیکھو پھر روزہ رکھو اور افطار نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھو یا رمضان کی گنتی تیس دن کی پوری کرو۔

تشریح: ان روایات سے روزہ کے ساتھ استقبال رمضان کی کراہت معلوم ہوتی ہے یعنی رمضان کے چاند دیکھنے سے ایک دو روز پہلے روزہ بنیت فرض رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کو قبل از وقت ادا کرتا ہے یا فرض کی مقدار کو بڑھاتا ہے دونوں خلاف دین ہے لیکن کسی کے معمول کے مطابق رمضان سے ایک دو روز پہلے نفل روزہ رکھنا منع نہیں ہے۔ (کذا فی الهدایة وشرحها)

ارسله الحجاج بن ارطاة

اس حدیث کو حجاج نے بطور مرسل بیان کیا ہے

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان قال حدثنا عبد الله عن الحجاج بن ارطاة عن منصور عن ربعي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاتموا شعبان ثلثين الا ان تروا الهلال قبل ذلك ثم صوموا رمضان ثلثين الا ان تروا الهلال قبل ذلك۔

ربعی بن حراش سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو یعنی عید کرو لیکن اگر تم پر بادل ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو مگر یہ کہ اس سے پہلے چاند دیکھو پھر تم رمضان کے تیس روزے رکھو مگر یہ کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھو۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم حدثنا اسماعیل بن ابراهیم قال حدثنا حاتم بن ابی صغیرة عن سماك ابن حرب عن عکرمة قال حدثنا ابن عباس عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان حال بینکم وبینه سحاب فاکملوا العدة ولا تستقبلوا الشهر استقبالا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر تمہارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو اور ماہ رمضان کا استقبال نہ کرو۔ یعنی چاند دیکھنے سے ایک دو روز پہلے بہ نیت صوم رمضان روزہ مت رکھو۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو الاحوص عن سماك عن عکرمة عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان حالت دونه غیایة فاکملوا ثلثین۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رمضان سے پہلے روزہ مت رکھو چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔

کم الشهر وذکر الاختلاف علی الزهری فی الخبر عن عائشه

مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے اور زہری پر اختلاف کا ذکر اس حدیث میں جو حضرت عائشہ سے روایت کی ہے

اخبرنا نصر بن علی الجهضمی عن عبد الاعلی قال حدثنا معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت اقسم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان لا یدخل علی نسائه شهراً فلبث تسعا وعشرین فقلت الیس قد کنت آلیت شهراً فعددت الایام تسعا وعشرین فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الشهر تسع وعشرون۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی آپ انتیس دن ٹھہرے (پھر عائشہ کے پاس تشریف لے گئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کیا آپ نے ایک مہینہ کی قسم نہیں کھائی تھی میں نے انتیس دن گنے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعد بن ابراهیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب عن عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه بن ابی ثور حدثه ح واخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه بن ابی ثور عن ابن عباس قال لم ازل حریصاً ان اسأل عمر بن الخطاب عن المرأتین من ازواج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللتین قال اللّٰه لهما ان تتوبا الی اللّٰه فقد صغت قلوبکما وساق الحدیث وقال فیه فاعتزل رسول اللّٰه صلی اللّٰه

علیہ وسلم نسآءہ من اجل ذلک الحدیث حین افشتہ حفصۃ الی عائشۃ تسعاً وعشرین لیلۃ قالت عائشۃ وکان قد قال ما انا بداخل علیہن شہرا من شدۃ موجدتہ علیہن حین حدثہ اللّٰہ عزوجل حدیثہن فلما مضت تسع وعشرون لیلۃ دخل علی عائشۃ فبدأ بہا فقالت لہ عائشۃ انک قد کنت آلیت یارسول اللّٰہ ان لا تدخل علینا شہرا وانا اصبحنا من تسع وعشرین لیلۃ نعدہا عدد افقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشہر تسع وعشرون لیلۃ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس بات کی خواہش کرتا رہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرہ میں سے ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ کی طرف متوجہ ہوتی ہو (تو بہتر ہے) پس تمہارے دل مائل ہو چکے ہیں انہوں نے طویل حدیث بیان کی اور وہ اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے انتیس (۲۹) رات تک علیحدہ رہے اس بات کی وجہ سے جبکہ وہ بات حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو اپنی بیویوں پر بہت زیادہ غصہ آنے کی وجہ سے جبکہ اللہ بزرگ و برتر نے آپ کو ان بی بی کی بات کی خبر کر دی فرمایا کہ میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا پھر جب انتیس رات گزر گئی تو سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے تو ہم سے ایک مہینہ تک علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی اور ہم نے آج انتیسویں رات کی صبح کی ہے ہم ان راتوں کو گنتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے (مصنف کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے جس پر حدیث باب دلالت کرتی ہے)۔

ذکر خبر ابن عباس فیہ

اس کے بارہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا ذکر

اخبرنا عمرو بن یزید وھو ابو برید الجرمی بصری عن بہز قال حدثنا شعبۃ عن سلمۃ عن ابی الحکم عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل علیہ السلام فقال الشہر تسع وعشرون یوماً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار عن محمد ثم ذکر کلمۃ معناھا حدثنا شعبۃ عن سلمۃ قال سمعت ابا الحکم عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشہر تسع وعشرون یوماً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

ذكر الاختلاف على اسماعيل في خبر سعد بن مالك فيه

مہینے سے متعلق سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اسماعیل پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا اسحاق بن ابرهيم قال حدثنا محمد بن بشر عن اسماعيل بن ابي خالد عن محمد بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه ضرب بيده على الاخرى وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا ينقص في الثالثة اصبعاً.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے ساتھ لگا کر فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور یہ اور ایسا تیسری بار میں انگوٹھے کو بند کیا۔

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبد الله عن اسماعيل عن محمد بن سعد عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر هكذا وهكذا وهكذا يعني تسعة وعشرين رواه يحيى بن سعيد وغيره عن اسماعيل عن محمد بن سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا یعنی انتیس کا۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن عبيد قال حدثنا اسماعيل عن محمد بن سعد بن ابي وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر هكذا وهكذا وهكذا وصفق محمد بن عبيد بيديه ينعتها ثلاثا ثم قبض في الثالثة الابهام في اليسرى قال يحيى بن سعيد قلت لاسماعيل عن ابيه قال لا.

حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور محمد بن عبید نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اس کو تین مرتبہ بیان کیا ہے پھر تیسری بار میں بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بند کیا۔

تشریح: مقصود حدیث یہ ہے کہ جب مہینہ کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا تو اعتبار رؤیت ہلال کا ہوگا نجوم کے قاعدہ پر عمل کرنا درست نہیں۔

ذكر الاختلاف على يحيى بن ابي كثير في خبر ابي سلمة فيه

مہینے سے متعلق حدیث ابی سلمہ میں یحییٰ بن ابی کثیر پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا ابوداود قال حدثنا هارون قال حدثنا علي هو ابن المبارك قال حدثنا يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر يكون تسعة وعشرين ويكون ثلثين فاذا رأيتموه فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاكملوا العدة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور تیس کا بھی جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل ہو جائے تو عدد پورا کرو تیس کا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن فضالۃ بن ابراھیم قال اخبرنا محمد قال حدثنا معاویۃ ح واخبرنا احمد بن محمد بن المغیرۃ قال حدثنا عثمان بن سعید عن معاویۃ واللفظ لہ عن یحییٰ بن ابی کثیر ان اباسلمۃ اخبرہ انہ سمع عبد اللّٰہ وھو ابن عمر یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول الشھر تسع وعشرون۔

ابوسلمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن الاسود بن قیس عن سعید بن عمرو عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انا امۃ امیۃ لانکتب ولا نحسب الشھر ھکذا وھکذا وھکذا ثلثا حتی ذکر تسعاً وعشرین۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم یعنی عرب لوگ امی ہیں کہ حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں مہینہ ایسا ہوتا ہے اور ایسا اور ایسا تین مرتبہ اشارہ کیا ہے (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) حتیٰ کہ انتیس کا ذکر فرمایا۔

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار عن محمد عن شعبۃ عن الاسود بن قیس قال سمعت سعید بن عمرو بن سعید بن ابی العاص انہ سمع ابن عمر یحدث عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انا امۃ امیۃ لانحسب ولا نکتب والشھر ھکذا وھکذا وھکذا وعقد الابھام فی الثالثۃ والشھر ھکذا وھکذا وھکذا تمام الثلثین۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم عرب جماعت امی ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور انگوٹھے کو تیسری بار میں بند کیا ہے پھر فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور پورا تیس دن کا بھی اس بار تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند نہیں کیا تا کہ تیس کا عدد مکمل ہو جائے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ چاند انتیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی چنانچہ وہ مہینہ انتیس کا تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرہ کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبۃ عن جبلۃ بن سحیم عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الشھر ھکذا ووصف شعبۃ عن صفۃ جبلۃ عن صفۃ ابن عمرانہ تسع وعشرون فیما حکی من صنیعہ مرتین باصابع یدیہ ونقص فی الثالثۃ اصبعاً من اصابع یدیہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ

نے اس کی صفت (اپنے شیخ) جبلہ سے بیان کی وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ انتیس دن کا تھا اس کو اس طرح سے بیان کیا ہے کہ دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور تیسری مرتبہ میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں میں سے ایک انگلی بند کی۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عقبة يعني ابن حريث قال سمعت ابن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر تسع وعشرون.

عقبہ بن حریث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

الحث على السحور

سحری کے کھانے کی ترغیب کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا ابوبكر بن عياش عن عاصم عن زر عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسحروا فان في السحور بركة وقفه عبيد الله بن سعيد.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا عبد الرحمن عن ابي بكر بن عياش عن عاصم عن زر عن عبد الله قال تسحروا قال عبيد الله لا ادري كيف لفظه.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابوعوانة عن قتادة وعبد العزيز عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسحروا فان في السحور بركة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

تشریح: سحری کے کھانے وغیرہ کو سحور کہتے ہیں روایت کے لحاظ سے محدثین کے نزدیک سین کے زبر کے ساتھ ہے قاموس میں لکھا ہے کہ سحر کہتے ہیں صبح سے کچھ پہلے کے وقت کو اور کشاف میں ہے کہ آخر رات کے پچھلے حصہ کو سحر کہتے ہیں اس وقت میں جو کچھ کھانا وغیرہ کھاتے پیتے ہیں اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کھانا مستحب ہے حدیث میں صیغہ امر استحباب کے معنی میں ہے اور سحری کے کھانے میں برکت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے روزہ رکھنے کی قوت ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ (استعینوا

یستعان بالقائلة النهار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام النهار یعنی دوپہر کے آرام سے رات کی عبادت پر اور سحری کے طعام سے دن کے روزہ رکھنے پر مدد اور قوت حاصل کرو۔ یا یہ مراد ہے کہ ثواب عظیم ملتا ہے سحری کھانے سے کیونکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی سنت کی پیروی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ "فرق مابین صومنا وصوم اهل الکتاب اکلة السحر" تو سحری کھانے والے بوجہ اتباع سنت کے اجر عظیم پاتے ہیں۔ (قالہ ابن الہمام۔ مرقاۃ ج ۲ ص ۲۷۰)

ذکر الاختلاف علی عبد الملک بن ابی سلیمان فی هذا الحدیث

اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا علی بن سعید بن جریر نسائی قال حدثنا ابو الربیع قال حدثنا منصور بن ابی الاسود عن عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطآء عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یزید قال اخبرنا عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطآء عن ابی هریرة قال تسحروا فان السحور برکة رفعه ابن ابی لیلی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا ابن ابی لیلی عن عطآء عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال تسحروا فان فی السحور برکةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا عبد الاعلٰی بن واصل بن عبد الاعلٰی قال حدثنا یحیٰی بن آدم عن سفیان عن ابن ابی لیلی عن عطآء عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا ابوبکر بن خلاد قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تسحروا فان السحور برکة قال ابو عبد الرحمٰن حدیث یحیٰی بن سعید هذا اسناده حسن وهو منکر واخاف ان یکون الغلط من محمد بن فضیل.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

تاخير السحور وذكر الاختلاف على زر فيه

سحری کھانے میں تاخیر کرنے اور اس میں راوی حدیث زر پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن يحيى بن ايوب قال اخبرنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عاصم عن زر قال قلنا لحذيفة اى ساعة تسحرت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هو النهار الا ان الشمس لم تطلع.

حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تو انہوں نے فرمایا کہ دن یعنی صبح صادق کے قریب مگر یہ کہ سورج طلوع نہیں ہوا یعنی صبح صادق کا ظہور نہیں ہوا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عدى قال سمعت زر بن حبيش قال تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا الى الصلوة فلما اتينا المسجد صلينا ركعتين واقيمت الصلوة وليس بينهما الا هنية.

حضرت عدی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے زر بن حبیش کو کہتے سنا ہے کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے نکلے جب ہم مسجد میں پہنچے تو دو رکعت پڑھیں اور نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان تھوڑے وقت کا فاصلہ تھا۔

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا محمد بن فضيل قال حدثنا ابويعفور قال حدثنا ابراهيم عن صلة بن زفر قال تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا الى المسجد فصلينا ركعتى الفجر ثم اقيمت الصلوة فصلينا.

صلہ بن زفر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم مسجد کی طرف چلے اور ہم نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھیں پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی پس ہم نے نماز پڑھی۔

قدر ما بين السحور وبين صلوة الصبح

سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا فرق تھا اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا هشام عن قتادة عن انس عن زيد بن ثابت قال تسحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قمنا الى الصلوة قلت كم كان بينهما قال قدر ما يقرأ الرجل خمسين اية.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر

ہم نماز کو کھڑے ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری کھانے اور نماز میں کتنا فرق تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جتنی دیر میں آدمی پچاس آیت پڑھ سکے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ سحری کھانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے یہی معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا صاحب ہدایہؒ نے ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ "ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک" کہ تین چیزیں رسولوں کے اخلاق سے ہیں ایک تو افطار میں جلدی کرنا دوسری سحری کھانے میں تاخیر کرنا تیسری مسواک کرنا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق سحری کھانے اور نماز کے درمیان صرف پچاس آیت پڑھ سکنے کی مقدار کا فاصلہ ہوتا تھا اس کے بعد نماز فجر شروع ہو جاتی تھی تو معلوم ہوا کہ سحری میں تاخیر کرنا مسنون طریقہ ہے۔

ذكر اختلاف هشام وسعيد على قتادة فيه

اس حدیث میں ہشام اور سعید کے قتادہ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن انس عن زيد بن ثابت قال تسحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قمنا الى الصلوة قلت زعم ان انسا القائل ما كان بين ذلك قال قدر ما يقرأ الرجل خمسين آية.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کو کھڑے ہو گئے میں نے کہا (یعنی قتادہ نے) کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ سحری سے فارغ ہونے اور قیام الی الصلوۃ کے درمیان کتنا فرق تھا تو انہوں نے یعنی زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جتنی دیر میں کوئی آدمی پچاس آیت اچھی طرح پڑھے۔

اخبرنا ابو الاشعث قال حدثنا خالد قال حدثنا سعيد عن قتادة عن انس قال تسحر رسول الله صلى الله عليه وسلم وزيد بن ثابت ثم قاما فدخلا في الصلوة الصبح فقلت لانس كم كان بين فراغهما ودخولهما في الصلوة قال قدر ما يقرأ الانسان خمسين آية.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری کھائی پھر دونوں فجر کی نماز میں داخل ہو گئے قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان دونوں حضرات کے سحری سے فارغ ہونے اور دخول فی الصلوۃ کے درمیان کتنا فاصلہ تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اتنا فرق تھا جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیت پڑھے۔ ہشام اور سعید دونوں قتادہ کے شاگرد ہیں ان کے اپنے شیخ قتادہ پر جس اختلاف کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے وہ ظاہر ہے جو معمولی غور و فکر سے حل ہو سکتا ہے۔

ذکر الاختلاف علی سلیمان بن مهران فی حدیث عائشہ فی تاخیر السحور واختلاف الفاظهم

تاخیر سحری کے بارے میں حضرت عائشہ کی حدیث کے راوی سلیمان بن مہران پر ان کے شاگردوں میں اختلاف الفاظ کا ذکر

اخبرنا محمد بن عبدالاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سلیمان عن خیثمة عن ابی عطیة قال قلت لعائشة فینا رجلان من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم احدهما یعجل الافطار ویؤخر السحور والآخر یؤخر الافطار ویعجل السحور قالت ایهما الذی یعجل الافطار ویؤخر السحور قلت عبد اللّٰہ بن مسعود قالت هکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصنع۔

حضرت ابی عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں نبی ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص ہیں ان میں ایک جلدی افطار کرتا ہے اور سحری میں تاخیر کرتا ہے اور دوسرا دیر سے افطار کرتا ہے اور سحری جلدی کر لیتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور سحری کھانے میں تاخیر کرتا ہے میں نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن خیثمة عن ابی عطیة قال قلت لعائشة فینا رجلان احدهما یعجل الافطار ویؤخر السحور والآخر یؤخر الافطار ویعجل السحور قالت ایهما الذی یعجل الافطار ویؤخر السحور قلت عبداللّٰہ بن مسعود قالت هکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصنع۔

حضرت ابی عطیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہم میں دو شخص ہیں ایک ان میں جلدی افطار کرتا ہے اور سحری میں دیر کرتا ہے اور دوسرا دیر کر کے افطار کرتا ہے اور سحری جلدی کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور دیر سے سحری کرتا ہے میں نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا حسین عن زائدة عن الاعمش عن عمارة عن ابی عطیة قال دخلت انا ومسروق علی عائشة فقال لها مسروق رجلان من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کلاهما لا یألو عن الخیر احدهما یؤخر الصلوة والفطر والآخر یعجل الصلوة والفطر فقالت ایهما الذی یعجل الصلوة والفطر قال مسروق عبد اللّٰہ بن مسعود فقالت عائشة هکذا کان یصنع رسول اللّٰہ

صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ابی عطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو مسروق نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص نیکی میں سستی اور کوتاہی نہیں کرتے ہیں ایک ان میں دیر سے نماز پڑھتا ہے یعنی مغرب کی نماز اور دیر سے افطار کرتا ہے اور دوسرا جلدی نماز پڑھتا ہے اور جلدی افطار کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ ان میں کون جلدی نماز پڑھتا ہے اور جلدی افطار کرتا ہے مسروق نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

اخبرنا هناد بن السري عن ابي معاوية عن الاعمش عن عمارة عن ابي عطية قال دخلت انا ومسروق على عائشة فقلنا لها يا ام المؤمنين رجلان من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم احدهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة والآخر يؤخر الافطار ويؤخر الصلوة فقالت ايهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة قلنا عبد الله بن مسعود قالت هكذا كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم والآخر ابو موسى رضي الله تعالى عنه

حضرت ابی عطیہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے ہم نے ان سے کہا اے مسلمانوں کی ماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص ایک ان میں سے جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے اور دوسرا افطار میں دیر کرتا ہے اور نماز دیر سے پڑھتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے ہم نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور دوسرا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تشریح: ابی عطیہ اور مسروق دونوں تابعی ہیں انہوں نے دو بڑے درجے کے صحابیوں کا اختلاف فی العمل دیکھا جس کا ذکر ان روایات میں ہے اس لئے افضل عمل کو معلوم کرنے کی غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن مسعود کے عمل کی تصدیق و تحسین فرمائی کیونکہ انہوں نے عزیمت اور سنت پر عمل کیا ہے اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑے صحابی تھے انہوں نے رخصت پر عمل کیا ہے اور شاید کبھی کبھی اسی طرح کرتے ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

اور ان کے اس عمل کا علامہ ابن حجر نے یہ عذر بیان کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہیں پہنچا ہوگا اس کو محدث عظیم ملا علی قاری نے "عذر بارد" کہہ کر یعنی ایک کمزور توجیہ قرار دے کر مسترد کر دیا ہے واللہ اعلم۔ مرقاۃ ۱۲۸۹/۱

فضل السحور

سحری کھانے کی فضیلت

اخبرنا اسحاق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن عبد الحميد صاحب الزيادي قال سمعت عبد الله بن الحارث يحدث عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتسحر فقال انها بركة اعطاكم الله اياها فلا تدعوه.

عبداللہ بن حارث نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نبی ﷺ کے پاس گیا آپ وقت سحری کھا رہے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ برکت کا کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے (یعنی جائز ٹھرا کر خاص طور سے تم کو ممتاز کیا ہے نہ کہ اہل کتاب کو) پس اس کو مت چھوڑو۔

دعوة السحور

سحری کی دعوة کا بیان

اخبرنا شعیب بن یوسف بصری قال حدثنا عبدالرحمن عن معاویة بن صالح عن یونس بن سیف عن الحارث ابن زیاد عن ابی رھم عن العرباض بن ساریة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يدعو الى السحور في شهر رمضان قال هلموا الى الغداء المبارك.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ماہ رمضان میں سحری کی طرف بلا رہے تھے کہ آؤ برکت والے طعام کی طرف۔ یعنی سحری کھالو۔

تسمية السحور غداء

سحری کو غداء یعنی صبح کا کھانا کہہ دینا

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد الله عن بقیة بن الولید قال اخبرنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلى الله عليه وسلم قال عليكم بغداء السحور فانه هو الغداء المبارك.

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم سحری کے کھانے کو لازم پکڑو اس لئے کہ وہ بابرکت کھانا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن ثور عن خالد بن معدان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل هلم الى الغداء المبارك يعني السحور.

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ آؤ مبارک طعام کی طرف یعنی سحری کھالو۔

فصل ما بين صيامنا وصيام اهل الكتاب

ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق ہے

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن موسى بن علي عن ابيه عن ابي قيس عن عمرو بن العاص قال

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحور.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اس سے ہمارے روزوں کا اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے روزوں سے امتیاز ہوتا ہے ان کے یہاں رات کو سو کر اٹھنے کے بعد مطلقاً سحری کا کھانا حرام تھا اور ہمارے دین میں بھی ابتدائے اسلام میں یہی حکم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سحری کو صبح صادق تک جائز فرمایا لہٰذا ہماری اہل کتاب کی مخالفت سحری اس نعمت کی شکر گزاری ہے۔ (مرقاۃ و مظاہر حق)

السحور بالسویق والتمر

کھجور اور ستو سے سحری کرنا

اخبرنا اسحاق ابراھیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن قتادۃ عن انس قال قال رسول اللّٰہ وذلک عند السحور یا انس انی ارید الصیام اطعمنی شیئا فاتیتہ بتمر واناء فیہ ماء وذلک بعد ما اذن بلال فقال یا انس انظر رجلا یاکل معی فدعوت زید بن ثابت فجاء فقال انی قد شربت شربۃ سویق وانا ارید الصیام فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وانا ارید الصیام فتسحر معہ ثم قام فصلی رکعتین ثم خرج الی الصلوۃ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے وقت فرمایا کہ اے انس میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں مجھے کچھ کھلا دیجئے پس میں آپ کے پاس کھجور اور پانی کا برتن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذان دینے کے بعد لایا آپ نے فرمایا اے انس کسی آدمی کو دیکھ لے وہ بھی میرے ساتھ کھائے میں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا وہ آگئے اور کہا کہ میں نے ستو کا شربت پی لیا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں پس زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ساتھ سحری کھائی پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھی پھر نماز کو تشریف لے گئے۔

تاویل قول اللہ تعالیٰ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر

اللہ تعالیٰ کے قول کلوا واشربوا الخ کی تفسیر

اخبرنی ھلال بن العلاء بن ھلال حدثنا حسین بن عیاش حدثنا زھیر حدثنا ابو اسحق عن البراء بن عازب ان احدھم کان اذا نام قبل ان یتعشی لم یحل لہ ان یاکل شیئا ولا یشرب لیلتہ ویومہ من

الغد حتی تغرب الشمس حتی نزلت هذه الآية كلوا واشربوا الی الخيط الاسود قال ونزلت في ابي قيس بن عمرو اتى اهله وهو صائم بعد المغرب فقال هل من شيء فقالت امرأته ما عندنا شيء ولكن اخرج التمس لك عشاء فخرجت ووضع رأسه فنام فرجعت اليه فوجدته نائما وايقظته فلم يطعم شيئا وبات واصبح صائما حتى انتصف النهار فغشي عليه وذلك قبل ان تنزل هذه الآية فانزل الله فيه.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور افطار کا وقت آ جاتا اور روزہ افطار کرنے سے پہلے ہی سو جاتا تو پھر وہ اس رات کو کھا پی نہیں سکتا تھا اور دوسرے روز شام تک کچھ کھا پی نہیں سکتا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ابوقیس بن عمرو روزہ دار تھے جب مغرب کے بعد وہ اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا ہمارے پاس تو کچھ موجود نہیں لیکن تمہارے واسطے میں تلاش کر کے کھانا لاتی ہوں پس وہ نکلی اور یہ اس کے نکلنے کے بعد سو گئے جب وہ ان کے پاس آئی تو ان کو سوتے دیکھ کر جگایا تو انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور اسی حالت میں رات گزاری اور صبح کو اٹھے تو روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب دوپہر ہوئی تو ضعف کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو گئی اور یہ قصہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی "کلوا واشربوا الی الخیط الاسود" تک۔

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا جرير عن مطرف عن الشعبي عن عدي بن حاتم انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قوله حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود قال هو سواد الليل وبياض النهار.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ "حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود" کا مطلب دریافت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔

تشریح: حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں (خیط ابیض اور خیط اسود) سے کیا مراد ہے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بیان فرما دیا جب کہ انہوں نے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اول الذکر سے دن کی روشنی یعنی صبح صادق اور دوسرے لفظ سے رات کی سیاہی مراد ہے یعنی تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے۔

كيف الفجر

فجر کس طرح ہوتی ہے

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا التيمي عن ابي عثمان عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان بلالا يؤذن بالليل لينبه نائمكم ويرجع قائمكم وليس الفجر ان يقول

هكذا واشار بكفه ولكن الفجر ان يقول هكذا واشار بالسبابتين اخبرنا محمود بن غيلان حدثنا ابوداود قال حدثنا شعبة اخبرني سوادة بن حنظلة قال سمعت سمرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغرنكم اذان بلال ولا هذا البياض حتى ينفجر الفجر هكذا وهكذا يعني معترضا قال ابوداود وبسط بيديه يمينا وشمالا مادا يديه.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات سے اذان دیتا ہے (تہجد کے لئے) تاکہ تم میں سونے والے کو جگا دے اور تہجد پڑھنے والے کو لوٹا دے اور صبح اس طرح ظاہر نہیں ہوتی ہے آپ نے ہتھیلی سے اشارہ کیا ہے لیکن صبح اس طرح نمودار ہوتی ہے اور اشارہ فرمایا دونوں انگشت شہادت سے حضرت سمرۃ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان اور یہ سفیدی تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ اس کے سبب سے تم سحری کھانے سے رکا کرو) یہاں تک کہ فجر (یعنی صبح صادق) آسمان کے کنارہ میں اس طرح اور اس طرح عرض میں پھیل جائے راوی حدیث ابوداؤد کہتے ہیں کہ شعبہؒ نے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کو پھیلا کر دکھایا ہے۔

تشریح: فجر سے مراد صبح صادق ہے اور صبح صادق ایک سفید دھاری آسمان کے کنارہ میں جنوب سے شمال کو پھیلی ہوئی ہوتی ہے اس کے طلوع ہونے تک سحری کی اجازت ہے اس کے بعد درست نہیں۔

التقدم قبل شهر رمضان

ماہ رمضان سے پہلے صوم رمضان کو مقدم کرنا

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا الوليد عن الاوزاعي عن يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقدموا قبل الشهر بصيام الا رجل كان يصوم صياما اتى ذلك اليوم على صيامه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان سے پہلے اس کی ایک دو روزے کے ساتھ پیش قدمی نہ کرو مگر یہ کہ کوئی شخص روزہ رکھتا تھا معمول کا روزہ (رمضان سے پہلے) اس دن آپڑے تو وہ اس روز روزہ رکھ سکتا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو مثلاً پیر اور جمعرات وغیرہ اس کا معمول تھا یا آخری ماہ کا روزہ معمول تھا تو اتفاق سے رمضان کے پہلے وہی دن واقع ہوا تو ایسے شخص کو اس دن روزہ رکھنا منع نہیں اور جس کو عادت نہ ہو اس کے لئے منع ہے وہ نہ رکھے اور منع اس لئے فرمایا کہ اس کو نفل بے وقت ادا کرتا ہے یا فرض کی مقدار بڑھاتا ہے فرض کے استقبال کی صورت میں درست ہے ورنہ ممنوع ہے۔

ذكر الاختلاف على يحيى بن أبي كثير و محمد بن عمرو على أبي سلمة فيه

امر مذکور کے بارے میں یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو پر اور ابی سلمہ پر اختلاف کا ذکر

أخبرنا عمران بن يزيد بن خالد قال حدثنا محمد بن شعيب قال أخبرنا الأوزاعي عن يحيى قال حدثني أبو سلمة قال أخبرني أبو هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يتقدمن أحد الشهر بيوم ولا يومين إلا أحد كان يصوم صياما قبله فليصمه

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایک روز یا دو روز کے ساتھ ماہ رمضان کی پیش قدمی نہ کرے مگر جو شخص اس سے پہلے روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو وہ اپنی عادت کے مطابق رکھ سکتا ہے۔

أخبرنا محمد بن العلاء قال حدثنا أبو خالد عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقدموا الشهر بصيام يوم ولا يومين إلا أن يوافق ذلك يوما كان يصومه أحدكم قال أبو عبد الرحمن هذا خطأ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایک روز یا دو روز کے روزے کے ساتھ ماہ رمضان کی پیش قدمی نہ کرو مگر یہ کہ اتفاق سے تم میں سے کسی کے روزہ کا دن آ جائے جس میں وہ روزہ رکھتا تھا۔

ذكر حديث أبي سلمة في ذلك

قبل از رمضان روزے کے بارے میں حدیث ابی سلمہ کا ذکر

أخبرنا شعيب بن يوسف ومحمد بن بشار واللفظ له قالا حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن منصور عن سالم عن أبي سلمة عن أم سلمة قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين إلا أنه كان يصل شعبان برمضان.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ دو مہینے روزے رکھتے ہوں مگر شعبان اور رمضان کے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی روزے رکھتے تھے مگر بہ نسبت دیگر مہینوں کے اکثر ایام شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

الاختلاف علی محمد بن ابرهیم فیه

حدیث ابی سلمہ میں محمد بن ابراہیم پر اختلاف

اخبرنا اسحاق بن ابرهیم قال اخبرنا المعتمر قال حدثنا شعبة عن توبة العنبری عن محمد بن ابراهیم عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصل شعبان برمضان.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صوم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی اسامة بن زید ان محمد بن ابراهیم حدثه عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة عن صیام رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وكان یصوم شعبان او عامة شعبان.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور آپ افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سعد بن الحكم قال حدثنا عمی قال حدثنا نافع بن یزید ان ابن الهاد حدثه ان محمد بن ابراهیم حدثه عن ابی سلمة یعنی ابن عبد الرحمن عن عائشة قالت لقد كانت احدانا تفطر فی رمضان فما تقدر علی ان تقضی حتی یدخل شعبان وما كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم فی شهر ما یصوم فی شعبان كان یصومه كله الا قلیلا بل كان یصومه كله.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی بیوی رمضان میں روزے چھوڑ دیتی (حیض کی وجہ سے) پھر وہ اس کی قضا نہیں کر سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ داخل ہو جاتا اور رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے چنانچہ چند دنوں کو چھوڑ کر اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے (تب وہ بیوی روزے کی قضا پر قادر ہوتی)۔

تشریح: ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کا نصف مہینہ گذر جائے تو روزے نہ رکھو، مگر آپ خود شعبان کے اکثر ایام میں روزے رکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت شفقت علی الامت کے حق میں ہے تاکہ کمزوری لاحق نہ ہو اور ضعف کے سبب سے صوم رمضان دشوار نہ ہو مگر حضور کی شان اور تھی آپ بے حد قدرت رکھتے تھے ضعف لاحق نہ ہوتا تھا اس لئے آپ رکھتے تھے۔

ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشه فيه

اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے الفاظ نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

حدثنا محمد بن عبداللہ بن يزيد قال حدثنا سفيان عن عبد اللہ بن ابی لبيد عن ابی سلمة قال سألت عائشة فقلت اخبريني عن صيام رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان يصوم حتى نقول قد صام ويفطر حتى نقول قد افطر ولم يكن يصوم شهرا اكثر من شعبان كان يصوم شعبان الا قليلا كان يصوم شعبان كله

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کی خبر دیجئے انہوں نے فرمایا کہ آپ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ روزے رکھتے رہیں گے اور افطار کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے آپ افطار کرتے رہیں گے آپ کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے مگر شعبان میں چند روز کے سوا روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا معاذ بن هشام حدثنى ابى عن يحيى بن ابى كثير قال حدثنى ابوسلمة عن عبد الرحمن عن عائشة قالت لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى شهر من السنة اكثر صياما منه فى شعبان كان يصوم شعبان كله.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے آپ پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابوداؤد عن سفيان عن منصور عن خالد عن سعد عن عائشة قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا هارون ابن اسحق عن عبدة عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لا اعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ القرآن كله فى ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرا قط كاملا غير رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن ختم کیا ہو اور نہ ہی صبح تک قیام کیا ہو اور نہ کبھی پورا مہینہ روزہ رکھا ہو سوائے رمضان کے۔

اخبرنا محمد ابن احمد بن ابى يوسف الصيدلانى حرانى قال حدثنا محمد بن سلمة عن هشام

عن ابن سیرین عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشۃ قال سألتھا عن صیام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر ولم یصم شھرًا تامًا منذ اتی المدینۃ الا ان یکون رمضان۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزے رکھتے رہیں گے اور افطار فرماتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار کرتے رہیں گے اور آپ کسی پورے مہینے میں روزے نہیں رکھتے جب سے مدینہ میں تشریف لائے ہیں مگر رمضان کے روزے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد وھو ابن الحارث عن کھمس عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الضحی قالت لا الا ان یجیء من مغیبہٖ قلت ھل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم شھرًا کلہ قالت لا ماعلمت صام شھرًا کلہ الا رمضان ولا افطر حتی یصوم منہ حتی مضی سبیلہ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ جب سفر سے تشریف لاتے (جب پڑھتے) میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ پورے مہینے میں روزے رکھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نہیں مجھے تو اپنے علم کی حد تک یہی معلوم ہے کہ آپ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں پورے روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ پورے مہینے میں روزے چھوڑ دیتے بلکہ اس میں سے کچھ ایام میں روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اخبرنا ابوالاشعث عن یزید وھو ابن زریع قال حدثنا الجریری عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ اکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الضحی قالت لا الا ان یجیء من مغیبہٖ قلت ھل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ صوم معلوم سوی رمضان قالت واللّٰہ ان صام شھرًا معلومًا سوی رمضان حتی مضی لوجھہ ولا افطر حتی یصوم منہ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ جب سفر سے تشریف لاتے میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے واسطے سوائے رمضان کے اور کوئی پورا مہینہ روزوں کے واسطے مقرر تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم سوائے رمضان کے اور کوئی کسی خاص مہینہ میں (پورے) روزے نہیں رکھتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور افطار نہیں کرتے یہاں تک کہ اس مہینے سے کچھ ایام میں روزے رکھتے۔

تشریح: روایات مذکورہ میں "بل کان یصومہ کلہ اور کان یصوم شعبان کلہ" کا مطلب یہ ہے چونکہ حضور ﷺ اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے اور ان کے مقابلہ میں صوم متروک نہایت قلیل ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ہوا

ہے اس لئے راوی حدیث کا "ہل کان یصومہ کلہ" وغیرہ کہنا درست ہے۔ (کذا قال علامۃ السندھی)

ذکر الاختلاف علی خالد بن معدان فی ہذا الحدیث

اس حدیث میں خالد بن معدان پر راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا عمرو بن عثمان عن بقیۃ قال حدثنا بحیر عن خالد عن جبیر بن نفیر ان رجلاً سأل عائشۃ عن الصیام فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم شعبان کلہ ویتحری صیام الاثنین والخمیس۔

حضرت جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے، دوشنبہ اور جمعرات کے روزے کا اہتمام کے ساتھ رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد اللہ بن داؤد قال حدثنا ثور عن خالد بن معدان عن ربیعۃ الجرشی عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شعبان ورمضان ویتحری الاثنین والخمیس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان اور رمضان کے روزے رکھتے تھے اور پیر جمعرات کے روزے کا اہتمام کرتے تھے۔

صیام یوم الشک

شک کے روز روزہ رکھنا کیسا ہے اس کا بیان

اخبرنا عبد اللہ بن سعید الاشج عن ابی خالد عن عمرو بن قیس عن ابی اسحق عن صلۃ قال کنا عند عمار فاتی بشاۃ مصلیۃ فقال کلوا فتنحی بعض القوم قال انی صائم فقال عمار من صام الیوم الذی یشک فیہ فقد عصی ابا القاسم۔

حضرت صلہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ان کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی گئی تو انہوں نے کہا کھاؤ تو قوم میں سے ایک آدمی ہٹ گیا اور کہا میں روزہ دار ہوں حضرت عمار نے کہا جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابی یونس عن سماک قال دخلت علی عکرمۃ فی یوم یعنی قد اشکل من رمضان ہو ام من شعبان وہو یاکل خبزاً وبقلاً ولبناً فقال لی ہلم فقلت انی صائم قال وحلف باللہ لتفطرن قلت سبحان اللہ مرتین فلما رأیتہ یحلف لایستثنی تقدمت قلت ہات الآن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے تم لوگ پیش قدمی نہ کرو رمضان پر ایک یا دو روزہ کے روزے سے مگر جو شخص روزہ رکھتا تھا وہ اس دن میں روزہ رکھ لے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ معمول کے وظیفہ کی اجازت ہے کیونکہ یہ دو طرح سے ہے ایک یہ کہ کوئی شخص آخر ماہ کے مثلاً تین روزے رکھتا ہو دوم یہ کہ اس نے پیر یا جمعرات کے روز کا روزہ اپنا معمول بنالیا ہو اور اتفاق سے یوم شک میں کسی دن پڑ جائے تو وہ رکھ لے اگر نفل کی نیت سے۔

ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك

اس شخص کے ثواب کے بیان میں جس نے یقین کے ساتھ خالص اللہ کے واسطے رمضان میں تراویح کی نماز پڑھی اور اس کا روزہ رکھا

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن عبد الحكم عن شعيب عن الليث قال اخبرنا خالد عن ابن ابي هلال عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضانايمانآ واحتسابآ غفرله ماتقدم من ذنبه.

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس نے ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے واسطے رمضان میں قیام کیا یعنی تراویح کی نماز پڑھی اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے۔

اخبرنا محمد بن جبلة قال حدثنا المعافى قال حدثنا موسى عن اسحق بن راشد عن الزهري قال اخبرني عروة بن الزبير انّ عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرغب الناس في قيام رمضان من غيران يأمر هم بعزيمة امر فيه فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے بدون اس کے کہ ان پر قیام رمضان کو واجب فرمادیں پس یوں فرماتے کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ (یعنی امید ثواب سے) رمضان کا قیام کیا یعنی تراویح پڑھی تو اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا زكريا بن يحيى قال اخبرنا اسحاق قال اخبرنا عبد الله بن الحارث عن يونس الايلي عن الزهري قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج في جوف الليل يصلي في المسجد فصلّى بالناس وساق الحديث وفيه قالت وكان يرغبهم في قيام

رمضان من غير ان يأمرهم بعزيمة ويقول من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه قال فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والامر على ذلك۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی شب میں نکلے اور لوگوں کے ساتھ مسجد میں نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی اور پوری حدیث بیان کی اور اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے بدون اس کے کہ ان پر امر کے ذریعہ واجب فرماتیں اور فرماتے کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جاویں گے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور معاملہ تراویح کا اسی حالت پر رہا۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني ابوسلمة بن عبد الرحمن ان اباهريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في رمضان من قامه ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرني محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعيب عن ابيه عن الزهري قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من جوف الليل فصلى في المسجد وساق الحديث وقال فيه وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرغبهم في قيام رمضان من غير ان يأمرهم بعزيمة امر فيه فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی شب میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی راوی نے پوری حدیث بیان کی اور حضرت عروہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے بدون اس کے کہ ان پر بطور امر واجب فرمادیں بلکہ یوں فرماتے کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جاویں گے۔

اخبرني محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعيب عن ابيه عن الزهري قال حدثنا ابوسلمة بن عبد الرحمن ان اباهريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لرمضان من قامه ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے متعلق فرماتے سنا ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ خالص لوجہ اللہ تعالیٰ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب ان اباسلمة اخبره ان اباهريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ما

تقدم من ذنبه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ خالص لوجہ اللہ تعالیٰ رمضان کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا نوح بن حبیب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یأمرهم بعزیمة قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے بغیر اس کے کہ لوگوں پر بطور امر واجب فرض کریں یوں فرماتے کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثنی ابن شهاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنی محمد بن اسمٰعیل قال حدثنا عبد الله بن محمد بن اسماء قال حدثنا جویریة عن مالك قال الزهری اخبرنی ابوسلمة بن عبد الرحمن وحمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتیبة ومحمد بن عبد الله بن یزید قالا حدثنا سفیان عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من صام رمضان وفی حدیث قتیبة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من قام شهر رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور قیام کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کا قیام کیا ایمان واحتساب کے ساتھ تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال حدثنا سفیان عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا علی بن المنذر قال حدثنا ابن فضیل قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

ذکر اختلاف یحییٰ بن ابی کثیر والنضر بن شیبان فیه

اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کے اختلاف کا بیان اپنے شیخ سے روایت کرنے میں

اخبرنی محمد بن عبد الاعلیٰ ومحمد بن هشام وابو الاشعث واللفظ له قالوا حدثنا خالد حدثنا هشام عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمة بن عبد الرحمن قال حدثنی ابوهریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے شب قدر کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان اخبرنا معاویة ابن سلام عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمة

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام شهر رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ ماہ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال حدثنا الفضل بن دکین قال حدثنا نصر بن علی قال حدثنا النضر بن شیبان انه لقی اباسلمة بن عبد الرحمن فقال له حدثنی بافضل شیء سمعته یذکر فی شهر رمضان فقال ابوسلمة حدثنی عبد الرحمن بن عوف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه ذکر رمضان ففضله علی الشهور وقال من قام رمضان ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ والصواب ابوسلمة عن ابی هریرۃ

نضر بن شیبان نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے ملاقات کی ان سے کہا کہ مجھے کوئی بہتر چیز بتائیں جس کو آپ نے ماہ رمضان کے بارے میں بیان کرتے سنا ہے تو ابوسلمہ نے کہا کہ مجھ سے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر فرمایا پس آپ نے رمضان کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک وصاف تھا جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال اخبرنا النضر بن شمیل قال اخبرنا القاسم بن الفضل قال حدثنا النضر بن شیبان عن ابی سلمة فذکر مثله وقال من صامه وقامه ایماناً واحتساباً

نضر بن شیبان نے ابوسلمہ سے مثل حدیث سابق کے روایت کی ہے مگر اس میں فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اور اس کا قیام کیا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا ابو هشام قال حدثنا القاسم بن الفضل قال حدثنا النضر بن شیبان قال قلت لابی سلمة بن عبد الرحمن حدثنی بشیء سمعته من ابیك سمعه ابوك من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیس بین ابیك وبین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم احد فی شهر رمضان قال نعم حدثنی ابی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ تبارك وتعالی فرض صیام رمضان علیکم وسننت لکم قیامه فمن صامه وقامه ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه

نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے کہا کہ مجھے ماہ رمضان کے بارے میں کوئی ایسی چیز بتائیں جس کو آپ نے اپنے باپ سے سنا ہے اور آپ کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

درمیان کسی اور کا واسطہ ہوا ابو سلمہ نے کہا کہ ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے نفع کے واسطے اس کا قیام جاری کیا ہے جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اور اس کا قیام کیا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے اس دن پاک وصاف تھا جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

فضل الصيام والاختلاف على ابى اسحق فى حديث على بن ابى طالب فى ذلك

روزے کی فضیلت کا بیان

اخبرني هلال بن العلاء قال حدثنا ابى قال حدثنا عبيد الله عن زيد عن ابى اسحق عن عبد الله بن الحارث عن على بن ابى طالب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تبارك وتعالى يقول الصوم لى وانا اجزى به وللصائم فرحتان حين يفطر وحين يلقى ربه والذى نفسى بيده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک تو جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی جبکہ وہ اپنے پروردگار سے ملے گا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن ابى اسحق عن ابى الاحوص قال عبد الله قال الله عزوجل الصوم لى وانا اجزى به وللصائم فرحتان فرحة حين يلقى ربه وفرحة عند فطره ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك.

ابوالاحوص سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک تو اس وقت ہوگی جب کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور دوسری اپنے افطار کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔

تشریح: عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک وجودی جیسے نماز اور حج وغیرہ ان کے لئے وجودی صورت ہے اس قسم کی عبادت فعل سے اور حرکات مخصوصہ سے ظاہر ہو سکتی ہے مگر روزہ کے لئے وجودی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ وہ ترکی ہے یعنی روزہ کی حقیقت مع النیۃ ترک اکل وشرب اور ترک جماع ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص اپنے قول سے ظاہر بھی

کرے مثلاً وہ کہے انا صائم کہ میں روزہ دار ہوں پھر بھی اس کا یہ قول اس کی حقیقت اور صحیح نیت پر دلالت نہیں کرتا نیز نماز وغیرہ اعمال میں ریاء کی دخل اندازی ہو سکتی ہے مگر روزہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے اس میں ریاء کو دخل نہیں اسی لئے حدیث مذکور میں فرمایا کہ "الصوم لی وانا اجزی به" (حکاه المازری) اس کی تائید ایک حدیث مرسل سے ہوتی ہے جس کے راوی ابن شہاب زہری ہیں کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "لیس فی الصیام ریاء"

دوسری توجیہ: بعض حضرات نے فرمایا کہ عرب کے لوگ روزہ رکھنے میں اللہ کا شریک کسی کو نہیں کرتے تھے یعنی جیسے سجدہ وغیرہ بتوں کے لئے کرتے ویسے روزہ کسی کے لئے نہیں رکھتے تھے سوائے اللہ کے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزہ دار جو کھانا پینا وغیرہ چھوڑتا ہے اس میں وہ "تخلقوا باخلاق الله" کی صفت سے متصف ہوتا ہے یعنی جیسے حق تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ ہے ویسے ہی روزہ دار بھی دن کو طعام و شراب سے پرہیز کرتا ہے پس اس سبب سے یہ خصوصیت ہے اس کی اور اسی وجہ سے اس کی جزاء کے متعلق ذمہ داری تو اللہ ہی نے لی ہے چنانچہ فرمایا "الصوم لی وانا اجزی به" یہاں اس جزاء کی تفصیل نہیں کی کہ کیا ملے گا جیسا کہ اس کے مقابلہ میں اولاد آدم کے ہر نیک عمل کے ثواب کی تفصیل ایک حدیث میں اس طرح بیان کی ہے کہ "کل عمل ابن آدم يضاعف حسنة بعشر امثالها الى سبع مأة ضعف الخ" (متفق علیه) اسی طرح روزہ کے ثواب کی تفصیل نہیں کی یہ فرمایا کہ میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور جس چیز کے متعلق محبوب حقیقی یہ کہہ دے تو اس کی کیا انتہا ہے معلوم ہو گیا کہ وہ انعام ملے گا جو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہے۔ (واللہ تعالى اعلم)

روزہ دار کے منہ کی بو اہم چیز ہے:

ارشاد نبوی ﷺ سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے اگرچہ ہماری نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت معلوم نہیں ہوتی ہے یہاں شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ خوشبو سے مانوس ہونا اور اس سے راحت پانا اور اس کی طرف متوجہ ہونا یہ حوادث یعنی انسان وغیرہ کی صفات میں سے ہیں ان سے حق تعالیٰ منزہ ہیں تو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اطیب عند اللہ ہونے کا کیا معنی ہے اس کا جواب علامہ مازری وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ یہاں اس کے مجازی معنی مراد ہیں یعنی تم مشک کی خوشبو کے سبب سے جتنا صاحب مشک سے قریب ہوتے ہو اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہو اس سے بڑھ کر صاحب خلوف یعنی روزہ دار اس خلوف کی بدولت اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے اور جتنا صاحب مشک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت روزہ دار کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (واللہ تعالى اعلم. كذا فى الحاشية)

ذكر الاختلاف على ابى صالح فى هذا الحديث

اس حدیث میں ابی صالح پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا علی بن حرب قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا ابو سنان ضرار بن مرة عن ابی صالح

عن ابی سعید قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول الصوم لی وانا اجزی بہ وللصائم فرحتان اذا افطر فرح واذا لقی اللہ فجزاہ فرح والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں جب افطار کرتا ہے تو وہ شخص خوش ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے گا تو وہ خوش ہوگا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہت زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا سلیمان بن داؤد عن ابن وھب قال اخبرنی عمرو ان المنذر بن عبید حدثہ عن ابی صالح السمان عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام لی وانا اجزی بہ والصائم یفرح مرتین عند فطرہ ویوم یلقی اللہ وخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار دو مرتبہ خوش ہوتا ہے ایک تو افطار کے وقت اور دوسری جس روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من حسنۃ عملھا ابن آدم الا کتب لہ عشر حسنات الی سبع مائۃ ضعف قال اللہ عزوجل الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی الصیام جنۃ للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔

ابوصالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد جو بھی نیک عمل کرتی ہے ان کے لئے اس کا ثواب دس نیکیوں کے برابر لکھا جاتا ہے سات سو گنا تک اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مگر روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ولد آدم اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا میری رضا کے لئے چھوڑتی ہے روزہ ڈھال ہے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور صائم کے منہ کی بو اللہ کے یہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا ابراھیم بن الحسن عن حجاج قال قال ابن جریج اخبرنی عطاء عن ابی صالح الزیات انہ سمع اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام ھو لی وانا اجزی بہ والصیام جُنّۃ اذا کان یوم صیام احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان شاتمہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ یوم القیامۃ من ریح المسک

للصائم فرحتان اذا افطر فرح بفطره واذا لقي ربه عزوجل فرح بصومه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو گندی بات نہ کرے اور نہ شور شغب کرے پس اگر کوئی اس کو گالی دے یا روزہ دار سے لڑنے کا ارادہ کرے تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کی منہ کی بو قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں جب افطار کرے تو اپنے افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے پروردگار بزرگ و برتر سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کے سبب سے خوش ہوگا۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا سويد قال اخبرنا عبد الله عن ابن جريج قراءة عليه عن عطاء بن ابي رباح قال اخبرني عطاء الزيات انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عزوجل كل عمل ابن آدم له الا الصيام هو لي وانا اجزي به الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان شاتمه احد او قاتله فليقل اني امرؤ صائم والذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك وقد روى هذا الحديث عن ابي هريرة سعيد بن المسيب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے پس اگر کوئی روزہ دار کو برا بھلا کہے یا لڑنا چاہے تو چاہئے کہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني سعيد بن المسيب انه سمع ابا هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال الله عزوجل كل عمل ابن آدم له الا الصيام هو لي وانا اجزي به والذي نفس محمد بيده لخلفة فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اولاد آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا احمد بن عيسى قال حدثنا ابن وهب عن عمرو عن بكير عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل حسنة يعملها ابن آدم فله عشر امثالها الا الصيام هي

وان اجزی به.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک عمل جو اولاد آدم کرتی ہے اس کے واسطے ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

تشریح: ارشاد مبارک "لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک" سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعی نے فرمایا کہ رمضان میں بعد زوال کے مسواک مکروہ ہے کیونکہ اس وقت مسواک کرنے سے روزہ دار کے منہ کا وہ خلوف زائل ہو جاتا ہے جس کی حدیث میں تعریف کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً یعنی بدون قید اول وقت یا آخر وقت کے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ان کا استدلال بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت سے ہے جو ہر وضو یا ہر نماز کے وقت مسواک کے بارے میں وارد ہوئی وہ عام ہے صائم غیر صائم اول وقت اور آخر وقت۔ سب کو اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ خلوف عبادت کا اثر ہے مسواک سے دانتوں کی زردی اور میل زائل ہوتا ہے وہ خلوف نہیں کیونکہ وہ بھاپ ہے جو معدہ خالی ہونے سے نکلتی ہے وہ برابر باقی رہتی ہے یہاں تک کہ کچھ کھائے پیئے۔ (قاله ابن همام فی الفتح والبسط فيه)

مرقات جلد ۴ صفحہ ۲۴۳ میں ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بعد زوال کے کراہت مسواک ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی والدہ نے کہا "لبول ولدی اطیب من ماء الورد عندی" تو کیا اس سے بول ولد کا عدم غسل لازم آتا ہے ہرگز نہیں اسی طرح اس حدیث میں مجھ لیں کہ روزہ دار کے منہ کی بو "عند اللہ اطیب من ریح المسک" ہونے سے مسواک کا عدم استحباب لازم نہیں آتا ہے۔

ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم

فضیلت روزہ دار کی حدیث ابی امامہ میں محمد بن ابی یعقوب پر اختلاف

اخبرنا عمرو بن علي عن عبد الرحمن قال حدثنا مهدي بن ميمون قال اخبرني محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب قال اخبرني رجاء بن حيوة عن ابي امامة قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت مرني بامر آخذه عنك قال عليك بالصوم فانه لا مثل له

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز فرما دیجئے جو میں آپ سے سیکھ لوں آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني جرير بن حازم ان محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب الضبي حدثه عن رجاء بن حيوة قال حدثنا ابو امامة الباهلي قال قلت يا رسول الله مرني

بامر ينفعني الله به قال عليك بالصيام فانه لا مثل له

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفع دے آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرني عبد الله ابن محمد الضعيف شيخ صالح والضعيف لقب لكثرة عبادته قال حدثنا يعقوب الحضرمي قال حدثنا شعبة عن محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب عن ابي نصر عن رجاء بن حيوة عن ابي امامة انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم اي العمل افضل قال عليك بالصوم فانه لا عدل له.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا کہ روزے کا عمل مضبوطی سے پکڑے رہنا اس لئے کہ (ثواب کے لحاظ سے) اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا يحيى بن محمد هو ابن السكن ابو عبيد الله حدثنا يحيى بن كثير قال شعبة حدثنا عن محمد بن ابي يعقوب الضبي عن ابي نصر الهلالي عن رجاء بن حيوة عن ابي امامة قال قلت يا رسول الله مرني بعمل قال عليك بالصوم فانه لا عدل له قلت يا رسول الله مرني بعمل قال عليك بالصوم فانه لا عدل له.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی کام دین کا بتلا دیجئے آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن سمرة قال حدثنا المحاربي عن فطر اخبرني حبيب بن ابي ثابت عن الحكم بن عتيبة عن ميمون بن ابي شبيب عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى بن حماد قال ثنا ابو عوانة عن سليمان عن حبيب بن ابي ثابت والحكم عن ميمون بن ابي شبيب عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن الحكم قال سمعت عروة بن النزال يحدث عن معاذ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرني ابراهيم بن الحسن عن حجاج عن شعبة قال لي الحكم سمعته منه منذ اربعين سنة ثم

قال الحکم وحدثنی میمون بن ابی شبیب عن معاذ بن جبل.

شعبہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حکم نے فرمایا کہ میں اس حدیث کو عروہ بن نزال سے چالیس سال سے سنا رہا ہوں پھر حکم نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث میمون بن ابی شبیب نے بھی بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کی ہے۔

اخبرنی ابراهیم بن الحسن عن حجاج قال ابن جریج اخبرنی عطآء عن ابی صالح الزیات انه سمع اباهریرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصیام جنة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

واخبرنا محمد بن حاتم اخبرنا سوید قال اخبرنا عبد الله عن ابن جریج قرآءة عن عطآء قال اخبرنا ابو صالح الزیات انه سمع اباهریرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصیام جنة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن سعید بن ابی هند انّ مطرفاً رجل من بنی عامر بن صعصعة حدثه ان عثمان بن ابی العاص دعا له بلبن لیسقیه فقال مطرف انی صائم فقال عثمان سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصیام جنة کجنة احدکم من القتال

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطرف کے لئے دودھ منگایا تاکہ ان کو پلائے مطرف نے کہا میں روزہ دار ہوں پس عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے روزہ ڈھال ہے جیسے جنگ میں تمہاری حفاظت کا ذریعہ ڈھال ہے۔

اخبرنا علی بن الحسین قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابن اسحٰق عن سعید بن ابی هند عن مطرف قال دخلت علی عثمان بن ابی العاص فدعا بلبن فقلت انی صائم فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصوم جنة من النار کجنة احدکم من القتال

مطرف سے روایت ہے کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا تو انہوں نے دودھ منگایا میں نے کہا کہ بے شک میں روزہ دار ہوں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ روزہ ڈھال ہے بچنے کا ذریعہ ہے آگ سے جیسے تمہارے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے جنگ میں۔

اخبرنی زکریا بن یحیی قال حدثنا ابومصعب عن المغیرة عن عبد الله بن سعید بن ابی هند عن محمد بن اسحٰق عن سعید بن ابی هند قال دخل مطرف علی عثمان نحوه مرسل.

محمد بن اسحٰق روایت کرتے ہیں سعید بن ابی ہند سے انہوں نے کہا کہ مطرف حضرت عثمان کے پاس گیا (اس کے بعد کیا ہوا) اسے راوی نے حدیث سابق کی طرح بطور مرسل بیان کیا ہے۔

اخبرنا یحیی بن حبیب بن عربی قال حدثنا حماد قال حدثنا واصل عن بشار بن ابی سیف عن الولید بن عبد الرحمن عن عیاض بن غطیف قال ابوعبیدة سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

یقول الصوم جنة مالم یخرقها۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے عبد پھاڑ نہ دیا جائے۔

اخبرنا محمد بن یزید الآدمی قال حدثنا معن عن خارجة بن سلیمان عن یزید بن رومان عن عروة عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جنة من النار فمن اصبح صائماً فلا یجهل یومئذ وان امرؤ جهل علیه فلا یشتمه ولا یسبه ولیقل انی صائم والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسك۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے آگ سے پس جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی تو اس روز بیہودہ گفتگو نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے سخت کلامی کرے تو اس کو گالی نہ دے اور چاہئے کہ کہے بے شک میں روزہ دار ہوں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبد اللہ عن مسعر عن الولید بن ابی مالك قال حدثنا اصحابنا عن ابی عبیدة قال الصیام جنة مالم یخرقها

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جبکہ اسے نہ پھاڑ دیا جاوے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا سعید بن عبد الرحمن عن ابی حازم عن سهل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال للصائمین باب فی الجنة یقال له الریان لایدخل فیه احد غیرهم فاذا دخل آخرهم اغلق من دخل فیه شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ داروں کے واسطے جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس میں ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا جب ان میں سے سب سے پچھلا شخص داخل ہوگا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا جو شخص اس میں داخل ہو جائے گا وہ پیئے گا (حوض کوثر سے) اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا یعقوب عن ابی حازم قال حدثنی سهل ان فی الجنة بابا یقال له الریان یقال یوم القیامة این الصائمون هل لکم الی الریان من دخله لم یظمأ ابدا فاذا دخلوا اغلق علیهم فلم یدخل فیه احد غیرهم۔

ابی حازم کہتے ہیں کہ مجھ سے سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے روز پکارا جائے گا روزے رکھنے والے کہاں ہیں کیا تمہیں ریان کی خواہش ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا جب اس میں داخل ہوں گے تو ان پر دروازہ بند کر دیا جائے گا اور اس میں "صائمون" کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح والحارث بن مسکین قراءة علیه وانا اسمع عن ابن وهب قال

اخبرني مالك ويونس عن ابن شهاب عن حميد ابن عبد الرحمن عن ابي هريرة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال من انفق زوجين في سبيل اللّٰه عزوجل نودي في الجنة يا عبد اللّٰه هذا خير فمن كان من اهل الصلوٰة يدعى من باب الصلوٰة ومن كان من اهل الجهاد دعي من باب الجهاد ومن كان من اهل الصدقة يدعى من باب الصدقة ومن كان من اهل الصيام دعي من باب الريان قال ابو بكر الصديق يا رسول اللّٰه ما على احد يدعى من تلك الابواب من ضرورة فهل يدعى احد من تلك الابواب كلها قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نعم وارجو ان تكون منهم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خرچ کرے دو جوڑی چیز اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں اس کو پکارا جائے گا جنت میں اے اللہ کا بندہ یہ (یعنی تیرا یہ عمل جو تو نے کیا تھا) بہت اچھا ہے پس جو کوئی اہل صلوٰۃ سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور کوئی اہل جہاد سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صدقہ سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صیام سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کوئی سب ہی دروازوں سے بلایا جائے لیکن کیا کوئی ان سب ابواب سے بلایا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور امید رکھتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابواحمد قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن بن يزيد عن عبد اللّٰه قال خرجنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن شباب لا نقدر على شيء قال يا معشر الشباب عليكم بالباءة فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم نوجوان تھے کسی چیز پر یعنی ناداری کی وجہ سے نکاح پر قدرت نہ رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت تم نکاح کرلو اس لئے کہ نکاح سے نظر بہت پست رہتی ہے اور شرمگاہ کی بہت حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو اس پر روزہ لازم ہے اس لئے کہ روزہ سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان عن ابراهيم عن علقمة ان ابن مسعود لقي عثمان بعرفات فخلا به فحدثه وان عثمان قال لابن مسعود هل لك في فتاة ازوجكها فدعا عبداللّٰه علقمة فحدثه ان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطع فليصم فان الصوم له وجاء۔

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفات میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور تنہائی میں ان سے بات چیت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں کسی جوان عورت کی خواہش ہے میں اس کا نکاح آپ کے ساتھ کرادوں پس حضرت عبداللہ نے علقمہ کو بلایا اور ان سے حدیث بیان کی کہ نبی

ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اس لئے کہ وہ نگاہوں کو بہت روکتا ہے اور شرمگاہ کو بہت بچاتا ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کے واسطے ذریعہ ہے توڑنے شہوت کا۔

اخبرنا هارون بن اسحق قال حدثنا المحاربي عن الاعمش عن ابراهيم عن علقمة والاسود عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استطاع منكم الباءة فليتزوج ومن لم يجد فعليه بالصوم فانه له وجاء.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو مار دینے والا ہے۔

اخبرني هلال بن العلاء بن هلال قال حدثنا ابي قال حدثنا علي بن هاشم عن الاعمش عن عمارة عن عبد الرحمن بن يزيد قال دخلنا على عبد الله ومعنا علقمة والاسود وجماعة فحدثنا بحديث ما رأيته حدث به القوم الا من اجلي لاني كنت احدثهم سنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج قال علي وسئل الاعمش عن حديث ابراهيم فقال عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله مثله قال نعم.

عبدالرحمن بن یزیدؒ نے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ کے پاس گئے ہمارے ساتھ علقمہ اور اسود اور علاوہ ان کے کچھ اور لوگ بھی تھے (رحمہم اللہ) تو انہوں نے ہم سے ایک حدیث بیان کی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صرف میری خاطر لوگوں سے حدیث بیان کی کیونکہ میں ان سب میں عمر کے لحاظ سے جوان تھا انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے جوانوں کی جماعت جو تم میں سے نکاح کی قوت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اس لئے کہ اس کی بدولت نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے۔

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعيل قال حدثنا يونس عن ابي معشر عن ابراهيم عن علقمة قال كنت مع ابن مسعود وهو عند عثمان فقال عثمان خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على فتية فقال من كان منكم ذا طول فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لا فالصوم له وجاء قال ابو عبد الرحمن ابو معشر هذا اسمه زياد بن كليب وهو ثقة وهو صاحب ابراهيم روى عنه منصور ومغيرة وشعبة وابو معشر المدني اسمه نجيح وهو ضعيف ومع ضعفه ايضا كان قد اختلط عنده احاديث مناكير منها محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما بين المشرق والمغرب قبلة ومنها هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تقطعوا اللحم بالسكين ولكن انهسوا نهسا.

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکل کر چند جوانوں کے پاس تشریف لائے

پھر فرمایا کہ جو شخص تم میں سے مالدار ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیے اس لئے کہ نکاح سے نظر بہت رکتی ہے اور شرمگاہ کی بہت حفاظت ہوتی ہے اور جو مالدار نہ ہو (وہ روزہ رکھے) کیونکہ روزہ سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔

تشریح: روایات مذکورہ میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جہنم کی آگ سے مطلب اس کا یہ ہے کہ روزہ کے سبب سے دنیا میں شیطان کے شر سے بچتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بشرطیکہ روزہ دار غیبت و چغلی اور جھوٹی گواہی اور گالم گلوچ وغیرہ سے پرہیز کرے ورنہ اس کا روزہ ہرگز نافع اور کارآمد نہ ہوگا کیوں کہ جس حدیث سے روزہ کی بڑی اور بھاری فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ "الصیام جنة من النار" فرمایا اسی کے ساتھ ہی ان معاصی سے بچنے کی بھی ہدایت فرمائی جن کے سبب سے روزہ بے کار اور بے اثر ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ "فمن اصبح صائماً فلا یجهل یومئذ الخ" یہ الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں اور اسی کے ذیل میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "الصیام جنة مالم یخرقها" یعنی روزہ بھی ڈھال کی طرح ہے جیسے جنگ میں ڈھال کے ذریعہ دشمن کی وار سے اپنا بچاؤ کرتا ہے اسی طرح روزہ کی بدولت روزہ دار دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا بشرطیکہ روزے کی حالت میں ہر طرح کے گناہ سے مثلاً غیبت و بہتان و جھوٹی گواہی اور گالی غرض تمام قولی اور فعلی گناہوں سے خود کو بچائے تب روزے کا ثمرہ ملے گا افسوس ہے کہ مسلمان رمضان میں کھانے پینے کو چھوڑ کر بھوک پیاس کی تکلیف کو برداشت کر لیتے ہیں مگر روزے کو بےکار و بے قیمت بنا دینے والے حرام کاموں سے باز نہیں رہتے ایسا روزہ حق تعالیٰ کے یہاں کیوں کر قبول ہوگا اور آخرت میں کیا کام دے گا اور ایسے روزے سے اصل مقصد جو خواہش نفسانی کا توڑنا اور نفس امارہ کا تابعدار کرنا ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ثواب من صام یوماً فی سبیل الله عزوجل وذكر اختلاف علی سهیل بن ابی صالح فی الخبر فی ذلك

جس نے اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنی انس عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من صام یوما فی سبیل الله عزوجل زحزح الله وجهه عن النار بذلك الیوم سبعین خریفاً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھے ایک دن اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں (یعنی جہاد میں روزہ رکھے گا) اللہ تعالیٰ اس کی ذات کو آگ سے اس دن کے بدلہ میں بقدر مسافت ستر برس کے۔

اخبرنا داؤد بن سلیمان بن حفص قال حدثنا ابو معاویة الضریر عن سهیل عن المقبری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوماً فی سبیل الله باعد الله بینه وبین النار بذلك الیوم سبعین خریفاً۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اس کے بدلے میں اس کی ذات کو آگ سے اللہ تعالیٰ بقدر مسافت ستر برس کے دور کرے گا۔

اخبرنا ابراہیم بن یعقوب قال حدثنا ابن ابی مریم قال حدثنا سعید بن عبد الرحمن قال اخبرنی سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ باعد اللہ عز وجل وجہہ عن النار سبعین خریفاً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے خداوند قدوس اس کی ذات کو آگ سے بقدر مسافت ستر برس کے دور کرے گا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن سہیل عن صفوان عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام یوماً فی سبیل اللہ عز وجل باعد اللہ وجہہ من جہنم سبعین عاماً۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے خداوند عزوجل کی راہ میں اللہ تعالیٰ اس کی ذات کو جہنم سے بقدر ستر سال کے دور کرے گا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم عن شعیب قال اخبرنا اللیث عن ابن الہاد عن سہیل عن ابن ابی عیاش عن ابی سعید انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یصوم یوماً فی سبیل اللہ عز وجل الا باعد اللہ عز وجل بذلک الیوم وجہہ من النار سبعین خریفاً۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے جو بندہ خداوند قدوس کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اس دن کے بدلے میں اللہ عزوجل آگ سے بقدر مسافت ستر سال کے دور رکھے گا۔

اخبرنا الحسن بن قزعۃ عن حمید بن الاسود قال حدثنا سہیل عن النعمان بن ابی عیاش قال سمعت ابا سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ عز وجل باعدہ اللہ عن النار سبعین خریفاً۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ آگ سے بقدر مسافت ستر سال کے دور کرے گا۔

اخبرنا مؤمل بن اہاب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال اخبرنی یحیی بن سعید وسہیل بن ابی صالح سمعا النعمان بن ابی عیاش قال سمعت ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صام یوماً فی سبیل اللہ تبارک وتعالی باعد اللہ وجہہ عن النار سبعین خریفاً۔

وکرم سے اضافہ فرما دیا کہ پہلے بقدر مسافت ستر سال کے فرمایا پھر بقدر مسافت سو برس کے فرمایا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم، قالہ العلامۃ السندھی

ما یکرہ من الصیام فی السفر

سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا سفیان عن الزھری عن صفوان بن عبد اللّٰہ عن ام الدرداء عن کعب بن عاصم قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لیس من البر الصیام فی السفر۔

حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنا محمد بن کثیر عن الاوزاعی عن الزھری عن سعید بن المسیب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس من البر الصیام فی السفر قال ابو عبد الرحمن ھذا خطأ والصواب الذی قبلہ لا نعلم احدا تابع ابن کثیر علیہ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

العلۃ التی من اجلھا قیل ذلک وذکر الاختلاف علی محمد بن عبد الرحمن فی حدیث جابر بن عبد اللّٰہ فی ذلک

اس سبب کے بیان میں جس کی بناء پر کلام مذکور فرمایا گیا ہے الخ

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا بکر عن عمارۃ بن غزیۃ عن محمد بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللّٰہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رای ناسا مجتمعین علی رجل فسال فقالوا رجل اجھدہ الصوم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس من البر الصیام فی السفر۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک شخص پر جمع ہو رہے تھے آپ نے پوچھا اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ ایک آدمی کو اس کے روزہ نے مشقت میں ڈال دیا ہے (اس موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

اخبرنی شعیب بن شعیب بن اسحٰق قال حدثنا عبد الوھاب بن سعید قال ثنا شعیب قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال اخبرنی محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنی جابر بن عبد

اللّٰه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مر برجل فی ظل شجرة یرش علیه الماء قال ما بال صاحبکم هذا قالوا یا رسول اللّٰه صائم قال انه لیس من البر ان تصوموا فی السفر وعلیکم برخصة اللّٰه التی رخص لکم فاقبلوها۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو ایک درخت کے سایہ میں تھا اس پر پانی ڈالا جا رہا تھا آپ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی کا کیا حال ہے لوگوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول یہ روزہ دار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے تم اس رخصت پر عمل کیا کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔

اخبرنا محمود بن خالد قال حدثنا الفریابی قال حدثنا الاوزاعی حدثنی یحییٰ قال اخبرنی محمد بن عبد الرحمن حدثنی من سمع جابرا نحوه۔

محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت جابر سے مذکورہ بالا حدیث سنی۔

تشریح: سفر میں روزے کی کراہت کیوں ہے اس ترجمہ کے ماتحت کی روایت میں اس کا ذکر ہے کہ اس کا سبب شوق مشقت و پریشانی ہے مسافر کا صوم فی السفر سے تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے ایسی صورت میں تو ترک صوم اولیٰ ہے بلکہ اس کو منع کیا جائے گا جس پر حدیث باب "لیس من البر الصیام فی السفر" دلالت کر رہی ہے غرض کہ حدیث ممانعت اسی مسافر کے حق میں ہے جس کو روزے سے دشواری اور مشقت ہوتی ہو لیکن اگر ایسی صورت پیش نہ آئے تو روزہ رکھنا عزیمت و اولیٰ ہے اور افطار کرنا رخصت ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے فرمایا "وان کان مسافرا لا یستضر بالصوم فصومه افضل وان افطر جاز" یہی قول مالکیہ وشافعیہ کا بھی ہے اگر کوئی کہے کہ اصل تو یہی ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خصوصی مورد کا لہٰذا کراہت عام ہونی چاہئے تو ہاں اصل تو یہی ہے لیکن جب عموم الفاظ لفظی ہو تعارض ادلہ وروایات کی وجہ سے حدیث کو خصوصی مورد پر رکھا جائے گا جیسا کہ یہاں اور بعض علماء نے کہا کہ "لیس من البر" میں من کا لفظ زائد ہے جیسے یہ معنیٰ ہوگا "لیس هو البر" یعنی سفر میں روزہ رکھنا طاعت و عبادت نہیں بلکہ روزہ نہ رکھنا ہی عبادت ہے جبکہ حرج اور نقصان ہو کہ قوت حاصل ہو تاکہ جہاد میں یعنی جہاد و غیر سفر کی وجہ سے مراد حدیث اپنے خاص موقع و محل پر منحصر ہے گی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں بیان کی گئی ہے جو روزہ رکھتا ہے اور رخصت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ (فائدہ علامۃ السندھی)

شارح ہدایہ مولانا سید امیر علی صاحب نے فرمایا کہ ممانعت کی یہ حدیث اپنے سبب سے مخصوص ہے اور سبب یہ تھا جو یہاں حدیث میں مذکور ہے اور اس پر اس لئے محمول کرنا چاہئے کہ صحیح مسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افطار کرنا مسافر کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جس نے اس کو اختیار کیا اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا چاہا اس پر گناہ نہیں ہے۔ (رواہ مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تو ہم میں صائم بھی ہوتے اور افطار کرنے والے بھی۔ (کما فی البخاری ومسلم)

پس ان سے صحت سفر کے لئے روزہ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے لہٰذا حدیث منع اسی مسافر کے حق میں ہے جس کو

روزہ تکلیف دہ اور ضرر رساں ہو تو مختصراً۔

ذکر الاختلاف علی بن المبارک

ابن مبارک پر اختلاف کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا علي بن المبارك عن يحيٰى بن ابي كثير عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس من البر الصيام في السفر عليكم برخصة الله عزوجل فاقبلوها.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم اس رخصت کو قبول کرو جو اللہ عزوجل نے تم کو عطا کی ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى عن عثمان بن عمر قال اخبرنا علي بن المبارك عن يحيٰى عن محمد بن عبد الرحمن عن رجل عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس البر الصيام في السفر.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

ذکر اسم الرجل

اوپر کی روایت میں عن رجل سے مراد کون ہے اس کا ذکر

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيٰى بن سعيد وخالد بن الحارث عن شعبة عن محمد بن عبد الرحمن عن محمد بن عمرو بن حسن عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم راى رجلا قد ظلل عليه في السفر فقال ليس من البر الصيام في السفر.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا سفر میں اس پر سایہ کیا گیا تھا آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن شعيب قال اخبرنا الليث عن ابن الهاد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى مكة عام الفتح في رمضان فصام حتى بلغ كراع الغميم فصام الناس فبلغه ان الناس قد شق عليهم الصيام فدعا بقدح من ماء بعد العصر فشرب والناس ينظرون فافطر بعض الناس وصام بعض فبلغه ان ناسا صاموا فقال اولئك العصاة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں فتح مکہ کے سال میں مکہ کی طرف نکلے آپ خود روزہ دار تھے یہاں تک کہ "کراع الغمیم" (وادی) پر پہنچے اور لوگ بھی روزہ دار تھے پس آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں پر روزہ

دشوار ہو گیا ہے پھر حضور ﷺ نے ایک پیالہ پانی منگوا کر عصر کے بعد پی لیا اور لوگ دیکھ رہے تھے پس کچھ لوگوں نے افطار کیا اور کچھ لوگوں نے روزہ رکھے رہے پھر حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ روزے سے ہیں تو اسی وقت آپ نے فرمایا کہ یہی تو نافرمان لوگ ہیں۔

اخبرنا هارون بن عبد الله وعبد الرحمن بن محمد بن سلام قالا حدثنا ابوداؤد عن سفيان عن الاوزاعي عن يحيٰى عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال اُتي النبي صلى الله عليه وسلم بطعام بمر الظهران فقال لابي بكر وعمر ادنيا فكلا فقالا انا صائمان فقال ارحلوا لصاحبيكم اعملوا لصاحبيكم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا مرالظہران میں (یہ قریب مکہ ایک جگہ کا نام ہے) آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم تو روزہ دار ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دونوں ساتھی کے اونٹ پر کجاوہ باندھو (یہ بات افطار کرنے والے سے مخاطب ہو کے فرمائی تھی) اور ان دونوں کی (بوقت ضرورت) خدمت کیا کرو۔

اخبرنا عمران بن يزيد قال حدثنا محمد بن شعيب قال اخبرنا الاوزاعي عن يحيٰى انه حدثه عن ابي سلمة قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغدى بمر الظهران ومعه ابوبكر وعمر فقال الغداء مرسل۔

حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کا کھانا کھا رہے تھے مرالظہران میں اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے تو آپ نے فرمایا کھانا کھاؤ (ان دونوں نے کیا جواب دیا اوپر کی روایت میں مذکور ہے۔)

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا علي عن يحيٰى عن ابي سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر كانوا بمر الظهران مرسل۔

حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سب مرالظہران میں تھے۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ شروع کرنے کے بعد اس کا افطار کرنا مسافر کے واسطے جائز ہے۔ (قالہ العلامۃ السندی کما فی الحاشیۃ)

جن لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا ان کے بارہ میں فرمایا اولئک العصاۃ یعنی لوگ تو نافرمان ہیں یہ لفظ زیادتی زجر کے لئے صحیح مسلم کی روایت میں دو بار فرمایا اس لئے کہ حضور ﷺ نے پانی پی کر روزہ اس لئے افطار کیا تھا کہ لوگ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رخصت قبول کرنے میں آپ ﷺ کی پیروی کریں اب جن لوگوں نے روزہ رکھا انہوں نے حضور ﷺ کے فعل کی مخالفت کی اس لئے زجر و توبیخ کے طور پر وہ کلمہ مکرر فرمایا۔ (قالہ الطیبی کما فی المرقات)

اوپر کی سند میں جن رجل سے مراد محمد بن عمرو بن حسن ہیں۔

ذکر وضع الصیام عن المسافر والاختلاف علی الاوزاعی فی خبر عمرو بن امیہ فیہ

مسافر سے روزہ ساقط کر دینے کا بیان

اخبرنی عبدۃ بن عبد الرحیم عن محمد بن شعیب قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی عن ابی سلمۃ قال اخبرنی عمرو بن امیۃ الضمری قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سفر فقال انتظر الغداء یا اباامیۃ فقلت انی صائم فقال تعال ادن منی حتی اخبرک عن المسافر ان اللّٰہ عزوجل وضع عنہ الصیام ونصف الصلوۃ۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرو (یعنی جب کھانا آ جائے ہمارے ساتھ کھالینا) انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ تاکہ میں تم کو مسافر کے متعلق (حکم شریعت) بتا دوں بے شک اللہ عزوجل نے مسافروں سے روزہ اور آدھی نماز ساقط کر دی۔

اخبرنی عمرو بن عثمان قال حدثنا الولید عن الاوزاعی قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو قلابۃ حدثنی جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری عن ابیہ قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا تنتظر الغداء یا اباامیۃ قلت انی صائم فقال تعال اخبرک عن المسافر ان اللّٰہ وضع عنہ یعنی الصیام ونصف الصلوۃ۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوامیہ کیا تم صبح کے کھانے کا انتظار نہیں کرو گے میں نے عرض کیا کہ میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تم کو مسافر کا حال بتاؤں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ ساقط کر دیا ہے اور آدھی نماز کم کر دی۔

اخبرنا اسحٰق بن منصور قال اخبرنا ابو المغیرۃ قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی عن ابی قلابۃ عن ابی المہاجر عن ابی امیۃ الضمری قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سفر فسلمت علیہ فلما ذھبت لاخرج قال انتظر الغداء یا اباامیۃ قلت انی صائم یا نبی اللّٰہ قال تعال اخبرک عن المسافر ان اللّٰہ تعالٰی وضع عنہ الصیام ونصف الصلوۃ۔

ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا پھر جب میں جانے لگا تو آپ نے فرمایا اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرو میں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں اے اللہ کے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تم کو مسافر کی خبر دوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ ساقط کر دیا ہے اور آدھی

نماز کم کردی۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا موسیٰ بن مروان قال حدثنا محمد بن حرب عن الاوزاعی قال اخبرنی یحییٰ قال حدثنی ابوقلابة عن ابی المهاجر قال حدثنی ابوامیة یعنی الضمری انه قدم علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فذکرنحوه۔

ابوالمہاجر کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پھر راوی نے پہلی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا شعیب بن شعیب بن اسحٰق قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا شعیب قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحییٰ قال حدثنی ابو قلابة الجرمی ان ابا امیة الضمری حدثهم انه قدم علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من سفر فقال انتظر الغدآء یا ابا امیة قلت انی صائم قال ادن اخبرك عن المسافر ان اللّٰہ وضع عنه الصیام ونصف الصلوٰة۔

ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بواسطہ جرمی وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرو (یعنی کھانا حاضر ہونے تک ٹھہر جاؤ پھر ہمارے ساتھ کھالینا) میں نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہو جاؤ میں تم کو مسافر سے متعلق حکم بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے روزے کو ساقط کر دیا ہے اور آدھی نماز اس سے کم کر دی۔

تشریح: روایات مذکورہ میں آیا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صائم ہونے کا عذر کیا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھانا حاضر ہونے تک انتظار کرنے کو فرمایا اس کے بعد ان سے فرمایا کہ تم مسافر ہو اللہ تعالیٰ نے ایام سفر میں مسافر سے صوم فرض کی ادائیگی کے لزوم کو ساقط کر دیا ہے اور اس کو اختیار دیا ہے کہ چاہے ان ایام سفر میں روزہ رکھے اور چاہے تو دوسرے ایام میں روزہ رکھے لہٰذا صوم کو بعد سفر بطریق اولیٰ ساقط ہوگا لیکن سقوط صوم اور سقوط نصف صلوٰۃ میں فرق ہے یعنی مقیم ہونے کے بعد اس پر روزے کی قضا واجب ہے اور چونکہ مسافر کا اول ہی سے فرض آدھی نماز یعنی دو رکعت ہے نہ ایسا کہ پہلے چار تھیں پھر دو ہوگئیں اس لئے اس پر دو کی قضا نہیں اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی اور وہی سفر میں برقرار رہی پھر حضر میں دو دو رکعت کا اضافہ ہوا۔ رواہ البخاری۔

اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں پنجگانہ فرض سوائے مغرب کے باقی نماز دو دو ہی رکعت فرض کی گئی۔ (کما فی فتح الباری وغیره، کذا فی الحاشیة بتغییر قلیل)

ذکر اختلاف معاویة بن سلام وعلی بن المبارک فی هذا الحدیث

اس حدیث میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن عبید اللّٰہ بن یزید بن ابراهیم الحرانی قال حدثنا عثمان قال حدثنا معاویة عن

یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی قلابۃ ان ابا امیۃ الضمری اخبرہ انہ اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سفر وھو صائم فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا تنتظر الغداء قال انی صائم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعال اخبرک عن الصیام ان اللّٰہ عزوجل وضع عن المسافر الصیام ونصف الصلوٰۃ۔

حضرت ابوقلابہؒ سے روایت ہے کہ ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روزہ دار تھا آپ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے میں نے کہا میں صائم ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ میں تم کو روزے کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک اللہ عزوجل نے مسافر سے روزے کو اور آدھی نماز کو وضع کر دیا ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنا علی عن یحییٰ عن ابی قلابۃ عن رجل ان ابا امیۃ اخبرہ انہ اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سفر نحوہ۔

ابوقلابہ ایک شخص کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر سے نبی ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا پھر روایت سابق کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا عمرو بن محمد بن الحسن بن الاعین قال حدثنا ابی قال حدثنا سفیان الثوری عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ وضع عن المسافر یعنی نصف الصلوٰۃ والصوم وعن الحبلی والمرضع۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے کو ساقط کر دیا اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی سے بھی۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن ابن عیینۃ عن ایوب عن شیخ من قشیر عن عمہ حدثنا ثم الفیناہ فی ابل لہ فقال لہ ابو قلابۃ حدثہ فقال الشیخ حدثنی عمی انہ ذھب فی ابل لہ فانتھی الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یاکل او قال یطعم فقال ادن فکل او قال ادن فاطعم فقلت انی صائم فقال ان اللّٰہ عزوجل وضع عن المسافر شطر الصلوٰۃ والصیام وعن الحامل والمرضع۔

ایوب کے شیخ قشیری کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں چلا اور نبی ﷺ کے پاس پہنچ گیا اس وقت آپ کھا رہے تھے آپ نے فرمایا قریب بیٹھ کر کھانا کھاؤ میں نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے کو ساقط کر دیا اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی سے بھی ساقط کر دیا۔

اخبرنا ابو بکر بن علی قال حدثنا سریج قال حدثنا اسماعیل بن علیۃ عن ایوب قال حدثنی ابو

قلابة هذا الحديث ثم قال هل لك في صاحب الحديث فدلني عليه فلقيته فقال حدثني قريب لي يقال له انس بن مالك اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ابل كانت لي اخذت فوافقته وهو ياكل فدعاني الى طعامه فقلت اني صائم فقال ادن اخبرك عن ذلك ان الله وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوة۔

ایوب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوقلابہ نے یہ حدیث بیان کی تھی پھر انہوں نے فرمایا کہ تمہیں صاحب حدیث سے ملنے کی خواہش ہے پس انہوں نے مجھے ان کا پتہ بتادیا پھر میں ان سے ملا پھر انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے ایک رشتہ دار نے جس کو انس بن مالک ﷺ کہا جاتا ہے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے لوٹے گئے اونٹ مانگنے کی غرض سے حاضر ہوا میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے مجھے کھانے کو فرمایا میں نے کہا روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا قریب ہو جاؤ میں تم کو اس کی خبر دیتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو ساقط کر دیا ہے۔

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبدالله عن خالد الحذاء عن ابي قلابة عن رجل قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم لحاجة فاذا هو يتغدى قال هلم الى الغداء فقلت اني صائم قال هلم اخبرك عن الصوم ان الله وضع عن المسافر نصف الصلوة والصوم ورخص للحبلى والمرضع

ابوقلابہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نبی ﷺ کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوا اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا آ جاؤ کھانے پر میں نے کہا روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا آ جاؤ میں تم کو روزہ کے متعلق بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز ساقط کر دی اور روزہ کو بھی ساقط کر دیا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے واسطے رخصت دے دی۔

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبد الله بن خالد الحذاء عن ابي العلاء بن الشخير عن رجل نحوه۔

ابوالعلاء بن شخیر نے بواسطہ ایک رجل حدیث سابق کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا قتيبة حدثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن هانئ بن الشخير عن رجل من بلحريش عن ابيه قال كنت مسافرا فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم وانا صائم وهو ياكل قال هلم قلت اني صائم قال تعال الم تعلم ما وضع الله عن المسافر قلت وما وضع عن المسافر قال الصوم ونصف الصلوة

بنی حریش میں سے ایک شخص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس کے والد نے کہا میں مسافر تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روزہ دار تھا اس وقت حضور ﷺ کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا آ جاؤ میں نے کہا روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا ادھر آ جاؤ کیا تم کو معلوم نہیں وہ بات جو اللہ نے مسافر سے ساقط کر دی میں نے کہا کیا چیز مسافر سے ساقط کر دی فرمایا روزہ اور آدھی نماز۔

اخبرنا عبد الرحمن بن محمد بن سلام قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن هانئ بن عبد الله بن الشخير عن رجل من بلحريش عن ابيه قال كنا نسافر ما شاء الله فاتينا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یطعم فقال هلم فاطعم فقلت انی صائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدثکم عن الصیام ان اللہ وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوۃ.

بنی عامر کے ایک شخص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے کہا کہ ہم سفر کر رہے تھے اتفاقاً ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا آؤ کھانا کھاؤ میں نے کہا روزہ دار ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو روزے کے متعلق بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو معاف کر دیا۔

اخبرنا عبید اللہ بن عبد الکریم قال حدثنا سہل بن بکار قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابی بشر عن ہانی بن عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال کنت مسافراً فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یاکل وانا صائم فقال هلم قلت انی صائم قال اتدری ما وضع اللہ عن المسافر قلت وما وضع اللہ عن المسافر قال الصوم وشطر الصلوۃ.

ہانی اپنے باپ عبداللہ بن شخیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں مسافر تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے اور میں روزہ دار تھا حضور ﷺ نے فرمایا آؤ میں نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اس چیز کو جو اللہ نے مسافر سے ساقط کر دیا ہے میں نے کہا اللہ نے مسافر سے کس چیز کو ساقط کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا روزہ اور آدھی نماز۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا عبید اللہ قال اخبرنا اسرائیل عن موسی ھو ابن ابی عائشۃ عن غیلان قال خرجت مع ابی قلابۃ فی سفر فقرب طعاماً فقلت انی صائم فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی سفر فقرب طعاماً فقال لرجل ادن فاطعم قال انی صائم قال ان اللہ وضع عن المسافر نصف الصلوۃ والصوم فی السفر فادن فاطعم فدنوت فطعمت.

غیلان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابی قلابہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا انہوں نے کھانا پیش کیا میں نے کہا میں روزہ دار ہوں ابو قلابہ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے آپ کے سامنے کھانا لایا گیا آپ نے ایک شخص سے فرمایا قریب ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے بحالت سفر آدھی نماز موقوف کر دی اور روزہ معاف کر دیا تو قریب ہو کر کھانا کھا لیجئے پھر میں قریب ہو کر کھا لیا۔

(حدیث مذکور میں جس انس بن مالک کا ذکر ہے یہ وہ نہیں جو حضور ﷺ کے خادم تھے۔)

فضل الافطار فی السفر علی الصوم

سفر میں روزے کے افطار کی فضیلت

اخبرنا اسحق بن ابراھیم قال حدثنا ابو معاویۃ قال حدثنا عاصم الاحول عن مورق العجلی عن

انس بن مالك قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر فمنا الصائم ومنا المفطر فنزلنا في يوم حار واتخذنا ظلالا فسقط الصوام وقام المفطرون فسقوا الركاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب المفطرون اليوم بالاجر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعض ہم میں سے روزے دار تھے اور بعض افطار کرنے والے ہم سخت گرمی کے دن میں ایک منزل میں اترے اور خیمے کھڑے کئے بس روزہ دار گر پڑے (بوجہ ضعف کے) اور افطار کرنے والے کھڑے رہے (یعنی خدمت میں مشغول ہوئے) اور دونوں کو پانی پلایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن افطار کرنے والے ثواب لے گئے۔

تشریح: ثواب لے گئے یعنی ثواب کامل لے گئے اس لئے کہ افطار ان کے حق میں ایسے وقت میں بہتر تھا اور لفظ الیوم میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فضیلت افطار کی اپنے ساتھیوں کی خدمت اور مدد کی وجہ سے ہے جس کی بدولت افطار کرنے والوں کو روزے داروں کے ثواب کی بہ نسبت اعلیٰ مقام اور ثواب حاصل ہوا گویا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مفطر وہ کل اجر لے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ كذا في المرقات والحاشية لعلامة السندي

ذكر قوله الصائم في السفر كالمفطر في الحضر

ارشاد نبوی سفر میں روزہ رکھنے والا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں اس کا بیان

اخبرنا محمد بن ابان البلخي قال حدثنا معن عن ابن ذئب عن الزهري عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن عبد الرحمن بن عوف قال يقال الصيام في السفر كالافطار في الحضر

حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے فرمایا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں۔

اخبرني محمد بن يحيى بن ايوب قال حدثنا حماد بن الخياط وابو عامر قالا حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن ابي سلمة عن عبد الرحمن بن عوف قال الصائم في السفر كالمفطر في الحضر.

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ سفر میں روزے رکھنے والا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں۔

اخبرني محمد بن يحيى بن ايوب قال حدثنا ابو معاوية قال حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف عن ابيه قال الصائم في السفر كالمفطر في الحضر.

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سفر میں روزے رکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ حضر میں افطار کرنے والا۔

تشریح: بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا منع ہے جیسا کہ حضر یعنی گھر میں افطار کرنا اس کے بعد ملا علی

قاری فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کیا اور یہی مسلک ظاہریہ کا ہے اور ہمارے مذہب میں صوم فی السفر مطلقاً منع نہیں اس لئے کہ حدیث مذکورہ کے برعکس ایسی احادیث بھی آتی ہیں جو صراحتاً اجازت صوم کو بتلاتی ہیں اس لئے جمہور کے نزدیک حدیث باب اس خاص حالت پر محمول ہے جبکہ کسی کو سفر میں روزے سے ضرر اور مشقت ہوتی ہو اس تاویل کی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اور دیگر احادیث مجوزہ میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ مزید تفصیل وہاں مذکور ہے)

الصيام في السفر وذكر الاختلاف في خبر ابن عباس فيه

سفر میں روزہ رکھنا اور اس سلسلہ میں ابن عباس کی حدیث میں اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا سويد قال اخبرنا عبد الله عن شعبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج في رمضان فصام حتى اتى قديدا ثم اتي بقدح من لبن فشرب وافطر هو واصحابه.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ قدید تک پہنچے پھر دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا تو آپ نے پیا اور افطار کیا اور صحابہ کرام نے بھی۔

اخبرنا القاسم بن زكريا قال حدثنا سعيد بن عمرو قال حدثنا عبثر عن العلاء بن المسيب عن الحكم بن عتيبة عن مجاهد عن ابن عباس قال صام رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة حتى اتى قديدا ثم افطر حتى اتى مكة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روزہ رکھ کر تشریف لے چلے یہاں تک قدید تک پہنچے پھر افطار کیا حتیٰ کہ مکہ میں تشریف لائے۔

اخبرنا زكريا بن يحيى قال حدثنا الحسن بن عيسى قال اخبرنا ابن المبارك قال اخبرنا شعبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صام في السفر حتى اتى قديدا ثم دعا بقدح من لبن فشرب فافطر هو واصحابه

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا یہاں تک کہ قدید تک پہنچے پھر ایک پیالہ دودھ کا منگایا اور نوش فرمایا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا اور صحابہ کرام نے بھی۔

تشریح: ابن ہمام نے فرمایا کہ بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں رمضان میں نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ کدید تک پہنچے (یہ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) پھر افطار کیا۔ نسائی کی روایت میں بھی یہی مراد ہے کہ رمضان میں نکلے فتح مکہ کے سال میں۔

ابن شہاب زہری نے فرمایا کہ "وکان الفطر آخر الامرین" ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس سے سفر میں روزے کے عدم

جواز کا قول کرنے والے استدلال کرتے ہیں کہ بقول زہری جب یہ فعل افطار آخری ہے تو اب صوم فی السفر منسوخ ہو گیا۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اعتبار نسخ صوم پر اس روایت میں بیان کردہ فعل دلیل قطعی نہیں بن سکتا کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک یہ آخری فعل نہیں تھا اب دونوں قسم کی روایات متعارض ہو گئیں اور مجوزہ میں سے ایک کو ترک دینے سے حتی الامکان تطبیق کا راستہ نکالنا ہی بہتر ہے اور تطبیق کی صورت یہی ہے کہ جس روایت سے بظاہر سفر میں روزے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ اس پر محمول ہے کہ روزے کی وجہ سے ایسی بری حالت پیدا ہو جائے کہ بوجہ ضعف کے گر پڑے جیسے روایت مذکورہ میں اس قسم کی حالت بعض صحابہ کو پیش آئی ہے تو ایسی صورت میں سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں بلکہ عصیان ہے جیسے سفر میں ترک صوم نیکی نہیں عصیان ہے اور حضور ﷺ نے موضع کدید میں مشقت۔ تحقق ہونے کی وجہ سے افطار فرمایا تھا۔ (مزید تفصیل کلام ابن ہمام کی مرقات میں ہے)

ذكر الاختلاف على منصور

منصور پر اختلاف کا ذکر

أخبرنا إسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد عن شعبة عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى مكة فصام حتى أتى عسفان فدعا بقدح فشرب قال شعبة في رمضان فكان ابن عباس يقول من شاء صام ومن شاء أفطر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف تشریف لے چلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے تو ایک برتن پانی کا منگایا اور پیا راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں یہ سفر رمضان میں کیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

أخبرنا محمد بن قدامة عن جرير عن منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس قال سافر رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فصام حتى بلغ عسفان ثم دعا بإناء فشرب نهاراً يراه الناس ثم أفطر.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے پھر ایک پیالہ پانی کا منگایا دن میں پیا (بعد عصر) تاکہ لوگ دیکھیں پھر افطار کیا یعنی مکہ تک افطار پر قائم رہے۔

أخبرنا حميد بن مسعدة قال حدثنا سفيان عن العوام بن حوشب قال قلت لمجاهد الصوم في السفر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم ويفطر

عوام بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضرت مجاہد نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے۔ (دونوں طریقے درست ہیں)

اخبرنی هلال بن العلاء قال حدثنا حسین قال حدثنا زهیر قال حدثنا ابو اسحٰق قال اخبرنی مجاهد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صام فی شہر رمضان فافطر فی السفر۔

ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے مجاہد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں روزہ رکھا پھر افطار کیا سفر میں۔

ذکر الاختلاف علی سلیمان بن یسار فی حدیث حمزة بن عمرو فیه

صوم فی السفر کے بارے میں حمزہ بن عمرو کی حدیث میں سلیمان بن یسار پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا ازھر بن القاسم قال حدثنا ھشام عن قتادة عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو الاسلمی انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الصوم فی السفر قال ان شاء ذکر کلمة معناها ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے رکھنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن بکیر عن سلیمان بن یسار ان حمزة بن عمرو قال یا رسول اللّٰہ مثله مرسل۔

بکیر روایت کرتے ہیں سلیمان بن یسار سے کہ حمزہ بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد مثل بالا مضمون حدیث سابق روایت کی ہے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن عبد الحمید بن جعفر عن عمران بن ابی انس عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الصوم فی السفر فقال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر۔

حمزہ اسلمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے کے بارے میں پوچھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے افطار کر۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن عمران بن ابی انس عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الصوم فی السفر فقال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر۔

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے کے بارہ میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے تو افطار کر۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث واللیث فذکر اخر عن بکیر عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو الاسلمی قال یارسول اللّٰہ انی اجد قوة علی الصیام فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میں سفر میں روزے رکھنے پر قوت پاتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنی هارون بن عبد اللّٰہ قال حدثنا محمد بن بکیر قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر قال اخبرنی عمران بن ابی انس عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن حمزة بن عمرو انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الصوم فی السفر قال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر۔

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے تو افطار کر۔

اخبرنا عمران بن بکار قال حدثنا احمد بن خالد حدثنا محمد قال حدثنا عمران بن ابی انس عن سلیمان بن یسار وحنظلة بن علی قال حدثانی جمیعا عن حمزة بن عمرو قال کنت اسرد الصیام علی عهد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ انی اسرد الصیام فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں لگاتار روزہ رکھتا تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پس میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک میں لگاتار روزہ رکھتا ہوں سفر میں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراهیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق عن عمران بن ابی انس عن حنظلة بن علی عن حمزة قال قلت یا نبی اللّٰہ انی رجل اسرد الصیام افاصوم فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی بے شک میں ایسا آدمی ہوں کہ لگاتار روزہ رکھتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق قال حدثنی عمران بن ابی انس ان سلیمان بن یسار حدثه ان ابا مراوح حدثه ان حمزة بن عمرو حدثه انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وکان رجلا یصوم فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت حمزہ بن عمرو نے ابو مراوح سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جبکہ میں سفر میں روزہ رکھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

تشریح: ظاہر حدیث سے نہ صوم کی ترجیح ثابت ہوتی ہے اور نہ افطار کی بلکہ بدون ترجیح کے دونوں کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

(کذا فی العلمیۃ) بعض حضرات نے کہا کہ دونوں میں جو زیادہ آسان ہو وہ افضل ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "یرید اللّٰہ بکم الیسر" یعنی جو سفر میں روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس سے اس کو شدید مشقت لاحق ہو تو اس کے لئے افطار افضل ہے دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو ماقبل میں گذر چکی ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال سفر میں صوم نفل کے بارے میں کیا تھا کیونکہ سرد فی الصوم یعنی لگاتار روزے رکھنا اسی پر دلالت کرتا ہے قاضی شوکانی نے ابن دقیق العید کے حوالہ سے فرمایا کہ اس حدیث میں رمضان کی کوئی تصریح نہیں کہ سوال صوم رمضان کے بارے میں کیا تھا لہٰذا یہ حدیث ان لوگوں کے خلاف حجت نہیں ہو سکتی جو صوم رمضان کو سفر میں ناجائز کہتے ہیں۔ (کذا فی البذل)

ذكر الاختلاف على عروة في حديث حمزة فيه

حدیث حمزہ میں عروہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال حدثنا عمرو وذكر آخر عن ابي الاسود عن عروة عن ابي مراوح عن حمزة بن عمرو انه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم اجد في قوة على الصيام في السفر فهل علي جناح قال هي رخصة من الله عزوجل فمن اخذ بها فحسن ومن احب ان يصوم فلا جناح عليه.

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں سفر میں روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا حضور ﷺ نے فرمایا کہ افطار کی اجازت ہے اللہ عزوجل کی طرف سے جس نے رخصت اختیار کی اس نے اچھا کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

تشریح: ضمیر مؤنث ہی کا مرجع افطار ہے لیکن چونکہ خبر یعنی رخصۃ مؤنث ہے اس لحاظ سے ضمیر تانیث لائی گئی یہ کلام یعنی "هي رخصة الخ" سائل کے اعتقاد کے مطابق وارد ہوا ہے جیسا کہ ظاہری لفظ "فحسن" سے افطار کی ترجیح اس لئے ثابت نہیں ہوتی کہ صوم کے بارے میں فلا جناح علیہ فرمایا۔ (قاله العلامة السندي. والله تعالى اعلم)

ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه

اس روایت میں ہشام بن عروہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن ابراهيم عن محمد بن بشر عن هشام بن عروة عن ابيه عن حمزة بن عمرو الاسلمي انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم اصوم في السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا علی بن الحسین اللانی بالکوفة قال حدثنا عبد الرحیم الرازی عن هشام بن عروة عن عائشة عن حمزة بن عمرو انه قال یا رسول الله انی رجل اصوم فاصوم فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

• حمزہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں ایسا شخص ہوں کہ روزہ رکھتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال اخبرنا ابن القاسم قال حدثنا مالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ان حمزة قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم یا رسول الله اصوم فی السفر وکان کثیر الصیام فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں سفر میں روزہ رکھوں اور حمزہ بہت روزے رکھتے تھے پس ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنی عمرو بن هشام قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابن عجلان عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ان حمزة سال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله اصوم فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم قال اخبرنا عبدة بن سلیمان قال حدثنا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان حمزة الاسلمی سال رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الصوم فی السفر وکان رجلا یسرد الصوم فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ اسلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ کے متعلق سوال کیا اور وہ لگاتار روزہ رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

ذکر الاختلاف علی ابی نضرة المنذر بن مالک بن قطعة فیه

ابی نضرۃ منذر بن مالک پر اختلاف کا بیان

اخبرنا یحیی بن حبیب بن عربی قال حدثنا حماد عن سعید الجریری عن ابی نضرة قال حدثنا ابو سعید قال کنا نسافر فی رمضان فمنا الصائم ومنا المفطر لا یعیب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رمضان میں سفر کرتے تھے ہم میں سے بعض روزے دار ہوتے اور بعض افطار کرنے والے نہ عیب بیان کرتے روزے دار افطار کرنے والے کا اور نہ افطار کرنے والے روزے دار کا۔

اخبرنا سعید بن یعقوب الطالقانی قال حدثنا خالد وھو ابن عبد اللّٰہ الواسطی عن ابی مسلمۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید قال کنا نسافر مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمنا الصائم ومنا المفطر ولا یعیب الصائم علی المفطر ولا یعیب المفطر علی الصائم۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے پس بعض ہم میں سے روزے دار ہوتے اور بعض افطار کرنے والے نہ روزے دار عیب بیان کرتے افطار کرنے والے کا اور نہ مفطر روزے دار کا۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال حدثنا القواریری قال حدثنا بشر بن منصور عن عاصم الاحول عن ابی نضرۃ عن جابر قال سافرنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصام بعضنا وافطر بعضنا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا ہم میں سے بعضوں نے روزہ رکھا اور بعضوں نے افطار کیا۔

اخبرنا ایوب بن محمد قال حدثنا مروان قال حدثنا عاصم عن ابی نضرۃ المنذر عن ابی سعید وجابر بن عبد اللّٰہ انھما سافرا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیصوم الصائم ویفطر المفطر ولا یعیب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم۔

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا پس روزے رکھتے والے روزے رکھتے اور افطار کرنے والے افطار کرتے اور نہ عیب بیان کرتے روزے دار افطار کرنے والے کا اور نہ افطار کرنے والے روزے دار کا۔

تشریح: ایک روایت میں "ولا یعیب" کے بجائے "فلا یعجد" آیا ہے یعنی نہ غصہ کرتے روزہ اعتراض کرتے روزے دار مفطر پر اس لئے کہ اس نے رخصت پر عمل کیا اور نہ افطار کرنے والے صائم پر اس لئے کہ اس نے عزیمت پر عمل کیا۔ (زہر الربیٰ)

الرخصۃ للمسافر ان یصوم بعضا ویفطر بعضا

مسافر کے واسطے جائز ہے دن کے کچھ حصہ میں روزہ رکھے اور کچھ حصہ میں افطار کرے

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا سفیان عن الزھری عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن ابن عباس قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفتح صائماً فی رمضان حتی اذا کان بالکدید افطر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں رمضان میں (مدینہ سے) روزے دار ہونے کی حالت میں نکلے یہاں تک کہ جب مقام کدید میں پہنچے تو افطار کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دن کے شروع حصہ میں روزہ رکھ کر پھر سفر کرے تو افطار جائز ہے۔

الرخصة فی الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر

اس شخص کے واسطے افطار کی اجازت ہے جس کے سامنے رمضان کا مہینہ آگیا ہو پس اس نے روزہ رکھا پھر مسافر ہو گیا

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا مفضل عن منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس قال سافر رسول الله صلى الله عليه وسلم فصام حتى بلغ عسفان ثم دعا باناء فشرب نهاراً ليراه الناس ثم افطر حتى دخل مكة فافتتح مكة في رمضان قال ابن عباس فصام رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر وافطر فمن شاء صام ومن شاء افطر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کیا تو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے پھر پانی کا برتن منگایا اور نوش فرمایا یعنی افطار کر لیا دن میں تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیں یہاں تک کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ فتح ہوا رمضان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا پھر افطار کیا اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

تشریح: "عسفان بضم العین وسکون السین" یہ مکہ سے دو مرحلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے وقت میں افطار کر لیا یہ بیان جواز کے لئے تاکہ لوگ جان لیں کہ افطار کرنا جائز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دونوں کام کئے ہیں یعنی روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا اس لئے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "فمن شاء صام ومن شاء افطر لا حرج علی احد منهما" یعنی دونوں میں سے ایک امر اختیار کر لے اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ سال فتح مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت نکلے بعضوں نے کہا کہ بعد عصر جبکہ رمضان سے دس روز گذر چکے اور بعض نے کہا کہ رمضان کی دو راتیں گذر جانے کے بعد نکلے اسی کو ملا علی قاری نے صحیح قرار دیا ہے۔ (مرقات ج ۱)

وضع الصيام عن الحبلى والمرضع

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ ساقط ہونے کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا مسلم بن ابراهيم عن وهيب بن خالد قال حدثنا عبد الله بن سوادة القشيري عن ابيه عن انس بن مالك رجل منهم انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة وهو يتغدى فقال له النبي صلى الله عليه وسلم هلم الى الغداء فقال اني صائم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوٰة وعن الحبلى والمرضع.

قشیری میں سے ایک شخص یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کی طرف آ جاؤ! انہوں نے کہا میں روزہ دار ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز ساقط کر دی اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ ساقط کر دیا۔

تشریح: روزہ رکھنے سے اگر حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے بچے کو نقصان پہنچے یا خود ان کو نقصان کرے تو وہ روزہ چھوڑ دیں لیکن عذر دور ہونے کے بعد قضاء صوم لازم ہے اسی پر اہل علم کا اجماع ہے اور حنفیہ کے یہاں ان پر فدیہ نہیں کیونکہ فدیہ کا حکم خلاف قیاس بوڑھے بوڑھی کے لئے ملا ہے اور یہ دونوں اس کے حکم میں شامل نہیں ہیں۔

تاویل قول اللہ عزوجل وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بیان میں

اخبرنا قتیبۃ قال اخبرنا بکر وھو ابن مضر عن عمرو بن الحارث عن بکیر عن یزید مولی سلمۃ بن الاکوع عن سلمۃ بن الاکوع قال لما نزلت ھذہ الآیۃ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کان من اراد منا ان یفطر ویفتدی حتی نزلت الآیۃ التی بعدھا فنسختھا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم میں سے جو شخص افطار کرنا اور فدیہ دینا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا یہاں تک کہ وہ آیت اتری جو اس کے بعد ہے پھر وہ اختیار باقی نہ رہا جو پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے منسوخ ہو گیا۔

اخبرنا محمد بن اسمٰعیل بن ابراھیم قال حدثنا یزید قال اخبرنا ورقاء عن عمرو بن دینار عن عطاء عن ابن عباس فی قولہ عزوجل وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین یطیقونہ یکلفونہ فدیۃ طعام مسکین واحد فمن تطوع خیرا طعام مسکین آخر لیست بمنسوخۃ فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم لا یرخص فی ھذا الا الذی لا یطیق الصیام او مریض لا یشفی.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت "وعلی الذین الخ" منسوخ نہیں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اس سے تکلیف و مشقت ہوتی ہو وہ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص اپنی خوشی سے نیکی کرے (یعنی فدیہ میں قدر واجب سے زیادہ دے) تو وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور یہ کہ تم روزہ رکھو تمہارے واسطے بہتر ہے اس فدیہ کے حکم میں ہر شخص داخل نہیں ہے اس کی اجازت صرف اس کو دی گئی ہے جو روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو یا بیمار ہو شفا کی توقع نہ رکھتا ہو۔

تشریح: اس آیت کی تاویل اور حکم میں اختلاف ہے حضرت ابن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کا بھی مسلک یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں لوگوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر ہمت ہو

تو روزے رکھیں ورنہ افطار کریں اور فدیہ دیں پس بعض لوگ روزے رکھتے تھے اور بعض طاقت کے باوجود فدیہ دیتے تھے یہ اختیار اس لئے دیا گیا تھا کہ ان کو روزے کی عادت نہ تھی اگر شروع ہی سے روزے کا لازمی حکم ہو جاتا تو رمضان ان پر دشوار اور گراں ہوتا تھی کہ اس کے بعد والی آیت "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" نازل ہوئی حضرت سلمہ بن اکوع کے قول حتی نزلت الخ سے یہی آیت مراد ہے اس سے وہ اختیار منسوخ ہو گیا اور روزے کا قطعی حکم ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی اور تفسیر کی ہے جس کا ذکر دوسری روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت وعلی الذین الخ منسوخ نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ روزے رکھنے سے عاجز ہوں اور روزے سے ان کو نہایت تکلیف ہوتی ہو جیسے بوڑھے بھوس مرد اور عورت اور ایسا مریض جو صحت یابی کی توقع نہ رکھتا ہو ان کے ذمہ پر فدیہ ہے کہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو طعام دیں اور اگر کوئی شخص ایک مسکین سے زائد مسکین کو کھانا دے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے یہی معنی فمن تطوع کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ہیں جیسا کہ عطاء نے ان سے نقل کئے ہیں اس تفسیر کے مطابق یطیقونہ پر ایک لا مقدر مانا جائے گا، علامہ سیوطیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں یطیقونہ پر ایک لا مقدر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمہ پر فدیہ ہے جیسے آیت "يبين الله لكم ان تضلوا" میں ان تضلوا پر لا مقدر مانا گیا ہے اسی طرح قول باری تعالیٰ "رواسي ان تميد بكم" میں ان تمید پر لا مقدر مانا گیا ہے۔

علامہ عینی کا قول: انہوں نے لکھا ہے کہ آیت اگر شیخ فانی کے حق میں ہے جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے تو منسوخ نہیں اور اگر اس معاملہ میں ہے جو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تو منسوخ ہونا صرف ایسے شخص کے حق میں ہے جو روزہ رکھنے سے عاجز نہ ہو اور شیخ فانی وغیرہ اپنے حال پر رہا اور ظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت مذکورہ کے یہی معنی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔ (قاله السيد مولانا امير علي في شرحه الهدايه)

وضع الصيام عن الحائض

حیض والی عورت سے روزہ ساقط ہونے کا بیان

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا علي يعني ابن مسهر عن سعيد عن قتادة عن معاذة العدوية ان امرأة سألت عائشة اتقضي الحائض الصلوة اذا طهرت قالت احرورية انت كنا نحيض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نطهر فيأمرنا بقضاء الصوم ولا يأمرنا بقضاء الصلوة.

معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا کہ اگر حائضہ اپنے حیض سے پاک ہو جائے تو کیا (ایام حیض میں فوت شدہ) نماز کو قضاء کرے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آتا تھا پھر ہم پاک ہوتیں پس آپ ہم کو روزے کی قضاء کا حکم فرماتے اور نماز کی قضاء کا حکم نہ فرماتے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا يحيى بن سعيد قال سمعت ابا سلمة يحدث عن

عائشة قالت ان كان ليكون علي الصيام من رمضان فما اقضيه حتى يجئ شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رمضان کے جو روزے میرے ذمہ ہوتے (یعنی عذر حیض کے چھوڑے ہوئے روزے) میں ان کی قضا نہیں کرتی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آتا (سہولت کی وجہ سے قضا کرلیتی)۔

تشریح: حروریہ منسوب ہے حروراء کی طرف یہ کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یہاں خوارج کا مرکز تھا ان کے یہاں حیض کے معاملہ میں تشدد تھا چنانچہ ایام حیض کی نمازوں کی قضاء ان کے نزدیک واجب ہے حالانکہ اس میں حرج ہے "والحرج مدفوع فی الشرع" اور چونکہ قضاء صلوٰۃ کا حکم نہ ہونا اتنا واضح ہے جو خواص اور عوام سب کو معلوم ہے اس لئے شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خیال کیا ہو کہ اس عورت نے سوال بطریق تعنت کیا ہے لہٰذا جواب سختی کے ساتھ دیا چنانچہ فرمایا "احرورية انت" کیا تو خارجیہ ہے اس طرح کے سوال سے تیرا عقیدہ خوارج کا عقیدہ جیسا معلوم ہوتا ہے آگے جواب ہے "كنا نحيض الخ" جس سے معلوم ہوا کہ طہارت کے بعد ایام حیض کی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔ كذا في الحاشية وغيرها)

اذا طهرت الحائض اوقدم المسافر في رمضان هل يصوم بقية يومه

جب حیض والی عورت رمضان میں پاک ہو جائے یا مسافر آ جائے تو کیا رمضان کے باقی دن میں روزہ رکھے گا

اخبرنا عبد الله بن محمد بن عبد الله بن يونس أبو حصين قال حدثنا عبثر قال حدثنا حصين عن الشعبي عن محمد بن صيفي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء امنكم احد اكل اليوم فقالوا منا من صام ومنا من لم يصم قال فاتموا بقية يومكم وابعثوا الى اهل العروض فليتموا بقية يومهم.

محمد بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص آج کے دن کھا پی چکا ہے لوگوں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے روزہ نہیں رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے باقی دن کو پورا کرو (یعنی بحالت امساک) اور مدینہ اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو اطلاع بھیج دو کہ وہ بھی اپنے باقی دن کو پورا کریں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت ماہ رمضان کے بعض دن میں پاک ہونے کے بعد یا مسافر کی اپنے وطن میں واپسی کے بعد باقی دن کے حصے میں کھانے پینے سے احتیاط کرے اس کا سبب صاحب ہدایہ نے یوں بیان کیا ہے کہ رمضان کا دن ایک معظم وقت ہے جس کی تعظیم کھانے پینے وغیرہ سے احتراز کی صورت میں ہو سکتی ہے اور یہ امساک حنفیہ کے نزدیک واجب

شاء امضاها وان شاء حبسها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز میرے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اب میں روزہ دار ہوں پھر اس دن کے بعد میرے پاس تشریف لائے اس دن میرے پاس حیس بھیجا گیا تھا میں نے اس میں سے کچھ حضور ﷺ کے واسطے چھپا رکھا تھا اور حضور ﷺ حیس کو پسند کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ میرے واسطے حیس بھیجا گیا میں نے اس میں سے کچھ آپ کے واسطے چھپا رکھا ہے حضور نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ بے شک میں نے صبح کی تھی اس حال میں کہ میں روزے سے ہوں پھر آپ نے حیس کھایا اس کے بعد فرمایا کہ نفلی روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص اپنے مال کا صدقہ نکالتا ہے پھر اگر وہ چاہے تو صدقے کے عمل کو پورا کرتا ہے اور اگر چاہے اس کو روک لیتا ہے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يزيد اخبرنا شريك عن طلحة بن يحيى بن طلحة عن مجاهد عن عائشة قالت دار علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دورة قال اعندك شيء قلت ليس عندي شيء قال فاني صائم قالت ثم دار علیّ الثانية وقد اهدي لنا حيس فجئت به فاكل فعجبت منه فقلت يا رسول اللہ دخلت علیّ وانت صائم ثم اكلت حيسا قال نعم يا عائشة انما منزلة من صام في غير رمضان او غير قضاء رمضان او في التطوع بمنزلة رجل اخرج صدقة ماله فجاد منها بما شاء فامضاه وبخل منها بما بقي فامسكه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے میں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضور نے فرمایا کہ اب میں روزہ دار ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور دوسری مرتبہ میرے پاس تشریف لائے اور ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا تھا میں نے اسے حضور کے سامنے پیش کیا آپ نے کھایا میں نے اس سے تعجب کیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے پھر آپ نے حیس کھایا حضور نے فرمایا ہاں اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس نے رمضان کے علاوہ یا قضاء رمضان کے علاوہ نفلی روزہ رکھا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے مال کا صدقہ نکالا اس میں سے جتنا چاہا خیرات کر دیا اور بقیہ کو بخل کی وجہ سے روک لیا۔

اخبرني عبد اللہ بن الهيثم قال حدثنا ابو بكر الحنفي قال حدثنا سفيان عن طلحة بن يحيى عن مجاهد عن عائشة قالت كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يجيئني ويقول هل عندكم غداء فنقول لا فيقول اني صائم فاتانا يوما وقد اهدي لنا حيس فقال هل عندكم شيء قلنا نعم اهدي لنا حيس قال اما اني قد اصبحت اريد الصوم فاكل خالفه قاسم بن يزيد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور فرماتے کیا تمہارے پاس طعام ہے ہم کہتے کہ نہیں پھر آپ نے فرمایا میں روزہ دار ہوں پھر ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا

تھا آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا ہاں ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا ہے فرمایا میں نے تو روزے رکھنے کے ارادے سے صبح کی تھی پھر آپ نے کھا لیا۔

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم قال حدثنا سفیان عن طلحة بن یحیی عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنین قالت اتانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوماً فقلنا اھدی لنا حیس قد جعلنا لك منه نصیبا فقال انی صائم فافطر۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے کہا کہ ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا ہے اس میں سے ہم نے آپ کا حصہ رکھ دیا ہے آپ نے فرمایا میں روزہ دار ہوں پھر افطار کر لیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا طلحة بن یحیی قال حدثتنی عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنین ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یاتیھا وھو صائم فقال اصبح عندکم شیء تطعمینیه فنقول لا فیقول انی صائم ثم جاءھا بعد ذلك فقالت اھدیت لنا ھدیة فقال ما ھی قالت حیس قال قد اصبحت صائما فاکل۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے تھے جبکہ آپ روزہ دار ہوتے آپ پوچھتے کیا کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہے جو تم مجھے کھلا سکتی ہو ہم کہتے نہیں تو آپ پھر فرماتے میں روزہ دار ہوں پھر اس کے بعد تشریف لائے اس وقت عرض کرتی کہ ہمارے واسطے ہدیہ بھیجا گیا ہے آپ فرماتے کیا ہے میں کہتی حیس آپ فرماتے کہ میں نے صبح کی تھی روزہ دار ہونے کی حالت میں پھر آپ نے کھایا۔

اخبرنا اسحق بن ابراھیم قال اخبرنا وکیع قال حدثنا طلحة بن یحیی عن عمته عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنین قالت دخل علیّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذات یوم فقال ھل عندکم شیء قلنا لا قال انی صائم۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز میرے پاس تشریف لائے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو میں روزہ دار ہوں۔

اخبرنی ابو بکر بن علی قال حدثنا نصر بن علی قال اخبرنی ابی عن القاسم ابن معن عن طلحة بن یحیی عن عائشة بنت طلحة ومجاھد عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اتاھا فقال ھل عندکم طعام فقلنا لا قال انی صائم ثم جاء یوماً آخر فقالت عائشة یا رسول اللّٰہ انا قد اھدی لنا ھدیة حیس فدعا به فقال اما انی قد اصبحت صائما فاکل۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا اچھا میں روزے سے ہوں پھر آپ دوسرے دن تشریف لائے تو حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے حیس کا ہدیہ بھیجا گیا ہے آپ نے اسے منگوایا پھر فرمایا کہ میں نے صبح کی تھی بحالت صوم پھر کھایا۔

اخبرنی عمرو بن یحیی بن الحارث قال حدثنا المعافی بن سلیمان قال حدثنا القاسم عن طلحة بن یحیی عن مجاهد وام کلثوم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی عائشة فقال هل عندك طعام نحوه قال ابو عبد الرحمن وقد رواه سماك بن حرب قال حدثنی رجل عن عائشة بنت طلحة.

حضرت مجاہد اور ام کلثوم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے راوی حدیث نے سابق کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنی صفوان بن عمرو قال حدثنا احمد بن خالد قال حدثنا اسرائیل عن سماك بن حرب قال حدثنی رجل عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنین قالت جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فقال هل عندكم من طعام قلت لا قال اذاً اصوم قالت ودخل علی مرةً اخری فقلت یا رسول اللہ قد اهدی لنا حیس فقال اذاً افطر الیوم وقد فرضت الصوم.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اب میں روزہ رکھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر دوسری مرتبہ تشریف لائے میں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے حیس بھیجا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ آج کے دن میں اس وقت افطار کرتا ہوں حالانکہ میں نے روزے کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔

تشریح: یہ روایتیں جو نفل روزے کے بارے میں آئی ہیں ان میں سے کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قضا لازم نہیں ہوتی حنفیہ کے نزدیک اس کی قضا واجب ہے اگر توڑ دے بغیر عذر یا ضیافت کے عذر سے توڑ دے دلیل اس کی ارشاد نبوی "اقضیا یوماً آخر مکانه" ہے یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تھا جبکہ انہوں نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا (رواہ الترمذی) یہ اقضیا اس روایت کے اندر مذکور ہے وہ ہمارے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔

روایات میں حیس کا لفظ آیا ہے وہ ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور اور گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے۔

ذكر اختلاف الناقلين لخبر حفصة في ذلك

نیت فی الصوم کے بارہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا القاسم بن زکریا ابن دینار قال حدثنا سعید بن شرحبیل قال اخبرنا اللیث عن یحیی بن ایوب عن عبد اللہ بن ابی بکر عن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر عن حفصة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا صیام له.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جس نے روزے کی نیت فجر سے پہلے رات سے نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرنا عبد الملک ابن شعیب بن اللیث بن سعد قال حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی یحیٰی بن ایوب عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر عن ابن شہاب عن سالم عن عبد اللّٰہ عن حفصۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جس نے قبل از فجر رات سے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرنی محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحکم عن اشہب قال اخبرنی یحیٰی بن ایوب وذکر اخر ان عبد اللّٰہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم حدثہما عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللّٰہ عن ابیہ عن حفصۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لم یجمع الصیام قبل طلوع الفجر فلا یصوم

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے۔

اخبرنا احمد بن الازہر قال حدثنا عبد الرزاق عن ابن جریج عن ابن شہاب عن سالم عن ابن عمر عن حفصۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لم یبیت الصیام من اللیل فلا صیام لہ

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات سے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا معمر قال سمعت عبید اللّٰہ عن ابن شہاب عن سالم عن عبد اللّٰہ عن حفصۃ انہا کانت تقول من لم یجمع الصیام من اللیل فلا یصوم۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے رات سے روزے کی نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وہب قال اخبرنا یونس عن ابن شہاب قال اخبرنی حمزۃ بن عبد اللّٰہ بن عمر عن ابیہ قال قالت حفصۃ زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا صیام لمن لم یجمع قبل الفجر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنی زکریا بن یحیٰی قال حدثنا الحسن بن عیسٰی قال اخبرنا ابن المبارک قال اخبرنا معمر عن

الزهری عن حمزة بن عبد اللّٰه عن عبد اللّٰه بن عمر عن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع قبل الفجر

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اس شخص کے واسطے روزہ نہیں جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبد اللّٰه عن سفیان بن عیینة ومعمر عن الزهری عن حمزة ابن عبد اللّٰه بن عمر عن ابیه عن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اس شخص کے واسطے روزہ نہیں جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم قال حدثنا سفیان عن الزهری عن حمزة بن عبد اللّٰه بن عمر عن حفصة قالت لاصیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا احمد بن حرب اخبرنا سفیان عن الزهری عن حمزة بن عبداللّٰه عن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

ارسله مالك بن انس قال الحارث بن مسکین قرآءة علیه وانا اسمع عن ابن القاسم قال حدثنی مالك عن ابن شهاب عن عائشة وحفصة مثله لا یصوم الا من اجمع الصیام قبل الفجر.

اس حدیث کو مالک بن انس نے بطور مرسل ابن شہاب سے وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث سابق کی طرح روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جو فجر سے پہلے روزے کی نیت کرے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا المعتمر قال سمعت عبید اللّٰه عن نافع عن ابن عمر قال اذا لم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلا یصم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی رات سے روزے کی نیت نہ کرے تو وہ روزہ نہ رکھے۔

قال الحارث بن مسکین قرآءة علیه وانا اسمع عن ابن القاسم حدثنی مالك عن نافع عن ابن عمر انه کان یقول لا یصوم الا من اجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت کی ہو۔

تشریح: صوم فرض جو معین زمانہ اور وقت سے متعلق نہ ہو جیسے قضاء رمضان اور کفارہ اور نذر مطلق کے روزے ان سب میں رات سے نیت شرط ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور جس صوم کے واسطے زمانہ اور وقت معین ہے جیسے رمضان اور نذر معین کے روزے اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ وغیرہم کے نزدیک اس میں بھی رات سے نیت ضروری ہے ورنہ روزہ درست نہ ہوگا ان کا استدلال حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر رات سے نیت نہیں کی تو نصف النہار شرعی تک نیت کرنا درست ہے امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کی دلیل وہ حدیث ہے جو پیچھے "اذا لم یجمع من اللیل الخ" عنوان کے تحت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کی تشریح وہاں گذر چکی ہے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بخاری و مسلم میں زیادہ تفصیل سے بیان کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں "انه علیه الصلاة والسلام امر رجلا من اسلم ان أذن فی الناس الحدیث" نسائی کی روایت میں کچھ اختصار ہے غرض اس سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر امام طحاویؒ نے فرمایا کہ جس روزے کے واسطے زمانہ اور وقت معین ہے اگر اس میں کسی نے رات سے نیت نہیں کی جیسے روزۂ رمضان میں تو نصف النہار شرعی تک اس کی نیت معتبر ہے وہ صوم عاشوراء یعنی محرم کی دسویں تاریخ روزہ کے واسطے متعین ہے اور صوم عاشوراء روزۂ رمضان سے منسوخ ہونے سے پہلے فرض تھا کیونکہ اسی حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ "من اکل فلیصم بقیة یومه ومن لم یکن اکل فلیصم الخ" اب جن لوگوں نے نہیں کھایا انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا اور جن لوگوں نے کھا لیا ہے انہیں بقیہ دن کھانے پینے سے باز رہنے کا حکم دیا صرف صوم فرض میں ہو سکتا ہے جو ابتداء میں اپنے معین دن میں فرض کیا گیا تو لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ جو روزہ معین وقت اور دن سے متعلق ہو اس میں اگر رات سے نیت نہیں کی تو نہار شرعی کے نصف تک کہ چاشت کا آخر وقت ہوتا ہے نیت کرنا کافی ہے اسی کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جس حدیث سے امام شافعیؒ وغیرہ نے استدلال کیا ہے اس کے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے کسی راوی نے بطور مرفوع اور کسی نے بطور موقوف بیان کیا ہے اور اکثر محدثین نے موقوفاً روایت کی ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر موقوف رکھا ہے اس لئے ہمارے ائمہ بخاری و مسلم کی جس روایت سے استدلال کرتے ہیں اس کو زیادہ قوی ہونے کی وجہ سے امام شافعیؒ کی روایت متعدد پر ترجیح ہوگی جس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نہار شرعی کے نصف تک نیت جائز ہوگی اور روایت مذکورہ فی الباب کو حنفیہ کمال کی نفی پر محمول کرتے ہیں نہ کہ جواز کی نفی پر چنانچہ صاحب ہدایہؒ نے فرمایا کہ "وما رواه محمول علی نفی الفضیلة والکمال" یعنی امام شافعیؒ وغیرہ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ محمول ہے فضیلت و کمال کی نفی پر یعنی جب رات سے نیت نہ کی ہو تو اس کا روزہ بہ صفت کمال و فضیلت ادا نہ ہوگا جیسے نبی کے الفاظ مثلاً "لا وضوء لمن لم یسم" وغیرہ میں یہی معنی مراد ہیں۔ (کذا فی المرقات)

علاوہ اس کے حدیث مذکور حنفیہ پر اس لئے حجت نہیں ہو سکتی کہ شوافع کے نزدیک بھی مخصوص البعض ہے جیسے نفل روزہ میں ان کے یہاں بھی رات سے نیت ضروری نہیں۔

صوم نبی اللہ داؤد علیہ السلام

اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن عمرو بن اوس انه سمع عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احب الصیام الی اللّٰه عزوجل صیام داؤد علیه السلام کان یصوم یوما ویفطر یوماً واحب الصلوٰة الی اللّٰه عزوجل صلوٰة داؤد علیه السلام کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثة وینام سدسه.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محبوب ترین روزہ (نفلی روزوں میں) اللہ برتر و بزرگ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے آپ روزہ رکھتے تھے ایک دن اور افطار کرتے تھے ایک دن اور محبوب ترین نماز اللہ عزوجل کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی رات کو عبادت کرتے تھے پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے تھے۔

صوم النبی صلی الله علیه وسلم بابی هو وامی وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلک

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) روزے کا بیان

اخبرنا القاسم بن زکریا قال حدثنا عبید اللّٰه قال حدثنا یعقوب عن جعفر عن سعید عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کو نہ چھوڑتے تھے حضر میں بھی اور سفر میں بھی۔

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا محمد حدثنا شعبة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول ما یرید ان یصوم وما صام شهراً متتابعاً غیر رمضان منذ قدم المدینة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ نے جب سے مدینہ میں تشریف لائے سوائے رمضان کے کسی مہینے میں لگاتار روزے نہیں رکھے۔

اخبرنا محمد بن النضر بن مساور المروزی قال حدثنا حماد عن مروان ابی لبابة عن عائشة قالت

كان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول ما يريد ان يفطر ويفطر حتى نقول ما يريد ان يصوم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ افطار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزے رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود عن خالد قال حدثنا سعيد قال حدثنا قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لا اعلم نبي الله صلى الله عليه وسلم قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهراً قط كاملاً غير رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھے تو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور صبح تک تمام رات عبادت کی ہو اور رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے میں روزہ رکھا ہو۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ايوب عن عبدالله بن شقيق قال سألت عائشة عن صيام النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان يصوم حتى نقول قد صام ويفطر حتى نقول قد افطر وما صام رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا كاملا منذ قدم المدينة الا رمضان.

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے روزے رکھتے رہیں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے افطار کرتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ میں تشریف لائے سوائے رمضان کے پورے کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال حدثنا معاوية بن صالح ان عبد الله بن ابي قيس حدثه انه سمع عائشة تقول كان احب الشهور الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصومه شعبان بل كان يصله برمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھنے کو بہت دوسرے مہینوں کے زیادہ پسند فرماتے بلکہ آپ شعبان کے روزے کو رمضان سے ملا دیتے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داؤد قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني مالك وعمرو بن الحارث وذكر آخر قبلهما ان ابا النضر حدثهم عن ابي سلمة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول ما يفطر ويفطر حتى نقول ما يصوم وما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر اكثر صياما منه في شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ روزے نہیں رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مہینے میں بہت روزے رکھتے ہوں مگر شعبان میں۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو داؤد قال اخبرنا شعبة عن منصور قال سمعت سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمة عن ام سلمة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لا یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینے لگاتار روزے نہیں رکھتے مگر شعبان اور رمضان میں۔

اخبرنا محمد بن الولید قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن توبة عن محمد بن ابراھیم عن ابی سلمة عن ام سلمة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ لم یکن یصوم من السنة شہراً تاماً الا شعبان ویصل بہ رمضان۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی مہینہ میں اس کے تمام ایام میں روزے نہیں رکھتے تھے مگر شعبان میں اور اس کو رمضان سے ملا دیتے۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراھیم قال حدثنی عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحٰق قال حدثنی محمد بن ابراھیم عن ابی سلمة عن عائشة قالت لم یکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لشہر اکثر صیاما منہ لشعبان کان یصومہ او عامتہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے آپ تمام شعبان میں یا اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنی عمرو بن ھشام قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابن اسحٰق عن یحیی بن سعید عن ابی سلمة عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم شعبان الا قلیلا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے سوائے چند روز کے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا بقیة قال حدثنا بحیر عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر ان عائشة قالت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصوم شعبان کلہ۔

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا ثابت بن قیس ابو الغصن شیخ من اھل المدینة قال حدثنی ابو سعید المقبری قال حدثنی اسامة بن زید قال قلت یا رسول اللّٰہ لم ارك تصوم شہراً من الشہور ما تصوم من شعبان قال ذلك شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے شعبان میں رکھتے ہیں آپ نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ایسا ہے جس سے لوگ غافل ہیں اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جاویں اس حال میں کہ روزے سے ہوں۔

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا ثابت بن قیس ابو الغصن شیخ من اهل المدینة قال حدثنا ابو سعید المقبری قال حدثنی اسامة بن زید قال قلت یا رسول اللّٰه انك تصوم حتی لا تكاد تفطر وتفطر حتی لا تكاد ان تصوم الا یومین ان دخلا فی صیامك والا صمتهما قال ایّ یومین قلت یوم الاثنین ویوم الخمیس قال ذانك یومان تعرض فیهما الاعمال علی رب العالمین فاحب ان یعرض عملی وانا صائم۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ روزے رکھتے ہیں حتیٰ کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ افطار نہیں کریں گے اور آپ افطار کرتے ہیں حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ روزے نہیں رکھیں گے مگر دو دنوں میں اگر وہ آپ کے روزے میں داخل ہوں (تب تو کوئی اشکال نہیں) ورنہ آپ ان دونوں میں (قصداً) روزے رکھتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کون سے دو روز میں نے عرض کیا پیر کے روز اور جمعرات کے روز حضور ﷺ نے فرمایا یہ دو روز ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل اس حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا زید بن الحباب قال اخبرنی ثابت بن القیس الغفاری قال حدثنی ابو سعید المقبری قال حدثنی ابو هریرة عن اسامة بن زید ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كان یسرد الصوم فیقال لا یفطر ویفطر فیقال لا یصوم۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ ﷺ لگاتار روزے رکھتے تھے پس کہا جاتا تھا کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے پس کہا جاتا تھا کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان عن بقیة قال حدثنا بحیر عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر ان عائشة قالت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كان یتحرّی صیام الاثنین والخمیس۔

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ قصداً پیر اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد اللّٰه بن داؤد قال اخبرنی ثور عن خالد بن معدان عن ربیعة الجرشی عن عائشة قالت كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یتحرّی یوم الاثنین والخمیس۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے دن کے روزے کو فضیلت دیتے تھے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال اخبرنا عبيد الله بن سعيد الاموی قال حدثنا سفيان عن ثور عن خالد بن معدان عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرىٰ يوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کو زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابو داؤد عن سفيان عن منصور عن خالد بن سعد عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرىٰ يوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم بن حبيب بن الشهيد قال حدثنا يحيىٰ ابن يمان عن سفيان عن عاصم عن المسيب بن رافع عن سوآء الخزاعي عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزے رکھتے تھے۔

اخبرني ابوبكر بن علي قال حدثنا ابو نصر التمار قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن سوآء عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من كل شهر ثلثة ايام الاثنين والخميس من هذه الجمعة والاثنين من المقبلة.

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے پیر اور جمعرات کے روز اس ہفتے سے اور پیر کے دن اگلے ہفتے سے۔

اخبرني زكريا بن يحيىٰ قال حدثنا اسحٰق قال اخبرنا النضر قال حدثنا حماد عن عاصم بن ابي النجود عن سوآء عن حفصة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من كل شهر يوم الخميس ويوم الاثنين ومن الجمعة الثانية يوم الاثنين.

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے ہر مہینے سے جمعرات اور پیر کے دن اور دوسرے ہفتے سے پیر کے دن۔

اخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار قال حدثنا حسين عن زائدة عن عاصم عن المسيب عن حفصة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ مضجعه جعل كفه اليمنى تحت خده الايمن وكان يصوم الاثنين والخميس.

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب گاہ پر تشریف لاتے تو اپنی

دائیں ہتھیلی کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور پیر اور جمعرات کے دن روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن علی بن الحسن بن شقیق قال ابی اخبرنا ابوحمزۃ عن عاصم عن زر عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ایام من غرۃ کل شہر وقلما یفطر یوم الجمعۃ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے تین دن ہر مہینے کے اول سے اور جمعہ کے روز بہت کم افطار کرتے۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا ابو کامل قال حدثنا ابو عوانۃ عن عاصم بن بھدلۃ عن رجل عن الاسود بن ھلال عن ابی ھریرۃ قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم برکعتی الضحٰی وان لا انام الا علی وتر وصیام ثلثۃ ایام من الشہر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے چاشت کی دو رکعت پڑھنے کا اور یہ کہ میں وتر پڑھ کر سو جاؤں اور یہ کہ مہینے میں تین روزے رکھوں۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا سفیان عن عبید اللّٰہ انہ سمع ابن عباس وسئل عن صیام عاشوراء قال ماعلمت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صام یوما یتحری فضلہ علی الایام الا ھذا الیوم یعنی شہر رمضان ویوم عاشوراء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صوم عاشوراء کے بارے میں سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں تو نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن میں اس کی دوسرے ایام پر فضیلت کا قصد کرتے اور یہ روزہ رکھا ہو مگر ماہ رمضان اور عاشوراء کے دن میں۔

اخبرنا قتیبۃ عن سفیان عن الزھری عن حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف قال سمعت معاویۃ یوم عاشوراء وھو علی المنبر یقول یا اھل المدینۃ این علماؤکم سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول فی ھذا الیوم انی صائم فمن شاء ان یصوم فلیصم.

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عاشوراء کے دن منبر پر فرماتے سنا ہے کہ اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن میں فرماتے سنا ہے کہ میں روزہ دار ہوں پس جو شخص روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے۔

اخبرنی زکریا بن یحیٰی قال حدثنا شیبان قال حدثنا ابوعوانۃ عن حُر بن الصیاح عن ھنیدۃ بن خالد عن امرأتہ قالت حدثتنی بعض نساء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصوم یوم عاشوراء وتسعاً من ذی الحجۃ وثلثۃ ایام من الشہر اول اثنین من الشہر وخمیسین.

ہنیدہ بن خالد سے روایت ہے وہ اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

میں سے ایک بیوی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے عاشوراء کے دن اور ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو اور تین دن مہینے میں مہینے کے اول پیر کے روز اور دو جمعرات کو یعنی ایک روز پہلی جمعرات کو اور دوسرا دوسری جمعرات کو۔

تشریح: ابن علاء کہتے ہیں کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ صوم عاشوراء کو بعض لوگ واجب کہتے ہیں اور کوئی حرام اور کوئی مکروہ کہتا ہے اس لئے انہوں نے بڑے مجمع کے سامنے واضح کر دیا کہ نہ واجب ہے اور نہ حرام اور نہ مکروہ اس لئے کہ میں نے اسی یوم عاشوراء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "انی صائم فمن شاء ان یصوم فلیصم" اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ (اللہ النووی کمافی الحاشیة)

ذکر الاختلاف علی عطاء فی الخبر فیہ

عطاء پر اختلاف کا ذکر اس حدیث میں جو صوم کے متعلق ان سے مروی ہے

. اخبرنی حاجب بن سلیمان قال حدثنا الحارث بن عطیة قال حدثنا الاوزاعی عن عطآء بن ابی رباح عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام الابد فلا صام۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنی عیسٰی بن مساور عن الولید قال حدثنا الاوزاعی قال اخبرنی عطآء عن عبد اللہ ح واخبرنا محمد بن عبداللّٰہ قال حدثنا الولید عن الاوزاعی قال حدثنا عطاء عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام الابد فلا صام ولا افطر۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا العباس بن الولید قال حدثنا ابی وعقبة عن الاوزاعی حدثنی عطآء قال حدثنا من سمع ابن عمرو یقول قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام الابد فلا صام۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا اسماعیل بن یعقوب قال حدثنا محمد بن موسٰی قال حدثنا ابی عن الاوزاعیؒ عن عطآء قال حدثنی من سمع ابن عمرو ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من صام الابد فلا صام۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا احمد بن ابراھیم بن محمد قال حدثنا ابن عائذ قال حدثنا یحیٰی عن الاوزاعی عن عطآء انہ حدثہ قال حدثنی من سمع عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام الابد فلا صام ولا افطر۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن قال حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج سمعت عطاء ان ابا العباس الشاعر اخبره انه سمع عبد الله بن عمرو بن العاص قال بلغ النبي صلى الله عليه وسلم اني اسرد الصوم وساق الحديث قال قال عطاء لا ادري كيف ذكر صيام الابد لا صام من صام الابد.

ابوالعباس شاعر نے عطاء سے بیان کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں اور انہوں نے پوری حدیث بیان کی۔

تشریح: اس روایت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس کے متعلق فرمایا "فلا صام" یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ سوال علامہ سندھی نے اٹھایا ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ صوم الابد مستلزم ہے عیدین اور ایام تشریق کے روزے کو اور وہ حرام ہے اس لئے ارشاد فرمایا۔ کذا فی الحاشیہ

بہر حال ہمیشگی کا روزہ چونکہ موافق شرع نہیں اس لئے ممنوع ہے۔

النهي عن الصيام الدهر وذكر الاختلاف على مطرف بن عبدالله في الخبر فيه

صوم دہر سے ممانعت کا بیان

اخبرنا علي بن حجر قال اخبرنا اسماعيل عن الجريري عن يزيد بن عبد الله بن الشخير عن اخيه مطرف عن عمران قال قيل يا رسول الله ان فلانا لا يفطر نهارا الدهر قال لا صام ولا افطر.

مطرف حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص روزہ رکھتا ہے اور کبھی افطار نہیں کرتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا عمرو بن هشام قال حدثنا مخلد عن الاوزاعي عن قتادة عن مطرف بن عبد الله بن الشخير اخبرني ابي انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر عنده رجل يصوم الدهر قال لا صام ولا افطر.

مطرف کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابوداود قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت مطرف بن عبد الله بن الشخير يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في صوم الدهر لا صام ولا

افطر.

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم دہر کے بارے میں فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

تشریح: ارشاد نبوی "لا صام ولا افطر" کے متعلق بعض حضرات نے کہا کہ یہ اس پر بددعا ہے تاکہ ہمیشگی کے روزے سے باز رہے اور بعض نے کہا خبر ہے کہ اس نے روزہ نہیں رکھا یعنی کوئی ثواب اس کو نہیں ملا اس لئے کہ شارع علیہ السلام کے حکم سے نہیں ہے اور نہ افطار کیا اس لئے کہ کچھ نہ کھایا لہٰذا ثواب افطار کو نہیں پایا۔ (کذا فی الحاشیہ)

یا ارشاد مذکور اس لئے فرمایا کہ روزہ تو عادی ہو گیا اور عبادت تو عادت کی مخالفت پر مبنی ہے یا اس لئے کہ اس کے ذمہ پر حقوق بہت سے واجب ہیں وہ تلف ہوں گے۔ (اللہ شیخ الہند)

اقوال ائمہ: امام شافعی وغیرہ ایام خمسہ کے ساتھ تمام سال کے روزہ کو صوم دہر کہتے ہیں یہی ان کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظم علاوہ ایام خمسہ یعنی عیدین اور ایام تشریق کے صوم دہر کہتے ہیں اور شوافع اس صورت کو مکروہ نہیں کہتے امام اعظم اس کو مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر صوم دہر سے مراد وہ ہو جو شوافع لیتے ہیں تو چاہئے کہ حرام ہو نہ صرف مکروہ اور حنفیہ کی مراد پر ارشاد نبوی "لزوجك عليه حق" دلالت کرتا ہے کیونکہ صرف ایام خمسہ میں افطار کرنے سے بیوی کا حق ادا نہیں ہو جاتا حالانکہ شوافع اس میں کراہت نہیں مانتے، پس معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا تمام سال سوائے ایام خمسہ کی حنفیہ کے ہاں بہتر نہیں۔ (ماخوذ از تقاریر ترمذی شیخ الہند)

ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه

غیلان بن جریر پر اس حدیث میں اختلاف کا ذکر

اخبرني هارون بن عبد الله قال حدثنا الحسن بن موسى قال حدثنا ابو هلال قال حدثنا غيلان وهو ابن جرير قال حدثنا عبد الله وهو ابن معبد الزماني عن ابي قتادة عن عمر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فمررنا برجل فقالوا يا نبي الله هذا لا يفطر منذ كذا وكذا قال لا صام ولا افطر.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم ایک شخص کے پاس سے گذرے تو لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی یہ شخص افطار نہیں کرتا اتنی اتنی مدت سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن غيلان سمع عبد الله ابن معبد الزماني عن ابي قتادة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صومه فغضب فقال عمر رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا وسئل عن صوم الدهر فقال لا صام ولا افطر او ما صام وما افطر.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ کو غصہ آگیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم راضی ہوئے اللہ کے ساتھ اس کے رب ہونے پر اور اسلام کے ساتھ اس کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے رسول ہونے پر اور آپ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو زمانہ دراز تک روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

تشریح: اس سائل پر غصے کا سبب یہ تھا کہ اس کو اپنے حال سے سوال کرنا چاہیے تھا کہ میں روزہ کس طرح رکھوں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جو کچھ اس کے موافق ہوتا لیکن اس کے برعکس اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے سوال کیا کہ آپ روزہ کس طرح رکھتے ہیں اب اس کے جواب دینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے فساد اور فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوا کہ شاید سائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کو کم سمجھتا یا اس سے عاجز ہو جاتا یا اس کے واجب ہونے کا اعتقاد کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اس لئے کہ مصالح مسلمین میں اور ازواج مطہرات اور مہمانوں کے حقوق میں مشغول رہتے تھے نیز مباحثہ فی الصوم اس لئے نہ کرتے تھے تا کہ لوگ ضرر سے بچیں اس لئے کہ ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی خواہش رکھتا تھا۔ (قاله النووي كما في المرقات)

سرد الصيام

مسلسل روزے رکھنے کا حکم

اخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي قال حدثنا حماد عن هشام عن ابيه عن عائشة ان حمزة ابن عمرو الاسلمي سال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني رجل اسرد الصوم افاصوم في السفر قال صم ان شئت او افطر ان شئت.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں ایسا شخص ہوں کہ لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ یا افطار کر اگر تو چاہے۔

صوم ثلثى الدهر وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك

دو تہائی سال میں روزہ رکھنا کیسا ہے اور اس کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن ابي عمار عن عمرو بن شرحبيل عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قيل للنبي صلى الله عليه وسلم رجل يصوم الدهر قال وددت انه لم يطعم الدهر قالوا فثلثيه قال اكثر قالوا فنصفه قال اكثر قال الا اخبركم بما يذهب وحر الصدر صوم ثلثة ايام من كل شهر.

عمرو بن شرحبیل ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مسلسل روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ وہ مدت دراز تک کچھ نہ کھاوے پھر لوگوں نے عرض کیا دو تہائی دہر کے روزے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وہ اکثر ہے (یعنی مناسب حد سے بہت زیادہ ہے) پھر لوگوں نے عرض کیا نصف دہر کے روزے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بھی بہت زیادہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو تمہارے سینے کی سوزش ختم کر دے وہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے۔

اخبرنا محمد العلاء قال حدثنا ابو معاوية قال حدثنا الاعمش عن ابي عمار عن عمرو بن شرحبيل قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل فقال يا رسول الله ما تقول في رجل صام الدهر كله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وددت انه لم يطعم الدهر شيئا قال فثلثيه قال اكثر قال فنصفه قال اكثر قال افلا اخبركم بما يذهب وحر الصدر قالوا بلى قال صيام ثلثة ايام من كل شهر.

عمرو بن شرحبیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو تمام سال روزہ رکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری خواہش ہے کہ وہ پورے سال میں کچھ نہ کھاوے اس شخص نے کہا دو تہائی سال کے روزے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بہت زیادہ ہے اس نے کہا نصف سال کے روزے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بھی بہت زیادہ ہے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو دل کی سوزش کو ختم کر دے لوگوں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن غيلان بن جرير عن عبد الله بن معبد الزماني عن ابي قتادة قال عمر يا رسول الله كيف بمن يصوم الدهر كله قال لا صام ولا افطر او لم يصم ولم يفطر قال يا رسول الله كيف بمن يصوم يومين ويفطر يوما قال ويطيق ذلك احد قال فكيف بمن يصوم يوما ويفطر يوما قال ذلك صوم داود عليه السلام قال كيف بمن يصوم يوما ويفطر يومين قال وددت اني اطيق ذلك قال ثم قال ثلث من كل شهر ورمضان الى رمضان هذا صيام الدهر كله.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو تمام سال روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن افطار کرتا ہے آپ نے فرمایا کیا اس کی کوئی شخص طاقت رکھتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک روز روزہ رکھتا ہے اور ایک روز افطار کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک روز روزہ رکھتا ہے اور دو روز افطار کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امید ہے کہ میری امت اس کی طاقت رکھے گی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین روزے ہر مہینے میں اور رمضان

سے رمضان تک یہ تین روزے تمام سال کے یعنی ان کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے ہمیشہ روزے رکھنے کا۔

تشریح: حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا تھا اس کے روزے کا کیا حکم ہے اس کے متعلق حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا "وددت انه لم يطعم الدهر" یعنی میری خواہش ہے کہ وہ مدت دراز تک دن میں اور رات کو کچھ نہ کھائے یہاں تک کہ بھوک سے مر جائے اس سے مقصود اس کے اس عمل کی کراہت کا اظہار ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے عمل کو ناپسند فرمایا حتیٰ کہ اس کے واسطے بھوک سے مر جانے کی تمنا فرمائی پھر دو پہر کے دو تہائی حصے میں روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ اکثر ہے یعنی روزوں کا مناسب حد سے اکثر ہے، پھر نصف دوپہر تک کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ وہ بھی اکثر ہے یعنی یہ عمل بھی روزے کا لوگوں کے غالب احوال کے پیش نظر اکثر ہے کیونکہ اس سے بھی ضعف پیدا ہوگا اور وہ اقامت فرائض وغیرہ میں ضرر انداز ہوگا غرض کہ یہ بات لوگوں کے غالب احوال کے پیش نظر رکھتے ہوئے فرمائی ورنہ در حقیقت وہ تو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جس کے متعلق احب الصیام فرمایا۔ وکذا فی (الحاشیۃ للعلامۃ السندی)

صوم يوم وافطار يوم وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عبد الله بن عمرو فيه

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے راویوں میں اختلاف الفاظ کا ذکر

قال وفيما قرأ علينا احمد بن منيع قال حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين ومغيرة عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام صيام داؤد عليه السلام كان يصوم يوماً ويفطر يوماً.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزوں میں افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا يحيى بن حماد قال حدثنا ابو عوانة عن مغيرة عن مجاهد قال قال لي عبد الله بن عمرو انكحني ابي امرأة ذات حسب فكان يأتيها فيسألها عن بعلها فقالت نعم الرجل من رجل لم يطأنا فراشا ولم يفتش لنا كنفا منذ اتيناه فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ائتني به فأتيته معه فقال كيف تصوم قلت كل يوم قال صم من كل جمعة ثلثة ايام قلت اني اطيق افضل من ذلك قال صم يومين وافطر يوماً قال اني اطيق افضل من ذلك قال صم افضل الصيام صيام داؤد عليه السلام صوم يوم وفطر يوم.

حضرت مجاہد سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک خوبصورت شریف خاندان کی لڑکی سے کرا دیا ان کے والد ان کی بیوی کے پاس آتا تھا وہ اس سے اپنے شوہر کا حال پوچھتا یعنی میرا حال پوچھتا وہ کہتی بہت اچھا آدمی ہے وہ رات کو بستر پر نہیں آتا اور ہماری کوئی چیز کا تلاش نہیں کیا (یعنی ہمارے پاس نہیں آیا) جب سے میں ان کے پاس آئی ہوں، پس ان کے والد نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ میں حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو میں نے کہا روزانہ آپ نے فرمایا ہر جمعہ سے تین روزہ رکھو میں نے کہا بے شک میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا دو دن روزے رکھو اور ایک دن افطار کرو میں نے کہا بے شک میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ روزوں میں سے سب سے بہتر روزہ رکھو اور وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا۔

أخبرنا أبو حصين عبد الله بن أحمد بن عبد الله بن يونس قال حدثنا عبثر قال حدثنا حصين عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو قال زوجني أبي امرأة فجاء يزورها فقال كيف ترين بعلك فقالت نعم الرجل من رجل لا ينام الليل ولا يفطر النهار فوقع بي وقال زوجتك امرأة من المسلمين فعضلتها قال فجعلت لا ألتفت إلى قوله مما أرى عندي من القوة والاجتهاد فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال لكني أنا أقوم وأنام وأصوم وأفطر فقم ونم وصم وأفطر قال صم من كل شهر ثلاثة أيام فقلت أنا أقوى من ذلك قال صم صوم داود عليه السلام صم يوما وأفطر يوما قلت إني أقوى من ذلك قال اقرأ القرآن في كل شهر ثم انتهى إلى خمس عشرة وأنا أقول أنا أقوى من ذلك.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میرے والد نے میری ایک عورت سے شادی کرا دی پھر ان کے والد اس کے پاس ملاقات کے لئے گئے پوچھا اپنے شوہر کا معاملہ کیسا ہے انہوں نے کہا وہ بہت اچھا آدمی ہے نہ رات کو سوتا ہے اور نہ دن کو افطار کرتا ہے، پس انہوں نے مجھے سرزنش کی اور فرمایا کہ تیری بیوی ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے تو اپنے کو اس کے قریب ہونے سے روکتا ہے (یعنی اپنی بیوی کا حق زوجیت ادا نہیں کرتا ہے) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں کی اس لئے کہ میں اپنے کو طاقتور پاتا ہوں، پس اس کی خبر نبی ﷺ کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ میں عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں، پس تم رات کے کچھ حصہ میں عبادت کرو پھر سو جایا کرو اور روزہ رکھو اور افطار بھی کر لیا کرو پھر فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو میں نے کہا کہ میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کرو کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو میں نے عرض کیا کہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پورے مہینے میں پڑھ لیا کرو (یعنی ایک ختم) پھر پندرہ دن میں ختم کرنے کو فرمایا اور میں کہتا تھا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

أخبرنا يحيى بن درست قال حدثنا أبو إسماعيل قال حدثنا يحيى بن أبي كثير أن أبا سلمة حدثه

ان عبداللّٰہ قال دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حجرتی فقال الم اخبر انك تقوم اللیل وتصوم النہار قال بلی قال فلا تفعلن نم وقم وصم وافطر فان لعینك علیك حقا وان لجسدك علیك حقا وان لزوجك علیك حقا وان لضیفك علیك حقا وان لصدیقك علیك حقا وانہ عسی ان یطول بك عمر وانہ حسبك ان تصوم من کل شہر ثلثا فذلك صیام الدہر کلہ والحسنۃ بعشر امثالہا قلت انی اجد قوۃ فشددت فشدد علی قال صم من کل جمعۃ ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلك فشددت فشدد علی قال صم صوم نبی اللّٰہ داؤد علیہ السلام قلت وما کان صوم داؤد قال نصف الدہر۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا مجھ کو یہ بات کی خبر نہیں دی گئی کہ تم رات کو عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کرو سویا کرو اور عبادت بھی کیا کرو روزے رکھو اور افطار بھی کیا کرو اس لئے کہ تمہاری آنکھوں کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے مہمانوں کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے دوست کے واسطے تم پر حق ہے اور شاید تمہاری عمر لمبی ہو اور تمہیں ہر مہینے میں تین روزے کافی ہیں یہ تین روزے تمام سال کے روزوں کے برابر ہیں اس لئے کہ ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں خود کو طاقتور پاتا ہوں پس میں نے سختی کی اس لئے مجھ پر سختی کی گئی فرمایا ہر جمعہ کو (یعنی ہفتہ میں) تین دن روزے رکھو میں نے کہا کہ اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں پس میں نے سختی کی اس لئے مجھ پر تنگی ڈالی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھا کرو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا میں نے عرض کیا داؤد علیہ السلام کیسے روزے رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف سال روزے سے رہتے تھے، یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرنے کے اعتبار سے نصف سال روزے کی حالت میں گذر جاتا ہے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمۃ بن عبدالرحمن ان عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال ذکر لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ یقول لا قومن اللیل ولا صومن النہار ماعشت فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انت الذی تقول ذلك فقلت لہ قد قلتہ یا رسول اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانك لا تستطیع ذلك فصم وافطر ونم وقم وصم من الشہر ثلثۃ ایام فان الحسنۃ بعشر امثالہا وذلك مثل صیام الدہر قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال صم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلك یارسول اللّٰہ قال فصم یوما وافطر یوما وذلك صیام داؤد علیہ السلام وہو اعدل الصیام قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا افضل من ذلك قال عبد اللّٰہ بن عمرو لان اکون قبلت الثلثۃ الایام التی قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احب الی من اہلی ومالی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ

یعنی میں کہتا ہوں کہ میں رات کو عبادت کروں گا اور دن میں روزہ رکھوں گا جب تک زندہ رہوں میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہی کہتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میں نے یہی کہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور آرام بھی کرو اور عبادت بھی کرو اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو اس لئے کہ ہر نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہیں میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ سب روزوں سے افضل ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس سے افضل کی قوت رکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ کاش میں ان تین دنوں کو قبول کر لیتا جو رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں تو میرے نزدیک اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ بہتر ہوتا۔

اخبرنی احمد بن بکار قال حدثنا محمد وھو ابن سلمۃ عن ابن اسحٰق عن محمد بن ابراھیم عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن قال دخلت علی عبد اللّٰہ بن عمرو قلت ای عمی حدثنی عما قال لک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ابن اخی انی کنت قد اجمعت علی ان اجتھد اجتھاداً شدیداً حتی قلت لا صومن الدھر ولا قرأن القرآن فی کل یوم ولیلۃ فسمع بذلک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاتانی حتی دخل علیّ فی داری فقال بلغنی انک قلت لاصومنّ الدھر ولا قرأنّ القرآن فقلت قد قلت ذلک یا رسول اللّٰہ قال فلا تفعل صم من کل شھر ثلثۃ ایام قلت انی اقوی علی اکثر من ذلک قال فصم من الجمعۃ یومین الاثنین والخمیس قلت انی اقوی علی اکثر من ذلک قال فصم صیام داؤد علیہ السلام فانہ اعدل الصیام عند اللّٰہ یوما صائماً ویوماً مفطراً وانہ کان اذا وعد لم یخلف واذا لاقی لم یفر۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا میں نے کہا اے چچا مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد بیان کیجئے جو آپ سے فرمایا تھا تو انہوں نے کہا بھتیجے میں نے اس کا عزم کر لیا تھا کہ پوری طاقت لگا دوں گا حتیٰ کہ میں نے کہا کہ ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ہر شب و روز میں قرآن ختم کروں گا پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا آپ میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمہاری طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے کہا ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ہر شب و روز میں قرآن ختم کروں گا میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک میں نے ایسا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کر ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ سے دو دن پیر اور جمعرات کو روزہ رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کرو اس لئے کہ وہ اللہ کے یہاں افضل صیام ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب وہ وعدہ کرتے تو اس کے خلاف نہ کرتے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو نہیں بھاگتے۔

ذکر الزیادة فی الصیام والنقصان وذکر اختلاف الناقلین لخبر عبد اللہ بن عمرو فیہ

صوم میں زیادتی وکمی کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن زیاد بن فیاض سمعت ابا عیاض یحدث عن عبد اللہ ابن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ صم یوماً ولک اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلک قال صم یومین ولک اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلک قال صم ثلثة ایام ولک اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلک قال صم اربعة ایام ولک اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلک قال صم افضل الصیام عند اللہ صوم داؤد علیہ السلام کان یصوم یوماً ویفطر یوماً

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو تم کو باقی (نو دنوں) کا ثواب ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا دو دن روزہ رکھو تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا تین دن روزہ رکھو تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا چار دن روزہ رکھو تم باقی دنوں کا ثواب پاؤ گے انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو جو سب روزوں سے افضل ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا المعتمر عن ابیہ قال حدثنا ابو العلاء عن مطرف عن ابن ابی ربیعة عن عبد اللہ بن عمرو قال ذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الصوم فقال صم من کل عشرة ایام یوماً ولک اجر تلک التسعة فقلت انی اقوی من ذلک قال فصم من کل تسعة ایام یوماً ولک اجر تلک الثمانیة قلت انی اقوی من ذلک قال فصم من کل ثمانیة ایام یوماً ولک اجر تلک السبعة قلت انی اقوی من ذلک قال فلم یزل حتی قال صم یوما وافطر یوماً.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے روزے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا ہر دس دن سے ایک دن روزہ رکھو تم کو باقی نو دنوں کا اجر ملے گا میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ہر نو دن میں ایک دن روزہ رکھو تم کو ان آٹھ دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا آٹھ دن میں سے ایک دن روزہ رکھو تم کو سات دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی کہتے رہے حتیٰ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراھیم قال حدثنا یزید قال حدثنا حماد ح واخبرنی زکریا بن یحیی

قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا حماد عن ثابت عن شعیب بن عبد اللہ بن عمرو عن ابیہ قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صم یوماً ولک اجر عشرۃ فقلت زدنی قال صم یومین ولک اجر تسعۃ قلت زدنی قال صم ثلثۃ ولک اجر ثمانیۃ قال ثابت فذکرت ذلک لمطرف فقال ما اراہ الا یزداد فی العمل وینقص من الاجر واللفظ لمحمد.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو تم کو دس دنوں کا ثواب ملے گا میں نے کہا اس سے زیادہ کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ دو دن روزہ رکھو تم کو نو دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا زیادہ کی اجازت فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ تین دن روزہ رکھو تمہارے واسطے آٹھ دن کا اجر ہے راوی حدیث ثابت کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مطرف سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی عمل کی درخواست کرتے گئے اور اجر کم ہوتا گیا۔

صوم عشرۃ ایام من الشہر واختلاف الفاظ الناقلین لخبر عبد اللہ بن عمرو فیہ

مہینہ سے دس روز روزے کا حکم دینا اور اس کے بارے میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث کے الفاظ نقل کرنے والوں میں اختلاف

اخبرنا محمد بن عبید عن اسباط عن مطرف عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی العباس عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ بلغنی انک تقوم اللیل وتصوم النہار قلت یا رسول اللّٰہ ما اردت بذلک الا الخیر قال لا صام من صام الابد ولکن ادلک علی صوم الدہر ثلثۃ ایام من الشہر قلت یا رسول اللّٰہ انی اطیق اکثر من ذلک قال صم خمسۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم عشراً فقلت انی اطیق اکثر من ذلک قال صم صوم داؤد علیہ السلام کان یصوم یوما ویفطر یوما.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے تم رات کو عبادت کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے ثواب کا خواہاں ہوں آپ نے فرمایا کہ روزہ نہیں رکھا وہ شخص جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے (ایسے روزے کی کوئی حیثیت نہیں) لیکن میں تم کو پورا سال روزے رکھنے کا طریقہ بتلاتا ہوں کہ مہینہ سے تین دن روزے رکھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ دن روزہ رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دن روزے رکھو میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو وہ ایک روز رکھتے اور

آپ ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا علی بن الحسین قال حدثنا امیة عن شعبة عن حبیب قال حدثنی ابو العباس وکان رجل من اهل الشام وکان شاعرا وکان صدوقا عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وساق الحدیث.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرنی حبیب بن ابی ثابت قال سمعت ابا العباس هو الشاعر یحدث عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یا عبد اللّٰه بن عمرو انك تصوم الدهر وتقوم اللیل وانك اذا فعلت ذلك هجمت العین ونفهت له النفس لا صام من صام الابد صوم الدهر ثلثة ایام من الشهر صوم الدهر كله قلت انی اطیق اكثر من ذلك قال صم صوم داؤد كان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفر اذا لاقی.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو اور جب تم یہ عمل اسی طرح کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھ دھنس جائے گی اور جسم کمزور ہو جائے گا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں مہینے میں تین دن کے روزے گویا پورے سال کے روزے ہیں میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جنگ سے نہیں بھاگتے تھے جس وقت دشمن سے مقابلہ ہوتا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عمرو بن دینار عن ابی العباس عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اقرأ القرآن فی شهر قلت انی اطیق اكثر من ذلك قال فلم ازل اطلب الیه حتی قال فی خمسة ایام وقال صم ثلثة ایام من الشهر قلت انی اطیق اكثر من ذلك فلم ازل اطلب الیه قال صم احب الصیام الی اللّٰه عزوجل صوم داؤد كان یصوم یوما ویفطر یوما.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرماتے ہیں کہ میں بار بار حضور ﷺ سے زیادتی عمل کی درخواست کرتا رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ دن میں ایک ختم کرنا اور فرمایا کہ مہینے میں تین روزے رکھو میں نے کہا میں تو اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں لیکن میں اس سے زیادہ کی حضور ﷺ سے درخواست کرتا رہا تو آپ نے فرمایا کہ تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور یہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے افضل روزہ ہے۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن قال حدثنا حجاج قال قال ابن جريج سمعت عطاء يقول ان ابا العباس الشاعر اخبره انه سمع عبد الله بن عمرو بن العاص قال بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اصوم اسرد الصوم واصلي الليل فاما ارسل الي واما لقيه قال الم اخبر انك تصوم ولا تفطر وتصلي الليل فلا تفعل فان لعينك حظاً ولنفسك حظاً ولاهلك حظاً وصم وافطر وصل ونم وصم من كل عشرة ايام يوما ولك اجر تسعة قال اني اقوى لذلك يا رسول الله قال صم صيام داؤد اذاً قال وكيف كان صيام داؤد يا نبي الله قال كان يصوم يوما ويفطر يوما ولا يفر اذا لاقى قال ومن لي بهذا يا نبي الله.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خبر پہنچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میں لگاتار روزہ رکھتا ہوں اور رات کو عبادت کرتا ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام بھیجا یا خود ہی ان سے ملاقات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم روزے رکھتے ہو اور افطار نہیں کرتے ہو اور پوری رات نماز پڑھتے ہو ایسا مت کرو اس لئے کہ تیری آنکھ کے واسطے حصہ ہے اور تیرے نفس کے واسطے حصہ ہے اور تیرے گھر والے کے واسطے حصہ ہے روزہ رکھو اور افطار کرو نماز پڑھو اور آرام کرو اور ہر دس دنوں سے ایک دن روزہ رکھو تیرے واسطے نو دن کا اجر ہے انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حالت میں تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جہاد سے نہیں بھاگتے جبکہ دشمن سے مقابلہ ہوتا حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا اے اللہ کے نبی کون میرے واسطے اس عمل کا یعنی عدم فرار کا ضامن ہوگا اس کی تکمیل تو میرے لئے مشکل ہے وہ اس عمل کی تمنا کرتے تھے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ صوم دہر کے مقابلہ میں مطلقاً افضل ہے یعنی صوم دہر مکروہ ہو یا نہ ہو بہر صورت وہ افضل ہے، کیونکہ اس حد تک روزہ رکھنے سے ضعف پیدا نہیں ہوتا بلکہ قوت باقی رہتی ہے چنانچہ اس پر ارشاد نبوی "ولا یفر اذا لاقی" دلالت کرتا ہے اور صوم دہر سے ضعف اور کمزوری لاحق ہوتی ہے جو ادائے حقوق وغیرہ سے مانع ہوتی ہے اس لئے احادیث سے صوم دہر کی کراہت معلوم ہوتی ہے اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حمزہ بن عمرو اسلمی سے لگاتار صوم پر انکار نہیں فرمایا جبکہ انہوں نے کہا کہ میں ایسا آدمی ہوں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں اس سے اس بات کی اجازت معلوم ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اجازت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ صیغہ سرد سے لگاتار روزہ رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمام سال روزہ رکھتے تھے لہٰذا یہ روایت کسی طرح احادیث ممانعت کے خلاف نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، کذا فی الحاشیہ للعلامۃ السندھی)

صيام خمسة ايام من الشهر

مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

اخبرنا زكريا بن يحيى قال حدثنا وهب بن بقية قال حدثنا خالد عن خالد وهو الحذاء عن ابي قلابة

ے گا میں نے کہا بیشک میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ کرنے فرمایا کہ افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

صوم ثلثة ایام من الشهر

مہینے میں تین دن روزہ رکھنا

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسمٰعیل حدثنا محمد بن ابی حرملة عن عطآء بن یسار عن ابی ذر قال اوصانی حبیبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلثة لا ادعهن ان شآء اللّٰہ تعالی ابدا اوصانی بصلوٰة الضحی وبالوتر قبل النوم وبصیام ثلثة ایام من کل شهر۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے دوست ﷺ نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گا مجھ کو حکم دیا ہے چاشت کی نماز پڑھنے کا اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کا اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا۔

اخبرنا محمد بن علی بن الحسن قال سمعت ابی قال اخبرنا ابو حمزة عن عاصم عن الاسود بن هلال عن ابی هریرة قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلث بنوم علی وتر والغسل یوم الجمعة وصوم ثلثة ایام من کل شهر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا ہے کہ وتر پڑھ کر سو جاؤں اور جمعہ کے دن غسل کروں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔

اخبرنا زکریا ابن یحیٰی قال حدثنا ابو کامل قال حدثنا ابو عوانه عن عاصم بن بهدلة عن رجل عن الاسود بن هلال عن ابی هریرة قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم برکعتی الضحی وان لا انام الا علی وتر وصیام ثلثة ایام من کل شهر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ چاشت کی دو رکعت پڑھا کروں اور یہ کہ وتر پڑھ کر سویا کروں اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھا کروں۔

اخبرنا محمد بن رافع حدثنا ابو النضر حدثنا ابو معاویة عن عاصم عن الاسود بن هلال عن ابی هریرة قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بنوم علی وتر والغسل یوم الجمعة وصیام ثلثة ایام من کل شهر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وتر کی نماز پڑھ کر سویا کروں اور جمعہ کے دن غسل کروں اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھوں۔

ذکر الاختلاف علی ابی عثمان فی حدیث ابی هریرة فی صیام ثلثة ایام من کل شهر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صیام ثلثہ ایام ماہ کے راوی ابی عثمان پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن ابی عثمان ان اباهریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول شهر الصبر وثلثة ایام من کل شهر صوم الدهر.

ابی عثمان سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صبر یعنی رمضان کا مہینہ اور ہر مہینے میں تین دن روزے (کا ثواب) پورے سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔

اخبرنا علی بن الحسن اللانی بالکوفة عن عبد الرحیم وهو ابن سلیمان عن عاصم الاحول عن ابی عثمان عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام ثلثة ایام من الشهر فقد صام الدهر کله ثم قال صدق الله فی کتابه من جآء بالحسنة فله عشر امثالها.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مہینے میں تین روزے رکھے گویا اس نے پورے سال روزہ رکھا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سچ فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبد الله عن عاصم عن ابی عثمان عن رجل قال ابو ذر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من صام ثلثة ایام من کل شهر فقد تم صوم الشهر او فله صوم الشهر شك عاصم.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھے اس نے مہینے کا روزہ پورا کیا یعنی اس کے واسطے پورے مہینے کے روزے کا (ثواب) ہے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن سعید بن ابی هند ان مطرفا حدثه ان عثمان بن ابی العاص قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول صیام حسن ثلثة ایام من الشهر

حضرت سعید بن ابی ہند سے روایت ہے کہ مطرف نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مہینے میں تین دن کے روزے اچھے روزے ہیں۔

اخبرنا زکریا بن یحیی قال اخبرنا ابو مصعب عن مغیرة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن سعید بن

ابی هند عن محمد بن اسحق عن سعید بن ابی هند قال عثمان بن ابی العاص نحوه مرسل۔

سعید بن ابی ہند سے روایت ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور مرسل فرمایا حدیث سابق کی طرح

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج عن شریك عن الحر بن صباح قال سمعت ابن عمر یقول کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یصوم ثلثة ایام من کل شهر۔

حر بن صباح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے۔

کیف یصوم ثلثة ایام من کل شهر وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك

کس طرح رکھے تین دن کے روزے ہر مہینے سے اس کی روایت میں اختلاف ناقلین کا ذکر

اخبرنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا سعید بن سلیمان عن شریك عن الحر بن صباح عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کا یصوم ثلثة ایام من کل شهر یوم الاثنین من اول الشهر والخمیس الذی یلیه ثم الخمیس الذی یلیه۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے مہینے کے اوّل پیر کے دن اور اس سے متصل جمعرات کے دن پھر اس سے متصل جمعرات کو۔

اخبرنا علی بن محمد بن علی قال حدثنا خلف بن تمیم عن زهیر عن الحر بن الصباح قال سمعت هنیدة الخزاعی قال دخلت علی ام المؤمنین سمعتها تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصوم ثلثة ایام من کل شهر اول اثنین من الشهر ثم الخمیس ثم الخمیس الذی یلیه۔

ہنیدہ خزاعی کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین کے پاس گیا میں نے ان سے فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے مہینے سے اوّل دوشنبہ کے روز پھر جمعرات کے دن پھر اس سے متصل جمعرات کو۔

اخبرنا ابوبکر ابن ابی النضر قال حدثنا ابو النضر قال حدثنا ابو اسحق الاشجعی کوفی عن عمرو بن قیس الملائی عن الحر بن الصباح عن هنیدة بن الخالد الخزاعی عن حفصة قالت اربع لم یکن یدعهن النبی صلی اللہ علیه وسلم صیام یوم عاشوراء والعشر وثلثة ایام من کل شهر ورکعتین قبل الغداة۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار کاموں کو نہیں چھوڑتے تھے کہ عاشورہ کا روزہ رکھنا اور دوسرے ذی الحجہ کا یعنی نو دن اوّل ذی الحجہ کا اور ہر مہینے سے تین دن کا اور فجر سے پہلے دو رکعتیں یعنی سنت فجر کی۔

اخبرنا احمد بن یحییٰ عن ابی نعیم قال اخبرنا ابو عوانۃ عن الحر بن الصباح عن هنیدۃ بن خالد عن امرأته عن بعض ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصوم تسعۃ من ذی الحجۃ ویوم عاشوراء وثلثۃ ایام من کل شهر اثنین من الشهر وخمیسین۔

بعض ازواج سے نبی ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے نو دن ذی الحجہ کے اور عاشورا کے دن کے اور ہر مہینے میں تین دن کے یعنی مہینے کے اوّل پیر کے دن اور دو جمعرات کو روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا محمد ابن عثمان بن ابی صفوان الثقفی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا ابو عوانہ عن الحر بن الصباح عن هنیدۃ بن خالد عن امرأته عن بعض ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم العشر وثلث ایام من کل شهر الاثنین والخمیس۔

نبی ﷺ کی بعض ازواج سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ دسویں ذی الحجہ کو چھوڑ کر روزے رکھتے یعنی پہلی سے نو تک اور تین دن ہر مہینے سے یعنی پیر کے روزے اور جمعرات کے روزے رکھتے یعنی پہلی جمعرات اور دوسری کو۔

اخبرنا ابراهیم بن سعید الجوهری قال حدثنا محمد بن فضیل عن الحسن بن عبید اللّٰہ عن هنیدۃ الخزاعی عن امه عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأمر بصیام ثلثۃ ایام اول خمیس والاثنین والاثنین۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دن روزے رکھنے کا حکم فرماتے تھے پہلی جمعرات اور پیر کو پھر اگلے پیر کو۔

اخبرنا مخلد بن الحسن قال حدثنا عبید اللّٰہ عن زید بن ابی انیسۃ عن ابی اسحٰق عن جریر بن عبد اللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صیام ثلثۃ ایام من کل شهر صیام الدهر وایام البیض صبیحۃ ثلث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر مہینے میں تین دن کے روزے (ثواب کے اعتبار سے) تمام سال روزے رکھنے کی مانند ہیں اور وہ تین ایام بیض یعنی ایام چاندنی راتوں کے تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں ہیں۔

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے معمولات نفل روزے میں مختلف تھے اس کا مقصد تعلیم امت تھا کہ باب کی روایات سے دو طریقے معلوم ہوئے اور دونوں جائز ہیں ایک تو یہ کہ ہر ماہ سے تین دن یعنی اوّل پیر پھر اس کے بعد جمعرات پھر اس کے بعد دوسری جمعرات کے دن روزے رکھتے دوسرے یہ کہ ہر ماہ سے پہلی جمعرات اس کے بعد پیر پھر اس کے بعد دوسرے ہفتہ کی پیر کو روزے رکھتے اب امت میں سے اگر کوئی ان ایام میں روزہ رکھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے چاہے اس طرح رکھے چاہے اس طرح رکھے کیونکہ دونوں دن متبرک ہیں۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ایام بیض کے روزے کی فضیلت کا ذکر ہے حضور ﷺ کے معمولات میں یہ روزے بھی تھے ایام بیض ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو

کہتے ہیں یعنی جمہور کے نزدیک راجح قول ہے یہاں کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کہ چاند لیل اول سے آخر تک روشن ہے اس صورت میں بیض لیالی کی صفت ہوگی "ای ایام اللیالی البیض" یا اس لئے کہتے ہیں کہ روزے ان ایام کے وہ دور کرتے ہیں گناہوں کو اور روشن کرتے ہیں دلوں کو۔ (کذافی المرقاۃ ومظاہر حق مختصراً)

ذکر الاختلاف علی موسی بن طلحۃ فی الخبر فی صیام ثلثۃ ایام من الشھر

موسیٰ بن طلحہ پر اس حدیث میں اختلاف کا ذکر جو مہینے میں تین دن کے روزے کے بارے میں مروی ہے

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا ابو عوانۃ عن عبد الملک بن عمیر عن موسی بن طلحۃ عن ابی ھریرۃ قال جآء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بأرنب قد شواھا فوضعھا بین یدیہ فامسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یأکل وامر القوم ان یأکلوا وامسک الاعرابی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یمنعک ان تأکل قال انی اصوم ثلثۃ ایام من الشھر قال ان کنت صآئماً فصم الغر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دیہاتی شخص بھنا ہوا خرگوش لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کو آپ کے سامنے رکھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روک لیا اور نہیں کھایا اور لوگوں سے کھانے کو فرمایا اور اس دیہاتی نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیوں نہیں کھاتے ہو اس نے کہا کہ مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں حضور نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنے والا ہے تو ایام بیض کے روزے رکھا کر۔

اخبرنا محمد بن عبد العزیز قال اخبرنا الفضل بن موسی عن فطر عن یحیی بن سام عن موسی بن طلحۃ عن ابی ذر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصوم من الشھر ثلثۃ ایام البیض ثلث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ہم مہینے سے چاندنی راتوں کے تین دن یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ کو روزے رکھیں۔

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبۃ عن الاعمش سمعت یحیی بن سام عن موسی بن طلحۃ عن ابی ذر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصوم من الشھر ثلثۃ ایام البیض ثلث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ہم مہینے میں ایام بیض یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھیں۔

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن الاعمش قال سمعت یحیٰی بن سام عن موسیٰ بن طلحة قال سمعت ابا ذر بالربذة قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا صمت شیئا من الشهر فصم ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة۔

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربذہ میں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم مہینے سے کچھ روزے رکھنے کا ارادہ کرو تو تم تیرہ چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھا کرو۔

اخبرنا محمد بن منصور عن سفیان عن بیان بن بشر عن موسیٰ بن طلحة عن ابن الحوتکیة عن ابی ذر ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال لرجل علیک بصیام ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة قال ابو عبدالرحمن هذا خطاء لیس من حدیث بیان ولعل سفیان قال حدثنا اثنان فسقط الالف فصار بیان۔

حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ تم تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے کو لازم پکڑو۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا سفیان قال حدثنا رجلان محمد وحکیم عن موسیٰ بن طلحة عن ابن الحوتکیة عن ابی ذر ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم امر رجلا بصیام ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مہینے کی تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔

اخبرنا احمد بن عثمان بن حکیم عن بکر عن عیسیٰ عن محمد عن الحکم عن موسیٰ بن طلحة عن ابن الحوتکیة قال قال ابی جاء اعرابی الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ومعه ارنب قد شواها وخبز فوضعها بین یدی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم قال انی وجدتها تدمی فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاصحابه لا یضر کلوا وقال للاعرابی کل قال انی صائم قال صوم ماذا قال صوم ثلثة ایام من الشهر قال ان کنت صائما فعلیک بالغر البیض ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة قال ابو عبد الرحمن الصواب عن ابی ذر ویشبه ان یکون وقع من الکتاب ذر فقیل ابی

ابن الحوتکیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی اپنے ساتھ بھنا ہوا خرگوش اور روٹی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا پھر اس نے کہا کہ میں نے اس سے خون نکلتا ہوا دیکھا ہے (کہ خرگوش کو حیض کا خون آتا ہے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کوئی حرج نہیں تم کھاؤ اور اعرابی سے فرمایا تم کھاؤ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور نے پوچھا کون سا روزہ اس نے کہا مہینے کے تین روزے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم روزہ رکھتے ہو تو بہتر روشن تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے کو لازم پکڑو۔

اخبرنا عمرو بن یحیی ابن الحارث قال حدثنا المعافی بن سلیمان حدثنا القاسم بن معن عن طلحة بن یحیی عن موسی بن طلحة ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بارنب وکان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مدّ یده الیھا فقال الذی جآء بھا انی رأیت بھا دماً فکفّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یده وامر القوم ان یأکلوا وکان فی القوم رجل منتبذ فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ما لک قال انی صائم فقال له النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فھلاً ثلث البیض ثلث عشرا واربع عشرة وخمس عشرة.

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خرگوش لا یا اور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو وہ بولے جس نے لایا تھا کہ میں نے اس سے خون آتا ہوا دیکھا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور لوگوں کو کھانے کا حکم دیا اور ایک شخص قوم سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا اس سے نبی ﷺ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے وہ بولے میں روزہ دار ہوں پس اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تو ایام بیض تیرہ اور چودہ اور پندرہ کے تین روزے کیوں نہیں رکھتا۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراھیم قال حدثنا یعلی عن طلحة بن یحیی عن موسی بن طلحة قال اُتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بارنب قد شواھا رجل فلما قدّمھا الیه قال یا رسول اللّٰہ انی قد رأیت بھا دماً فترکھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فلم یأکلھا وقال لمن عنده کلوا فانی لو اشتھیتھا اکلتھا ورجل جالس فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ادن فکل مع القوم فقال یا رسول اللّٰہ انی صائم قال فھلا صمت البیض قال وما ھی قال ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا جس کو ایک آدمی نے بھون رکھا تھا جب اس کو آپ کے سامنے پیش کیا تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس سے خون آتا ہوا دیکھا ہے پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا ہے اور نہیں کھایا اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا تم کھاؤ اور اگر مجھے اس کی رغبت ہوتی تو میں کھا تا اور ایک شخص علیحدہ بیٹھا ہوا تھا اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ کھاؤ وہ بولے یا رسول اللہ میں روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا تو نے ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھے وہ بولے وہ کون سے روزے ہیں آپ نے فرمایا تیرہ چودہ اور پندرہ کے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد عن شعبة قال انبانا انس بن سیرین عن رجل یقال له عبد الملک یحدث عن ابیه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یأمر بھذه الایام الثلث البیض ویقول ھی صیام الشھر.

عبدالملک بواسطہ اپنے باپ کے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان ایام بیض میں روزے کا حکم فرماتے تھے اور فرماتے کہ یہ (ثواب میں) پورے مہینے کے روزے کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان قال اخبرنا عبد اللّٰه عن شعبة عن انس بن سيرين قال سمعت عبد الملك بن ابي المنهال يحدث عن ابيه ان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم امرهم بصيام ثلثة ايام البيض قال هي صوم الشهر

عبدالملک اپنے باپ ابی منہال سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو ایام بیض کے تینوں دن روزے رکھنے کا حکم دیا ہے کہ یہ روزے (بلحاظ ثواب) پورے مہینے کے روزوں کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا همام قال حدثنا انس بن سيرين قال حدثني عبد الملك بن قدامة بن ملحان عن ابيه قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يأمرنا بصيام ايام الليالي الغر البيض ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

عبدالملک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے چاندنی راتوں کے ایام یعنی تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھنے کا۔

تشریح: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان ایام کے اندر روزہ رکھنا مستحب ہے اور یہ تین روزے مہینے کے رکھنے کا افضل طریقہ یہی ہے جو ان روایات میں مذکور ہے امام بخاری نے اس کو اختیار کیا ہے۔

"قال ابو عبدالرحمن الصواب عن ابي ذر الخ" یہ عبارت اوپر مذکور ہے امام موصوف فرماتے ہیں کہ احمد بن عثمان بن حکیم کی روایت میں قال کے بعد ابی لفظ صحیح نہیں بلکہ صحیح ابی ذر ہے کتابت سے ذر کا لفظ ساقط ہو گیا اس سے ابی پڑھا گیا۔

صوم يومين من الشهر

مہینے سے دو دن روزے رکھنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثني سيف بن عبيد اللّٰه من خيار الخلق قال حدثنا الاسود بن شيبان عن ابي نوفل بن ابي عقرب عن ابيه قال سألت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الصوم فقال صم يوما من الشهر قلت يارسول اللّٰه زدني زدني قال يقول يارسول اللّٰه زدني زدني يومين من كل شهر قلت يا رسول اللّٰه زدني زدني اني اجد بي قوة فقال زدني زدني اجد بي قوة فسكت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى ظننت انه ليردني قال صم ثلثة ايام من كل شهر.

ابی نوفل کے والد ابی عقرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے روزے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مہینے سے ایک دن روزہ رکھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ زیادہ کی اجازت دیجئے یہ دو دن اجازت دیجئے ابی نوفل کہتے ہیں کہ وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ زدنی زدنی حضور ﷺ نے فرمایا ہر مہینے سے دو دن روزہ رکھو میں نے کہا یا رسول اللہ بڑھا دیجئے بڑھا دیجئے میرے واسطے میں خود کو قوت والا پاتا ہوں حضور ﷺ نے بھی فرمایا زدنی زدنی اجد لی قوۃ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ میری درخواست قبول نہ کریں گے پھر فرمایا کہ ہر مہینے سے

تین دن روزے رکھو۔

اخبرنا عبد الرحمن بن محمد بن سلام قال حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا الاسود بن شيبان عن ابي نوفل بن ابي عقرب عن ابيه انه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الصوم فقال صم يوما من كل شهر واستزاده قال بابي انت وامي اجدني قويا فزاده قال صم يومين من كل شهر فقال بابي انت وامي يارسول الله اني اجدني قويا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اجدني قويا اني اجدني قويا فما كاد ان يزيده فلما الح عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صم ثلاثة ايام من كل شهر اخر ما عند الشيخ من الصيام والحمد لله رب العالمين

ابن نوفل اپنے والد ابو عقرب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی ﷺ سے روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا ہر مہینے سے ایک دن روزہ رکھو انہوں نے آپ سے اضافہ کی درخواست کی کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں طاقت والا ہوں تو آپ نے اضافہ کر دیا کہ ہر مہینے سے دو دن روزہ رکھو انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ بے شک خود کو طاقت والا پاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا انی اجدنی قویا انی اجدنی قویا آپ ان کے روزے میں اضافہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے پھر جب انہوں نے اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے سے تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

کتاب الزکوٰۃ

باب وجوب الزکوٰۃ

وجوب زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن عمار الموصلي عن المعافى عن زكريا بن اسحٰق المكي قال حدثنا يحيى بن عبد اللّٰہ بن صيفي عن ابي معبد عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم لمعاذ حين بعثه الى اليمن انك تأتي قوما اهل كتاب فاذا جئتهم فادعهم الى ان يشهدوا ان لا اله الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ فان هم اطاعوك بذلك فاخبرهم ان اللّٰہ عزوجل فرض عليهم خمس صلوات في يوم وليلة فان هم يعني اطاعوك بذلك فاخبرهم ان اللّٰہ عزوجل فرض عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم وترد على فقرائهم فان اطاعوك بذلك فاتق دعوة المظلوم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جس وقت کہ آپ نے ان کو یمن کی طرف (وہاں کا قاضی یا امیر مقرر کر کے) بھیجا کہ تم اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو۔ جب تم ان کے پاس پہنچو تو ان کو اس بات کی گواہی دینے کی طرف بلاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں پس اگر انہوں نے یہ کہنا مان لیا تو ان کو بتلا دینا کہ اللہ بزرگ و برتر نے ان پر پانچ نمازیں دن رات میں فرض کی ہیں پھر اگر انہوں نے اس کو مان لیا تو ان کو بتلانا کہ خدا عزوجل نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جائے گی پھر اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو مظلوم کی بددعا سے بچو۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا معتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن جده قال قلت يا نبي اللّٰہ ما اتيتك حتى حلفت اكثر من عددهن لاصابع يديه ان لا آتيك ولا آتي دينك واني كنت امرأ لا اعقل شيئا الا ما علمني اللّٰہ عزوجل ورسوله واني اسألك بوحي اللّٰہ بما بعثك ربك الينا قال بالاسلام قلت وما آيات الاسلام قال ان تقول اسلمت وجهي الى اللّٰہ وتخليت وتقيم الصلوٰة وتؤتي الزكوٰة.

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا کہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی گنتی سے زیادہ مرتبہ قسم کھا چکا تھا کہ نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین اختیار کروں گا اور میں ایک ایسا شخص ہوں جو بالکل بے سمجھ اور ناسمجھ ہے مگر جو کچھ اللہ بزرگ و برتر نے

اور اس کا رسول مجھ کو سکھا دیں اور میں آپ سے وحی الٰہی کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کیا پیغام دیکر ہمارے پاس بھیجا ہے آپ نے فرمایا (سب سے پہلے) اسلام کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا اسلام کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو یہ اقرار کرے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکا اور کفر و شرک سب کو چھوڑ چکا ہوں اور پابندی سے نماز پڑھے اور زکوۃ دے۔

اخبرنا عیسی بن مساور قال حدثنا محمد بن شعیب بن شابور عن معاویة بن سلام عن اخیه زید بن سلام انه اخبره عن جده ابی سلام عن عبد الرحمن بن غنم ان ابا مالك الاشعری حدثه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اسباغ الوضوء شطر الایمان والحمدللّٰه تملأ المیزان والتسبیح والتكبیر تملان السموات والارض والصلوٰة نورٌ والزكوٰة برهانٌ والصبر ضیاءٌ والقرآن حجةٌ لك او علیك۔

عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت ہے ان سے ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامل وضوء کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کہنا یعنی اس کا ثواب ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ کہنا اور اللہ اکبر کہنا (یعنی ان کا ثواب) آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور زکوۃ حجت ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے واسطے حجت ہوگا یا تیرے خلاف۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه ابن عبد الحكم عن شعیب عن اللیث قال حدثنا خالد عن ابن ابی هلال عن نعیم المجمر ابی عبداللّٰه قال اخبرنی صهیب انه سمع من ابی هریرة ومن ابی سعید یقولان خطبنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوما قال والذی نفسی بیده ثلث مرات ثم اكب فاكب كل رجل منا یبكی لاندری علی ماذا حلف ثم رفع رأسه فی وجهه البشری فكانت احب الینا من حمر النعم ثم قال ما من عبد یصلی الصلوات الخمس ویصوم رمضان ویخرج الزكوٰة ویجتنب الكبائر السبع الافتحت له ابواب الجنة فقیل له ادخل بسلام۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا یہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے خطاب فرمایا اس میں آپ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے سر مبارک جھکا لیا اور ہم میں سے ہر شخص سر جھکا کر رونے لگا ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کیوں قسم کھائی پھر اپنا سر مبارک اٹھایا آپ کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی وہ خوشی ہمارے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی پھر فرمایا کہ جب کوئی بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے اور زکوۃ نکالتا ہے اور سات بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن كثیر قال حدثنا ابی عن شعیب عن الزهری قال اخبرنی حمید بن عبد الرحمٰن ان ابا هریرة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من انفق زوجین من

شیء من الاشیاء فی سبیل اللّٰہ دعی من ابواب الجنۃ یا عبد اللّٰہ ھذا خیر لک وللجنۃ ابواب فمن کان من اھل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان قال ابو بکر ھل علی من یدعی من تلک الابواب من ضرورۃ فھل یدعی منھا کلھا احد یا رسول اللّٰہ قال نعم انی ارجوان تکون منھم یعنی ابابکر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کوئی چیزوں میں سے دوہری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اے اللہ کے بندے یہ تیرے لئے بہتر ہے، یہ جنت کے دروازے ان شخص سے کہیں گے کہ ہمارے خیال میں یہ دروازہ کثرت ثواب اور عیش و آرام کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے تو اس سے داخل ہو جا اور جنت کے کئی ہی دروازے ہیں یعنی آٹھ ہیں جو اہل نماز سے ہوگا (اچھی طرح نماز پڑھتا تھا) اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل جہاد سے ہوگا یعنی جہاد بہت کیا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو شخص اہل صدقہ سے ہوگا یعنی بہت کرتا تھا صدقہ اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل صیام سے ہوگا یعنی روزے کثرت سے رکھتا تھا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کوئی ان سب ہی دروازوں سے بلایا جائے لیکن باوجود اس کے یا رسول اللہ کیا کوئی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور میں امید رکھتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔

تشریح: لفظ زکوٰۃ یا تو زکی الزرع سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بڑھی کھیتی یا "تزکی" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے پاک ہو کیونکہ زکوٰۃ سے مال پاک بھی ہوتا ہے اور بڑھتا بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقات" یعنی اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی: زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال میں فرض کی گئی لیکن اشکال یہ ہے کہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ مکہ وغیرہ میں فرض کی گئی آیات اور دلائل میں موافقت کی صورت یہ ہے کہ مکہ میں اجمالی طور پر فرض کی گئی اور مدینہ میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ (واللّٰہ اعلم) اور زکوٰۃ مالدار مالک نصاب پر واجب ہے بشرطیکہ مسلمان ہو اور عقلمند اور بالغ اور آزاد ہو یعنی غلام نہ ہو اور قرض سے فارغ ہو یعنی اس پر اتنا قرض نہ ہو کہ وہ سارے مال کو احاطہ کر لے لہٰذا اگر اس کا مال اس کے قرض سے زائد ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے بشرطیکہ یہ مال زائد بقدر نصاب ہو فرض زکوٰۃ ایک زبردست رکن ہے ارکان اسلام میں سے قرآن حکیم میں بہت سے مقامات میں جہاں نماز کا بیان ہوا ہے وہاں اس کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مالک نصاب ہونے کے بعد ادائے زکوٰۃ اسی طرح فرض قطعی ہے جیسے نماز فرض قطعی ہے۔

کفار کو قتال سے پہلے اسلام کی طرف دعوت دینے کا حکم: ابن ملک نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ سے پہلے کفار کو اسلام کی طرف بلانا ضروری ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان کو دعوت دین نہ پہنچی ہو اور اگر ان کو دعوت پہنچی ہے تو پھر ضروری نہیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر لوٹ مار ڈالی تھی جبکہ وہ بے خبر تھے۔

کفار مخاطب بالفروع ہیں یا نہیں، بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ کفار فروع یعنی احکام مثلاً نماز روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہا کے تو طلب و مکلف نہیں بلکہ صرف اصول یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور رسالت کا اقرار کرنے کے مکلف ہیں اور کفار مکلف بالفروع اس لئے نہیں کہ حدیث میں "فاعلمهم" فرمایا تو فاء جزائیہ کے ساتھ وجوب صلوٰۃ وغیرہ کی خبر دینے کو ایمان اور شہادت کے دونوں کلموں کو قبول کرنے پر مرتب کیا ہے۔ (ذکرہ الطیبی)

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کفار فروع یعنی نماز روزہ وغیرہ کے مکلف نہ ہوں ہاں دنیا میں اس کی ادائیگی کے اس لئے مخاطب نہیں ہیں کہ خطاب بالاعمال کی شرط یعنی ایمان مفقود ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار فروع اعمال کے بہ نسبت آخرت بھی مکلف نہ ہوں کیونکہ جو لوگ کفار کے مکلف بالفروع ہونے کے قائل ہیں وہ صرف آخرت کے اعتبار سے کہتے ہیں حتیٰ کہ ترک صلوٰۃ وغیرہ پر ان کو عذاب دیا جائے گا جیسا کہ یہ بات قرآن پاک کی آیتیں ظاہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ الخ" اور ایک مقام پر فرمایا کہ "وقالوا لم نک من المصلین الخ" اس سے پہلے فرمایا "ما سلککم فی سقر"۔ (مرقات ۸۸/۱)

وتر وغیرہ کے عدم وجوب کا مسئلہ اس سے ثابت نہیں ہوتا:

حافظ ابن حجرؒ کی توجیہ مذکورہ عمدہ ہے مگر انہوں نے جو استدلال اس حدیث سے وتر اور عیدین کے عدم وجوب پر کیا ہے اس کے بارہ میں ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ یہ استدلال بے موقع ہے کیونکہ حافظ موصوف نے جو کچھ ذکر کیا ہے حدیث سے نہ تو اس کی نفی معلوم ہوتی ہے اور نہ اثبات اس سے حدیث ساکت ہے اس کے علاوہ کوئی بھی وتر اور عیدین کی نماز فرض ہونے کا قائل نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے اور مفہوم مخالف ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہے بلکہ مفہوم عدد بالاتفاق ساقط الاعتبار ہے علاوہ ازیں کے جن امور پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے حدیث میں صرف شہادتین کے بیان پر اکتفا فرمایا اور صلوات میں سے صرف پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا حالانکہ بالاتفاق نماز جنازہ ایک صورت میں فرض کفایہ ہے اور ایک صورت میں فرض عین ہے اب کیا دیگر امور ایمانی مثلاً معاد اور بعث بعد الموت وغیرہ کا اور نماز جنازہ کا عدم ذکر ان کی عدم فرضیت کی دلیل بن سکتا ہے ہرگز نہیں الغرض اس حدیث کا مقصود اصلی شریعت کے تفصیلی احکام کا بیان نہیں بلکہ اجمالی طور پر ارکان دین کی طرف دعوت کا طریقہ بتانا ہے نیز نماز وتر تابع نماز عشاء ہے اور اس کے ساتھ ملحق ہے لہٰذا نماز عشاء کے بیان کی ضمن میں نماز وتر کا بیان بھی ہوگیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نماز وتر اس واقعہ کے بعد واجب ہوئی ہو یا راوی نے اس کا ذکر نہ کیا ہو جیسا کہ صوم کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ زکوٰۃ سے پہلے فرض کیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم مرقات ۸۹/۱)

زکوٰۃ منتقل کرنے کا کیا حکم ہے:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا منع ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے اس میں فرمایا ہے کہ یمن کے مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ لی جائے اور انہیں کے فقیروں میں تقسیم کی جائے اس میں ایک ثواب ادائے زکوٰۃ کا اور دوسرا ثواب حق پڑوس کا لیکن اگر دوسرے شہر میں منتقل کرے اور فقیروں میں تقسیم کر دی جائے تو باتفاق علماء زکوٰۃ ادا ہو جائے

کی۔ (قاله الطيبي كما في المرقات)

اور انتقال زکوٰۃ کی کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ اسی شہر میں مستحقین موجود ہوں ورنہ مکروہ نہیں فقہاء کے کلام سے بعض صورتوں میں ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے "الا ان ينقلها الانسان الى قرابة الخ" تفصیل وہاں دیکھیں۔

دوسری حدیث بھز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ سے روایت کرتے ہیں اس حدیث میں جن ارکان اسلام کا ذکر ہے اکثر احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ارکان اسلام پر کفایت کی ہے مسند احمد اور حاکم کی روایت میں اسلام کے چند ایسے احکام کا بھی ذکر ہے جن کا عام روایات میں ذکر نہیں ہے نسائی کی اس روایت میں اسلام کی جو تشریح کی گئی ہے وہ دراصل وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لفظ سے ملتی جلتی ہے انہوں نے بھی خدا کی پوری پوری حکم برداری کے بعد "وما انا من المشركين" فرمایا تھا اور یہاں بھی تخلیہ کا لفظ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار شہادتین کے بعد اسلام میں جس یکسوئی کے ساتھ شریعت پر عمل کا عہد کرنا ضروری ہے اسی یکسوئی کے ساتھ کفر و شرک سے دور رہنے کا عہد بھی ضروری ہے الغرض جب تک باطن میں ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کی معبودیت کا ذرہ برابر تصور باقی رہے اسلام اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ (ماخوذ از ترجمان السنة)

حدیث باب کے جملہ "والصبر ضياء" میں صبر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جما رہنا اور معاصی سے بچنا اور دنیاوی ناگوار واقعات کے وقت بے صبری اور جزع فزع نہ کرے ایسا صابر شخص ہمیشہ دین کے روشن اور صاف شفاف راستے پر چلے گا اور وہ کوئی کام خلاف شریعت اور حدود شریعت سے تجاوز نہ کرے گا۔ (قاله النووي)

یا شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ انسان تدبیر سے متوحش اور غیر مانوس ہوتا ہے اور روشنی سے مانوس اور اس سے قریب ہوتا ہے اسی طرح اس صبر کی بدولت صابر مؤمن کو حق تعالیٰ سے خاص قرب و تعلق حاصل ہوتا ہے اور وہ بوعتار رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے نتیجہ میں اس کے قلب پر انوار الٰہیہ کی تجلیات منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ (والله اعلم بالصواب)

بہرحال اس حدیث سے صبر کی بہت بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ شاید صبر سے صوم مراد ہو کیونکہ روزے سے نفس کی خوب سرکوبی ہوتی ہے اور اس کی خواہشات مغلوب ہو جاتی ہیں لہٰذا خاص طور سے روزہ قلب کو منور کرنے میں نہایت مؤثر ہے۔

باب کی آخری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "قال ابو بكر هل على من يدعى الخ" کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کسی کو سب ہی دروازوں سے بلایا جائے اگر ایک بھی دروازے سے بلایا جائے تو مقصد بہشت میں داخل ہونا وہ حاصل ہے لیکن باوجود اس کے پوچھتا ہوں "فهل يدعى منها كلها احد يا رسول الله الخ" اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں اور امید رکھتا ہوں میں کہ تو ان میں سے ہوگا۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ سب باتیں پائی جاتی تھیں اور ان سارے اعمال خیر کے جامع ہونے کی وجہ سے بطور تعظیم و تکریم کے تمام ابواب سے بلایا جائے گا "ان تكون منهم" بتا رہا ہے کہ ایک جماعت ایسی ہوگی کہ اسے کثرت صلوٰۃ و جہاد اور صوم وغیرہ کی

وجہ سے بطور اعزاز واکرام سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی میں سے ہوں گے۔ (مرقات ومظاہر حق)

باب التغليظ في حبس الزكوٰة

زکوٰۃ روکنے پر سخت وعید کا بیان

اخبرنا هناد بن السری في حديثه عن ابی معاوية عن الاعمش عن المعرور بن سويد عن ابی ذر قال جئت الى النبی صلی اللّٰه عليه وسلم وهو جالس في ظل الكعبة فلما رآنی مقبلا قال هم الاخسرون ورب الكعبة فقلت مالی لعلی انزل في شیء قلت من هم فداك ابی وامی قال الاكثرون اموالاً الا من قال هكذا وهكذا وهكذا حتى بين يديه وعن يمينه وعن شماله ثم قال والذی نفسی بيده لا يموت رجل فيدع ابلاً وبقراً لم يؤدّ زكاتها الاجاء ت يوم القيامة اعظم ماكانت واسمنة تطؤه باخفافها وتنطحه بقرونها كلما نفدت اخراها اعيدت اولاها حتى يقضیٰ بين الناس۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھ کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا وہی لوگ نہایت گھاٹے میں ہیں کعبے کے پروردگار کی قسم میں نے (اپنے دل) میں کہا میرا کیا حال ہوگا شاید میرے بارے میں کوئی بات اتاری گئی ہوگی میں نے عرض کیا کون ہیں وہ لوگ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو مال کو بہت جمع کرنے والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا ادھر اُدھر اور ادھر یعنی سامنے سے اور دائیں سے اور بائیں سے پھر فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اونٹ اور گائیں چھوڑ جاتا ہے جن کی اس نے زکوٰۃ نہیں دی تو وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئیں گے کہ پہلے سے بہت بڑے اور بہت موٹے ہوں گے اپنے پاؤں کے ساتھ اس کو کچلیں گے اور اپنے سینگوں کے ساتھ اس کو ماریں گے جب ان میں سے پچھلا جانور اس شخص پر گذر جائے گا تو پھر دوبارہ اس کو انہیں جانوروں سے عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جاوے۔

اخبرنا مجاهد بن موسیٰ قال حدثنا ابن عيينة عن جامع بن ابی راشد عن ابی وائل عن عبد اللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ما من رجل له مال لا يؤدی حق ماله الا جعل له طوقاً في عنقه شجاع اقرع وهو يفر منه وهو يتبعه ثم قرأ مصداقه من كتاب اللّٰه عزوجل ﴿ولا يحسبن الذين يبخلون بما اتاهم اللّٰه من فضله هو خيراً لهم بل هو شرٌ لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة﴾.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اور وہ اپنے مال کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا مال اس کے واسطے (قیامت کے دن) گنجا زہریلا سانپ بنایا جائے گا پھر وہ بطور طوق یعنی ہار اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اور وہ شخص اس سانپ سے بھاگتا ہوگا اور وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا پھر حضرت عبد

اللہ نے اس کا مصداق کتاب اللہ عزوجل سے پڑھ کر سنایا (یعنی اسی مفہوم حدیث کو ادا کرنے کے لئے یہ آیت پڑھی) ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللّٰہ من فضلہ الخ۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید بن ابی عروبۃ قال حدثنا قتادۃ عن ابی عمر الغدانی ان ابا ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ایما رجل کانت لہ ابل لا یعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا قالوا یا رسول اللّٰہ ما نجدتھا ورسلھا قال فی عسرھا ویسرھا فانھا تاتی یوم القیامۃ کاغذ ما کانت واسمنہ واشرہ یبطح لھا بقاع قرقر فتطؤہ باخفافھا اذا جاءت اخراھا اعیدت علیہ اولاھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین الناس فیری سبیلہ وایما رجل کانت لہ بقر لا یعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا فانھا تاتی یوم القیامۃ اغذ ما کانت واسمنہ واشرہ یبطح لھا بقاع قرقر فتنطحہ کل ذات قرن بقرنھا وتطؤہ کل ذات ظلف بظلفھا اذا جاوزتہ اخراھا اعیدت علیہ اولاھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین الناس فیری سبیلہ وایما رجل کانت لہ غنم لا یعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا فانھا تاتی یوم القیامۃ کاغذ ما کانت واکثرہ واسمنہ واشرہ ثم یبطح لھا بقاع قرقر فتطؤہ کل ذات ظلف بظلفھا وتنطحہ کل ذات قرن بقرنھا لیس فیھا عقصاء ولا عضباء اذا جاوزتہ اخراھا اعیدت علیہ اولاھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین الناس فیری سبیلہ۔

ابی عمر وغدانی سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس آدمی کے پاس اونٹ ہوں وہ ان کا حق گرانی اور خشک سالی میں اور آسودگی وخوشحالی کی حالت میں نہ ادا کرتا ہو یعنی ان کی زکوۃ نہیں دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نجدۃ اور رسل کا کیا معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کی تنگی اور تکلیف کے حال کو نجدۃ اور آسودگی اور خوشحالی کو رسل کہتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ خشک سالی میں گھاس دو چارے نہ ملنے کی وجہ سے جانور دودھ کم دیتے ہیں اور آسودگی اور خوشحالی میں موٹے تازے ہوتے ہیں اور دودھ بہت دیتے ہیں دونوں حال میں اونٹوں کا مالک ان کا حق یعنی زکوۃ نہیں دیتا) پس وہ اونٹ قیامت کے دن اس حالت میں آئیں گے کہ پہلے سے زیادہ تیز رفتار اور زیادہ فربہ اور پھرتیلے ہوں گے اور مالک اونٹ کو ان کے روبرو منہ کے بل ڈالا جائے گا ہموار میدان میں ان کو اپنے پاؤں کے ساتھ کچلیں گے جب اس پر پچھلا اونٹ گذر جائے گا تو دوبارہ اس پر اگلوں کو لوٹا دیا جائے گا اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جاوے پس دیکھے اپنی راہ بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ اور جس کے پاس گائیں ہوں وہ ان کا حق یعنی زکوۃ ادا نہ کرے ان کی تنگی وشدت کی حالت میں بھی اور ان کی فراخی وخوشحالی میں بھی تو گائیں قیامت کے دن اس حال میں آئیں گی کہ وہ پہلے سے زیادہ موٹی وفربہ ہوں گی ان کے سامنے اس شخص کو ہموار میدان میں ڈالا جائے گا پھر وہ گائیں اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی جب پچھلی قطار (روندتی و مارتی) اس پر گذرے گی تو (گھوم کر) پہلی قطار آ پہنچے گی یہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں

کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا پس ہر شخص اپنا راستہ دیکھ لے گا اور جو شخص بکریوں کا مالک ہو وہ ان کا حق یعنی زکوٰۃ قحط سالی اور فراخی وخوشحالی میں ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ خوب فربہ اور پھرتیلی کی حالت میں آئیں گی پھر ان کے سامنے اس شخص کو ہموار میدان میں ڈالا جائے گا پھر وہ بکریاں اس کو اپنے کھروں سے کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی ان میں کوئی بکری مڑے ہوئے سینگ والی نہ ہوگی ورنہ سینگ ٹوٹی جبکہ پہلی قطار اس پر گزر جائے گی تو پھر پچھلی قطار اس پر لوٹا دی جائے گی اسی طرح کا عذاب اس دن میں دیا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پس ہر شخص دیکھ لے گا اپنا راستہ بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔

تشریح: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الزاہدین تھے انہوں نے تو نگری پر فقر کو اختیار کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی وتقویت قلب کے لئے فرمایا "هم الاخسرون" یعنی اکثر لوگ تجارت کے ذریعہ مال ودولت کماتے ہیں اور ایک ایک کوڑی جمع کرتے ہیں تو اکثر افراد ایسے لوگوں میں سے انجام کے لحاظ سے خسارے اور نقصان اٹھانے والے ہیں مگر یہ کہ جو لوگ کثرت سے صدقہ کرتے ہیں یعنی اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ضروری مصارف میں خرچ کرتے ہیں وہ آخرت کے خسارے سے نجات پائیں گے اسی طرف ارشاد مبارک "الا من قال هكذا الخ" میں اشارہ فرمایا لیکن جو شخص بخل اور حرص وغیرہ گندی خصلتیں اختیار کرکے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا اور ضروری مصارف میں خرچ نہیں کرتا اس کو اسی طرح کی سزا دی جائے گی جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

باب مانع الزكوة

زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابي هريرة قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف ابوبكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر لابي بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم مني ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابوبكر رضي الله عنه لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال والله لو منعوني عقالا كانوا يؤدونه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعه قال عمر رضي الله عنه فوالله ما هو الا ان رايت الله شرح صدر ابي بكر للقتال فعرفت انه الحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبائل کے لوگ (انکار زکوٰۃ کرکے) کافر ہوگئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ کس طرح قتال کرنا چاہتے ہیں لوگوں سے یعنی اہل ایمان سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اس بات کا کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ [illegible]

اللہ" پس جو شخص کہے "لا الٰہ الا اللہ" یعنی مسلمان ہو جائے تو اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالی مگر حق اسلام کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا البتہ میں لڑتا رہوں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے قسم ہے اللہ کی اگر یہ لوگ مجھ کو وہ رسی بھی نہ دیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے بھی اس کے نہ دینے پر لڑوں گا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میرے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی طرف رجوع کا سبب ان کے قول "فان الزکوٰۃ حق المال" کے علاوہ اور کچھ نہ تھا جبکہ انہوں نے اپنا یہ قول ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل قتال کے واسطے کھول دیا پس میں سمجھ گیا کہ یہی یعنی قتال حق ہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو بہت سے لوگ مرتد ہو گئے اور بہت سے لوگ منکرین زکوٰۃ ہو گئے یہ لوگ بقول علامہ عینیؒ غطفان وفزارۃ اور بنی سلیم وغیرہم کے تھے وہاں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ یا تو انہوں نے فرضیت زکوٰۃ کا انکار کیا پس کفر سے مراد کفر حقیقی ہوگا اس لئے کہ فرضیت زکوٰۃ کی نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع ہے اس لئے اس کا انکار کفر ہے یا بطور تغلیظ وتشدید ان کو کافر کہا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے تاویل کے ذریعہ سے زکوٰۃ دینے کا انکار کیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قول "خذ من اموالھم صدقۃ الخ" کو بقرینہ "ان صلوٰتک سکن لھم" (یعنی آپ کی دعا ان کے لئے تسکین ہے) خصوص پر محمول کیا ہے اس لئے وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ زکوٰۃ لینے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا ہم آپ کی خدمت میں زکوٰۃ لے جاتے تھے آپ ہمارے واسطے دعا فرماتے اور آپ کی دعا باعث تسکین ہوتی تھی اب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دعوات ختم ہوگئی اس لئے ہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں دیں گے ان کو ہماری زکوٰۃ وصول کرنے کا کوئی اختیار نہیں پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ظاہر حال کی بناء پر کہ بظاہر وہ لوگ توحید ورسالت کے منکر نہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے "کیف تقاتل الناس" یعنی آپ اہل ایمان سے کس طرح قتال کے لئے فرما رہے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امرت ان اقاتل الناس الخ" اس حدیث میں لا الٰہ الا اللہ سے مراد کلمہ توحید ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس لئے کہ اس پر اجماع ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا اسلام میں معتبر نہیں جب تک رسالت کا اقرار نہ کرے تو اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا اس بات پر کہ قتال تو کفر کے مقابلہ میں ہوتا ہے نہ کہ منع زکوٰۃ سے اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قتال انکار زکوٰۃ کے فتنے کے مقابلہ میں ہے نہ کہ کفر کے مقابلہ میں یا یہ کہ حضرت عمر نے الا بحقہ کو غیر زکوٰۃ پر محمول کیا ہے اس لئے ان کا استدلال حدیث سے درست ہوا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یہ زکوٰۃ کو بھی شامل ہے۔ (فائدہ العینی)

اور شامل زکوٰۃ کو بھی اس اعتبار سے ہے کہ حق سے عام حق مراد ہے جو حق مال وغیرہ سب کو شامل ہے لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال اس اعتبار سے درست ہے (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں "حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ" ہے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی سے استدلال کیا ہے اسی

لئے فرمایا تھا میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے بالغرض آخرکار جب حقیقت واقعہ کی معلوم ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق ہوئی یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انصاف پسندی ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اس کی طرف رجوع فرمالیا اسی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال و شرف ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں پر سوال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زکوٰۃ کے معاملے میں اتنی سخت پکڑ کیوں فرمائی اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وحی تو بند ہوچکی تھی اب زکوٰۃ کے متعلق کوئی دوسرا انعام نافذ ہونے کی گنجائش نہ تھی تو ایسی حالت میں اگر منکرین زکوٰۃ کو آزاد چھوڑ دیا جاتا اور ان سے تساہل کی جاتی تو ہمیشہ کے لئے دین میں رخنہ پڑ جانے کا قوی اندیشہ تھا کیونکہ آج اگر انہوں نے ایک بہانہ بنا کر زکوٰۃ کا انکار کیا ہے تو کل کو اور ارکان دین کا کسی بہانے کا سہارا لے کر انکار کر سکتے تھے اس لئے ان کے تکبر اور فرعونیت کو نکال پھینکنے کے لئے مقتضی موقع ویسی سخت گرفت فرمائی بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ "واللہ لو منعونی عناقاً الخ" قسم ہے خدا کی اگر یہ لوگ مجھ کو بکری کا وہ بچہ دینے سے انکار کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے نہ دینے پر لڑوں گا۔

عناق بکری کے بچہ کو کہتے ہیں جو سال بھر سے کم کا ہو ایک روایت میں عقالاً آیا ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے عقال اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کو باندھ کر دیا جاتا ہے یہ کسی کے نزدیک زکوٰۃ میں سے نہیں اس لئے کہ اب کے نہ دینے پر قتال درست نہیں ہوسکتا اب اس کا کیا مطلب ہوگا۔

شارحین کہتے ہیں کہ یہ بات حق واجب کے طلب کرنے میں بطور مبالغہ فرمائی ہے یعنی اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں سے حقیر اور قلیل چیز بھی جو رسی یا بکری کے بچہ کے مساوی ہو دینے سے انکار کریں اس پر بھی لڑوں گا حقیقت اس کی مراد نہیں اس لئے کہ رسی یا بکری کا بچہ تو چھوڑ کا ہو زکوٰۃ میں نہیں دیا جاتا۔ (مرقات ومظاہر حق وحاشیۃ النسائی بتغییر قلیل)

باب عقوبة مانع الزكوٰة

مانع زکوٰۃ کی سزا کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا بهز بن حكيم قال حدثني ابي عن جدي قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول في كل ابل سائمة في كل اربعين ابنة لبون لا يفرق ابل عن حسابها من اعطاها مؤتجراً فله اجرها ومن ابى فانا آخذوها وشطر ابله عزمةً من عزمات ربنا لا يحل لآل محمد صلى الله عليه وسلم منها شيء۔

بہز بن حکیم اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر چرنے والے چالیس اونٹ میں بنت لبون ہے اور اونٹوں کو ان کے حساب سے جدا نہ کیا جائے جو شخص بنت لبون دے گا (زکوٰۃ میں) اور اجر و ثواب طلب کرنے والا ہوتا ہے اس کا ثواب ملے گا اور جو ادا نہ کرے تو میں وہ مفروضہ بنت لبون لوں گا اور اس کا نصف اونٹ بھی یہ ہمارے رب کے حقوق میں سے ایک حق ہے اس زکوٰۃ میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر

والوں کے لئے بھی حلال نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جزیہ دینے کے پچیس اونٹ میں بنت لبون ہے یعنی وہ بچی اونٹ کی جو تیسرے سال میں لگی ہو اس کا حکم ہے شاید یہ اس صورت میں ہے جبکہ اونٹ ایک سو بیس (۱۲۰) سے بڑھ جائیں اب یہ حدیث موافق ہو جائے گی دوسری احادیث کے۔ کذا فی حاشیۃ السندی للعلامۃ السندی۔

"لایفرق ابل عن حسابها" کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ اونٹوں میں سب شامل ہے ان میں لاغر و فربہ چھوٹا اور بڑے ورنہ صدقے والا تو اچھے کو اور چھوٹے کو اور بڑے کو البتہ مالک درمیانی اونٹنی وصول کرے "ومن ابی الخ" کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں جس نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو اس کے نصف اونٹ بطور جرمانہ لیتا تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا اس کے بعد جس نے ادا نہیں کی وہ وہی مقدار فرض ادا کرے یہی جمہور علماء کا قول ہے۔

باب زكوة الابل

اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا سفيان قال حدثني عمرو بن يحيى ح واخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار عن عبد الرحمن عن سفيان وشعبة ومالك عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة ولا فيما دون خمس ذود صدقة ولا فيما دون خمسة اواق صدقة

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا عيسى ابن حماد قال اخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن عمرو بن يحيى بن عمارة عن ابيه عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس فيما دون خمسة ذود صدقة وليس فيما خمسة اواق صدقة وليس فيما دون خمس اوسق صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن المبارك قال حدثنا المظفر بن مدرك ابو كامل قال حدثنا حماد بن سلمة قال اخذت هذا الكتاب من ثمامة بن عبد الله بن انس بن مالك عن انس بن مالك ان ابا بكر كتب لهم ان هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التي امر الله عزوجل بها رسوله صلى الله عليه وسلم فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعطها ومن سئل فوق ذلك فلا يعطه فيما دون خمس وعشرين من الابل في كل خمس ذود شاة فاذا بلغت خمسا

وعشرين ففيها بنت مخاض الى خمس وثلثين فان لم تكن بنت مخاض فابن لبون ذكر فاذا بلغت ستاً وثلثين ففيها بنت لبون الى خمس واربعين فاذا بلغت ستة واربعين ففيها حقة طروقة الفحل الى ستين فاذا بلغت احدى وستين ففيها جذعة الى خمسة وسبعين فاذا بلغت ستة وسبعين ففيها بنتا لبون الى تسعين فاذا بلغت احدى وتسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل الى عشرين ومائة فاذا زادت على عشرين ومائة ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل خمسين حقة فاذا تباين اسنان الابل في فرائض الصدقات فمن بلغت عنده صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده الا جذعة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ان استيسرتا له ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده وعنده بنت لبون فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده الا حقة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده ابنة لبون وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة مخاض وليس عنده الا ابن لبون ذكر فانه يقبل منه وليس معه شيء ومن لم يكن عنده الا اربع من الابل فليس فيها شيء الا ان يشاء ربها وفي صدقة الغنم في سائمتها اذا كانت اربعين ففيها شاة الى عشرين ومائة فاذا زادت يعني واحدة ففيها شاتان الى مائتين فاذا زادت واحدة ففيها ثلث شياه الى ثلث مائة فاذا زادت ففي كل مائة شاة ولا يؤخذ في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الغنم الا ان يشاء المصدق ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية فاذا كانت سائمة الرجل ناقصة من اربعين شاة واحدة فليس فيها شيء الا ان يشاء ربها وفي الرقة ربع العشر فان لم تكن الا تسعين ومائة درهم فليس فيها شيء الا ان يشاء ربها.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بحرین کے واسطے لکھا تھا کہ یہ فرائض صدقہ کا تحریر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا ہے اس میں بیان کردہ طریقے کے مطابق مسلمانوں میں سے جس شخص کے پاس سے صدقہ کا سوال کیا جائے تو دے دے اس کو اور اس سے زیادہ کا جس سے سوال کیا جائے تو نہ دے اونٹ پچیس (۲۵) سے کم اونٹوں میں ہر پانچ میں ایک بکری ہے اور جب پچیس کو پہنچیں تو ان میں ایک بنت مخاض ہے پینتیس (۳۵) تک اور اگر بنت مخاض نہ ملے تو ابن لبون دے اور جب چھتیس (۳۶) کو پہنچیں تو ان میں بنت لبون ہے پینتالیس تک (۴۵) اور جب چھیالیس (۴۶) کو پہنچیں تو ان میں حقہ ہے جو جفتی کے قابل ہو۔ ساٹھ (۶۰) تک اور جب اکسٹھ کو پہنچیں تو ان میں جذعہ ہے پچھتر (۷۵) تک اور جب چھہتر (۷۶) کو پہنچیں تو ان میں دو بنت لبون ہیں نوے تک اور جب اکیانوے کو پہنچیں تو ان میں دو حقے ہیں جن پر نر

اونٹ کو دیا ہو ایک سو بیس تک اور جب زیادہ ہوں ایک سو بیس پر تو ہر چالیس میں بنت لبون ہے اور ہر پچاس میں حقہ ہے اور جس فرض صدقہ میں اونٹوں کی عمر مختلف ہو (یعنی جس عمر کی اونٹنی دینے کا حکم ہے وہی مالک کے پاس نہ ہو بلکہ دوسری عمر کی موجود ہو) پس جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں جذعہ واجب ہو مگر اس کے پاس جذعہ نہ ہو حقہ ہو تو اس سے حقہ قبول کیا جائے (حقہ وہ اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں لگی ہو) اور اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس (۲۰) درہم دے اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں حقہ واجب ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو اور جذعہ موجود ہو تو اس سے جذعہ قبول کیا جائے (جذعہ وہ اونٹنی ہے جو پانچویں سال میں لگی ہو) اور زکوٰۃ لینے والا صاحب مال کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں اور جس کے پاس اونٹ اس قدر ہوں کہ ان میں حقہ واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہ اس سے قبول کی جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم دے اور جس کے پاس اونٹ اس نصاب کی حد تک پہنچے ہوں کہ اس میں بنت لبون واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اس کے پاس حقہ ہو تو حقہ اس سے وصول کیا جائے اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں بنت مخاض واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو البتہ ابن لبون اس کے پاس ہو تو وہ اس سے قبول کیا جائے اور اس کے ساتھ اور کچھ نہیں اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے (یعنی بطریق نفل دے) اور بکریوں کی زکوٰۃ میں جنگل میں چرنے والی بکریوں میں جبکہ وہ چالیس ہوں ایک سو بیس تک تو ایک بکری واجب ہوتی ہے اور جب زیادہ ہوں ایک سو بیس پر دو سو تک تو ان میں دو بکریاں اور جب زیادہ ہوں دو سو پر تین سو تک ان میں تین بکریاں اور جب زیادہ ہوں تین سو پر تو ہر ایک سو میں ایک بکری دے اور نہ لی جائے زکوٰۃ میں بڑھیا اور نہ عیب والا جانور اور نہ بکرا مگر یہ کہ چاہے زکوٰۃ لینے والا (یعنی اگر وہ کسی مصلحت کے لئے بکرا لینا چاہے تو درست ہے) اور متفرق جانور جمع نہ کئے جائیں اور نہ اکٹھے کو جدا کیا جائے زکوٰۃ کے خوف سے اور جو جانور دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں برابری کے ساتھ رجوع کریں اور اگر کسی آدمی کے پاس چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک بکری کم ہو تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک (بطریق نفل) خود دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے اور اگر اس کے پاس چاندی نہ ہو مگر ایک سو نوے درہم تو اس میں کچھ بھی زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ چاہے مالک اس کو (بطور نفل) دے سکتا ہے۔

تشریح: "ولا يجمع بين متفرق الخ" اس سے معلوم ہوا کہ خوف صدقہ میں تفریق جائز نہیں ہے صدقہ کے لئے بھی جائز نہیں جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں اور مالکوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ شوافع کہتے ہیں صدقہ نصاب بنانے یا صدقہ بڑھانے کی غرض سے جمع و تفریق نہ کریں چنانچہ اگر ایک شخص کے پاس بیس (۲۰) بکریاں ہوں اور دوسری بیس (۲۰) تو صدقہ ان کا صدقہ وصول کرنے کی غرض سے ملا دے اس سے منع کیا گیا ہے اور اکٹھے کو متفرق کرنے کی بھی اجازت نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کسی کے پاس ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں ہوں تو ایک بکری واجب ہے اب صدقہ ۴۰، ۴۰، ۴۰ کے تین حصے کرے تاکہ تین بکریاں وصول کرے اس کو اس سے منع کیا گیا ہے اور مالک کے لئے یہ ہے کہ اگر چالیس بکریاں اس کی ہوں اور چالیس کسی اور کی تو زکوٰۃ کم کرنے کے واسطے جمع نہ کرے اسی طرح اگر اس کی چالیس بکریاں جمع ہوں تو ان کو دو جگہ

متفرق نہ کرے تا کہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔

"وما کان من خلیطین" الخ" مثلاً دو شخص پانچ اونٹوں میں شریک ہوں اور وہ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ہوں پس زکوٰۃ لینے والے نے ایک بکری وصول کی تو وہ اپنے شریک سے عدل کے ساتھ بقدر حصہ کے قیمت بکری کی وصول کرے۔

(قالہ ابن الملک۔ مرقات مختصراً)

باب مانع زکوٰۃ الابل

اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان

اخبرنا عمران بن بکار قال حدثنا علی بن عیاش قال حدثنا شعیب قال حدثنی ابو الزناد مما حدثہ عبد الرحمن الاعرج مما ذکر انہ سمع ابا ہریرۃ یحدث بہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تأتی الابل علی ربہا علی خیر ما کانت اذا ہی لم یعط فیہا حقہا تطؤہ باخفافہا وتأتی الغنم علی ربہا علی خیر ما کانت اذا ہی لم یعط فیہا حقہا تطؤہ باظلافہا وتنطحہ بقرونہا قال ومن حقہا ان تحلب علی الماء الا لا یأتین احدکم یوم القیامۃ ببعیر یحملہ علی رقبتہ لہ رغاء فیقول یا محمد فاقول لا املک لک شیئا قد بلغت الا لا یأتین احدکم یوم القیامۃ بشاۃ یحملہا علی رقبتہ لہا یعار فیقول یا محمد فاقول لا املک لک شیئا قد بلغت قال ویکون کنز احدہم یوم القیامۃ شجاعا اقرع یفر منہ صاحبہ ویطلبہ انا کنزک فلا یزال حتی یلقمہ اصبعہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے اور فربہ ہو کر آئیں گے جبکہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو اپنے پاؤں سے اس کو کچلیں گے اور بکریاں پہلے سے زیادہ موٹی فربہ ہو کر آئیں گی جبکہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو وہ اپنے پاؤں سے اس کو کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی اور ان سے وابستہ ایک حق یہ بھی ہے ان کا دودھ مستحق افراد مسکین لوگوں کو پلا دے جبکہ وہ پانی کے قریب پاس ٹھہرے ہوں اور تم وہاں جانور کو پانی پلانے کے لئے لے جاتے ہو خبردار تم میں سے کوئی شخص قیامت کے روز اس حالت میں نہ آئے کہ وہ اپنی گردن پر اونٹ اٹھایا ہوا اور وہ اس پر چلا رہا ہو پس وہ کہے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری مدد کیجئے تو میں اس کو جواب دوں گا میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا اب میں تیرے واسطے کچھ نہیں کر سکتا خبردار ایسا نہ ہو کہ قیامت میں کسی کو اس طرح آتے ہوئے دیکھوں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ آواز کر رہی ہو اس حالت میں وہ کہے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے واسطے سفارش کیجئے میں اس کو صاف جواب دوں گا میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا اب میں کچھ نہیں کر سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تمہارا جمع کیا ہوا مال قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا اس سے وہ مالدار و بھاگتا ہوگا اور وہ سانپ اس کو طلب کرے گا اور اس کے ساتھ لگا رہے گا اور (کہتا ہوگا) میں تیرا خزانہ ہوں حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو لقمہ کی طرح نگل لے گا۔

تشریح: دولت وہ اچھی ہے جو آخرت میں وبال اور عذاب نہ بنے جو لوگ دولت اکٹھی کرتے ہیں خواہ حلال طریقے سے ہو مگر

خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں ان کی یہ سزا ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔

کیا حقوق مستحبہ کے ترک پر سزا ہوگی:

اس حدیث میں مضمون سابق کی مناسبت سے اونٹوں اور بکریوں کا ایک یہ حق بھی بیان فرمایا کہ جب ان کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو وہاں موجود مسکین اور نادار لوگوں کو کچھ دودھ دوہ کر پلا دے اس ہدایت کے بعد عرب کے لوگ اس کا بہت خیال رکھتے تھے کہ ایسے موقع پر مساکین کو دودھ پلاتے تھے پس اگرچہ اونٹوں کا حق واجب وہی زکوٰۃ ہے جس کے چھوڑنے سے دردناک عذاب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی اونٹوں کے حقوق میں سے ایک حق مستحب یہ بھی ہے کہ جس دن وہ پانی پینے کو جائیں تو دودھ نکال کر ضرورت مندوں کو پلا دے اس کے چھوڑنے میں گناہ تو نہیں اور نہ تارک کو عذاب ہوگا لیکن از راہ مروت وہمدردی اس کا خیال رہنا چاہئے البتہ اگر کبھی حالت اضطرار یا وجوب ضیافت کی صورت پیش آئی ہو تو پھر طلب الاعلیٰ یہم اور دکا حکم وجوبی ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض لوگ خدا تعالیٰ سے بس ضابطہ کا تعلق رکھتے ہیں کہ زکوٰۃ مقررہ کے علاوہ اور کچھ صدقہ خیرات نہیں کرتے اس میں گناہ تو نہیں مگر ضعف تعلق مع الحق کی دلیل ضرور ہے اس لئے زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ صدقہ خیرات موقع بموقع کرتے رہنا چاہئے۔ (یہ آخری مضمون حکیم الامت تھانوی کے رسالے سے ماخوذ ہے باقی تشریح مرقات ومظاہر حق سے)۔

باب سقوط الزكوة عن الابل اذا كانت رسلا لاهلها ولحمولتهم

سواری اور بار برداری کے اونٹ سے اور دودھ والی اونٹنی سے جبکہ اسے گھر میں دودھ کے لئے باندھ رکھا ہو زکوٰۃ ساقط ہے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا معتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن جده قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في كل ابل سائمة من كل اربعين ابنة لبون لا يفرق ابل عن حسابها من اعطاها مؤتجرا فله اجرها ومن منعها فانا آخذوها وشطر ابله عزمة من عزمات ربنا لا يحل لآل محمد صلى الله عليه وسلم منها شيء.

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہر چالیس اونٹ میں جو چرنے والے ہوں بنت لبون ہے کوئی اونٹ ان کے حساب سے الگ نہ کیا جائے جو شخص ثواب کی نیت سے زکوٰۃ میں بنت لبون دے گا اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو دینے سے انکار کرے تو ہم وہ اس سے ضرور لیں گے اور اس کے اونٹوں کا نصف بھی یہ ہمارے رب کے حقوق میں سے ایک حق ہے اس زکوٰۃ میں سے کوئی چیز محمد ﷺ کے گھر والوں کے واسطے حلال نہیں ہے۔

تشریح: مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ فی کل ابل سائمۃ سے نکالا ہے کہ جو سائمہ نہ ہو مثلاً دودھ پینے کے لئے چارہ

دفعہ بتلایا کہ گھر میں رکھی ہوئی جو باندھ کر رکھا ہو یا سواری اور بوجھ اٹھانے والے اونٹ ان میں زکوٰۃ نہیں سائمہ وہ جانور جو میدان جنگلوں میں سال کے اکثر حصہ میں چرائی پر ہے باقی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

باب زكوة البقر

گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا مفضل وهو ابن مهلهل عن الاعمش عن شقيق عن مسروق عن معاذ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه الى اليمن وامره ان يأخذ من كل حالم دينارا او عدله معافر ومن البقر من ثلثين تبيعاً او تبيعة ومن كل اربعين مسنة.

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ہر بالغ شخص سے (جزیہ میں) ایک دینار وصول کرے یا اس کے برابر یمنی کپڑے اور تیس گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ وصول کرے اور چالیس میں سے ایک مسنہ (تبیع یا تبیعہ وہ بچہ جو دوسرے سال میں لگا ہو)۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا يعلى وهو ابن عبيد قال حدثنا الاعمش عن شقيق عن مسروق والاعمش عن ابراهيم قالا قال معاذ بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن فامرني ان آخذ من كل اربعين بقرة ثنية ومن كل ثلثين تبيعاً ومن كل حالم ديناراً او عدله معافر.

حضرت مسروق اور اعمش بواسطہ ابراہیم نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ ہر چالیس گایوں میں سے ایک ثنیہ لوں (وہ بچی جو تیسرے سال میں لگی ہو) اور ہر تیس میں سے ایک تبیع اور ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑے۔

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن مسروق عن معاذ قال لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن امره ان يأخذ من كل ثلثين من البقر تبيعاً او تبيعةً ومن كل اربعين مسنةً ومن كل حالم ديناراً او عدله معافر.

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ تیس بقر میں سے ایک تبیع یا تبیعہ لیں اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ اور ہر بالغ شخص سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑے۔

اخبرنا محمد بن منصور الطوسي قال حدثنا يعقوب قال حدثنا ابي عن ابن اسحاق قال حدثني سليمان الاعمش عن ابي وائل بن سلمة عن معاذ بن جبل قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بعثني الى اليمن ان لا آخذ من البقر شيئاً حتى تبلغ ثلثين فاذا بلغت ثلثين ففيها عجل تابع جذع او جذعة حتى تبلغ اربعين فاذا بلغت اربعين ففيها بقرة مسنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی ہدایت

فرمایا پھر آپ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کہ بقر میں سے کچھ نہ لوں یہاں تک کہ وہ تیس تک پہنچ جائیں اور جب تیس (۳۰) تک پہنچ جائیں تو ان میں گائے کا ایک بچہ ہے جو ماں کے ساتھ رہتا ہے یا وہ بچہ ہے یہاں تک کہ چالیس کو پہنچ جائیں اور جب چالیس کو پہنچ جائیں تو ان میں ایک مسنہ واجب ہے۔

باب مانع زكوة البقر

بقر کی زکوۃ نہ دینے والے کے انجام کا بیان

اخبرنا واصل بن عبد الاعلى عن ابن فضيل عن عبد الملك بن ابى سليمان عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من صاحب ابل ولا بقر ولا غنم لا يؤدى حقها الا وقف يوم القيامة بقاع قرقر تطؤه ذات الاظلاف باظلافها وتنطحه ذات القرون بقرونها ليس فيها يومئذ جماء ولا مكسورة القرن قلنا يا رسول الله وماذا حقها قال اطراق فحلها واعارة دلوها وحمل عليها فى سبيل الله ولا صاحب مال لا يؤدى حقه الا يخيل له يوم القيامة شجاع اقرع يفر منه صاحبه وهو يتبعه يقول له هذا كنزك الذى كنت تبخل به فاذا راى انه لا بد له منه ادخل يده فى فيه فجعل يقضمها كما يقضمه الفحل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مالک اونٹ کا یا گائے کا یا بکری کا ان کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوۃ نہ دے اس کو قیامت کے دن ہموار میدان میں ٹھہرایا جائے گا اس کو کھر والے جانور اپنے کھروں سے کچلیں گے اور سینگ والے اپنے سینگوں سے ماریں گے ان میں کوئی جانور اس دن بے سینگ نہ ہوگا اور نہ سینگ ٹوٹی ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان کا حق کیا ہے یعنی حق سے کیا مطلب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے نر کا عاریت کے طور پر جفتی کے لئے دینا اور ان کے ڈول کو عاریۃً دینا جس کے پاس ڈول نہ ہو اور ان پر اللہ کی راہ میں سوار کرنا اور جو صاحب مال اپنے مال کا حق یعنی زکوۃ ادا نہ کرے اس کا مال قیامت کے دن اس کے واسطے گنجا سانپ کی شکل میں لایا جائے گا صاحب مال اس سے بھاگتا ہوگا اور وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا اور اس سے کہے گا یہ تیرا مال ہے تیرا خزانہ ہے جس کے ساتھ تو بخل کرتا تھا پھر جب وہ جان لے گا اب تو اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں تو اپنا ہاتھ اس سانپ کے منہ میں ڈال دے گا وہ اس کو چباتا رہے گا جیسا کہ اونٹ چباتا ہے۔

باب زكوة الغنم

بکریوں کی زکوۃ کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن فضالة بن ابراهيم النسائى قال حدثنا سريج بن النعمان قال حدثنا حماد بن سلمة عن ثمامة بن عبد الله بن انس بن مالك عن انس بن مالك ان ابابكر رضى الله عنه كتب له ان

هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التي امر الله بها رسوله صلى الله عليه وسلم فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعطها ومن سئل فوقها فلا يعطه فيما دون خمس وعشرين من الابل في خمس ذود شاة فاذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض الى خمس وثلثين فان لم تكن ابنة مخاض فابن لبون ذكر فاذا بلغت ستة وثلثين ففيها بنت لبون الى خمس واربعين فاذا بلغت ستة واربعين ففيها حقة طروقة الفحل الى ستين فاذا بلغت احدى وستين ففيها جذعة الى خمسة وسبعين فاذا بلغت ستة وسبعين ففيها ابنتا لبون الى تسعين فاذا بلغت احدى وتسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل الى عشرين ومائة فاذا زادت على عشرين ومائة ففي كل اربعين ابنة لبون وفي كل خمسين حقة فاذا تباين اسنان الابل في فرائض الصدقات فمن بلغت عنده صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده الا جذعة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده وعنده ابنة لبون فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهماً ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده الا حقة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما اوشاتين ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده بنت لبون وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتاله او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة مخاض وليست عنده الا ابن لبون ذكر فانه يقبل منه وليس معه شئ ومن لم يكن عنده الا اربعة من الابل فليس فيها شئ الا ان يشاء ربها وفي صدقة الغنم في سائمتها اذا كانت اربعين ففيها شاة الى عشرين ومائة فاذا زادت واحدة ففيها شاتان الى مائتين فاذا زادت واحدة ففيها ثلث شياة الى ثلث مائة فاذا زادت واحدة ففي كل مائة شاة ولا تؤخذ في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الغنم الا ان يشاء المصدق ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية واذا كانت سائمة الرجل ناقصة من اربعين شاة واحدة فليس فيها شئ الا ان يشاء ربها وفي الرقة ربع العشر فان لم يكن المال الا تسعين ومائة فليس فيه شئ الا ان يشاء ربها۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے لئے لکھا کہ یہ فرمان زکوٰۃ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے پس اس کے مطابق مسلمانوں میں سے جس سے زکوٰۃ طلب کی جائے وہ زکوٰۃ ادا کرے اور جس سے زیادہ طلب کی جائے تو وہ مقدار مطروض سے زیادہ نہ دے۔ پچیس اونٹوں سے کم میں ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے اور جب پچیس کو پہنچیں تو ان میں ایک بنت مخاض ہے پینتیس تک اور اگر بنت مخاض نہ ملے تو ابن لبون دے دے اور جب چھتیس تک پہنچیں تو ان میں بنت لبون ہے پینتالیس تک اور جب چھیالیس کو پہنچیں تو ان میں حقہ ہے جو جفتی کے قابل ہوتی ہے ساٹھ تک اور جب اونٹ اکسٹھ کو پہنچیں

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ابل ولا بقر ولا غنم لا یؤدی زکاتها الا جاءت یوم القیامة اعظم ما کانت واسمنه تنطحه بقرونها وتطؤه باخفافها کلما نفدت اخراها اعیدت علیه اولاها حتی یقضی بین الناس۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اونٹ یا بقر یا بکری کا مالک ہو اور باوجود اس کے مالدار ہونے کے ان کی زکوٰۃ نہیں دی تو وہ جانور قیامت کے دن پہلے سے زیادہ موٹے فربہ ہو کر آئیں گے اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گے اور اپنے پیروں سے کچلیں گے جب پچھلا ان کا سینگ مارتا اور کچلتا ہوا اس پر گزر جائے گا تو پھر ان کے پہلے ریوڑ سے عذاب دوبارہ شروع کیا جائے گا یہی عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

باب الجمع بين المتفرق والتفريق بين المجتمع

متفرق کو جمع کرنے اور مجتمع کو متفرق کرنے کا بیان

اخبرنا هناد بن السری عن هشیم عن هلال بن خباب عن میسرة ابی صالح عن سوید بن غفلة قال اتانا مصدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیته فجلست الیه فسمعته یقول ان فی عهدی ان لا ناخذ راضع لبن ولا نجمع بین متفرق ولا نفرق بین مجتمع فاتاه رجل بناقة کوماء فقال خذها فابی۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ وصول کرنے والا آیا میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا میں نے اس کو یہ کہتے سنا ہے چونکہ میری ذمہ داری ہے کہ ہم زکوٰۃ میں دودھ پیتے بچے نہیں لیتے اور نہ ہم متفرق جانوروں کو جمع کرتے ہیں اور نہ اکٹھے کو متفرق ہیں اس عامل کے پاس ایک شخص بلند کوہان والی اونٹنی لے کر آیا وہ یہ اس کو لیجئے اس نے قبول نہیں کی۔

اخبرنا هارون بن زید بن یزید یعنی ابن ابی الزرقاء قال حدثنا ابی قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ساعیا فاتی رجلا فاتاه فصیلا مخلولا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثنا مصدق اللہ ورسوله وان فلانا اعطاه فصیلا مخلولا اللهم لا تبارک فیه ولا فی ابله فبلغ ذلک الرجل فجاء بناقة حسناء فقال اتوب الی اللہ عزوجل والی نبیه صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللهم بارک فیه وفی ابله۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عامل کو بھیجا وہ ایک آدمی کے پاس گیا تو اس نے عامل کو اونٹنی کا ایک کمزور بچہ دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے صدقہ کو بھیجا ہے چونکہ فلاں شخص نے اس کو ایک لاغر بچہ دیا ہے اونٹنی کا اے اللہ تو اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت نہ دیجئے اس کی خبر اس کو پہنچی پھر وہ ایک اچھی خوبصورت اونٹنی لے کر آیا اور کہا میں اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتا ہوں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت عطا فرما۔

باب صلوة الامام على صاحب الصدقة

اس بات کے بیان میں کہ اگر امام صدقہ کرنے والے کے لئے دعا کرے تو جائز ہے

اخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة قال عمرو بن مرة اخبرني قال سمعت عبد الله بن ابي اوفى قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتاه قوم بصدقتهم قال اللهم صل على آل فلان فاتاه ابي بصدقته فقال اللهم صل على آل ابي اوفى۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم اپنی زکوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتی تو آپ فرماتے اے اللہ فلاں شخص پر رحم و کرم فرما پس میرا باپ اپنی زکوۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو فرمایا اے اللہ رحمت نازل فرما ابی اوفیٰ پر۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے والوں کو دعائیں دیتے تھے جن سے دینے والے کا دل بڑھتا اور سکون حاصل ہوتا تھا بلکہ آپ کی دعا کی برکت دینے والے کی اولاد در اولاد تک پہنچتی تھی اب بھی ائمہ کے نزدیک مشروع ہے کہ جو شخص زکوۃ لائے امام المسلمین بحیثیت وارث نبی ہونے کے اس کے لئے دعا کرے البتہ جمہور کے نزدیک صلوۃ کا لفظ استعمال نہ کرے کیوں کہ وہ تعظیم و تکریم کے معنی میں مستعمل ہونے کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حق تھا۔ (فوائد القرآن للعلامة العثمانی)

ابن الملک نے کہا کہ مصدق یعنی زکوۃ وصول کرنے والے کا دعا کرنا زکوۃ دینے والے کے واسطے مستحب ہے وہ یوں دعا کرے "آجرك الله فيما اعطيت وبارك لك فيما ابقيت وجعله لك طهورا" اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے واسطے جو آپ کے پاس اپنا صدقہ لے کر آیا تھا یوں دعا فرمائی "اللهم بارك فيه وفي ابله"

(مرقاۃ ۱۲۶/۴)

باب اذا جاوز في الصدقة

باب جب صدقہ میں تجاوز کرے تو کیا حکم ہے

اخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار واللفظ له قالا حدثنا يحيى عن محمد بن ابي اسماعيل عن عبد الرحمن بن هلال قال قال جرير اتى النبي صلى الله عليه وسلم ناس من الاعراب فقالوا يا رسول الله يأتينا ناس من مصدقيك يظلمون قال ارضوا مصدقيكم قالوا وان ظلم قال ارضوا مصدقيكم ثم قالوا وان ظلم قال ارضوا مصدقيكم قال جرير فما صدر عني مصدق منذ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وهو راض۔

عبدالرحمان بن ہلال سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ

گنوار لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے صدقہ میں سے بعض زکوٰۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ لینے والوں کو راضی کرو انہوں نے عرض کیا اگرچہ وہ ظلم کریں حضور ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرو پھر انہوں نے فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں حضور ﷺ نے فرمایا راضی کرو تمہارے مصدق کو حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا تو اس وقت سے کوئی صدقہ وصول کرنے والا میرے پاس سے نہیں لوٹا مگر راضی ہو کر۔

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنا اسماعیل وھو ابن علیۃ قال اخبرنا داؤد عن الشعبی قال قال جریر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم المصدق فلیصدر وھو عنکم راض۔

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس صدقہ لینے والے پہنچیں تو وہ اس حالت میں لوٹے کہ وہ تم سے خوش ہو۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دیانت وعدالت مسلم ہے اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کے عاملین ظلم وزیادتی نہیں کرتے تھے لیکن مالدار لوگ بوجہ محبت مال کے اپنے خیال میں قدر مفروض زکوٰۃ لینے کو ظلم سمجھتے اس لئے لفظی مقابلہ کے طور پر اس کو ظلم سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرمایا "وان ظلمہ" یعنی اگرچہ وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کر کے رخصت کرو جبکہ حقیقت میں کوئی ظلم کا معاملہ نہ ہوتا تھا۔ پس بعض الفاظ حدیث سے غلط فہمی میں مبتلا ہونا اور یہ مطلب بیان کرنا کہ عاملین کے واسطے زکوٰۃ لینے میں قدر مفروض سے تجاوز کی اجازت تھا اور لوگوں کے واسطے اس پر صبر کی تلقین معلوم ہوتی ہے ہرگز درست نہیں۔ (کذا فی الحاشیۃ للعلامۃ السندی)

باب اعطاء السید المال بغیر اختیار المصدق

باب سردار یعنی مالک کا بدون اختیار مصدق کے مال دینا

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا وکیع قال حدثنا زکریا بن اسحاق عن عمرو بن ابی سفیان عن مسلم بن ثفنۃ قال استعمل ابن علقمۃ ابی علی عرافۃ قومہ وامرہ ان یصدقہم فبعثنی ابی الی طائفۃ منہم لآتیہ بصدقتہم فخرجت حتی اتیت علی شیخ کبیر یقال لہ سعر فقلت ان ابی بعثنی الیک لتؤدی صدقۃ غنمک قال ابن اخی وای نحو تاخذون قلت نختار حتی انا لنشبر ضروع الغنم قال ابن اخی فانی احدثک انی کنت فی شعب من ھذہ الشعاب علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غنم لی فجاءنی رجلان علی بعیر فقالا انا رسولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیک لتؤدی صدقۃ غنمک قال قلت وما علی فیہا قالا شاۃ فاعمد الی شاۃ قد عرفت مکانہا ممتلئۃ محضا وشحما فاخرجتہا الیہما فقالا ھذہ الشافع والشافع الحائل وقد نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ناخذ شافعا فاعمد الی عناق معتاط والمعتاط التی لم تلد ولدا وقد حان ولادہا فاخرجتہا الیہما فقالا

فناولناها فرفعتها اليهما فجعلاها معهما على بعيرهما ثم انطلقا.

مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن علقمہ یعنی نافع بن علقمہ نے میرے باپ کو اپنی قوم کے معاملات کی دیکھ بھال پر عامل بنایا اور ان کو قوم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو مجھ کو میرے باپ نے قوم کی ایک جماعت کی طرف بھیجا تا کہ میں ان کا صدقہ ان کے پاس لاؤں تو میں نکلا یہاں تک کہ میں ایک بوڑھے شخص کے پاس پہنچا جس کا نام سعر ہے میں نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ اپنی بکری کی زکوٰۃ ادا کریں انہوں نے کہا کہ بھتیجا تم کس قسم کی لینا چاہتے ہو میں نے کہا کہ میں بکریوں کے تھنوں کو انگشت سے ناپوں گا پھر کوئی جانور اختیار کروں گا اس شیخ نے کہا بھتیجا میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان دروں میں سے ایک وادی میں اپنی بکریاں چراتا تھا میرے پاس اونٹ پر سوار ہو کر دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہارے پاس بکری کی زکوٰۃ وصول کرنے آئے ہیں اپنی زکوٰۃ ادا کرو اس شیخ یعنی سعر نے عرض کیا کہ مجھ پر زکوٰۃ میں کس قسم کا جانور واجب ہے ان دونوں نے کہا بکری واجب ہے میں نے اپنے اختیار سے ایک ایسی بکری ریوڑ سے نکال کر ان کو دے دی جو صرف تازی اور بہت زیادہ دودھ والی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو شافع ہے یعنی حمل والی ہے (ہم اس کو نہیں لیتے) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شافع لینے سے منع فرمایا پھر میں ریوڑ میں گیا اور ایک حاملہ سال بھر کی عمر والی بکری نکال کر ان کے پاس لایا معتاط ہے حاملہ بکری کو کہتے ہیں جو حمل کے قریب پہنچی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں یہی دو تب پھر میں نے اس کو اٹھا کر ان کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھایا پھر دونوں روانہ ہو گئے۔

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا روح قال حدثنا زكريا بن اسحاق قال حدثني عمرو بن ابي سفيان قال حدثني مسلم بن ثفنة ان ابن علقمة استعمل اباه على صدقة قومه وساق الحديث.

مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے کہ ابن علقمہ نے میرے باپ کو اپنی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل بنایا اور راوی نے حدیث سابق کی طرح پورا واقعہ بیان کیا ہے۔

اخبرني عمران بن بكار قال حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب قال حدثني ابو الزناد مما حدثه عبد الرحمن الاعرج مما ذكر انه سمع ابا هريرة يحدث قال وقال عمر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصدقة فقيل منع ابن جميل وخالد بن الوليد وعباس بن عبد المطلب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ينقم ابن جميل الا انه كان فقيرا فاغناه الله واما خالد بن الوليد فانكم تظلمون خالدا قد احتبس ادراعه واعتده في سبيل الله واما العباس بن عبد المطلب عم رسول الله صلى الله عليه وسلم فهي عليه صدقة ومثلها معها

عبدالرحمٰن اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم فرمایا آپ سے عرض کیا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ نہیں دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن جمیل نے زکوٰۃ کا انکار کر کے نعمت الٰہی کی اس

لئے ناشکری کی ہے کہ پہلے وہ محتاج تھا پھر اللہ نے اس کو توانگر بنا دیا۔ اب رہا معاملہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پس تم خالد پر ظلم کرتے ہو اس لئے کہ اس نے اپنی زرہیں اور لڑائی کا سامان خدا کی راہ میں وقف کر رکھا ہے اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں پس وہ صدقہ ان پر ثابت ہے اور مثل اس کے اس کے ساتھ۔

اخبرنا احمد بن حفص قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراهیم بن طهمان عن موسی قال حدثنی ابو الزناد قال عن عبد الرحمن عن ابی هریرة قال قال امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بصدقة مثله سواء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقے کا حکم فرمایا راوی نے بالکل حدیث سابق کی طرح یہ حدیث روایت کی ہے۔

اخبرنا عمرو بن منصور ومحمود بن غیلان قالا حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابراهیم بن میسرة عن عثمان بن عبد اللّٰه بن الاسود عن عبد اللّٰه بن هلال الثقفی قال جاء رجل الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال کدت اقتل بعدك فی عناق اوشاة من الصدقة فقال لولا انها تعطی فقراء المهاجرین ما اخذتها.

حضرت عبد اللہ بن ہلال ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں تو اس حالت کے قریب پہنچ گیا تھا کہ آپ کے بعد مار دیا جاؤں صدقے کی ایک بکری یا بکری کے بچے کے بارے میں پس تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ صدقہ تنگ دست مہاجرین کو دیا جاتا ہے تو میں صدقہ نہ لیتا۔

تشریح: محدثین کہتے ہیں کہ سند میں جو مسلم بن ثفنہ ہے وہ غلط ہے اور یہ غلطی وکیع سے ہوئی صحیح مسلم بن شعبہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں "اخطأفیه وکیع" امام نسائی نے فرمایا "لا اعلم احداً تابع وکیعاً علی قوله ابن ثفنة" دارقطنی نے کہا "وهم وکیع والصواب مسلم بن شعبة" ابن حبان نے ان کو ثقات میں سے شمار کیا ہے۔ (بذل المجهود)

باب کی تیسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہیں "بعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عمر علی الصدقة الخ" جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا تھا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے جب تحقیق کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واضح ہوگیا ابن جمیل کے متعلق فرمایا کہ وہ نادار محتاج تھے پھر اللہ نے اس کو مالدار بنا دیا تو اس کی بد بختی نے اسے کفران نعمت اور انکار زکوٰۃ پر آمادہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ایمان میں مخلص نہ تھے اب رہا حضرت خالد بن ولید اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معاملہ تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت خالد نے اپنے اسباب یعنی اپنی زرہیں اور اسلحہ وغیرہ جہاد کے لئے وقف کر دیے تھے اس کی خبر صدقہ کو نہ تھی شاید کہ انہوں نے

تو میں زکوٰۃ بالکل وصول نہ کرتا اس لئے صاحب مال کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں اتنی شدت اور تنگ دلی نہ کرنی چاہئے جس کی وجہ سے عامل کو تشدد کا طریقہ اپنانا پڑے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شکایت کرنے والا وہی خود عامل ہو وہ ارباب اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں شدت کی شکایت کرتا تھا کہ آپ کی مجلس سے میرے چلے جانے کے بعد مجھے ہلاکت جان کا خطرہ ہوگیا تھا جبکہ میں صاحب اموال سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا اس پر حضور ﷺ نے وہی ارشاد مذکور فرمایا کہ اگر تمہارا وہ تنگ دست مہاجرین کا خیال نہ ہوتا تو میں زکوٰۃ وصول نہ کرتا بلکہ زکوٰۃ کے معاملہ کو اصحاب اموال کی مرضی پر چھوڑ دیتا اور چونکہ مصارف کا اہتمام بدون تحمل مشقت و دشواری کے نہیں ہوسکتا اس لئے اس پر صبر کرنا چاہئے یہی توجیہ ترجمۃ الباب سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (کذا فی حاشیۃ النسائی للعلامۃ السندھی)

باب زکوٰۃ الخیل

گھوڑے کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع عن شعبۃ وسفیان عن عبد اللّٰہ بن دینار عن سلیمان بن یسار عن عراک بن مالک عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں اور نہ اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمد ابن علی بن حرب المروزی قال حدثنا محرز بن الوضاح عن اسماعیل وھو ابن امیۃ عن مکحول عن عراک بن مالک عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا زکوٰۃ علی الرجل المسلم فی عبدہ ولا فرسہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان شخص پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال حدثنا ایوب بن موسٰی عن مکحول عن سلیمان بن یسار عن عراک بن مالک عن ابی ھریرۃ یرفعہ الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی عن خثیم قال حدثنی ابی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لیس علی المرء فی فرسہ ولا مملوکہ صدقۃ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آدمی پر اور اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں۔

تشریح: جو گھوڑا جہاد وغیرہ میں استعمال کا ہو اس میں بالاتفاق ائمہ زکوٰۃ نہیں اور جو گھوڑا تجارت کا ہے بالاتفاق اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہے اور جو گھوڑے نسل کے ہیں ان میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ گھوڑے اور گھوڑیاں جبکہ اکثر سال جنگل میں چرتی ہوں ان میں بھی زکوٰۃ ہے اگر چاہے تو ہر گھوڑے سے ایک دینار دیدے یا ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درہم سے پانچ درہم دیدے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں، یہی امام شافعیؒ وغیرہ کا قول ہے ان کی دلیل حدیث باب ہے۔ امام اعظمؒ کی تائید میں کہتے ہیں کہ غلام تجارت میں بالاتفاق زکوٰۃ ہے تو حدیث باب میں غلام خدمت مراد ہے اسی طرح فرس محمول ہے جہاد وضرورت کے گھوڑے پر لہٰذا سائمہ گھوڑے میں صدقہ نہ ہونا کہاں سے ثابت ہوا بلکہ ایسے گھوڑے میں زکوٰۃ واجب ہونے پر دلیل موجود ہیں جن کا ذکر شیخ ابن ہمامؒ نے کیا ہے فتح القدیر میں دیکھ لیں، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ (ہدایہ ومرقات)

باب زکوٰۃ الرقیق

غلام کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن عبد الله بن دينار عن سليمان بن يسار عن عراك بن مالك عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس على المسلم في عبده ولا في فرسه صدقة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان پر نہ تو اس کے غلام میں صدقہ ہے اور نہ اس کے گھوڑے میں۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن خثيم بن عراك بن مالك عن ابيه عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ليس على المسلم صدقة في غلامه ولا في فرسه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

باب زکوٰۃ الورق

چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا يحيى بن حبيب ابن عربي عن حماد قال حدثنا يحيى وهو ابن سعيد عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون خمسة اواق صدقة ولا فيما دون خمسة ذود صدقة وليس فيما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال اخبرنا ابن القاسم عن مالك قال حدثني محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي صعصعة المازني عن ابيه عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس فيمادون خمس اوسق من التمر صدقة ولا فيمادون خمس اواق من الورق صدقة وليس فيما دون خمس ذود من الابل صدقة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں کھجوروں میں سے زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں چاندی سے زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا ابو اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن عبد الرحمن ابن ابي صعصعة عن يحيى بن عمارة وعباد بن تميم عن ابي سعيد الخدري انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا صدقة فيما دون خمس اوساق من التمر ولا فيما دون خمس اواق من الورق صدقة ولا فيما دون خمس ذود من الابل صدقة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پانچ وسق سے کم میں کھجوروں میں سے صدقہ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں چاندی سے صدقہ ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے۔

اخبرنا محمد بن منصور الطوسي قال حدثنا يعقوب قال حدثنا ابي قال حدثنا ابن اسحاق قال حدثني محمد بن يحيى بن حبان ومحمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي صعصعة وكانا ثقة عن يحيى بن عمارة بن ابي حسن وعباد بن تميم وكانا ثقة عن ابي سعيد الخدري قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليس فيما دون خمس اواق من الورق صدقة وليس فيما دون خمس من الابل صدقة وليس فيما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں سے زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابو اسامة قال حدثنا سفيان عن ابي اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن الخيل والرقيق فادوا زكوة اموالكم من كل مائتين خمسة.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے اور غلام سے زکوٰۃ معاف کر دی پس تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ہر دو سو میں سے پانچ درہم ادا کیا کرو۔

اخبرنا حسين بن منصور قال حدثنا ابن نمير قال حدثنا الاعمش عن ابي اسحاق عن عاصم بن

ضمرة عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن الخيل والرقيق وليس فيما دون مائتين زكوٰة.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی اور دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

تشریح: اواق جمع ہے اوقیہ کی ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیے کے دو سو درہم ہوئے یہ نصاب ہے زکوٰۃ چاندی کا اس سے کم ہو تو زکوٰۃ نہیں اور جب نصاب پورا ہو تو پانچ درہم واجب ہوتے ہیں بعض نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث مرفوع سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ پہلے تھی پھر منسوخ ہوگئی جواب اس کا یہ ہے اس حدیث سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ ان کی زکوٰۃ پہلے تھی پھر اس کا نسخ ہوا حدیث اس پر ذرا بھی دلالت نہیں کرتی بلکہ یہاں جیسے خدمتی غلام مراد ہیں تو وہی گھوڑے بھی۔ (حاشية النسائي عن الهداية)

باب زكوٰة الحلي

زیورات کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا اسمعيل بن مسعود قال حدثنا خالد عن حسين عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان امرأة من اهل اليمن اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنت لها وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب فقال اتؤدين زكوٰة هذا قالت لا قال ايسرك ان يسورك الله عز وجل بهما يوم القيامة سوارين من نار قال فخلعتهما فالقتهما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت هما لله ولرسوله صلى الله عليه وسلم.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اہل یمن سے ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تجھے خوشی ہوگی اس بات سے کہ تجھ کو اللہ عز وجل ان دونوں کے بدلے قیامت کے دن آگ کے دو کڑے پہناوے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس عورت نے ان کو نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور کہا یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا المعتمر بن سليمان قال سمعت حسينا قال حدثني عمرو بن شعيب قال جاءت امرأة ومعها بنت لها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم في يد ابنتها مسكتان نحوه مرسل قال ابو عبد الرحمن خالد اثبت من المعتمر.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو کڑے تھے پورا واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ حدیث سابق میں نقل کیا ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور فرمایا کہ زیور کی زکوٰۃ کے باب میں کوئی حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی ضعف حدیث کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ابن لہیعہ سے روایت کرنے کے بعد کہا کہ ابن لہیعہ اور مثنیٰ بن صباح کہ اس حدیث کو راوی ہے دونوں ضعیف ہیں لہٰذا حدیث صحیح نہیں۔ لیکن امام نسائیؒ اور امام ابوداؤدؒ نے جس اسناد سے روایت کی ہے اس کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے چنانچہ ابن قطان نے کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور علامہ منذری نے مختصر میں کہا کہ اس کی اسناد میں کوئی کلام نہیں پھر انہوں نے سب رجال کی توثیق نقل کی اور امام ترمذی کے اعتراض کے جواب میں کہا کہ شاید انہوں نے یہی دونوں اسانید کے بارے میں قول مذکور کہا ورنہ اسناد نسائی اور ابی داؤد میں کچھ اعتراض نہیں بہرحال صحت اسناد کے بعد امام ترمذی کا اعتراض قابل اعتبار نہیں لہٰذا عمرو بن شعیب کی یہ روایت معتبر ہے اس سے امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی تائید ہوتی ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے زیور میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اسی کے قائل تھے صحابہ میں سے حضرت عمر وابن مسعود اور ابن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین میں سے حضرت سعید ابن مسیب وسعید ابن جبیر وعطاء اور ابن سیرین وغیرہم رحمہم اللہ۔

امام شافعیؒ نے کہا کہ عورتوں کے زیور میں زکوٰۃ واجب نہیں یہی قول امام مالکؒ و امام احمدؒ کا ہے امام شافعیؒ نے یہ قول عراق میں کہا تھا پھر جب مصر میں گئے تو انہوں نے توقف کیا اور کہا "هذا مما استخير الله فيه" انہوں نے ثیاب بذلہ پر قیاس کیا ہے یعنی ان کپڑے پر جو ہر وقت استعمال میں آتے ہیں ان کپڑوں میں بالاتفاق زکوٰۃ واجب نہیں اسی طرح زیور میں بھی نہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ محض ثیاب بذلہ پر قیاس کر کے شوافع کے لئے ترک حدیث کرنا کیسے درست ہوگا حالانکہ اس حدیث کو بعض حضرات نے حسن بلکہ صحیح کہا ہے۔

آثار صحابہ سے استدلال کا جواب:

شافعیہ وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم کے آثار سے استدلال کیا ہے چنانچہ مؤطا مالک میں ہے کہ امام مالکؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اپنی زوجات اور بیٹیوں کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ دار قطنی نے روایت کی کہ ابن عمر نے سالم کو لکھا کہ میری بیٹیوں کے زیوروں کی زکوٰۃ ہر سال دیا کرو اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنی زوجات کو حکم کرتے کہ اپنے زیورات کی زکوٰۃ نکالیں، اب یہ روایات پہلی روایت کے معارض ہیں، نیز حدیث صحیح کو چھوڑ کر ایسے آثار متعارضہ سے اپنے مذہب کے اثبات پر استدلال کیسے درست ہوگا حالانکہ حدیث باب میں سونے کے زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں وعید شدید فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیور سے مراد جواہر وغیرہ کے زیور لئے ہیں یہ ہمارے مخالف نہیں (واللہ تعالیٰ اعلم، مزید تفصیل فتح القدیر میں ہے)

باب مانع زکوٰة ماله

اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان

اخبرنا الفضل بن سهل قال حدثنا ابو النضر هاشم بن القاسم قال حدثنا عبدالعزيز بن عبد الله

بن ابی سلمة عن عبد اللّٰه بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان الذی لایؤدی زکوٰة ماله یخیل الیه ماله یوم القیامة شجاعاً اقرع له زبیبتان قال فیلتزمه او یطوقه قال یقول انا کنزك انا کنزك.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کا مال قیامت کے دن اس کے واسطے گنجا سانپ بن جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر مثل طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ سانپ کہے گا میں تیرا سرمایہ ہوں میں تیرا سرمایہ ہوں۔

اخبرنا الفضل بن سهل قال حدثنا حسن بن موسٰی الاشیب قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن دینار المدنی عن ابیه عن ابی صالح عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من آتاه اللّٰه عزوجل مالا فلم یؤد زکاته مثل له ماله یوم القیامة شجاعاً اقرع له زبیبتان یأخذ بلهزمتیه یوم القیامة یقول انا مالك انا کنزك ثم تلا هذه الآیة ولاتحسبن الذین یبخلون بما آتاهم اللّٰه من فضله الآیة

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو اللہ عزوجل مال عطا فرمائے پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو اس کے واسطے قیامت کے روز گنجا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ اس شخص کی باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "ولا تحسبن الذین یبخلون بما آتاهم اللّٰه من فضله الخ"

تشریح: ہر عقل مند کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور دنیا کی چند روزہ راحت اور عیش و عشرت کے واسطے اپنے مال بڑھانے کی حرص و طمع میں مبتلا رہے اور اس کو دوسرا بدبخت زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اس کی درد ناک سزا قیامت کے دن پائے گا جس کا ذکر اس حدیث میں ہے کہ جس مال دار نے اپنے مال و سرمایہ کی زکوٰۃ ادا نہیں کی اس کا سرمایہ آخرت میں وبال جان بنے گا اور اس کو گنجا سانپ بنا کر جو کہ بہت زہریلا ہوتا ہے مثل طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا حق تعالیٰ تمام امت کو زکوٰۃ دینے کی ہمت عطا فرمائے۔

زكوة التمر

چھوہارے کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك حدثنا وكيع عن سفيان عن اسمٰعيل بن امية عن محمد بن يحيى بن حبان عن يحيى بن عمارة عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ليس فيما دون خمسة اوسق من حب ولا تمر صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں خواہ وہ غلے ہوں یا چھوہارے صدقہ نہیں

باب زکوٰۃ الحنطة

گیہوں کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا روح بن القاسم قال حدثنی عمرو بن یحیٰی بن عمارۃ عن ابیه عن ابی سعید الخدری عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لا یحل فی البر والتمر زکوٰۃ حتی یبلغ خمسة اوسق ولا یحل فی الورق زکوٰۃ حتی یبلغ خمسة اواق ولا تحل فی ابل زکوٰۃ حتی تبلغ خمس ذود۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ گیہوں اور چھوہارے میں زکوٰۃ واجب نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ پہنچے اور چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ پانچ اوقیہ تک پہنچے اور اونٹ میں زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ پانچ تک پہنچے۔

باب زکوٰۃ الحبوب

غلوں کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن اسماعیل بن امیة عن محمد بن یحیٰی بن حبان عن یحیٰی بن عمارۃ عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لیس فی حب ولا تمر صدقة حتی یبلغ خمسة اوسق ولا فیما دون خمس ذود ولا فیما دون خمس اواق صدقة۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا کہ غلہ اور تمر میں صدقہ نہیں یہاں تک کہ پانچ وسق تک پہنچے اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں صدقہ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ ہے۔

القدر الذی یجب فیه الصدقة

جتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع قال حدثنا ادریس الاودی عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لیس فیما دون خمس اواق صدقة۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ نہیں۔

اخبرنا احمد بن عبدۃ قال حدثنا حماد عن یحیٰی بن سعید وعبید اللّٰہ بن عمر عن عمرو بن یحیٰی

عن ابيه عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ليس فيما دون خمس اواق صدقة ولا فيما دون خمس ذود صدقة وليس فيما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ نہیں اور پانچ اونٹ سے کم میں صدقہ نہیں اور پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں۔

تشریح: امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور جمہور ائمہ وجوب عشر کے لئے نصاب کو شرط رکھتے ہیں ان کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں صدقہ یعنی عشر واجب نہیں ان کا استدلال اس حدیث سے ہے فرمایا "وليس فيما دون خمس اوسق صدقة" امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عشر میں نصاب شرط نہیں پانچ وسق ہو یا کم ہو مطلقاً عشر واجب ہے آپ آیت قرآنی اور ارشاد نبوی کے عموم سے استدلال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو خرچ کرو صاف ستھری چیزیں اپنی کمائی سے اور اس چیز میں سے جو ہم نے پیدا کیا ہے تمہارے واسطے زمین سے، یہ عام ہے پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ سب کو شامل ہے اور یہی حکم حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جس کا ذکر اگلے عنوان کے تحت آ رہا ہے۔

حدیث باب جو صاحبین وغیرہما کی دلیل ہے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں صدقہ سے مراد زکوٰۃ تجارت ہے جیسا کہ اس سے ماقبل کے دو جملوں میں مراد زکوٰۃ ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں لوگ وسق کے حساب سے خرید و فروخت کرتے اور ایک وسق کھجوروں کی قیمت چالیس درہم تھی تو پانچ وسق کے دو سو درہم ہو گئے یہ جواب صاحب ہدایہ نے دیا ہے اور تقاریر ترمذی میں بھی حضرت شیخ الہندؒ کے حوالے سے اسی طرح کا جواب نقل کیا ہے تو امام اعظمؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "مادون خمسة اوسق" اگر دو سو درہم سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں۔

باب ما يوجب العشر وما يوجب نصف العشر

اس چیز کے بیان میں جو عشر کو واجب کرتی ہے اور جو نصف عشر کو واجب کرتی ہے

اخبرنا هارون ابن سعيد بن الهيثم ابو جعفر الايلي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فيما سقت السماء والانهار والعيون او كان بعلا العشر وما سقي بالسواني والنضح نصف العشر.

سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمین کی پیداوار میں جس کو بارش اور نہروں اور چشموں نے سیراب کیا ہو یا کھجور کا وہ درخت جو زمین کی نمی سے سیراب ہوتا ہو بارش وغیرہ کے پانی سے سیراب نہ کیا جاتا ہو عشر ہے اور جو رہٹ اور پانی لادنے والے اونٹ سے سیراب کیا گیا اس میں نصف عشر۔

اخبرني عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو واحمد بن عمرو والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن ابن وهب قال حدثنا عمرو ابن الحارث ان ابا الزبير حدثه انه سمع جابر بن عبد الله يقول ان

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فیما سقت السمآء والانہار والعیون العشر وما سقی بالسانیۃ نصف العشر.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عشر اس زمین میں ہے جس کو بارش اور نہروں اور چشموں کے پانی نے سیراب کیا اور جو رہٹ وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اس میں آدھا عشر ہے۔

اخبرنا ھناد ابن السری عن ابی بکر وھو ابن عیاش عن عاصم عن ابی وائل عن معاذ قال بعثنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان اٰخذ مما سقت السمآء العشر وفیما سقی بالدوالی نصف العشر.

حضرت معاذؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا ہے کہ جس زمین کو بارش کے پانی سے سینچا جاتا ہو اس سے عشر اور جس کو ڈول یا رہٹ سے سینچا گیا ہو اس سے نصف عشر لے لوں۔

تشریح: اس حدیث کی بناء پر امام اعظم قلیل وکثیر پیداوار میں عشر واجب کہتے ہیں کیونکہ فیما سقت السمآء عام ہے تو آپ عموم کی وجہ سے سب کو شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم کے اندر بھی عشر واجب ہے تو یہ حدیث مثبت زیادہ ہوئی اور "حدیث لیس فیما دون خمسۃ اوسق" سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم کے اندر کچھ واجب نہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا حدیث باب مقدم ہوگی یہ جواب بعض شراح نے دیا ہے۔

کم یترک الخارص

پھلوں کا اندازہ کرنے والا کتنا چھوڑ دے

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا یحیٰی بن سعید ومحمد بن جعفر قالا حدثنا شعبۃ قال سمعت خبیب بن عبدالرحمن یحدث عن عبدالرحمن بن مسعود بن نیار عن سھل بن ابی حثمۃ قال اتانا ونحن فی السوق فقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تأخذوا اوتدعوا الثلث شک شعبۃ فدعوا الربع

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عبدالرحمن بن مسعود کہتے ہیں کہ سہل بن ابی حثمہ ہمارے پاس آئے جبکہ ہم بازار میں تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم پھلوں کا اندازہ کرو تو زکوٰۃ تو وصول کیا کرو اور تہائی چھوڑ دو اور اگر تہائی نہ چھوڑ و تو چوتھائی چھوڑ دو۔

تشریح: جب پھل پک جائیں تو حاکم خارص یعنی اندازہ کرنے والے کو بھیجے یہ وہاں باغ میں جا کر اندازہ کر کے بتلادے کہ کس قدر عشر آئے گا یہ صدقہ وصول کرنے والے کو جائز ہے کیونکہ یہ بیع نہیں اور عشر کی کا ملک نہیں فقراء کا حق ہے کیونکہ پھل توڑنے کے وقت وہاں فقراء آتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے۔ (ماخوذ از تقاریر ترمذی لشیخ الہند)

باب قوله عزوجل ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون

اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اور قصد نہ کرو خراب چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو

اخبرنا يونس بن عبد الاعلى والحارث بن مسكين قرآءة عليه وانا اسمع عن ابن وهب قال حدثني عبد الجليل بن حميد اليحصبي ان ابن شهاب حدثه قال حدثني ابو امامة بن سهل بن حنيف في الآية التي قال الله عزوجل ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون قال هو الجعرور ولون حبيق فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تؤخذ في الصدقة الرذالة.

ابن شہاب کہتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ قصد نہ کرو ردی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو اس کی تفسیر مجھ سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا ہے کہ وہ خبیث چیز جعرور اور لون حبیق ہے (جعرور ایک کھجور خشک فرما اور لون حبیق ایک قسم کا ردی خشک خرما) پس رسول اللہ ﷺ نے صدقہ میں ردی چیز لینے سے منع فرمایا ہے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال اخبرنا يحيى عن عبد الحميد بن جعفر قال حدثني صالح بن ابي عريب عن كثير بن مرة الحضرمي عن عوف بن مالك قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وبيده عصا وقد علق رجل قنو حشف فجعل يطعن في ذلك القنو فقال لو شاء رب هذه الصدقة تصدق باطيب من هذا ان رب هذه الصدقة يأكل حشفاً يوم القيامة.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی (آپ کی آمد سے پہلے) کسی آدمی نے مسجد میں ردی کھجور کا خوشہ لٹکا رکھا تھا جس حضور ﷺ اس خوشہ پر عصا مارنے لگے اور فرمایا کہ اگر چاہتا اس کا صدقہ کرنے والا تو اس سے عمدہ صدقہ کرسکتا بیشک اس کا صدقہ کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجور کھائے گا۔

باب المعدن

معدن کے بیان میں

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو عوانة عن عبيد الله بن الاخنس عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اللقطة فقال ما كان في طريق مأتي او في قرية عامرة فعرفها سنة فان جاء صاحبها والا فلك وما لم يكن في طريق مأتي ولا في قرية عامرة ففيه وفي الركاز الخمس.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ جو گرا پڑا مال عام راستے میں ملے یا آبادی میں تو اس کا اعلان ایک سال تک

گیا گرد پھر اگر اس کا مالک آ جائے (تو اس کو اپنی چیز لے جانے دو) ورنہ تمہارے واسطے ہے اور جو چیز عام گذرگاہ اور آبادی کے علاوہ کسی اور جگہ میں پائی ہو تو اس میں اور رکاز میں خمس یعنی پانچواں حصہ ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ح واخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري عن سعيد وابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال العجماء جرحها جبار والبئر جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ چوپائے کا زخم کر دینا معاف ہے اور کنویں میں اگر کوئی مر جائے معاف ہے اور کسی پر کان گر پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے تو معاف ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

اخبرنا يونس بن عبد الاعلى قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن سعيد وعبيد الله بن عبد الله عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله

راوی سے مثل سابق کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد وابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جرح العجماء جبار والبئر جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوپائے کا زخمی کر دینا معاف ہے اور کنویں میں کوئی گر کر مر جائے تو معاف ہے اور کان معاف ہے اور رکاز میں خمس ہے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا هشيم اخبرنا منصور وهشام عن ابن سيرين عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البئر جبار والعجماء جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنویں میں گر کر کوئی مر جائے معاف ہے اور چار پائے کا زخم کر دینا معاف ہے اور کان معاف ہے اور رکاز میں خمس ہے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث میں آیا ہے کہ گرا پڑا مال اگر عام گذرگاہ یا آبادی میں مل گیا ہو تو اس کا اعلان ایک سال تک کیا جائے اس کے ائمہ ثلاثہ قائل ہیں، اس مسئلہ میں حنفیہ سے تین روایات منقول ہیں پہلی روایت یہ ہے کہ بدون فرق کئے ہوئے قلیل وکثیر میں تعریف لقطہ کے لئے ایک سال کی مدت متعین ہے یہی ظاہر روایت ہے اس کو امام محمدؒ نے مبسوط میں نقل کیا ہے یہ قول موافق ائمہ ثلاثہ ہے دوسرا قول صاحب ہدایہؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر دس درہم سے کم ہو تو چند روز تک اعلان کیا جائے اور اگر دس درہم یا اس سے زیادہ ہوں تو ایک سال تک تعریف کی جائے۔ تیسرا قول اس کو بھی صاحب ہدایہؒ نے نقل کیا ہے کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ تعریف لقطہ کے لئے کوئی قطعی مدت متعین نہیں بلکہ لقطہ اٹھانے والے کی رائے پر موقوف ہے وہ تعریف واعلان کرتا رہے یہاں تک کہ ظن غالب ہو کہ اب اس کا مالک نہیں آئے گا اور طلب نہیں کرے گا پھر اس کو صدقہ کر دے اس کو

خود امام سرخسیؒ نے مبسوط میں قول مختار قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (بذل المجهود بحواله بحر)
ان علماء کی دلیل مسلم شریف کی حدیث ہے کہ اس میں بدون قید سنہ کے مطلق عرفها آیا ہے۔

گرا پڑا مال اٹھانے کا حکم:

امام محمدؒ کے قول کے مطابق ایک سال تک اور حنفیہ کے قول مختار کے مطابق لقطہ اٹھانے والا جملہ وخطیرہ مال کا اتنی مدت تک اعلان کرتا رہے جتنی کہ ظن غالب ہو کہ اب اس کا مالک اس کو تلاش نہ کرے گا تو اس کے بعد صدقہ کر دے اور اگر لقطہ اٹھانے والا فقیر ہو تو وہ خود بھی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے اس لئے کہ یہ تو کل صدقہ ہے لہٰذا فقیر کے واسطے بالاجماع حلال ہے اور اگر اٹھانے والا تونگر ہو تو حنفیہ کے نزدیک اس کو لقطہ سے خود نفع اٹھانا درست نہیں، امام شافعیؒ نے فرمایا کہ تونگر کے واسطے بھی انتفاع جائز ہے ان کا استدلال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس لقطہ کا مالک آ جائے تو اس کو دیدو ورنہ خود اس سے نفع حاصل کر۔ (رواہ البخاری وغیرہ)

نیز ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ان کو ایک تھیلی ملی تھی جس کے اندر سو دینار تھے حالانکہ حضرت ابی ابن کعب تونگر صحابہ میں سے تھے اس کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بیشک حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد میں غنی سے تھے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ اس واقعہ کے وقت بھی تونگر تھے بلکہ ایک روایت سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے اور میرے پاس ایک بیرحاء کی زمین ہے جو مجھ کو اپنے اموال میں سے بہت محبوب ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ ہے جس جگہ آپ کی رائے ہو دے دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ بہت نفع بخش مال ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے محتاج قرابت داروں میں صدقہ کر دو پس ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقسیم کر دیا یہ واقعہ حدیث صحیح میں مروی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محتاج تھے لیکن یہ احتمال ہے کہ شاید لقطہ کا قصہ بعد تونگری کے واقع ہوا ہو شیخ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ شک واحتمال کے ساتھ استدلال نہیں ہو سکتا اور اس کے تونگری کا اطلاق ایسے شخص پر بھی ہوتا ہے جو اپنے روز مرہ میں محتاج نہ ہو اگرچہ اس کے پاس اتنا مال بقدر نصاب نہ ہو جس کے ہونے سے زکوٰۃ کے معاملہ میں تونگر شمار کیا جاتا ہے حالانکہ لقطہ میں ایسی ہی تونگری مراد ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے تونگر نہ تھے بلکہ خوش حال بمعنی اول تھے۔ (فتح القدیر)

البئر جبار وغیرہ کی تشریح:

ابن ملکؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں یا غیر آباد زمین میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی آدمی یا جانور مر جائے تو کھودنے والے پر ضمان نہیں آئے گا لیکن اگر راستہ میں کھودے یا کسی کی مملوکہ زمین میں بغیر اس کی اجازت کے تو حافر کے عاقلہ پر ضمان یعنی تاوان آ جائے گا۔

عجماء مؤنث ہے اعجم کا جس کے معنی چوپایہ کے ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر گھوڑا، بیل وغیرہ کسی کو زخمی کردے یا مار ڈالے جبکہ اس پر کوئی سوار نہ ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہانکنے والا یا سائق نہ ہو اور واقعہ دن کا ہو تو اس کے مالک پر ضمان نہیں آئے گا اور اگر اس جانور کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو وہ تاوان دے گا کیونکہ زخمی وغیرہ کرنا اس کی غفلت اور کوتاہی سے واقع ہوا اسی طرح اگر رات کو اس قسم کا واقعہ پیش آئے تو جب بھی ضمان دے گا کیونکہ مالک کی طرف سے تعدی پائی گئی ہے اس لئے کہ عادت یہ ہے کہ رات کو جانوروں کو باندھتے ہیں اور دن کو چھوڑ دیتے ہیں اس نے اس کی خلاف ورزی کی ہے لہذا قصور اسی کا ہے "کذا ذکرہ الطیبی وابن الملک" اور معدن یعنی کان معاف ہے یعنی اگر کوئی سونے یا چاندی کی کان پر کھڑا ہوا اور کان گر پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں آتا جس نے کان کھودی ہے۔

اور رکاز میں خمس ہے اس کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہے یعنی حق ٹھہرا ہے مگر اختلاف رکاز کی حقیقت میں ہے کہ رکاز کیا ہے حنفیہ رکاز سے عام مراد لیتے ہیں کہ رکاز کا لفظ معدن اور کنز دونوں کو شامل ہے معدن سونے و چاندی وغیرہ کی کان کو کہتے ہیں جو خود پیدا ہوا ہو اور کنز مسلمانوں کے تسلط اور قبضہ سے پہلے زمین میں گڑے ہوئے خزانے کو کہتے ہیں تو دونوں رکاز کے مصداق ہیں اور امام شافعیؒ وغیرہ رکاز دفینہ جاہلیت کو کہتے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانہ میں مسلمانوں کے قبضہ سے پہلے کافروں نے جو خزانہ زمین کے اندر دبا رکھا ہو اس کو رکاز کہتے ہیں اس میں ان کے نزدیک خمس ہے اور معدن میں جبکہ اس سے بقدر نصاب چاندی ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہ کہ پانچواں حصہ اور سال گذرنا شرط نہیں دراصل یہ لغت کی بحث ہے اور لغت سے حنفیہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے چنانچہ صاحب قاموس نے رکاز کے معنی معدن اور کنز دونوں لکھے ہیں حالانکہ شافعی ہیں۔ (مرقات ومظاہر حق)

باب زكوة النحل

شہد کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا المغيرة بن عبد الرحمن قال حدثنا احمد بن ابي شعيب عن موسى بن اعين عن عمرو بن الحارث عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال جآء هلال الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشور نحل وسأله ان يحمي له واديا يقال له سلبة فحمى له رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الوادي فلما ولي عمر بن الخطاب كتب سفيان بن وهب الى عمر بن الخطاب يسأله فكتب عمر ان ادى اليك ما كان يؤدي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من عشر نحله فاحم له سلبة ذلك والا فانما ذباب غيث يأكله من شآء.

عمرو اپنے باپ شعیب سے اور وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ اپنے عسل کے دسواں حصہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ میرے واسطے سلبہ نامی وادی کو محفوظ کر دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اس وادی کو محفوظ کردیا پھر جب حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو عامل سفیان بن وہب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرضی بھیجی پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھ کر بھیجا کہ اگر وہ اپنے شہد کے عشر میں سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تمہیں ادا کر دیں تو تم ان کے سلبہ کی حفاظت کرو ورنہ وہ شہد کی مکھیاں ہیں جو چاہے لے جائے اور جو شہد ان سے پیدا ہو اسے کھا لے۔

تشریح: ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو متعان میں سے تھے اس میں ہے "جاء هلال احد بني متعان الخ" شہد کی مکھی کو ذباب غیث کہتے ہیں ذباب کی اضافت غیث یعنی بارش کی طرف اس لئے کی گئی کہ شہد کی مکھی شگوفوں اور پھلوں سے لطیف اجزاء کھاتی ہے اور وہ بارش سے پیدا ہوتے ہیں۔ (نہایہ)

شہد سے عشر لیا جائے گا یا نہیں:

حنفیہ کے نزدیک شہد سے عشر وصول کیا جائے گا اسی کے قائل ہیں امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ ان حضرات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کیوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ عشر وصول کیا جاتا تھا اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث سے شہد میں وجوب عشر کا ثبوت نہیں ہوتا ہے ہاں یہ معلوم ہوا کہ امام کے ذمہ حمایت ضروری نہیں لیکن اگر صاحب عسل عشر ادا کرے تو پھر لازم ہے امام کے ذمہ (حمایت کے معنی یہ کہ شہد کی مکھیاں جس کی زمین میں ہوں اور جن سے شہد حاصل ہوتا ہے وہ اس کے لئے محفوظ کر دینا تاکہ کوئی دوسرا ان کو نہ لے سکے) اس کا جواب یہ ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے ابو سیارہ متعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے یہاں نحل ہیں (یعنی شہد کی مکھیاں میری زمین میں ہیں جس سے مجھے شہد حاصل ہوتا ہے) فرمایا کہ عشور ادا کیا کرو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے واسطے اس کی حمایت فرما دیجئے پس آپ نے زمین کے اس حصہ کو اس کے واسطے مخصوص و محفوظ کر دیا۔ (رواه ابن ماجه وغيره)

اس کی اسناد صحیح ہے جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے تصریح کی لیکن منقطع ہے جیسا کہ ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ حدیث مرسل ہے کیوں کہ سلیمان بن موسیٰ نے کسی صحابی کو نہیں پایا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مرسل ہونا کچھ مضر نہیں جبکہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور اگر دوسری حدیث متصل سے تائید و تقویت ہو جائے تو مطلقاً حجت ہوگی اور امام نسائیؒ نے اسناد متصل کے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب روایت کی جس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے عشر لیا ہے اور ابن ماجہ وغیرہ کی اس روایت مذکورہ میں بلفظ امر ادائے عشر کا حکم دیا ہے اور اصولی بات یہ ہے کہ اصل امر وجوب کے واسطے ہے مگر جب کہ کوئی قرینہ اس سے مانع ہو اور حنفیہ کے نزدیک یہاں کوئی مانع نہیں اس لئے عشر واجب ہے اب رہی یہ بات کہ عشر کی خاص مقدار میں ہے یہ مطلقاً تو امام ابو حنیفہؒ کوئی نصاب نہیں بتلاتے خواہ مقدار قلیل ہو یا کثیر ہو ان کے نزدیک شہد میں عشر واجب ہے البتہ صاحبین نصاب کا اعتبار کرتے ہیں جس کی تفصیل ہدایہ میں ہے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شہد میں کچھ واجب نہیں وہ فرماتے ہیں کہ "لانه متولد من الحيوان فاشبه الابريسم" یہ ایک عقلی دلیل ہے جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے اور انہوں نے وہاں اس کا جواب دیا ہے۔ (هدايه، عيني الهدايه)

باب فرض زکوۃ رمضان

زکوۃ رمضان یعنی صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا عمران بن موسٰی عن عبد الوارث قال حدثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ رمضان علی الحر والعبد والذکر والانثی صاعاً من تمر او صاعا من شعیر فعدل الناس بہ نصف صاع من بر۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے صدقہ پر صدقۃ فطر واجب کیا ہے آزاد پر اور غلام اور مرد اور عورت پر کھجوریں سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع پھر لوگ ایک صاع کی جگہ گیہوں سے نصف دینے لگے۔

تشریح: فرض کے معنی قدر یا وجب کے ہیں یعنی صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ یہ حدیث اخبار آحاد میں سے ہے اس وجہ سے ظن کو مقتضی ہے اس لئے جو علماء (حنفیہ) فرض کو قطعی کے ساتھ اور واجب کو ظنی کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں وہ صدقۃ الفطر کے وجوب کے قائل ہیں نہ کہ فرض ہونے کے۔ (کذا فی "الحاشیۃ للعلامۃ السندھی")

باب فرض زکوۃ رمضان علی المملوک

غلام پر صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا حماد عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ الفطر علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعا من تمر او صاعا من شعیر قال فعدل الناس الی نصف صاع من بر۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر واجب کیا ہے مرد اور عورت پر اور آزاد پر اور غلام کی طرف سے کھجوریں سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اس کے بدلے میں گندم سے نصف دینا شروع کیا۔

تشریح: اس روایت میں علی المملوک ہے اور دوسری روایت میں علی العبد ہے یہاں علی بمعنی عن ہے یعنی مالک کے ذمہ ہے غلام کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ غلام اور چھوٹے بچے پر واجب نہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے اس لئے کہ غلام کسی مال کا مالک نہیں ہے اور چھوٹی اولاد مکلف نہیں امام شافعی کے نزدیک خود غلام پر واجب ہے آقا اس کی طرف سے ادا کرے۔ اذکرہ علامۃ السندھی)

فرض زکوۃ رمضان علی الصغیر

چھوٹے بچے کی طرف سے صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زکوٰۃ رمضان علی کل صغیر و کبیر وحر و عبد وذکر وانثی صاعا من تمر او صاعا من شعیر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے ہر چھوٹے اور بڑے کی طرف سے آزاد اور غلام کی طرف سے مرد اور عورت کی طرف سے ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے۔

فرض زكوة رمضان على المسلمين دون المعاهدين

صدقۃ الفطر مسلمانوں پر واجب ہے نہ کہ ذمیوں پر

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض زكوة الفطر من رمضان على الناس صاعا من تمر او صاعا من شعير على كل حر او عبد ذكر وانثى من المسلمين.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر فرض فرمائی رمضان سے لوگوں پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے ہر آزاد پر یا غلام پر مرد اور عورت پر مسلمانوں میں سے۔

اخبرنا يحيى بن محمد السكن قال حدثنا محمد بن جهضم قال حدثنا اسماعيل بن جعفر عن عمر بن نافع عن ابيه عن ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على الحر والعبد والذكر والانثى والصغير والكبير من المسلمين وامر بها ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر واجب فرمایا ہے ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے آزاد اور غلام پر مذکر اور مؤنث پر چھوٹے اور بڑے پر مسلمانوں میں سے آپ نے لوگوں کو صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

تشریح: اس روایت میں لفظ من المسلمین کا ذکر ہے دیگر روایت میں اس کا ذکر نہیں امام شافعی اس روایت کی بناء پر صرف مسلمان غلام کی طرف سے صدقۃ الفطر نکالنے کو واجب کہتے ہیں ان کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے ادا کرنا مولیٰ کے ذمہ واجب نہ ہوگا کیوں کہ ان کے نزدیک وجوب اس صدقہ کا غلام پر ہوتا ہے اور کافر غلام اس کی اہلیت نہیں رکھتا کیوں کہ صدقۃ الفطر عبادت ہے اس لئے اس پر واجب نہ ہوگا اور جب اس پر واجب نہ ہوگا تو اس کی طرف سے ادا کرنا مولیٰ کے ذمہ ضروری نہ ہوگا۔

حنفیہ کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا آقا کے ذمہ ضروری ہے جبکہ وہ مسلمان ہو کیوں کہ مکلف اور مخاطب بالاداء مولی ہے لہٰذا جب وہ مسلمان ہوگا تو اپنے غلام کی طرف سے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر صدقہ ادا کرے گا حنفیہ کی دلیل حضرت ثعلبہ بن ابی صعیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدوی کی حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد اور عبدالرزاق وغیرہما نے بسند صحیح روایت کیا

ہے اس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ادوا عن کل حر وعبد صغیر او کبیر نصف صاع من بر او صاع من شعیر" (ھدایہ)

اس میں اسلام کی کوئی قید نہیں عبد کا لفظ مطلق ہے وہ مسلم و کافر دونوں کو شامل ہے اور جس روایت میں مسلمین کی قید آئی ہے اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ قید وجوب کے اعتبار سے ہے یعنی واجب تو مسلمان مولیٰ پر ہے جب وہ مسلمان ہوگا تو ہر قسم کے غلاموں کی طرف سے جن کے نان ونفقہ اور خبر گیری کا مولیٰ ذمہ دار ہوتا ہے وہ صدقہ ادا کرے گا تو اگرچہ کافر غلام اس لائق نہیں کہ وہ صدقہ دے لیکن مولیٰ اس لائق ہے کہ کافر غلام کی طرف سے صدقہ دے کر ثواب حاصل کرے لہٰذا آقا کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے گا۔

کم فرض

صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا ہے

اخبرنا اسحاق بن ابراہیم قال حدثنا عیسٰی قال حدثنا عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر والذکر والانثی والحر والعبد صاعا من تمر او صاعا من شعیر۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے چھوٹے اور بڑے پر مذکر اور مؤنث پر آزاد اور غلام پر کھجور سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع۔

باب فرض صدقۃ الفطر قبل نزول الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صدقۃ الفطر فرض تھا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال اخبرنا شعبۃ عن الحکم بن عتیبۃ عن القاسم بن مخیمرۃ عن عمرو بن شرحبیل عن قیس بن سعد بن عبادۃ قال کنا نصوم عاشوراء ونؤدی زکوٰۃ الفطر فلما نزل رمضان ونزلت الزکوٰۃ لم نؤمر بہ ولم ننہ عنہ وکنا نفعلہ۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور صدقۃ الفطر ادا کرتے تھے پھر جب صوم رمضان کی فرضیت نازل ہوئی اور زکوٰۃ فرض ہونے کا حکم نازل ہوا تو پھر ہمیں نہ تو اس کے رکھنے اور ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور نہ اس سے منع کیا گیا اور ہم اس کو کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع عن سفیان عن سلمۃ بن کہیل عن القاسم بن مخیمرۃ عن ابی عمار الھمدانی عن قیس بن سعد قال امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بصدقۃ الفطر قبل ان تنزل الزکوٰۃ فلما نزلت الزکوٰۃ لم یأمرنا ولم ینھنا ونحن نفعلہ قال ابو عبد

الرحمن ابو عمار اسمه عريب بن حميد وعمرو بن شرحبيل يكنى ابا ميسرة وسلمة بن كهيل خالف الحكم في اسناده والحكم اثبت من سلمة بن كهيل.

حضرت قیس بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقۃ الفطر کا حکم دیا زکوٰۃ نازل ہونے سے پہلے پھر جب زکوٰۃ کا حکم آ گیا تو آپ نے نہ ہم کو حکم دیا (صدقۃ الفطر کا) اور نہ منع کیا اور ہم اس کو ادا کرتے تھے۔

تشریح: بعض علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صدقۃ الفطر کو منسوخ کہتے ہیں یہ قول ابراہیم بن علیہ وابوبکر بن کیسان الاصم واشہب مالکی اور ابن لبان شافعی کا ہے مگر علامہ ابن حجرؒ نے اس کو غیر معقول قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اس کی اسناد میں ایک مجہول راوی ہے اور اگر اس کی صحت کو مان بھی لیا جائے تب بھی یہ حدیث صدقۃ الفطر کی منسوخی پر دلیل نہیں بن سکتی اس لئے کہ احتمال ہے کہ مراد اس پر اکتفاء فرمایا ہو یوں کہ ایک فرض کا نزول دوسرے فرض کے ساقط ہونے کو لازم نہیں کرتا۔ (کذا فی الحاشية للشيخ السندي)

مكيلة زكوة الفطر

پیمانہ جس سے صدقۃ الفطر دیا جائے

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا خالد وهو ابن الحارث قال حدثنا حميد عن الحسن قال قال ابن عباس وهو امير البصرة في آخر الشهر اخرجوا زكوة صومكم فنظر الناس بعضهم الى بعض فقال من ههنا من اهل المدينة قوموا فعلموا اخوانكم فانهم لا يعلمون ان هذا الزكوة فرضها رسول الله صلى الله عليه وسلم على كل ذكر وانثى حر ومملوك صاعا من شعير او تمر ونصف صاع من قمح فقاموا.

حضرت حسن سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جبکہ وہ بصرہ کے امیر تھے رمضان المبارک کے آخر میں فرمایا کہ تم اپنے روزے کی زکوٰۃ نکالو لیکن لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں اہل مدینہ کون کون ہیں اٹھو اور اپنے بھائیوں کو بتلاؤ اس لئے کہ وہ لوگ نہیں جانتے ہیں چونکہ یہ روزے کی زکوٰۃ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے ہر مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر فرض کیا ہے ایک صاع کھجور سے یا جو سے اور نصف صاع گندم سے پس لوگ اٹھے۔ (اور صدقۃ الفطر دینے شروع کیا)۔

خالفه هشام فقال عن محمد ابن سيرين

ہشام نے محمد بن سیرین سے حمید کے خلاف بیان کیا ہے

اخبرنا علي بن ميمون عن مخلد عن هشام عن ابن سيرين عن ابن عباس قال ذكر في صدقة الفطر قال صاعا من بر او صاعا من تمر او صاعا من شعير او صاعا من سلت

ابن سیرین روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقۃ الفطر کے بارے میں فرمایا کہ گندم سے ایک صاع یا کھجور سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع یا سلت سے ایک صاع (سلت ایک قسم کا جو ہے گندم کے مشابہ اس پر چھلکا نہیں ہوتا)۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا حماد عن ایوب عن ابی رجاء قال سمعت ابن عباس یخطب علی منبرکم یعنی منبر البصرۃ یقول صدقۃ الفطر صاع من طعام. قال ابو عبد الرحمن ھذا اثبت الثلاثۃ.

ابی رجاء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے جبکہ وہ بصرہ کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ صدقۃ الفطر ایک صاع ہے طعام سے۔

تشریح: اوپر کے عنوان کے تحت حضرت حسن بصریؒ کی روایت کے راوی سب ثقہ اور مشہور ہیں مگر یہ کہ حسن بصری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں سنا لیکن یہ مرسل قوی ہے، چنانچہ شیخ ابن ہمامؒ (عنوان فی مقدار الواجب ووقتہ) کے تحت فرماتے ہیں "رواتہ ثقات مشہورون الا ان الحسن لم یسمع من ابن عباس فھو مرسل" (فتح القدیر ۲/۲۲۷) اور ہمارے اور جمہور کے نزدیک مرسل روایت حجت ہے جبکہ اس کے راوی ثقہ و معروف ہوں اور یہ روایت موافق ہے اس حدیث مرفوع کے جو اسانید کثیرہ سے حضرت ثعلبہ بن ابی صعیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث پیچھے حنفیہ کی دلیل کے تحت گذر چکی ہے اس میں صراحۃً گندم سے آدھا صاع دینے کا حکم فرمایا ہے اور اکثر راوی گیہوں سے نصف صاع روایت کرتے ہیں اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایت مذکورہ میں فرماتے ہیں "ان ھذا الزکوٰۃ فرضھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ" اب ہشام راوی حمید کے مخالف گندم سے بھی ایک صاع روایت کرتا ہے پس اگر بعض نقل رفیقہ فی الثواب گیہوں سے بھی ایک صاع کا ذکر دیا ہو تب تو کوئی حرج نہیں ورنہ حدیث مرفوع اور دیگر روایات کثیرہ جو بتا رہی ہیں کہ گندم سے نصف صاع واجب ہے ان کے مقابلے میں اس روایت کا کوئی وزن نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اگلی روایت میں راوی نے ایک عام لفظ یعنی طعام کا روایت کیا ہے اس سے گیہوں اور جو اور کھجور سب وغیرہ سب کو شامل ہے اس روایت کے بارے میں مصنفؒ نے فرمایا کہ یہ تینوں میں اثبت یعنی زیادہ مستند و معتبر ہے بہرحال یہ بھی خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ و تابعین کے مذاہب اور حدیث مرفوع کے خلاف ہے جبکہ گندم سے بھی ایک صاع کو لازمی قرار دیا جائے پس اس کا بھی وہی جواب ہے جو اوپر عرض کیا گیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

شیخ ابن ہمام سے تسامح واقع ہوا:

شیخ موصوف کا قول مذکور کہ حضرت حسن بصریؒ کا سماع حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں غیر معقول ہے بلکہ نسائی کی روایت سے ثبوت سماع معلوم ہوتا ہے جیسا کہ نسائی: جلد اصفحہ ۲۳۴، (عنوان الخطبۃ) کے تحت حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ "ان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطب بالبصرۃ فقال أدّوا زکوٰۃ صومکم الخ" نیز اس سے پہلے (عنوان مکیلۃ زکوٰۃ الفطر) کے تحت حمید راوی بواسطہ حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "قال ابن

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو امیر البصرۃ فی آخر الشھر اخرجوا زکوٰۃ صومکم الخ" ان روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حسن بصری کا سماع حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔

باب التمر فی زکوٰۃ الفطر

صدقۃ الفطر میں تمر دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن علی بن حرب قال حدثنا محرز بن الوضاح عن اسماعیل وھو ابن امیۃ عن الحارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن عیاض بن عبد اللّٰہ بن ابی سرح عن ابی سعید الخدری قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صدقۃ الفطر صاعا من شعیر او صاعا من تمر او صاعا من اقط.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے ایک صاع جو سے یا ایک صاع تمر سے یا ایک صاع پنیر سے۔

الزبیب

خشک انگور سے کتنا دینا چاہئے

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع عن سفیان عن زید بن اسلم عن عیاض بن عبد اللّٰہ بن ابی سرح عن ابی سعید قال کنا نخرج زکوٰۃ الفطر اذ کان فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعاً من طعام او صاعاً من شعیر او صاعاً من تمر او صاعاً من زبیب او صاعاً من اقط.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم صدقۃ الفطر نکالتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاع طعام سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع چھوہارے سے یا ایک صاع از بیب سے یا ایک صاع پنیر سے۔

اخبرنا ھناد بن السری عن وکیع عن داؤد بن قیس عن عیاض بن عبد اللّٰہ عن ابی سعید قال کنا نخرج صدقۃ الفطر اذ کان فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعاً من طعام او صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من اقط فلم نزل کذلک حتی قدم معاویۃ من الشام وکان فیما علم الناس انہ قال ما اری مدین من سمراء الشام الا تعدل صاعا من ھذا فاخذ الناس بذلک.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم صدقۃ الفطر نکالتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر موجود تھے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع تمر سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع پنیر سے ہمیں اسی طرح ہمیشہ ہم ادا کرتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے آئے (بقصد حج وعمرہ) اور ان جملہ ان کے جو لوگوں کو بتلایا ہے یہ ہے کہ شام کے گیہوں میں سے دو مد ایک صاع چھوہارے کے برابر ہوتے ہیں پس لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے۔

تشریح: ہدایہ میں ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ گندم اور چھوہارے وغیرہ سب سے ایک صاع ہے ان کی دلیل حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے انہوں نے کہا "فاما انا فلا ازال اخرجه ابدا ما عشت" میں تو پہلے جیسا نکالا کرتا تھا دیسا ہی اب بھی نکالتا رہوں گا (رواہ ابو داؤد) اس حدیث میں طعام سے مراد گیہوں ہے تو گیہوں سے ایک صاع واجب ہوا۔

حنفیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو ہم روایت کر چکے ہیں یعنی ثعلبہ بن ابی صعیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس کو سند صحیح سے عبد الرزاقؒ نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "اخبرنا ابن جریج عن ابن شہاب عن عبد اللہ بن ثعلبة قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الناس قبل یوم الفطر بیوم او یومین فقال ادوا صاعا من بر او قمح بین اثنین الخ" (مولانا) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوی کو قبول کر لیا تو یہ عموم اجماع صحابہ و تابعین ہے اور حضرت معاویہ کا فتوی محض اجتہاد سے نہ تھا بلکہ کسی حدیث کی بناء پر تھا جس کا حکم ان کو معلوم تھا اور اگر اجتہاد سے نصف صاع کیا ہو جب بھی پوری حجت ہے کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین نے اس کو قبول کر لیا اور انہوں نے حضرت معاویہ سے موافقت کی تو یقینی طور سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک صاع گیہوں سے بھی دینے کا علم ہوتا تو وہ ہرگز خاموش نہ رہتا اور نہ کبھی اس فتوی پر موافقت کرتا کیونکہ یہ تو نص کا معارضہ ہو جاتا۔

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب:

اس کا جواب صاحب ہدایہؒ نے یہ دیا ہے کہ "و ما رواہ محمول علی الزیادة تطوعا" یعنی امام شافعیؒ نے جو حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے وہ محمول ہے زیادتی پر بطور نفل کے یعنی صدقہ واجب گیہوں سے نصف صاع ہے اس پر نصف صاع زیادہ بطور نفل دیتے تھے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع نکالتے تھے اب گندم کا بھی ایک ہی صاع نکالیں گے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گندم سے بھی صدقۃ الفطر ایک صاع واجب ہے بلکہ اس میں اپنے فعل کو بیان کیا ہے کہ میں تو جیسا پہلے ایک صاع نکالتا تھا اب بھی ویسا ہی نکالتا رہوں گا ظاہر تو یہ ہے کہ ایک صاع گندم سے نہیں نکالتے تھے کیونکہ عہد رسالت میں گیہوں نہایت کمیاب اور گراں تھا اور خود حضرت ابو سعید کی حدیث بخاری میں ہے کہ ہمارا طعام اس وقت میں زبیب و شعیر اور چھوہارے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے پاس گیہوں نہیں ہوتا تھا جو وغیرہ سے ایک صاع نکالتے تھے پھر جب بعد کے زمانہ میں گیہوں کی کثرت ہوئی اور لوگ خوش حال ہو گئے تو انہوں نے طعام یعنی جو وغیرہ پر قیاس کر کے گندم میں سے بھی ایک صاع نکالنا شروع کر دیا پھر اتفاق سے حضرت معاویہ مدینہ آئے تو انہوں نے فرمایا کہ "ما اری مدین من سمراء الشام الا تعدل صاعا من هذا ای فی المنفعة او القیمة" تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا اور ان کے فتوی پر عمل درآمد ہو گیا لیکن خود انہوں نے فتوی کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ میں تو اسی طرح نکالتا رہوں گا جیسے نکالتا رہا ہوں تو ان کا یہ فعل حنفیہ کے مخالف نہ ہوگا جیسا کہ ہم نے اوپر صاحب ہدایہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ صاحب وسعت قدر واجب سے جتنا زیادہ بطور تطوع دے دے اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہ بطور فرض نکالتے تھے تو ان کا قول حدیث مرفوع اور جمہور صحابہ و تابعین کے مقابلہ میں قابل حجت نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

الدقیق

گیہوں کا آٹا

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن ابن عجلان قال سمعت عیاض بن عبد اللّٰہ یخبر عن ابی سعید الخدری قال لم نخرج علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من زبیب او صاعا من دقیق او صاعا من اقط او صاعا من سلت ثم شک سفیان فقال دقیق او سلت۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نہیں نکالتے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مگر ایک صاع تمر سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع خشک انگور سے یا ایک صاع آٹے سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع سلت سے پھر راوی سفیان کو شک ہوا اس نے دقیق او سلت فرمایا۔

تشریح: حدیث کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گیہوں کے آٹے سے نصف صاع واجب ہے مثل گیہوں کے دقیق سے ایک صاع ادا ثابت نہیں پہنچ "او صاعا من دقیق" کی زیادتی سفیان بن عیینہ کی ہے جو ان کے شک کا نتیجہ ہے محدثین نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اس لئے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ (کذا فی الحاشیہ)

الحنطة

گیہوں دینے کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا یزید بن ھارون قال حدثنا حمید عن الحسن ان ابن عباس خطب بالبصرة فقال ادوا زکوٰة صومکم فجعل الناس ینظر بعضھم الی بعض فقال من ھھنا من اھل المدینة قوموا الی اخوانکم فعلموھم فانھم لا یعلمون ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرض صدقة الفطر علی الصغیر والکبیر والحر والعبد والذکر والانثی نصف صاع بر او صاعا من تمر او شعیر فقال الحسن فقال علی اما اذا اوسع اللّٰہ فاوسعوا اعطوا صاعا من بر او غیرہ۔

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ میں خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ تم اپنے روزے کی زکوٰۃ یعنی صدقۃ الفطر ادا کرو لیکن لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں مدینہ والوں سے کون ہیں وہ اٹھ کر اپنے بھائیوں کو بتادیں اس لئے کہ وہ نہیں جانتے ہیں اس بات کو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض فرمایا ہے صدقۃ الفطر کو چھوٹے اور بڑے پر آزاد اور غلام پر مرد اور عورت پر نصف صاع گیہوں سے یا ایک صاع تمر سے یا جو سے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی تو تم بھی وسعت اور فراخ دلی سے کام لو کر ایک صاع دیدو گیہوں وغیرہ سے۔

السلت

بے چھلکے جو دینے کا بیان

اخبرنا موسی بن عبد الرحمن قال حدثنا حسین عن زائدۃ قال حدثنا عبد العزیز بن ابی رواد عن نافع عن ابن عمر قال کان الناس یخرجون عن صدقۃ الفطر فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صاعا من شعیر او تمر او سلت او زبیب.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ لوگ نکالتے تھے صدقۃ الفطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع جو سے یا چھوہارے سے یا بے چھلکے والے جو سے یا خشک انگور سے۔

الشعیر

جو دینے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا داؤد بن قیس قال حدثنا عیاض عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صاعا من شعیر او تمر او زبیب او اقط فلم نزل کذلك حتی کان فی عهد معاویۃ قال ما اری مدین من سمراء الشام الا تعدل صاعاً من شعیر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نکالتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع جو سے یا کھجور سے یا زبیب سے یا پنیر سے پھر ہم ہمیشہ اسی طرح نکالتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کا دور آیا تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گیہوں میں سے دو مد ایک صاع جو کے برابر ہوتے ہیں۔

الاقط

پنیر سے ایک صاع دینا

اخبرنا عیسی بن حماد قال حدثنا اللیث عن یزید عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عثمان ان عیاض بن عبد اللہ بن سعد حدثه ان ابا سعید الخدری قال کنا نخرج فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من اقط لا نخرج غیره.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقۃ الفطر نکالتے تھے ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع پنیر سے ان کے علاوہ ہم کوئی اور چیز صدقہ نہ نکالتے تھے۔

کم الصاع

صاع کتنے کا ہوتا ہے

اخبرنا عمرو بن زرارۃ قال اخبرنا القاسم وهو ابن مالك عن الجعید سمعت السائب بن یزید قال

كان الصاع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مدا وثلثا بمدكم اليوم وقد زيد فيه قال ابو عبد الرحمن وحدثنيه زياد بن ايوب واحمد بن سليمان قالا حدثنا ابونعيم قال حدثنا سفيان عن حنظلة عن طاؤس عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال المكيال مكيال اهل المدينة والوزن وزن اهل مكة.

جعید سے روایت ہے کہ میں نے سائب بن یزید کو فرماتے سنا ہے کہ صاع رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک مد اور تہائی مد کا تھا تمہارے آج کے دور کے مد کے مقابلہ میں بلاشبہ اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ پیمانہ پیمانہ اہل مدینے کا ہے اور تول تول اہل مکہ کی ہے۔

تشریح: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پیمانہ یعنی صاع جس سے وجوب کفارات اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی متعلق ہے وہ مدینہ کا صاع ہے نہ کہ دوسرے شہر کا اس زمانہ میں مختلف صاع شہروں میں تھے اور سونے وچاندی کی زکوٰۃ میں اہل مکہ کا وزن معتبر ہے یعنی وزن سبعہ کہ ہر دس درہم بوزن سات مثقال ہوں اور یوں کہ دیگر شہروں میں مختلف الاوزان تھے اور اہل مکہ کے دراہم ہی زکوٰۃ میں معتبر تھے اس لئے حضور ﷺ نے اپنے اس کلام سے اسی کی طرف رہنمائی فرمائی اور بعض حضرات نے کہا کہ مدینے والے اہل زراعت ہیں وہ پیمانہ کا احوال خوب جانتے ہیں اور مکہ والے اہل تجارت ہیں وہ موازین کو خوب جانتے ہیں۔ (واللہ تعالٰی اعلم، کذا فی الحاشیۃ للعلامۃ السندی)

باب الوقت الذي يستحب ان تؤدى صدقة الفطر

جس وقت میں صدقۃ الفطر ادا کرنا مستحب ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن معدان بن عيسى قال حدثنا الحسن حدثنا زهير حدثنا موسى ح قال واخبرنا محمد بن عبد الله بن بزيع قال حدثنا الفضيل قال حدثنا موسى عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بصدقة الفطر ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوة قال ابن بزيع بزكوة الفطر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا ہے قبل اس کے کہ لوگ نماز عید کے لئے نکلیں۔

تشریح: عامہ مشائخ کے نزدیک صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے مصنف نے ترجمۃ الباب سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر بعض صدقۃ الفطر وجوب کے اعتبار سے نہیں استحباب پر محمول ہے بعض ظاہریہ کے نزدیک پہلے ادا کرنا واجب ہے لہٰذا اگر بعد میں دے دیا جائے تو اس سے ادا نہ ہو جائے گا بلکہ قضا ہوگا صاحب ہدایہ نے استحباب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ فقیر گدائی کا سوال کرنے میں نماز سے غافل نہ ہو جائے اور یہ مقصد صدقۃ الفطر پہلے دینے سے حاصل ہوگا۔

اخراج الزکوٰۃ من بلد الی بلد

زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع قال حدثنا زکریا بن اسحاق وکان ثقۃ عن یحیٰی بن عبد اللّٰہ بن صیفی عن ابی معبد عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث معاذ بن جبل الی الیمن فقال انک تاتی قوماً اہل کتاب فادعہم الی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ فان ہم اطاعوک فاعلمہم ان اللّٰہ عزوجل افترض علیہم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فان ہم اطاعوک فاعلمہم ان اللّٰہ عزوجل افترض علیہم صدقۃ فی اموالہم تؤخذ من اغنیائہم فتوضع فی فقرائہم فان ہم اطاعوک لذلک فایاک وکرائم اموالہم واتق دعوۃ المظلوم فانہا لیس بینہا وبین اللّٰہ عزوجل حجاب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو تم ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور بیشک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کو بتا دینا کہ بے شک اللہ عزوجل نے ان پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر وہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کو بتلا دینا کہ بیشک اللہ عزوجل نے ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض کی جو ان کے مالداروں سے لی جائے پھر ان کے فقیروں کو تقسیم کر دی جائے پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے اموال سے بچنا کہ اچھا مال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لئے کہ اس کی بددعا اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

اس حدیث کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

باب اذا اعطاہا غنیا وہو لا یشعر

جب بے شعوری میں کسی تونگر کو زکوٰۃ دے دی تو کیا حکم ہے

اخبرنا عمران بن بکار قال حدثنا علی بن عیاش قال حدثنا شعیب قال حدثنی ابوالزناد مما حدثہ عبد الرحمن الاعرج مما ذکر انہ سمع ابا ہریرۃ یحدث بہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال قال رجل لا تصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید سارق فاصبحوا یتحدثون تصدق علی سارق فقال اللّٰہم لک الحمد علی سارق لا تصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید زانیۃ فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی زانیۃ فقال اللّٰہم لک الحمد علی زانیۃ لا تصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید غنی فاصبحوا یتحدثون تصدق علی غنی قال اللّٰہم لک الحمد علی زانیۃ وعلی

سارق وعلى غني فاتي فقيل له اما صدقتك فقد تقبلت اما الزانية فلعلها ان تستعف من زناها ولعل السارق ان يستعف به عن سرقته ولعل الغني ان يعتبر فينفق مما اعطاه الله عزوجل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا پس اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو کسی چور کے ہاتھ میں دیا (یعنی بے خبری میں اس کے چور ہونے کا علم نہ تھا) پس لوگ صبح کو اس کے متعلق باتیں کرنے لگے کہ چور کو صدقہ دیا گیا پھر اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے چور کو دینے پر البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو زانیہ کے ہاتھ میں دیا پس لوگ صبح کو باتیں کرنے لگے کہ آج کی رات زانیہ کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے زانیہ کو دینے پر البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا اور اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو کسی تونگر کے ہاتھ میں دے دیا پس لوگ صبح کو باتیں کرنے لگے کہ تونگر کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے زانیہ اور چور اور تونگر کو دینے پر پس اس نے خواب میں دیکھا کہ اس سے کہا گیا تیرے صدقے مقبول ہوئے بہرحال زانیہ شاید کہ اس کے ذریعہ زنا سے باز رہے گی اور شاید کہ چور اس کے ذریعے چوری سے بچے گا اور شاید کہ تونگر عبرت پکڑے گا اور اس میں سے خرچ کرے جو اللہ عزوجل نے اس کو دیا ہے۔

تشریح: یہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا جیسا کہ مسند احمد میں اس کا ذکر ہے لہٰذا اس واقعہ مذکورہ سے اپنے مقصد پر استدلال اس پر مبنی ہے کہ ہم سے پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے شریعت ہے بشرطیکہ نسخ ظاہر نہ ہو اور اس صدقہ کا قول لاتصدقن قسم کی جگہ میں ہے گویا اس نے یوں کہا واللہ لاتصدقن تو اس کا یہ کلام مثل نذر کے ہو گیا جس کا پورا کرنا ضروری ہے لہٰذا صدقہ اس کے ذمہ واجب ہو گیا تھا اسی بناء پر اس سے استدلال صدقۃ الفرض پر درست ہو گیا۔ (کذا فی تعلیقۃ للعلامۃ السندی)

باب الصدقة من غلول

حرام مال سے صدقہ کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن محمد الزارع قال حدثنا يزيد وهو ابن زريع قال حدثنا شعبة قال واخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر وهو ابن المفضل قال حدثنا شعبة واللفظ لبشر عن قتادة عن ابي المليح عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله عزوجل لا يقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول.

ابو ملیح اپنے باپ اسامہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بیشک اللہ بزرگ و برتر کوئی نماز قبول نہیں کرتا بدون طہارت اور وضو کے اور ایسا صدقہ کوئی قبول نہیں کرتا ہے جو حرام مال میں سے دیا جاتا ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن سعيد بن ابي سعيد عن سعيد بن يسار انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تصدق احد بصدقة من طيب ولا يقبل الله عزوجل الا الطيب

الا اخذها الرحمن عزوجل بيمينه وان كانت تمرة فتربو في كف الرحمن حتى تكون اعظم من الجبل كما يربي احدكم فلوه او فصيله.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ عزوجل بھی قبول نہیں کرتا مگر حلال کو تو اس شخص کے صدقہ کو رحمن عزوجل اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے یعنی قبول کرتا ہے اگرچہ کھجور ہو اور پھر وہ رحمن کے ہاتھ میں بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا ثواب پہاڑ سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو یا اونٹنی کے بچے کو پالتا ہے۔

تشریح: طیب سے مراد حلال ہے پاکیزہ کو کہتے ہیں پھر اس کے معنی میں وسعت ہوئی یعنی مطلق مرغوب اور مال حرام کو خبیث کہتے ہیں لہٰذا چوری ڈکیتی اور جتنے ناجائز ذرائع سے مال جمع کیا جاتا ہے سب اس میں داخل ہیں تو حدیث بتا رہی ہے کہ اگر حرام مال صدقہ کیا جائے اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا اس حدیث کی مزید تشریح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔

دوسری حدیث میں پاک صاف اور حلال مال اگرچہ وہ ایک کھجور یا معمولی چیز ہو صدقہ کرنے پر خداوند قدوس کی رحمت و فضیلت بیان فرمائی اور اس کو ایک مثال دے کر واضح کیا ہے کہ جس طرح کوئی گھوڑے یا اونٹ کا بچہ پالتا ہے وہ اس کی نگرانی میں بڑھتا جاتا ہے اسی طرح حلال کمائی میں سے جو مال اچھی نیت سے صدقہ کرے گا اگرچہ وہ ایک کھجور ہی ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اس کو قبول کر لیتا ہے اور اس کا ثواب خدائی نگرانی اور حفاظت میں بڑھتا جاتا ہے حتی کہ پہاڑ سے بھی بہت زیادہ بڑا ہو جاتا ہے جو کہ میزان اعمال میں بھاری ہو بہرحال ترغیب دی غریب کے لئے صرف کم یا بہت میں راستہ دکھا دی گئی۔
(واللہ تعالیٰ اعلم)

جهد المقل

کم مال والے کا اپنی وسعت کے مطابق صدقہ کرنا

اخبرنا عبد الوهاب بن عبد الحكم عن حجاج قال ابن جريج اخبرني عثمان ابن ابي سليمان عن علي الازدي عن عبيد ابن عمير عن عبد الله بن حبشي الخثعمي ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل اي الاعمال افضل قال ايمان لا شك فيه وجهاد لا غلول فيه وحجة مبرورة قيل فاي الصلوة افضل قال طول القنوت قيل فاي الصدقة افضل قال جهد المقل قيل فاي الهجرة افضل قال من هجر ما حرم الله عزوجل قيل فاي الجهاد افضل قال من جاهد المشركين بماله ونفسه قيل فاي القتل اشرف قال من اهريق دمه وعقر جواده.

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں کونسا عمل افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ایمان کہ اس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں خیانت نہ ہو یعنی غنیمت کے مال میں خیانت نہ ہو اور حج مقبول پوچھا گیا کہ کونسی نماز افضل ہے فرمایا طول قیام کی پوچھا گیا کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے کہ

نادار شخص کا پوری کوشش کرنا یعنی اپنی پوری محنت و کوشش کے ساتھ کمائے ہوئے مال میں سے بقدر طاقت خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ سوال کیا گیا کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا اس شخص کی ہجرت جو چھوڑ دے اس چیز کو جو اللہ نے اس پر حرام کی۔ سوال کیا گیا کونسا جہاد افضل ہے فرمایا جو شخص مشرکین سے جہاد کرے اپنے مال و جان کے ساتھ۔ سوال کیا گیا کونسا قتل افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا خون بہا دیا جائے اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں یعنی خود بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی اس کی شہادت دوسرے کے مقابلہ میں افضل ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن عجلان عن سعيد بن ابي سعيد والقعقاع عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سبق درهم مائة الف درهم قالوا كيف قال كان لرجل درهمان تصدق باحدهما وانطلق رجل الى عرض ماله فاخذ منه مائة الف درهم فتصدق بها.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم سبقت لے گیا ہے ایک لاکھ درہم پر لوگوں نے عرض کیا یہ کس طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم تھے ایک درہم اس نے صدقہ کر دیا اور چلا ایک آدمی اپنے مال کی طرف پھر لیا اس سے ایک لاکھ درہم پھر سب کو صدقہ کر دیا۔

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا صفوان بن عيسى قال حدثنا ابن عجلان عن زيد بن اسلم عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سبق درهم مائة الف قالوا يا رسول الله وكيف قال رجل له درهمان فاخذ احدهما فتصدق به ورجل له مال كثير فاخذ من عرض ماله مائة الف فتصدق بها

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم سبقت لے گیا ہے ایک لاکھ پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم تھے ان میں سے ایک درہم لیا اور اس کو صدقہ کر دیا اور ایک آدمی جس کے پاس مال بہت زیادہ تھا اس نے اپنے مال کی ایک جانب سے ایک لاکھ درہم لے کر صدقہ کر دیا۔

اخبرنا الحسين بن حريث قال حدثنا الفضل بن موسى عن الحسين عن منصور عن شقيق عن ابي مسعود قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بالصدقة فما يجد احدنا شيئا يتصدق به حتى ينطلق الى السوق فيحمل على ظهره فيجيء بالمد فيعطيه رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لاعرف اليوم رجلا له مائة الف ما كان له يومئذ درهم.

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقے کا حکم فرماتے تھے پس ہم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو نہ پاتا کہ اس کو صدقہ کرے یعنی غربت کی وجہ سے یہاں تک کہ وہ بازار کی طرف جاتا پھر اپنی پیٹھ پر (بعوض اجرت) بوجھ اٹھاتا اور اپنی مزدوری سے ایک مد لاتا پھر رسول اللہ ﷺ کو دیتا بیشک میں جانتا ہوں کہ کئی آدمی ایسے ہیں کہ جن کے پاس آج کے دن ایک لاکھ ہیں اس کے پاس ان دنوں میں ایک درہم بھی نہ تھا۔

نظر میں خوشنما اور باطن میں لذیذ محسوس ہوتا ہے) جو شخص اس کو بغیر سوال اور بغیر حرص و طمع کے لے تو اس میں اس کے واسطے برکت دی جاتی ہے اور جو کوئی اس کو اپنے نفس کی حرص و طمع کے ساتھ لے تو اس میں اس کے واسطے برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا جاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر والا ہاتھ یعنی دینے والا بہتر ہے نچلے ہاتھ سے یعنی لینے والے سے۔

باب ایتهما الید العلیا

باب اوپر کا ہاتھ کونسا ہے

اخبرنا یوسف بن عیسٰی قال حدثنا الفضل بن موسی قال حدثنا یزید وهو ابن زیاد بن ابی الجعد عن جامع بن شداد عن طارق المحاربی قال قدمنا المدینة فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم قائم علی المنبر یخطب الناس وهو یقول ید المعطی العلیا وابدأ بمن تعول امك واباك واختك واخاك ثم ادناك ادناك مختصر

حضرت طارق محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں پہنچے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور دینے میں ان لوگوں سے شروع کرو جن کا نفقہ تم پر لازم ہے اپنی ماں پر اور اپنے باپ اور اپنی بہن اور اپنے بھائی پر خرچ کرو پھر (جو کچھ بچے) اپنے قرابت داروں میں جو قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس پر خرچ کرو۔

الید السفلی

سائل کا ہاتھ معطی کے ہاتھ کے نیچے ہوتا ہے

اخبرنا قتیبة عن مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وهو یذکر الصدقة والتعفف عن المسألة الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا المنفقة والید السفلی السائلة

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

الصدقة علی ظهر غنی

بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا بکر عن ابن عجلان عن ابیه عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه

وسلم قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى واليد العليا خير من اليد السفلى وابدأ بمن تعول۔

ابن عجلان بواسطہ اپنے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہے کہ اس کے بعد غنا باقی رہے اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے اور دینے میں ان اشخاص سے شروع کر جن کا نفقہ ادا کرنا تیرے ذمہ ضروری ہے۔

تشریح: بعض نے کہا کہ ظہر کا لفظ زائد ہے اور بعض نے کہا کہ ظہر غنی کا مطلب یہ ہے کہ غنا کے ذریعہ صدقہ کا صدقہ پر آمادہ رہنا جیسے کہ کہا جاتا ہے قرأ علی ظہر لسانہ کہ اس نے اپنی زبان کے ذریعہ سے پڑھا اور غناء سے عموم غناء مراد ہے جو غناء ظاہری اور غناء قلبی دونوں کو شامل ہے لہٰذا یہ حدیث گذشتہ روایت "افضل الصدقة جهد المقل" کے مخالف نہ ہوئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر صدقہ وہ ہے کہ اس کے بعد استغناء رہے کیونکہ ہمارے قلوب ضعیف ہیں ہمارا دین بھی اسی غناء کی بدولت جو بعد صدقہ باقی رہے محفوظ رہتا ہے کسی کو اگر شبہ ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال صدقہ کر دیا تھا جب ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چھوڑا تو عرض کیا ان کے لئے اللہ کافی ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی پھر سارا مال قبول فرمالیا حالانکہ ان کا یہ عمل تمام مال صدقہ کر دینے کا بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اعتماد علی اللہ اور صبر کے اس پایہ پر ہو ایسا شخص اگر اپنا سارا مال صدقہ کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر وتوکل کے جس مقام پر تھے امت میں ان کے برابر کون ہو سکتا ہے لیکن جو لوگ صبر وتوکل کے اس مقام پر نہ ہوں ان کے لئے بہتر صدقہ وہی ہے جو حدیث باب میں فرمایا گیا ہے اس میں تصدق کی ایک حد مقرر کر دی گئی اس کی رعایت ہی میں ایمان اور دین کی سلامتی ہے کیونکہ ہمارے قلوب ضعیف ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

تفسير ذلك

صدقہ کس ترتیب سے کرنا چاہئے اس کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى قالا حدثنا يحيى عن ابن عجلان عن سعيد عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تصدقوا فقال رجل يا رسول الله عندي دينار قال تصدق به على نفسك قال عندي آخر قال تصدق به على زوجتك قال عندي آخر قال تصدق به على ولدك قال عندي آخر قال تصدق به على خادمك قال عندي آخر قال انت ابصر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے نفس پر صدقہ کر اس شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خوب جانتا ہے کہ کون اس کا مستحق ہے اور کون نہیں تو جس

خوب جانتا ہے جس کو مستحق جانتا ہے اس کو دیدے۔

باب اذا تصدق وهو محتاج اليه هل يرد عليه

باب اگر کوئی آدمی صدقہ کرے جبکہ وہ خود ہی اس کا محتاج ہو تو کیا وہ اس پر رد کر دیا جائے گا

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا ابن عجلان عن عیاض عن ابی سعید ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فقال صل رکعتین ثم جاء الجمعة الثانیة والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب فقال صل رکعتین ثم جاء الجمعة الثالثة فقال صل رکعتین ثم قال تصدقوا فتصدقوا فاعطاه ثوبین ثم قال تصدقوا فطرح احد ثوبیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الم تروا الی هذا انه دخل المسجد بهیئة بذة فرجوت ان تفطنوا له فتصدقوا علیه فلم تفعلوا فقلت تصدقوا فتصدقتم فاعطیته ثوبین ثم قلت تصدقوا فطرح احد ثوبیه خذ ثوبك وانتهره.

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے پھر وہ آدمی دوسرے جمعہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے اس سے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے پھر تیسرے جمعہ کو آیا آپ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لے پھر فرمایا کہ صدقہ کرو پس صحابہ کرام نے صدقہ کیا (یعنی انہوں نے کپڑے لا کر جمع کر دیئے) آپ نے ان میں سے دو کپڑے اس کو دیدیئے پھر صحابہ سے فرمایا کہ صدقہ کرو اس آدمی نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈال دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کی طرف دیکھتے نہیں ہو یہ شخص شکستہ حال مسجد میں داخل ہوا تو میں نے امید کی کہ (بدون امر بالصدقہ کے) تم خود ہی اس کی حالت کو سمجھ کر اس کو صدقہ دو گے مگر تم نے نہیں دیا پھر میں نے کہا صدقہ کرو تو تم نے صدقہ میں کپڑے دیئے پھر میں نے اسے دو کپڑے دیئے پھر میں نے کہا صدقہ کرو تو اس نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈال دیا لے جا اپنا کپڑا اور جھڑک دیا اس کو تا کہ آئندہ حاجت نفس اور قلت صبر کے باوجود اس قسم کے فعل سے باز رہے۔

صدقة العبد

غلام کا صدقہ کرنا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حاتم عن یزید بن ابی عبید قال سمعت عمیرا مولی ابی اللحم قال امرنی مولای ان اقدد لحما فجاء مسکین فاطعمته منه فعلم بذلك مولای فضربنی فاتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فدعاه فقال لم ضربته قال یطعم طعامی بغیر ان امره وقال مرة اخری بغیر امری قال الاجر بینکما.

یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم

دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے بنا کر خشک کروں ایک مسکین آیا تو میں نے اس کو اس سے کھلا دیا میرے آقا کو معلوم ہو گیا تو انہوں نے مجھ کو مارا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں مارا مولیٰ نے کہا یہ میری اجازت کے بغیر کھانا کھلاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثواب تم دونوں کے درمیان ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنی ابن ابی بردة قال سمعت ابی یحدث عن ابی موسٰی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال علی کل مسلم صدقة قیل ارأیت ان لم یجدها قال یعتمل بیدہ فینفع نفسه فیتصدق قیل ارأیت ان لم یفعل قال یعین ذا الحاجة الملھوف قیل فان لم یفعل قال یأمر بالخیر قیل ارأیت ان لم یفعل قال یمسك عن الشر فانھا صدقة۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ (مستحب مؤکدہ) ہے آپ سے پوچھا گیا فرمائیں اگر کوئی شخص صدقہ کرنے کی طاقت نہ رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کام کرے یعنی اپنی ذات کو نفع پہنچاوے اور خیرات کرے آپ سے پوچھا گیا اگر یہ کام نہ کر سکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجت مند مظلوم کی مدد کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی کا حکم کرے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا اپنے آپ کو دوسرے کو تکلیف پہنچانے سے باز رکھے بیشک یہ اس کے لئے صدقہ ہے یعنی صدقہ دینے کے برابر ثواب پائے گا۔

تشریح: علامہ طیبی نے کہا کہ آبی اللحم کا نام عبداللہ ہے چونکہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے اور بقول بعض بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کو نہیں کھاتے تھے اس لئے آبی اللحم کہا جانے لگا، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کے مسکین کو کچھ گوشت دینے پر انکار کیا تھا جیسا کہ الفاظ روایت اس پر دلالت کرتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ جب غلام نے بدون اجازت مالک کے طعام دیا تو والا جر بینکما کا کیا مطلب ہوگا مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر تو دینے کا حکم دیتا یا راضی ہوتا تو ثواب دونوں کو ملتا علامہ طیبیؒ نے کہا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا کہ غلام کو مولیٰ کی ملک میں مطلقاً حق تصرف ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی معمولی چیز پر جس میں مسامحہ اور درگذر سے کام لیا جاتا ہے غلام کے مارنے کو ناپسند کیا ہے اور چونکہ اس قسم کا برتاؤ اپنے غلام سے مناسب نہیں اس نے مولیٰ کو اس پر رغبت دلائی کہ غنیمت جانے ثواب کو اور درگذر کرے اس سے بہر حال یہ تعلیم اور رہنمائی تھی آبی اللحم کے لئے نہ کہ فعل غلام کی تقریر یعنی مقصد فعل غلام کا جائز قرار دینا نہ تھا۔ (مرقات ومظاہر حق)

صدقة المرأة من بيت زوجها

عورت کا اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرنا

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت ابا وائل یحدث عن عائشة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا تصدقت المرأة من

بيت زوجها كان لها اجر وللزوج مثل ذلك وللخازن مثل ذلك ولا ينقص كل واحد منهما من اجر صاحبه شيئا للزوج بما كسب ولها بما انفقت.

ابووائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اس کو ثواب ملتا ہے اور شوہر کو بھی اس کے برابر اور خازن کو بھی اس کے برابر اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے ثواب سے کم نہیں کرتا شوہر کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور بیوی کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے۔

تشریح: شوہر کے گھر سے صدقہ کرنا درست ہے جبکہ صراحتاً یا عرفاً اجازت ہو طعام وغیرہ کی حفاظت پر جس کو مقرر کیا جاتا ہے اسے خازن کہتے ہیں اس کو بھی بوجہ صدقہ کرنے کے اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا میاں بیوی کو۔

عطية المرأة بغير اذن زوجها

عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا حسين المعلم عن عمرو بن شعيب ان اباه حدثه عن عبد الله بن عمرو قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قام خطيباً فقال في خطبته لا يجوز لامرأة عطية الا باذن زوجها مختصر.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ خطاب فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ کسی عورت کا عطیہ دینا جائز نہیں مگر اپنے شوہر کی اجازت سے یہ روایت مختصر ہے۔

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اپنے شوہر کے مال سے عطیہ دینا درست نہیں ورنہ اپنے مال سے عطیہ دینے میں جمہور کے نزدیک شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ کذا فی الحاشیۃ للعلامۃ السندی

فضل الصدقة

صدقہ کی فضیلت

اخبرنا ابو داود قال حدثنا يحيى بن حماد قال اخبرنا ابو عوانة عن فراس عن عامر عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت ان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم اجتمعن عنده فقلنا اينا بك اسرع لحوقا فقال اطولكن يدا فاخذن قصبة فجعلن يذرعنها فكانت سودة اسرعهن لحوقا فكانت اطولهن يدا فكان ذلك من كثرة الصدقة.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس جمع ہو گئیں ہم

نے عرض کیا کہ ہم میں سے کون (آپ کی وفات کے بعد) جلدی آپ کے ساتھ ملے گا۔ فرمایا کہ تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہو (یعنی صدقہ بہت دیتا ہے وہ پہلے وفات پائے گی میرے بعد) پس سب نے بانس کا ٹکڑا لیا اس سے اپنے ہاتھوں کو ناپتے تھیں تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلے جلدی آپ سے ملیں اس لئے کیونکہ ان کا ہاتھ سب سے لمبا تھا لیکن ہم نے اس کے بعد سمجھا کہ مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طول ید سے کثرت صدقہ تھی۔

بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی ملنے والی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں کیونکہ وہ بہت خیرات کرتی تھیں اسی کو محدثین نے صحیح فرمایا۔ اس کی تائید روایت کے آخری جملہ سے ہوتی ہے ان کا انتقال سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا حضرت سودہ کا انتقال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ہوا ان کا ہاتھ واقعی طویل تھا مگر وہ یہ معاملہ نہیں، کذا فی النجاح۔

باب اى الصدقة افضل

کونسا صدقہ افضل ہے اس کا بیان

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عمارة بن القعقاع عن ابي زرعة عن ابي هريرة قال قال رجل يا رسول الله اي الصدقة افضل قال ان تصدق وانت صحيح شحيح تامل العيش وتخشى الفقر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا صدقہ کرنا اس وقت جبکہ تو تندرست ہو حرص مال کے ساتھ بخل رکھتا ہو جینے کی امید رکھتا ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا عمرو بن عثمان قال سمعت موسى بن طلحة ان حكيم بن حزام حدثه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقة ما كان عن ظهر غنى واليد العليا خير من اليد السفلى وابدا بمن تعول.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موسیٰ بن طلحہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد تونگری رہے اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے اور صدقہ ان لوگوں سے شروع کر جن کا نفقہ ادا کرنا تیرے ذمہ ضروری ہے۔

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال حدثنا يونس عن ابن شهاب قال حدثنا سعيد بن المسيب انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدا بمن تعول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور شروع کر ان سے جن کا نفقہ تیرے ذمہ ہے۔

سمعت اباھریرۃ ثم قال حدثناہ ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان مثل المنفق المتصدق والبخیل کمثل رجلین علیھما جبتان او جنتان من حدید من لدن ثدیھما الی تراقیھما فاذا اراد المنفق ان ینفق اتسعت علیہ الدرع او مرت حتی تجن بنانہ وتعفو اثرہ واذا اراد البخیل ان ینفق قلصت ولزمت کل حلقۃ موضعھا حتی اخذتہ بترقوتہ او برقبتہ یقول ابو ھریرۃ اشھد انہ رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوسعھا فلا تتسع قال طاؤس سمعت اباھریرۃ یشیر بیدہ وھو یوسعھا ولا تتوسع۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرچ کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی اور بخیل کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی ایک ایک زرہ لوہے کی چھاتی سے ہنسلی تک پہنے ہوئے ہوں جب خرچ کرنے والا انفاق کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر کھل جاتی ہے یا فراخ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ انگلیوں کو چھپا لیتی ہے اور نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر حلقہ زرہ کا اپنی جگہ پر سکڑ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ہنسلی کو پکڑ لیتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ کو ہاتھ کے اشارے سے وسیع کرنا چاہتے تھے مگر وسیع نہیں ہوتی چنانچہ راوی حدیث طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتلاتے تھے کہ بخیل زرہ کو کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتی۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا عفان قال حدثنا وھیب قال حدثنا عبداللّٰہ بن طاؤس عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مثل البخیل والمتصدق مثل رجلین علیھما جبتان من حدید قد اضطرت ایدیھما الی تراقیھما فکلما ھم المتصدق بصدقۃ اتسعت علیہ حتی تعفی اثرہ وکلما ھم البخیل بصدقۃ تقبضت کل حلقۃ الی صاحبتھا وتقلصت علیہ وانضمت یداہ الی تراقیہ وسمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول فیجتھد ان یوسعھا فلا تتسع۔

طاؤس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہوں ان کے ہاتھ ان کی ہنسلی سے چمٹے ہوئے ہوں جب صدقہ کرنے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو جبہ اس پر کھل جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتا ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر حلقہ جبہ کا اس کی طرف سمٹ جاتا ہے اور اس پر سکڑ جاتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسلی سے لگ جاتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بخیل بھرپور کوشش کرتا ہے جبہ کو وسیع کرنے کی مگر وسیع نہیں ہوتا۔

تشریح: صدقہ اور بخیل کو ایک مثال کے ذریعے سے سمجھا دیا گیا کہ مثال سے بات جلدی سمجھ میں آتی ہے صدقہ کی زرہ خوب کشادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کا ہاتھ حکم الٰہی کے تابع رہتا ہے پھر اس کے ہاتھ سخاوت اور انفاق کے ساتھ کشادہ ہوتے ہیں اور بخیل کا سینہ

تنگ ہوتا ہے اور اس کا ہاتھ نفاق فی المعروف سے سکڑ جاتا ہے اسی کی طرف ہے ارشاد مبارکہ فتفسح کل حلقۃ تا ہے شوہ فرمایا اس کے بعد بخیل اپنی زرہ کشادہ کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرے پھر بھی کشادہ نہیں ہوتی اس کی اسی وقت کو سمجھایا ہے یوسع فلا تتسع خلاصہ کلام یہ ہے کہ سخی جب دین کے کاموں میں خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر خرچ کرنا آسان ہوتا ہے اور بخیل پر دشوار ہوتا ہے۔

الاحصاء فی الصدقۃ

گن گن کر صدقہ کرنا

اخبرنی محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحکم عن شعیب حدثنی اللیث قال حدثنا خالد عن ابی ابی ھلال عن امیۃ بن ھند عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف قال کنا یوماً فی المسجد جلوساً ونفر من المھاجرین والانصار فارسلنا رجلا الی عائشۃ لیستأذن فدخلنا علیھا قالت دخل علی سائل مرۃ وعندی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فامرت لہ بشیء ثم دعوت بہ فنظرت الیہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اما تریدین ان لا یدخل بیتک شیء ولا یخرج الا بعلمک قلت نعم قال مھلا یاعائشۃ لا تحصی فیحصی اللّٰہ عزوجل علیک

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن مسجد میں انصار اور مہاجرین کی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے ایک آدمی کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان سے اجازت لینے کے لئے بھیجا ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک سائل آیا اور میرے پاس رسول اللہ ﷺ تھے میں نے اس سائل کو کچھ دینے کا حکم دیا پھر میں نے وہ چیز منگائی اور اس کی مقدار کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم چاہتی ہے کہ کوئی چیز تیرے گھر میں داخل نہ ہو اور نہ تیرے گھر سے خارج ہو مگر تیرے علم سے میں نے کہا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا ٹھہرو اے عائشہ جلد بازی نہ کرو تو شمار نہ کرو جو صدقہ دیتی ہے گن گن کر نہ دے (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ کو شمار کے مطابق دے گا۔

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدۃ عن ھشام بن عروۃ عن فاطمۃ عن اسمآء بنت ابی بکر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لھا لاتحصی فیحصی اللّٰہ عزوجل علیک.

حضرت اسمآء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ شمار کر کے نہ دے (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ کو شمار کر کے دے گا۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن حجاج قال قال ابن جریج اخبرنی ابن ابی ملیکۃ عن عباد بن عبد اللّٰہ ابن الزبیر عن اسمآء بنت ابی بکر انھا جآءت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت یا نبی اللّٰہ لیس لی شیء الا ما ادخل علی الزبیر فھل علیّ جناح فی ان ارضخ مما یدخل علیّ فقال ارضخی ما

استطعت ولا توکی فیوکی اللہ عزوجل علیك.

حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی میرے پاس تو کوئی چیز ہے نہیں صرف وہ مال ہوتا ہے جو (میرے خاوند) حضرت زبیر مجھے دیتے ہیں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا اگر اس میں سے صدقہ کر دیا کروں حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کیا کرو تجھ سے جتنا ہو سکے اور باندھ کر نہ رکھا کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ پر (ابواب رزق) تنگ کر دے گا۔

تشریح: اس حدیث میں شمار کرنے کی ممانعت فرمائی اس کے علماء نے دو مطلب بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ شمار کرنے سے مراد گن گن کر رکھنا اور جمع کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو گن گن کر رکھے گی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا میں بھی تنگی کی جائے گی چھپا کر رکھا کرو یا مجرد دوسرا مطلب یہ ہے کہ فقراء کو دینے میں شمار نہ کرنا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ثواب بھی بے حساب ملے اس حدیث میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینے سے مراد اگر ان کو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مالک بنا دینا ہے تب تو مال حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہو گیا وہ جس طرح چاہیں اپنے مال کو استعمال کریں ان کو اختیار ہے اور اگر اس سے مراد گھر کے اخراجات کے واسطے دینا ہے تو پھر حضور ﷺ کے ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت سے اس کا اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ان کو صدقہ کرنے میں گرانی نہیں ہوتی۔ (فضائل صدقات: حلف)

القلیل فی الصدقة

تھوڑی چیز کا صدقہ کرنا

اخبرنا نصر بن علي عن خالد حدثنا شعبة عن المحل عن عدي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اتقوا النار ولو بشق تمرة.

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ نصف چھوہارے کے ساتھ ہو۔

اخبرنا اسمعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة ان عمرو بن مرة حدثهم عن خيثمة عن عدي بن حاتم قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم النار فاشاح بوجهه وتعوذ منها ذكر شعبة انه فعله ثلث مرات ثم قال اتقوا النار ولو بشق التمرة فان لم تجدوا فبكلمة طيبة.

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا ذکر فرمایا پھر کراہت سے اپنا منہ پھیر لیا (گویا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں) اور اس سے پناہ مانگی راوی حدیث شعبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو تین مرتبہ کیا ہے پھر فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ نصف چھوہارے کے ذریعے سے ہو اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اچھی بات کے ساتھ۔

باب التحریض علی الصدقة

صدقہ پر ترغیب دینا

اخبرنا ازهر بن جميل قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة قال وذكر عون بن ابي جحيفة قال سمعت المنذر بن جرير يحدث عن ابيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في صدر النهار فجاء قوم عراة حفاة متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما راى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن فاقام الصلوة فصلى ثم خطب فقال يآايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا واتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتى قال ولو بشق تمرة فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رايت كومين من طعام وثياب حتى رايت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن سن في الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شيئا۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت گردن میں تلوار لٹکائے حاضر ہوئی جو ننگے بدن ننگے پاؤں تھے پس رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا جب ان پر فاقہ کی حالت دیکھی اٹھ کر اندر مکان میں تشریف لے گئے پھر باہر مسجد میں تشریف لائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان کہنے کا حکم فرمایا انہوں نے اذان کہی پھر تکبیر کہی اور ظہر کی نماز پڑھی پھر خطبہ فرمایا (حمد وثناء کے بعد) فرمایا کہ "یآایھا الناس اتقوا ربکم الخ" کوئی آدمی جو بھی صدقہ دے سکے دینار سے اور درہم سے ایک صاع گیہوں سے ایک صاع کھجور سے حتی کہ فرمایا کہ اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے سکے وہ دے دے ایک انصاری شخص ایک تھیلا بھرا ہوا لائے جو ان کے ہاتھ سے بھاری ہونے کی وجہ سے اٹھایا جاتا تھا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا پھر لوگ یکے بعد دیگرے لانے لگے حتی کہ میں نے دیکھا کہ دو ڈھیر غلہ اور کپڑے کے جمع ہو گئے حتی کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور مسرت سے چمکنے لگا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ملے گا اس طرح پر کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرتا ہے تو اس کا گناہ اس کو ہوگا اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اس کو ہوگا اس طرح سے کہ ان کے گناہوں کے وبال میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن معبد بن خالد عن حارثة قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول تصدقوا فانه سیأتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقته فیقول الذی یعطاها لو جئت بها بالامس لقبلتها فاما الیوم فلا۔

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ صدقہ کرو عنقریب تم پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا اور جس کو وہ دینا چاہے گا وہ کہے گا اگر تم اس کو گذشتہ کل لے کر آتے تو میں قبول کر لیتا آج کے دن مجھے اس کی حاجت نہیں۔

الشفاعة فی الصدقة

صدقہ میں سفارش کرنا

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا سفیان قال اخبرنی ابو بردة بن عبد اللّٰہ بن ابی بردة عن جده ابی بردة عن ابی موسی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اشفعوا تشفعوا ویقضی اللّٰہ عزوجل علی لسان نبیه ما شاء۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ عزوجل اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اخبرنا هارون بن سعید قال حدثنا سفیان عن عمرو عن ابن منبه عن اخیه عن معاویة بن ابی سفیان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الرجل لیسألنی الشئ فامنعه حتی تشفعوا فیه فتوجروا وان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اشفعوا توجروا۔

حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی مجھ سے ایک چیز مانگتا ہے میں اس کو نہیں دیتا ہوں یہاں تک کہ تم اس کے بارے میں سفارش کرو جس تم کو ثواب دیا جائے گا اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کی سفارش اگرچہ قبول نہ بھی ہو تب بھی سفارش کو اس کی سفارش کا ثواب ملے گا۔

الاختیال فی الصدقة

صدقہ دینے میں تکبر کرنا

اخبرنا اسحٰق بن منصور قال حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی محمد بن ابراهیم بن الحارث التیمی عن ابن جابر عن ابیه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من الغیرة ما یحب اللّٰہ عزوجل ومنها ما یبغض اللّٰہ عزوجل ومن الخیلاء ما یحب اللّٰہ

ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

باب المسر فی الصدقة

چپکے سے صدقہ دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن معاوية بن صالح عن بحير بن سعد عن خالد بن معدان عن كثير بن مرة عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو پکار کر پڑھنے والا ایسے ہے جیسا کہ صدقہ ظاہر کر کے دینے والا اور آہستہ پڑھنے والا قرآن کو چپکے سے صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

تشریح: صدقہ میں افضل یہی ہے کہ چپکے سے دیا جائے کیونکہ اس میں ریاء کا احتمال نہیں رہتا اور صدقہ لینے والا ذلت سے محفوظ رہتا ہے لیکن اگر کسی مصلحت سے ظاہر کر کے دیا جائے تو وہ بھی افضل ہے کہ دوسرے لوگ اس سے ترغیب حاصل کریں اور اس کو فقہاء فضیلت کہتے ہیں۔

المنان بما اعطى

صدقہ دے کر اس پر احسان رکھنے والے کا انجام

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا عمر بن محمد عن عبد الله بن يسار عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا ينظر الله عزوجل اليهم يوم القيامة العاق لوالديه والمرأة المترجلة والديوث وثلثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والمدمن على الخمر والمنان بما اعطى

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کی جانب اللہ عزوجل قیامت کے دن نظر شفقت و رحمت سے نہیں دیکھے گا ایک تو والدین کی نافرمانی کرنے والا اور جو عورت (لباس وضع قطع میں) مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہے اور دیوث (یعنی وہ شخص جو اپنے اہل و عیال میں بری چیز دیکھے اور غیرت نہ کرے ان پر اور منع نہ کرے ان کو اس سے) اور تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے ایک تو والدین کی نافرمانی کرنے والا دوسرا ہمیشہ شراب کا پینے والا تیسرا صدقہ دے کر اس پر احسان رکھنے والا۔

اخبرنا محمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبة عن علي بن المدرك عن ابي زرعة بن عمرو بن جرير عن خرشة بن الحر عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا يكلمهم الله عزوجل يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوذر خابوا وخسروا خابوا وخسروا قال المسبل ازاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب

والمنان عطاء ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں ان سے قیامت کے دن اللہ عزوجل کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا ان کے واسطے دردناک عذاب ہے پس تو رسول اللہ ﷺ نے پڑھا حضرت ابوذر نے کہا کہ ناکام ہوئے اور نقصان اٹھایا کاش مر گئے اور ہلاک ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک تو تہبند وغیرہ چھوڑنے والا (ٹخنوں سے نیچے بقصد تکبر) دوسرا جھوٹی قسم کے ساتھ اسباب کا رواج دینے والا تیسرا کسی چیز کے دینے کے بعد احسان رکھنے والا۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا غندر عن شعبة قال سمعت سليمان وهو الاعمش عن سليمان بن مسهر عن خرشة بن الحر عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا يكلمهم الله عزوجل يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم المنان بما اعطى والمسبل ازاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں ان سے اللہ عزوجل قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا ان کے واسطے دردناک عذاب ہے ایک تو صدقہ دینے کے بعد احسان جتانے والا دوسرا تہبند کو ٹخنے سے نیچے چھوڑنے والا تیسرا جھوٹی قسم کے ساتھ اسباب کا رواج دینے والا۔

باب رد السائل

سائل کو کچھ دیکر پھیر دینے کا بیان

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا مالك ح واخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن زيد بن اسلم عن ابن بجيد الانصاري عن جدته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ردوا السائل ولو بظلف وفي حديث هارون محرق

ابن بجید انصاری اپنی جدہ ام بجید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھیر دو سائل کو اگرچہ جلے ہوئے کھر کے ساتھ ہو۔

تشریح: حقیقت اس کلام کی مراد نہیں اس لئے کہ جلا ہوا کھر تو کسی کام کا نہیں ہے بلکہ بطور مبالغہ فرمایا کہ جو کچھ اور جس طرح سے ہو سکے سائل کو دیکر واپس کرو یہ نہیں کہ رد کرو گو تھوڑی چیز کیوں نہ ہو۔ مظاہر حق۔

باب من یسأل ولا یعطی

جو شخص سوال کرے اور اس کو نہ دیا جائے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا المعتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن

جده قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یأتی رجل مولاه یسأله من فضل عنده فیمنعه إیاه إلا دعی له یوم القیامة شجاع أقرع یتلمظ فضله الذی منع.

بہز کے دادا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اپنے مالک کے پاس آ کر اس سے اس کی بچی ضرورت سے زائد چیز کو جو اس کے پاس ہو مانگے اور وہ اس کو نہ دے تو اس کے واسطے قیامت کے دن گنجا سانپ بلایا جائے گا وہ زائد از ضرورت چیز کو جس کے دینے سے انکار کیا تھا چبا ڈالنے لگے گا۔

من سأل بالله عزوجل

جو شخص اللہ عزوجل کے وسیلے سے سوال کرے

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو عوانة عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استعاذ بالله فأعيذوه ومن سألكم بالله فأعطوه ومن استجار بالله فأجيروه ومن أتى إليكم معروفا فكافئوه فإن لم تجدوا فادعوا له حتى تعلموا أن قد كافأتموه

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پناہ مانگے اللہ کے ساتھ اس کو پناہ دو اور جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرے اس کو دو اور جو شخص اللہ کے نام کے ساتھ مدد طلب کرے اس کی مدد کرو اور جو شخص تم پر احسان کرے اس کو بدلہ دو اور اگر بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ تو اس کے واسطے دعا کرو یہاں تک کہ تم جان لو کہ اس کے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر احسان کیا جائے خواہ قولی ہو یا فعلی اور وہ اپنے محسن کو بدلہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس احسان کرنے والے کے واسطے کثرت سے دعا کرے حتیٰ کہ دل اس بات کی گواہی دے کہ اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ ابن ملک نے کہا کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جس پر احسان کیا جائے اور وہ اپنے احسان کرنے والے کے واسطے جزاک اللہ خیرا تو گویا کہ اس نے اس کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد طیبی توضیح کرتے ہیں کہ اس حدیث کو امام نسائی اور ترمذی اور ابن حبان نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرفوع نقل کیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس نے احسان کرنے والے کے واسطے ایک بار جزاک اللہ کہا تو اس نے اس کا بدلہ ادا کر دیا اگرچہ محسن کا حق بہت زیادہ ہو اس لئے کہ اس کلمات دعائیہ کے ذریعہ گویا اس نے خود کو اپنے محسن کا بدلہ اتارنے سے عاجز سمجھا اس لئے کہ اس کا بدلہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سپرد کر دیا کہ اس کو دنیا و آخرت میں پورا بدلہ دے۔ (مرقات و مظاہر حق)

من سأل بوجه الله عزوجل

جو شخص اللہ برتر و بزرگ کا واسطہ دے کر سوال کرے

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا المعتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن أبيه عن

جده قال قلت يا نبي الله ما آتيتك حتى حلفت اكثر من عددهن لاصابع يديه الا آتيك ولا آتي دينك واني كنت امرأ لا اعقل شيئا الا ما علمني الله ورسوله واني اسألك بوجه الله عزوجل بما بعثك ربك الينا قال بالاسلام قال قلت وما آيات الاسلام قال ان تقول اسلمت وجهي الى الله عزوجل وتخليت وتقيم الصلوة وتؤتي الزكوة كل مسلم على مسلم محرم اخوان نصيران لا يقبل الله عزوجل من مشرك بعد ما اسلم عملا او يفارق المشركين الى المسلمين.

بہز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی گنتی سے زیادہ مرتبہ یہ قسم کھا چکا تھا کہ نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین اختیار کروں گا اور میں ایسا شخص ہوں جو بالکل بے علم ہوں اور نہ سمجھ ہے مگر جو مجھے اللہ اور اس کا رسول بتا دے میں اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو ہمارے پاس کیا کیا احکام دے کر بھیجا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ (سب سے پہلے) اسلام کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا اسلام کی نشانیاں کیا ہیں آپ نے فرمایا یہ ہیں کہ تو یہ اقرار کرے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکا اور کفر و شرک سب چھوڑ چکا ہوں اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں ایک دوسرے کا مددگار رہنا چاہئے جو مشرک مسلمان ہونے کے بعد پھر شرک کرے اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا جب تک وہ مشرکین کو چھوڑ کر پھر مسلمانوں کے گروہ میں شامل نہ ہو جائے۔

من يسأل بالله عزوجل ولا يعطي به

جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کرے حالانکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرنے والے کو نہیں دیتا

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا ابن ابي فديك قال اخبرنا ابن ابي ذئب عن سعيد بن خالد القارظي عن اسماعيل بن عبد الرحمن عن عطاء بن يسار عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الا اخبركم بخير الناس منزلا قلنا بلى يا رسول الله قال رجل آخذ برأس فرسه في سبيل الله عزوجل حتى يموت او يقتل واخبركم بالذي يليه قلنا نعم يا رسول الله قال رجل معتزل في شعب يقيم الصلوة ويؤتي الزكوة ويعتزل شرور الناس واخبركم بشر الناس قلنا نعم يا رسول الله قال الذي يسأل بالله عزوجل ولا يعطي به.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو مرتبہ کے لحاظ سے لوگوں میں سے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں ہم نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں

اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے یعنی سوار ہو کر جنگ کا منتظر ہے یہاں تک کہ مر جائے یا قتل کیا جائے کیا میں اس شخص کی خبر دوں جو مرتبے میں اس آدمی کے قریب ہو ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو لوگوں سے علاحدہ ہو کر اور کسی گوشہ نشین ہو کر پابندی سے نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور لوگوں کی برائی سے الگ رہتا ہے کیا میں تم کو خبر دوں لوگوں میں بدترین شخص کی ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے سے سوال کرے مانگے اور خود اللہ تعالیٰ کے نام پر سائل کو کچھ نہ دیتا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و بزرگی کی رعایت کس درجہ ضروری ہے ایک تو سوال باللہ دوسری یہ کہ اگر کوئی شخص اس طرح اللہ کے واسطے سے سوال کرے تو اس کو نہیں دیتا۔ (كذا في الحاشية للعلامة السندي)

ثواب من يعطي

جو شخص کسی محتاج کو صدقہ دیتا ہے اس کا ثواب

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن منصور قال سمعت ربعي يحدث عن زيد بن ظبيان رفعه إلى أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة يحبهم الله عز وجل وثلاثة يبغضهم الله عز وجل أما الذين يحبهم الله عز وجل فرجل أتى قوماً فسألهم بالله عز وجل ولم يسألهم بقرابة بينه وبينهم فمنعوه فتخلفه رجل بأعقابهم فأعطاه سراً لا يعلم بعطيته إلا الله عز وجل والذي أعطاه وقوم ساروا ليلتهم حتى إذا كان النوم أحب إليهم مما يعدل به نزلوا فوضعوا رءوسهم فقام يتملقني ويتلو آياتي ورجل كان في سرية فلقوا العدو فهزموا فأقبل بصدره حتى يقتل أو يفتح الله له والثلاثة الذين يبغضهم الله عز وجل الشيخ الزاني والفقير المختال والغني الظلوم.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کو اللہ جل شانہ محبوب رکھتا ہے اور تین ایسے ہیں جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے جن تین آدمیوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ آدمی ہے کہ کسی جماعت کے پاس کوئی سائل آیا اور محض اللہ کے واسطے سے ان سے کچھ سوال کیا کوئی قرابت و رشتہ داری کے واسطے سے ان سے سوال نہیں کیا اس جماعت نے اس سائل کو کچھ نہ دیا اس جماعت میں سے ایک شخص اٹھا اور چپکے سے اس کو کچھ دے دیا اس کے عطیہ کو سوائے اللہ کے یا اس سائل کے اور کوئی نہیں جانتا (تو یہ دینے والا شخص اللہ کو بہت محبوب ہے) دوسرا وہ شخص کہ ایک جماعت کسی سفر میں جا رہی ہے ساری رات چلنے کی وجہ سے جب نیند ان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب بن گئی تو وہ جماعت کسی منزل پر سونے کے لئے لیٹ گئی پس وہ شخص ان میں سے کھڑا ہو کر مجھ سے عاجزی سے دعا مانگنے لگا اور میری آیات تلاوت کرنے لگا تیسرا وہ شخص کہ کسی جماعت کے ساتھ جہاد میں گیا اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا وہ جماعت شکست کھا گئی پس وہ شخص سینہ سپر ہو کر آگے بڑھا اور شہید ہو گیا یا اللہ نے اس کو فتح دے دی اور تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ جل شانہ بغض رکھتے ہیں ایک وہ جو بوڑھا ہو کر بھی زنا کرنے والا ہو دوسرا وہ شخص جو فقیر ہو کر تکبر کرنے والا ہو تیسرا وہ مالدار شخص جو ظلم کرنے والا ہو۔

تفسير المسكين

مسکین کی تفسیر

اخبرنا علی بن حجر قال اخبرنا اسمٰعیل قال حدثنا شریك عن عطاء بن یسار عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیس المسكین الذی ترده التمرة والتمرتان واللقمة واللقمتان ان المسكین المتعفف اقرؤا ان شئتم لا یسئلون الناس الحافا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو ایک کھجور یا دو کھجوریں اور ایک لقمہ یا دو لقمے ملنے کے بعد واپس ہو جاتا ہے بے شک مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے اگر تم چاہو (تو بطور شہادت) یہ پڑھو "لا یسئلون الناس الحافا"۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیس المسكین بهذا الطواف الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قالوا فما المسكین قال الذی لا یجد غنی یغنیه ولا یفطن له فیتصدق علیه ولا یقوم فیسأل الناس۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو دربدر پھرنے والا ہے لوگوں کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا جس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ ایک کھجور یا دو کھجور سے واپس کر دیتے ہیں صحابہ نے عرض کیا تو پھر مسکین کون ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے کہ جس کو تونگری بھی نہ ملے جو اس کو بے نیاز کر دے اور نہ وہ پہچانا جائے تاکہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر مانگتا ہے۔

اخبرنا نصر بن علی قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا معمر عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیس المسكین الذی ترده الاكلة والاكلتان والتمرة والتمرتان قالوا فما المسكین یا رسول الله قال الذی لا یجد غنی ولا یعلم الناس حاجته فیتصدق علیه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ اور ایک چھوہارا یا دو چھوہارے لوٹا دیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مسکین کون ہے آپ نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت مال موجود نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس کی حاجت معلوم ہو کہ اس کو صدقہ دیا جائے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن سعید بن ابی سعید عن عبد الرحمن ابن بجید عن جدته ام بجید وكانت ممن بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم انها قالت لرسول الله صلی الله علیه وسلم ان المسكین لیقوم علی بابی فما اجد له شیئا اعطیه ایاه فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لم تجدی شیئا تعطینه اياه الا ظلفا محرقا فادفعیه الیه

ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ ان عورتوں میں سے تھیں جن عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور میں اپنے گھر میں کوئی چیز نہیں پاتی جو اس کے ہاتھ میں دوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تو مسکین کو دینے کے لئے کوئی چیز نہیں پاتی مگر جلا ہوا کھر تو وہ اس کو دے دیا۔

الفقیر المختال

متکبر فقیر کا انجام

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی عن ابن عجلان قال سمعت ابی یحدث عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا یکلمھم اللہ عزوجل یوم القیامۃ الشیخ الزانی والعائل المزھو والامام الکذاب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ایک بوڑھا زنا کرنے والا دوسرا محتاج تکبر کرنے والا تیسرا جھوٹ بولنے والا امام و حاکم۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا عارم قال حدثنا حماد قال حدثنا عبید اللہ بن عمر عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یبغضھم اللہ عزوجل البیاع الحلاف و الفقیر المختال والشیخ الزانی والامام الجائر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھتے ہیں ایک فروخت کرنے والا جو (اپنے سامان کو رائج دینے کے لئے) بہت زیادہ قسم کھاتا ہو یا اللہ پاک کی عالی شان نام کی بے ادبی ہے دوسرا محتاج تکبر کرنے والا تیسرا بوڑھا ہو کر بھی زنا کرنے والا چوتھا ظالم امام۔

فضل الساعی علی الارملۃ

بیوہ عورت پر خرچ کرنے والے کی فضیلت

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ قال حدثنا مالک عن ثور بن زید الدیلی عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ عزوجل.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شوہر عورت اور مسکین کی ضرورت کو پورا کرنے میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

تشریح: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اپنی محنت اور کوشش سے مال اس لئے کماتا ہے کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین پر

صدقہ کرے گا تو اس کے لئے باعث ثواب و فضیلت ہے۔

المؤلفة قلوبهم

دلوں میں الفت و محبت پیدا کرنے کے لئے صدقہ دینا

اخبرنا هناد بن السري عن ابي الاحوص عن سعيد بن مسروق عن عبد الرحمن بن ابي نعم عن ابي سعيد الخدري قال بعث علي وهو باليمن بذهيبة بتربتها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اربعة نفر الاقرع بن حابس الحنظلي وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري ثم احد بني كلاب وزيد الطائي ثم احد بني نبهان فغضبت قريش وقال مرة اخرى صناديد قريش فقالوا تعطي صناديد نجد وتدعنا قال انما فعلت ذلك لاتالفهم فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتئ الجبين محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد قال فمن يطع الله عزوجل ان عصيته ايأمنني على اهل الارض ولا تأمنوني ثم ادبر الرجل فاستاذن رجل من القوم في قتله يرون انه خالد بن الوليد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من ضئضئ هذا قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب وہ یمن میں تھے تھوڑا سا سونا مٹی آلودہ (صاف کیا ہوا نہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا ایک اقرع بن حابس حنظلی دوسرا عیینہ بن بدر فزاری تیسرا علقمہ بن علاثہ عامری جو بنی کلاب سے تھا چوتھا زید طائی جو بنی نبہان میں سے تھا اس طرح تقسیم دیکھ کر قریش کے سردار غصہ ہو گئے وہ کہتے تھے کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں ہم کو نہیں دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو تالیف قلوب کے لئے دیا ہے پھر ایک آدمی آیا گھنی داڑھی والا دونوں رخسار پھولے ہوئے آنکھیں اندر گھسی ہوئیں پیشانی نکلی ہوئی سر منڈا ہوا تو وہ کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈرو آپ نے فرمایا کہ کون اللہ جل شانہ کی اطاعت کرے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں وہ تو زمین والوں پر مجھ کو امین جانتا ہے لیکن تم مجھے امانت دار نہیں جانتے پھر وہ آدمی چل پڑا تو قوم میں سے ایک شخص نے جو لوگوں کے خیال میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس آدمی کے قتل کی اجازت چاہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اس کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی قبول نہیں ہوگا قرآن ان کے قلوب میں نہیں اترے گا اس لئے وہ اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں گے، یہ لوگ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے پار نکل جاتا ہے اگر میں ان کا زمانہ پاتا تو ان کو قوم عاد کی طرح نیست و نابود کر دوں گا۔

الصدقة لمن تحمل بحمالة

جو شخص قرض وغیرہ کا ضامن ہو اس کو صدقہ دینا

اخبرنا یحیی بن حبیب بن عربی عن حماد عن هارون بن رئاب قال حدثني کنانة بن نعیم ح واخبرنا علی بن حجر واللفظ له قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن هارون عن کنانة بن نعیم عن قبیصة بن مخارق قال تحملت حمالة فاتیت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم فسألته فیها فقال ان المسألة لا تحل الا لثلثة رجل تحمل بحمالة بین قوم فسأل فیها حتی یؤدیها ثم یمسك.

حضرت قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مخارق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ضامن ہوا قرض کا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ادائے قرض کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ سوال کرنا درست نہیں مگر تین آدمیوں کے واسطے ایک تو وہ شخص ہے جو کسی قوم کے مال کا ضامن ہو (جو بوجہ دیت وغیرہ کے قوم پر لازم ہو گیا تھا) تو اس کے لئے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پھر سوال سے باز رہے۔

اخبرنا محمد بن النضر بن مساور قال حدثنا حماد عن هارون بن رئاب قال حدثني کنانة بن نعیم عن قبیصة بن مخارق قال تحملت حمالة فاتیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اسأله فیها فقال اقم یا قبیصة حتی تأتینا الصدقة فنأمر لك ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یا قبیصة ان الصدقة لا تحل الا لاحد ثلثة رجل تحمل حمالة فحلت له الصدقة حتی یصیب قواماً من عیش او سداداً من عیش ورجل اصابته جائحة فاجتاحت ماله فحلت له المسألة حتی یصیبها ثم یمسك ورجل اصابته فاقة حتی یشهد ثلثة من ذوی الحجی من قومه قد اصابت فلانا فاقة فحلت له المسألة حتی یصیب قواماً من عیش او سداداً من عیش فما سوی هذا من المسألة یا قبیصة سحت یأکلها صاحبها سحتاً.

حضرت قبیصہ بن مخارق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں قرض کا ضامن ہوا پس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تا کہ اس کی ادائیگی کے بارے میں آپ سے سوال کروں آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے پاس مال صدقہ آ جائے اس میں سے ہم تمہیں دینے کے لئے حکم کریں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قبیصہ بے شک صدقہ حلال نہیں مگر تین آدمیوں کے واسطے ایک تو وہ شخص جو کسی قوم کے قرض وغیرہ کا ضامن ہوا تو اس کے لئے اس کی ادائیگی کی حد تک سوال جائز ہے اس کے بعد سوال سے باز رہے دوسرا شخص وہ ہے جس پر کوئی آفت نازل ہوئی جس نے اس کے مال کو تباہ کر دیا ایسے شخص کے لئے صدقہ حلال ہے جو اس کے گذارہ اور ضروری حاجت کو کافی ہو تیسرا وہ شخص جو فقر وفاقہ کی مصیبت میں پڑ گیا حتیٰ کہ اس کی قوم سے تین عقل مند آدمی گواہی دیں کہ فلاں شخص فقر وفاقہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کے لئے سوال کرنا درست ہے اس حد تک کہ اس کو اس قدر مال مل جائے جو گذر بسر کے لئے کافی ہو اے قبیصہ جو کچھ سوائے ان تین صورتوں کے سوال کے ذریعہ سے لے وہ حرام

تم رسول خدا ﷺ سے بات کرتے ہو مگر حضور ﷺ تم سے کلام نہیں فرماتے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمجھ گئے کہ آپ پر وحی اتاری جا رہی ہے پھر جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا کہ کیا سائل حاضر ہے دیکھو بیشک خیر نہیں لاتی ہے شر کو (مگر کسی دوسرے عارضی وجہ سے) جیسے ربیع کی فصل جو کچھ گھاس وغیرہ اگاتی ہے کسی جانور کا پیٹ پھلا کر مار دیتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے مگر جو جانور ہری ہری دوب چرے پس جا تیں اس کو کھاتا ہے حتیٰ کہ جب اس کے دونوں پہلو تن جاتے ہیں تو شعاع آفتاب کے سامنے آتا ہے پھر پتلا پاخانہ و پیشاب کرتا ہے پھر چرنے لگتا ہے (ایسا جانور ہلاک نہ ہوگا) اسی طرح یہ مال و دولت خوش نما اور شیریں ہے اور وہ مسلمان خوش نصیب ہے اگر اس مال میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دے اور بیشک جو شخص اس مال کو ناحق لے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوگا۔

الصدقة علی الأقارب

قرابت داروں پر صدقہ کرنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی حدثنا خالد قال حدثنا ابن عون عن حفصة عن ام الرائح عن سلمان بن عامر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الصدقة علی المسکین صدقة وعلی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ بیشک صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ ہے یعنی ثواب ایک صدقہ ہی کا ہوتا ہے اور صدقہ دینا رشتہ داروں کو دوہرا ثواب رکھتا ہے ایک صدقہ کا دوسرا حسن سلوک کا۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا غندر عن شعبة عن سلیمان عن ابی وائل عن عمرو بن الحارث عن زینب امرأة عبد اللہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للنساء تصدقن ولو من حلیکن قالت وکان عبد اللہ خفیف ذات الید فقالت له ایسعنی ان اضع صدقتی فیك وفی بنی اخ لی یتامی فقال عبد اللہ سلی عن ذلك رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قالت فاتیت النبی صلی اللہ علیه وسلم فاذا علی بابه امرأة من الانصار یقال لها زینب تسأل عما اسأل عنه فخرج الینا بلال فقلنا له انطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فسله عن ذلك ولا تخبره من نحن فانطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال من هما قال زینب قال ای الزیانب قال امرأة عبد اللہ وزینب الانصاریة قال نعم لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم صدقہ کرو اگرچہ تمہارے زیوروں سے ہو اور وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عبد اللہ کے ہاتھ خالی تھے

تنگی نادار ہیں اس لئے انہوں نے ان سے کہا کہ اگر میں اپنا صدقہ تم کو اور اپنے یتیم بچوں کو دے دوں تو میری طرف سے کافی ہوگا یا نہیں حضرت عبداللہ نے کہا تم اس کا حکم رسول خدا ﷺ سے پوچھو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں آپ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی جس کو زینب کہا جاتا ہے وہ بھی میری طرح یہی مسئلہ پوچھنے آئی تھی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے ہم نے ان سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کرو اور حضور ﷺ کو یہ نہیں بتانا کہ ہم کون ہیں تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا ﷺ کے پاس گئے (اور حضور ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا) حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کون ہیں وہ دونوں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا زینب (چونکہ زینب نام کی کئی عورتیں ہیں اس لئے) حضور ﷺ نے پوچھا کونسی زینب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک زینب عبداللہ کی بیوی اور دوسری ایک عورت انصار میں سے اس سوال کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں ان کے واسطے دوہرا ثواب ہے ایک ثواب قرابت کا دوسرا ثواب صدقہ دینے کا۔

تشریح: صدقہ نافلہ عورت اپنے شوہر کو اس کی محتاجی کی صورت میں دے سکتی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف زکوٰۃ میں ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کا اپنی زکوٰۃ شوہر کو دینا درست نہیں کیونکہ از راہ عادت کے دونوں کے منافع مشترک ہیں یہی امام مالکؒ و امام احمدؒ کا قول ہے، صاحبین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔ صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے "قلنا هو محمول على النافلة" ہم کہتے ہیں حضور ﷺ کا یہ ارشاد "نعم لهما اجران الخ" صدقہ نافلہ پر محمول ہے شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ اس حدیث میں صدقہ کے واسطے ترغیب اور وعظ و نصیحت کرنا دلیل ہے صدقہ نفل کی۔

المسألة

سوال کرنا

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب ان ابا عبيد مولى عبد الرحمن بن ازهر اخبره انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان يحتزم احدكم حزمة حطب على ظهره فيبيعها خير من ان يسال رجلا فيعطيه او يمنعه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میں سے کوئی شخص جنگل سے لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لائے پھر اس کو فروخت کرے تو اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے مانگے اس کو دے یا نہ دے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن شعيب عن الليث بن سعد عن عبيد الله بن ابي جعفر قال سمعت حمزة بن عبد الله يقول سمعت عبد الله بن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يسال حتى ياتي يوم القيامة ليس في وجهه مزعة من لحم.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔

اخبرنا محمد بن عثمان بن ابی صفوان الثقفی قال حدثنا امیة بن خالد قال حدثنا شعبة عن بسطام بن مسلم عن عبد اللہ بن خلیفة عن عائذ بن عمرو ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسأله فاعطاه فلما وضع رجله علی اسکفة الباب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما فی المسألة ما مشی احد الی احد یسأله شیئا.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا آپ نے اس کو دے دیا جب اس نے دروازے کی چوکھٹ پر پاؤں رکھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے سوال کرنے میں کیا ضرر ہے تو کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز مانگنے نہ جاتا۔

تشریح: سخت حاجت اور مجبوری کے بغیر سوال کرنے میں ضرر عظیم ہے جیسا کہ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے اس کے ذیلی معنی حاشیہ میں نقل کئے ہیں آگے علامہ سندی فرماتے ہیں کہ ظاہر تو یہی ہے کہ جو علماء اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کے جرم کی جنس سے سزا دے گا اس لئے کہ اس نے لوگوں سے بھیک مانگ کر اپنے چہرے کی رونق کو ختم کر دیا تھا اس لئے آخرت میں اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا وہ بے رونق بدنما چہرہ لے کر آئے گا۔ (کذا فی الحاشیہ)

سؤال الصالحین

نیک کار لوگوں سے سوال کرنا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن بکر بن سوادة عن مسلم بن مخشی عن ابن الفراسی ان الفراسی قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أسأل یا رسول اللہ قال لا وان کنت سائلا لا بد فاسأل الصالحین.

ابن الفراسی سے روایت ہے کہ فراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں سے مانگوں آپ نے فرمایا کہ نہ مانگ اور اگر تو اپنی مجبوری سے سوال کرنے والا ہے تو نیک بخت لوگوں سے مانگ۔

یعنی اگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے مانگنے ہی کی نوبت آ جائے تو صالح لوگوں سے مانگ یعنی جو حاجت پوری کرنے پر قدرت رکھتے ہوں نیک لوگوں سے اس لئے کہ وہ محروم نہیں کرتے سائل کو کچھ نہ کچھ طیب خاطر سے ضرور دیتے ہیں۔ (کذا فی الحاشیہ)

الاستعفاف عن المسألة

سوال سے بچنا

اخبرنا قتیبة عن مالک عن ابن شهاب عن عطاء بن یزید عن ابی سعید الخدری ان ناسا من

الانصار سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاھم ثم سالوا فاعطاھم حتی اذا نفد ما عندہ قال ما یکون عندی من خیر فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یصبر یصبرہ اللہ وما اعطی احد عطاء ھو خیر واوسع من الصبر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپ نے ان کو دیا انہوں نے پھر مانگا دوسری مرتبہ بھی آپ نے ان کو دیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال میرے پاس ہوتا ہے میں اس کو جمع نہیں رکھتا (مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے تو میں انکار ہے) کہ جو شخص سوال سے بچنا چاہے اللہ اس کو بچاتا ہے اور جو شخص تکلیف اٹھا کر صبر کرے اس کو اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے اور نہیں دیا گیا کسی کو کوئی ایسا عطیہ جو صبر سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کا ہو۔

اخبرنا علی بن شعیب قال اخبرنا معن قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لان یاخذ احدکم حبلہ فیحتطب علی ظھرہ خیر لہ من ان یاتی رجلا اعطاہ اللہ عزوجل من فضلہ فیسالہ اعطاہ او منعہ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر (جنگل میں جاوے) پھر لکڑیاں جمع کرے اور رسی سے باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادلائے (اور اس کو بیچے) تو یہ کام اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر اس سے سوال کرے اس کو دے یا نہ دے۔

فضل من لا یسأل الناس شیئا

جو شخص لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے اس کی فضیلت

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا ابن ابی ذئب حدثنی محمد بن قیس عن عبد الرحمن بن یزید بن معاویۃ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضمن لی واحدۃ ولہ الجنۃ قال یحیی ھھنا کلمۃ معناھا ان لا یسال الناس شیئاً.

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میری رضا کے واسطے ایک خصلت اپنے ذمہ لازم کرلے جس کے بدلے میں اس کے لئے جنت ہو وہ یہ ہے کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے۔

اخبرنا ھشام بن عمار قال حدثنا یحیی وھو ابن حمزۃ قال حدثنی الاوزاعی عن ھارون بن رئاب انہ حدثہ عن ابی بکر عن قبیصۃ بن مخارق قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصلح المسألۃ الا لثلثۃ رجل اصابت مالہ جائحۃ فیسأل حتی یصیب سداداً من عیش ثم یمسک ورجل تحمل حمالۃ فیسأل حتی یؤدی الیھم حمالتھم ثم یمسک عن المسألۃ ورجل یحلف ثلثۃ

نفر من قومه من ذوي الحجى بالله لقد حلت المسألة لفلان فيسأل حتى يصيب قواماً من معيشة ثم يمسك عن المسألة فما سوى ذلك سحت.

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سوال کرنا درست نہیں مگر تین آدمی کے واسطے ایک وہ شخص جو آفت زدہ ہو (آفت نے اس کا مال تباہ کر دیا) ایسا شخص سوال کر سکتا ہے یہاں تک کہ وہ بقدر کفایت کھانے پینے کی چیز پا لے پھر سوال سے باز رہے دوسرا وہ شخص جو قرض وغیرہ کے بوجھ کا ضامن ہو وہ بھی اس حد تک سوال کر سکتا ہے کہ اس کو اتنا مال ہاتھ آ جائے جس سے مال ضمانت ادا کر سکے پھر سوال سے باز رہے تیسرا وہ شخص جس کی قوم سے تین عقل مند آدمی اللہ کی قسم کھا کر بولے کہ فلاں شخص کے واسطے سوال کرنا حلال ہو گیا تو وہ بھی سوال کر سکتا ہے یہاں تک کہ بقدر حاجت سامان جس سے گذران ہو سکے مل جائے پھر سوال سے باز رہے پس ان تین صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے۔

حد الغنى

تونگری کی حد

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا سفيان الثوري عن حكيم بن جبير عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد عن ابيه عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سال وله ما يغنيه جآءت خموشا او كدوحاً في وجهه يوم القيامة قيل يا رسول الله وما ذا يغنيه او ما ذا غناه قال خمسون درهما او حسابها من الذهب قال يحيى قال سفيان وسمعت زبيداً يحدث عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مانگے جبکہ اس کے پاس اتنی چیز ہو جو اس کو مستغنی کر دے وہ اس سوال کی وجہ سے قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر خموش یا کدوح ہوگا عرض کیا گیا یا رسول اللہ کتنی مقدار چیز سے غناء حاصل ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اس کے حساب کے مطابق سونے سے۔

تشریح: اس حدیث میں غنا کی مقدار جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یہ بیان فرمائی کہ مالک ہو پچاس درہم کا یا اس کی قیمت کا تو اس قدر مال جس کے پاس ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے اس سے مقصد اس غنا کا بیان کرنا نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے یہ مقصد ہے کہ ایسے شخص کے واسطے بغیر سوال کے زکوۃ لینے کو حرام کیا گیا ہے بہرحال غنا کی جو حد بیان فرمائی گئی وہ پچاس درہم ہیں تو اتنی مقدار مال کی موجودگی میں جو شخص سوال کرے گا وہ ذلت وخواری کی حالت میں قیامت کے دن آئے گا کہ اس کے چہرہ پر خراش وزخم ہوگا خموش یا کدوح کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس کے معنی خراش وزخم کے ہیں خموش جمع ہے خمش کی اور کدوح جمع ہے کدح کی۔

باب الالحاف فی المسألة

سوال کرنے میں اصرار کا بیان

اخبرنا الحسین بن حریث قال اخبرنا سفیان عن عمرو عن وهب بن منبه عن اخیه عن معاویة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا تلحفوا فی المسألة ولا یسألنی احد منکم شیئا وانا له کاره فیبارك له فیما اعطیته۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے میں اصرار نہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کسی چیز نہ مانگے جو اس کے حق میں پسند نہ کروں پس برکت دی جائے گی اس کے واسطے اس چیز میں جو میں اس کو دیتا ہوں۔

من الملحف

اصرار سے مانگنے والا کون ہے

اخبرنا احمد بن سلیمان قال اخبرنا یحیی بن آدم عن سفیان بن عیینة عن داؤد بن سابور عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سأل وله اربعون درهما فهو الملحف۔

عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مانگے جبکہ اس کے پاس چالیس درہم ہوں تو ایسا شخص ملحف ہے یعنی اصرار سے مانگنے والا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابن ابی الرجال عن عمارة بن غزیة عن عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری عن ابیه قال سرحتنی امی الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاتیته فقعدت فاستقبلنی وقال من استغنی اغناه اللّٰه عزوجل ومن استعف اعفه اللّٰه عزوجل ومن استکفی کفاه اللّٰه عزوجل ومن سأل وله قیمة اوقیة فقد الحف فقلت ناقتی الیاقوتة خیر من اوقیة فرجعت ولم اسأله۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھا تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جو شخص (لوگوں سے) بے نیاز ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز بنا دے گا اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے اس کو اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اور جو شخص کفایت شعاری اختیار کرے اس کو اللہ تعالیٰ بقدر کفایت ضروریات زندگی عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرے حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت موجود ہو تو وہ سائل بالالحاف ہے میں نے کہا کہ میری اونٹنی یاقوتہ (ناقہ کا نام ہے) بہتر ہے اوقیہ سے پھر میں لوٹ گیا اور آپ سے سوال نہیں کیا۔

اذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها

جب اس کے پاس دراہم نہ ہوں اور ان کے مساوی اور کوئی چیز ہو

قال اخبرنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن ابن القاسم قال اخبرني مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن رجل من بني اسد قال نزلت انا واهلي ببقيع الغرقد فقالت لي اهلي اذهب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسله لنا شيئا ناكله فذهبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجدت عنده رجلا يسأله ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا اجد ما اعطيك فولى الرجل عنه وهو مغضب وهو يقول لعمري انك لتعطي من شئت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ليغضب علي ان لا اجد ما اعطيه من سأل منكم وله اوقية او عدلها فقد سأل الحافا قال الاسدي فقلت للقحة لنا خير من اوقية والاوقية اربعون درهما فرجعت ولم اسأله فقدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك شعير وزبيب فقسم لنا منه حتى اغنانا الله عز وجل.

عطاء بن یسار نے قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص کی روایت سے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں اور گھر والے بقیع الغرقد میں اترے گھر والے نے مجھ سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ سے کچھ مانگ کر لے آؤ ہم اس کو کھائیں گے میں رسول خدا ﷺ کے پاس گیا وہاں ایک آدمی کو آپ سے سوال کرتے دیکھا اور رسول خدا ﷺ فرما رہے تھے کہ میرے پاس کچھ نہیں جو تم کو دے سکوں پھر وہ آدمی غصہ ہو کر یہ کہتا ہوا نکل پڑا اپنی زندگی کی قسم بیشک آپ جس کو چاہتے ہیں اسے دیتے ہیں اس پر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے اس لئے ناراض ہو رہا ہے کہ میں اپنے پاس کوئی چیز اس کو دینے کے لئے نہیں پاتا جو شخص تم میں سے مانگے جبکہ اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے مساوی کوئی چیز موجود ہو تو گویا اس نے اصرار سے سوال کیا (جس کی ممانعت کی گئی) یہ سن کر بنی اسد کے اس آدمی نے کہا کہ میری دودھ والی اونٹنی بہتر ہے اوقیہ سے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پھر میں واپس چلا گیا اور حضور ﷺ سے کچھ نہیں مانگا اس کے بعد رسول خدا ﷺ کے پاس جو اور خشک انگور آیا اس میں سے ہم کو دیا یہاں تک کہ اللہ بزرگ و برتر نے ہم کو مالدار بنا دیا۔

اخبرنا هناد بن السري عن ابي بكر عن ابي حصين عن سالم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا صدقہ واجبہ یعنی زکوۃ تونگر کے واسطے حلال نہیں ہے اور نہ قوت والے تندرست کے واسطے حلال ہے۔

تشریح: اس عنوان کے ماتحت کی روایت "وله اوقية او عدلها" سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایت میں پچاس درہم کا ذکر تحدید کے طور پر نہیں بلکہ علی وجہ التمثیل ہے۔ (کذا فی الحاشیۃ للعلامۃ السندی)

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صاحب طاقت اور تندرست ہو اور اس قدر روزی کمانے پر قادر ہو جو اس کو اور

اس کے اہل و عیال و کفایت کرے تو اس کے واسطے زکوٰۃ حلال نہیں ہے اور امام شافعی کا قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کے لئے حلال ہے بشرطیکہ وہ نصاب زکوٰۃ کا مالک نہ ہو یا جس نصاب کی بنا پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اس کا مالک نہ ہو۔ (ابن الملک مرقات ۲/۱۹۹)

مسألة القوي المكتسب

طاقتور کمائی کے قابل آدمی کا سوال کرنا

أخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى قالا حدثنا يحيى عن هشام بن عروة قال حدثني أبي قال حدثني عبيد الله بن عدي بن الخيار أن رجلين حدثاه أنهما أتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألانه من الصدقة فقلب فيهما البصر وقال محمد بصره فرآهما جلدين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن شئتما ولا حظ فيها لغني ولا لقوي مكتسب.

عروہ کہتے ہیں مجھ سے عبیداللہ بن عدی بن خیار نے بیان کیا ہے کہ دو آدمیوں نے ان سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صدقہ مانگنے کے لئے گئے تھے حضور ﷺ نے ان کو خوب اچھی طرح غور سے دیکھ کر نگاہ نیچی کر لی تو دونوں کو تندرست قوی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں مالدار اور کمانے کی طاقت رکھنے والے قوی آدمی کا کوئی حصہ نہیں پھر بھی اگر تم چاہو تو دیدوں گا۔

تشریح: یہ حدیث اسناد کی رو سے سب سے بہتر ہے چنانچہ اس کے متعلق امام احمد بن حنبل نے فرمایا کیا اچھی اسناد ہے اس کی ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ یہ دونوں آدمی حجۃ الوداع کے موقع پر آئے تھے جبکہ حضور ﷺ لوگوں میں صدقہ تقسیم فرما رہے تھے۔

شیخ ابن ہمام نے فرمایا کہ حدیث ان کے سوال کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا "ان شئتما اعطیتکما" اگر تم چاہو تو تم کو دے دوں اب اگر تندرست اور قوی آدمی کا مال زکوٰۃ لینا حرام ہوتا اور صاحب زکوٰۃ کی طرف سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوتی تو حضور ﷺ ایسا نہ فرماتے بہرحال بقول شیخ اس سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے اور شوافع کی طرف سے علامہ طیبی نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں اگر تم کہیں دونوں کا لینا اگرچہ زکوٰۃ کمانے کی طاقت والے پر حرام ہے اور اگر تم حرام ہی کھانا چاہتے ہو تو تم کو دے دوں گا یہ بطور اظہار ناراضگی کے فرمایا۔ (مرقات و مظاہر حق)

مسألة الرجل ذا سلطان

آدمی کا حاکم سے سوال کرنا

أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن بشر قال أخبرنا شعبة عن عبد الملك عن زيد بن عقبة عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن المسائل كدوح يكدح بها

الرجل وجهه فمن شاء كدح وجهه ومن شاء ترك الا ان يسأل الرجل ذا سلطان او شيئاً لا يجد منه بداً

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے (بلا وجہ) سوال کرنا زخم ہے اس کی وجہ سے آدمی اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے پس جو شخص چاہے اپنے چہرہ کو زخمی کرے اور جو چاہے چھوڑ دے مگر یہ کہ سوال کرے آدمی حاکم اور بادشاہ سے یا سوال کرے کسی ایسی چیز کا کہ بغیر سوال کے کوئی چارہ کار نہ پاوے۔

تشریح: استثنائی صورتوں کے علاوہ جو شخص سوال کی لعنت اور کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی وجہ سے اس کا برا انجام آخرت میں ظاہر ہوگا کہ وہ قیامت کو ذلت وخواری کی حالت میں آئے گا یہی معنی ہے جملہ "یکدح بها الرجل وجهه" کا اس کی مزید تفصیل پیچھے گذر چکی ہے آگے "فمن شاء كدح وجهه ومن شاء ترك" کے الفاظ تخییر کے لئے نہیں بلکہ توبیخ کے لئے ہیں جیسے کہ آیت قرآنی "فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر" توبیخ کے لئے ہے۔ (قاله علامة السندي)

حدیث باب میں فرمایا کہ آدمی اگر حاکم اور بادشاہ سے سوال کرے تو اس کی اجازت ہے کیونکہ اس کے قبضہ میں بیت المال ہوتو اس سے اپنا حق مانگے اگر یہ مستحق ہوگا تو بادشاہ اس کو دیدے گا۔

علامہ عینیؒ نے کہا کہ بادشاہ کا عطیہ قبول کرے یا نہیں اس میں مختلف اقوال ہیں صحیح یہ ہے کہ اگر بیت المال میں مال حرام غالب ہو تو اس سے سوال کرنا اور لینا اس سے حرام ہے ورنہ حلال ہے جیسے کہ اس کو امام غزالیؒ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اعتماد کیا ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے اس کی شرح المہذب میں پرزور انداز سے تردید کی ہے اور بادشاہ سے کوئی چیز مانگنے کو اور اس کا عطیہ قبول کرنے کو مکروہ کہا ہے علماء سلف میں عطیۂ سلطانی قبول کرنے کے مسئلہ میں اختلاف رہا بعض حضرات نے منع کیا ہے اور بعضوں نے جائز کہا دوسری صورت جس کا ذکر حدیث میں ہے کہ کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جس کی وجہ سے سوال پر مجبور ہوا اور بدون سوال کے اپنے پاس کوئی چارہ کار نہ ہو تو بھی سوال کرنا درست ہے جیسے کہ کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن ہوا یا کھیتی وغیرہ پر آفت آئی یا فاقہ کشی کی نوبت پہنچی جبکہ حالت اضطرار ہو مجبوری میں سوال کرنا واجب ہوتا ہے خواہ اپنے پاس ستر ڈھکنے کو کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری پیش آئی ہو یا بھوک کی وجہ سے۔ (مرقات ج۴ ص۱۷۸)

مسألة الرجل في امر لا بد منه

آدمی کا سوال کرنا کوئی ایسا امر پیش آنے کی وجہ سے کہ بغیر سوال کے اس کے لئے اور کوئی تدبیر نہ ہو

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عبد الملك عن زيد بن عقبة عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسألة كد يكد بها الرجل وجهه الا ان يسأل الرجل سلطانا او في امر لا بد منه.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال زخم ہے اس کے ذریعہ سے آدمی اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے مگر یہ کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا سوال کرے کوئی ایسا امر پیش آنے کی وجہ سے کہ بغیر سوال کے کوئی چارہ کار نہ ہو۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء بن عبد الجبار عن سفيان عن الزهري قال اخبرني عروة عن حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطاني ثم سألته فاعطاني ثم سألته فاعطاني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذه المال خضرة حلوة فمن اخذه بطيب نفس بورك فيه ومن اخذه باشراف نفس لم يبارك له فيه فكان كالذي يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے مجھ کو عطا فرمایا میں نے پھر سوال کیا آپ نے عطا فرمایا میں نے پھر سوال کیا آپ نے تیسری مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص اس کو طیب خاطر سے لے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو نفس کی حرص وطمع کے ساتھ لے اس میں برکت نہیں دی جاتی اس کا حال اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا مسكين بن بكير قال حدثنا الاوزاعي عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطاني ثم سألته فاعطاني ثم سألته فاعطاني ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذا المال خضرة حلوة من اخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن اخذه باشراف النفس لم يبارك له فيه وكان كالذي يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى.

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے مجھ کو دیا میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال سرسبز میٹھا ہے (یعنی نظروں میں خوشنما اور مرغوب اشیاء ہے) جو شخص اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو اس کو نفس کی حرص وطمع کے ساتھ لے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور اس کا حال مثل اس شخص کے ہے جو کھاتا رہتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اوپر کا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داود قال حدثنا اسحاق بن بكر قال حدثني ابي عن عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب ان حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطاني ثم سألته فاعطاني ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذا المال خضرة حلوة فمن اخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن اخذه باشراف نفس لم يبارك له فيه وكان كالذي يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى قال حكيم فقلت يا رسول الله والذي بعثك بالحق لا ارزأ احدا بعدك حتى افارق الدنيا بشيء.

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے مجھ کو دیا پھر سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال سرسبز میٹھا ہے جو شخص اس کو سخاوت نفس کے ساتھ حاصل

کرے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو اشراف نفس کے ساتھ لے تو اس میں برکت نہیں دی جاتی اس کا حال اس شخص کے جیسا ہوتا رہتا ہے کہ اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے پس حضرت حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ کے بعد دنیا سے جدا ہونے تک کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔

من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة

اللہ تعالیٰ جس کو بغیر سوال کے مال دے تو اس کو لینا چاہیے

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن بكير عن بسر بن سعيد عن ابن الساعدي المالكي قال استعملني عمر بن الخطاب رضي الله عنه على الصدقة فلما فرغت منها فأديتها إليه أمر لي بعمالة فقلت له إنما عملت لله عزوجل وأجري على الله عزوجل فقال خذ ما أعطيتك فإني قد عملت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت له مثل قولك فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أعطيت شيئا من غير أن تسأل فكل وتصدق

ابن الساعدی مالکی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنایا جب میں اس سے فارغ ہوا اور میں نے زکوٰۃ ان کے پاس پہنچا دی تو مجھ کو اپنے عمل کی اجرت لینے کو فرمایا میں نے عرض کیا کہ میں نے صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے کام کیا ہے میرا ثواب خدا پر ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو اجرت میں تم کو دے رہا ہوں اس کو لے لو کیونکہ میں نے کام کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو میں نے بھی آپ سے اسی طرح کی بات کی تھی جو تم نے کی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کو بغیر سوال کے کچھ دیا جائے تو کھاؤ اور صدقہ کرو۔

أخبرنا سعيد بن عبد الرحمن أبو عبيد الله المخزومي قال حدثنا سفيان عن الزهري عن السائب بن يزيد عن حويطب بن عبد العزى قال أخبرني عبد الله بن السعدي أنه قدم على عمر بن الخطاب رضي الله عنه من الشام فقال ألم أخبر أنك تعمل على عمل من أعمال المسلمين فتعطى عليه عمالة فلا تقبلها قال أجل إن لي أفراسا وأعبدا وأنا بخير وأريد أن يكون عملي صدقة على المسلمين فقال عمر رضي الله عنه إني أردت الذي أردت وكان النبي صلى الله عليه وسلم يعطيني المال فأقول أعطه من هو أفقر إليه مني وإنه أعطاني مرة مالا فقلت له أعطه من هو أحوج إليه مني فقال ما آتاك الله عزوجل من هذا المال من غير مسألة ولا إشراف فخذه فتموله أو تصدق به وما لا فلا تتبعه نفسك.

عبداللہ بن السعدی ملک شام سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انہوں نے فرمایا کیا مجھے اس بات کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم مسلمانوں کے کاموں میں سے کسی کام پر عامل بنتے ہو پھر اس پر تمہیں اجرت دی جاتی ہے تم اس کو قبول نہیں کرتے ہو عبداللہ بن السعدی نے کہا جی ہاں میرے پاس بہت گھوڑے اور غلام ہیں اور میں مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل مسلمانوں پر صدقہ ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے نبی

ﷺ مجھ کو مال دیتے یعنی اپنے عمل کی اجرت تو میں کہتا اس کو مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے بیشک حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ کو مال دیا میں نے کہا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مال بدون سوال اور حرص و طمع کے اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرمائے اس کو قبول کر لو اور اس کو اپنے مال میں شامل کر دیا صدقہ کر دو اور جو چیز اس طرح نہ ہو یعنی بغیر حرص و طمع کے ہاتھ نہ لگے تو پھر تم اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

اخبرنا كثير بن عبيد قال حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري عن السائب بن يزيد ان حويطب اخبره ان عبد الله بن السعدي اخبره انه قدم على عمر بن الخطاب في خلافته فقال له عمر رضي الله عنه الم احدث انك تلي من اعمال الناس اعمالاً فاذا اعطيت العمالة رددتها فقلت بلى فقال عمر رضي الله عنه فما تريد الى ذلك فقلت لي افراس واعبد وانا بخير واريد ان يكون عملي صدقة على المسلمين فقال له عمر فلا تفعل فاني كنت اردت مثل الذي اردت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فاقول اعطه افقر اليه مني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذه فتموله او تصدق به ما جاءك من هذا المال وانت غير مشرف ولا سائل فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حویطب بن عبدالعزی نے ان کو خبر دی کہ ان کو عبداللہ بن سعدی نے بتایا کہ وہ یعنی عبداللہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانہ میں آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے متعلق مجھے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم لوگوں کے کاموں میں سے بہت سے کاموں کی ذمہ داری لیتے ہو پھر جب تم کو اجرت دی جاتی ہے اس کو قبول نہیں کرتے ہو میں نے کہا جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے تمہارا مقصد کیا ہے میں نے کہا میرے پاس گھوڑے ہیں غلام ہیں خوش حال اور مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل مسلمانوں پر صدقہ ہو اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ایسا مت کرو کیوں کہ میں بھی اس طرح کا ارادہ رکھتا تھا جیسے تم رکھتے ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجرت دیتے تھے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کو لے کر اپنے مال میں شامل کر لو یا اس کو صدقہ کر دو جو مال تمہارے ہاتھ لگے جبکہ تم نہ تو حرص کرنے والے ہو اور نہ سوال کرنے والے تو اس کو قبول کر لو اور جو اس طرح نہ ہو اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔

اخبرنا عمرو بن منصور واسحاق بن منصور عن الحكم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني السائب بن يزيد ان حويطب بن عبد العزى اخبره ان عبد الله بن السعدي اخبره انه قدم على عمر بن الخطاب في خلافته فقال عمر الم اخبر انك تلي من اعمال الناس اعمالاً فاذا اعطيت العمالة كرهتها قال فقلت بلى قال فما تريد الى ذلك فقلت ان لي افراساً واعبداً وانا بخير واريد ان يكون عملي صدقة على المسلمين فقال له عمر فلا تفعل فاني كنت اردت الذي اردت فكان النبي صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فاقول اعطه افقر اليه مني حتى اعطاني مرة مالاً فقلت اعطه افقر اليه مني فقال النبي صلى الله عليه وسلم خذه فتموله وتصدق به فما جاءك من هذا المال وانت غير مشرف

ولا سائل فخذه ومالا فلا تتبعه نفسك.

حویطب بن عبد العزی کو عبد اللہ بن السعدی نے خبر دی کہ وہ یعنی عبد اللہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ان کے پاس آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا مجھے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم مسلمانوں کے کاموں کے والی ہوتے ہو جب تمہیں اجرت دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو میں نے کہا جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے تمہارا مقصد کیا ہے میں نے کہا میرے پاس بہت سارے گھوڑے اور غلام ہیں اور میں مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری خدمت مسلمانوں پر صدقہ ہو (تاکہ مجھے صدقہ کا ثواب ملے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ میں نے بھی اس کا ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجرت دیتے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دیا میں نے عرض کیا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج کو عطا فرمائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو لو اور پھر یا تو جمع رکھو یا اس کو صدقہ کر دو جو مال تمہارے پاس بدون اشراف نفس اور سوال کے آ جائے اس کو قبول کر لو اور جو اس طرح کا نہ ہو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا الحكم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر قال سمعت عمر رضي الله عنه يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فاقول اعطه افقر اليه مني حتى اعطاني مرة مالاً فقلت له اعطه افقر اليه مني فقال خذه فتموله وتصدق به وما جاءك من هذا المال وانت غير مشرف ولا سائل فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجرت دیتے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے حتیٰ کہ ایک مرتبہ مجھ کو مال عطا فرمایا تو میں نے کہا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے جاؤ اس کو اور اپنے پاس محفوظ رکھو اور صدقہ کرو اور جو مال تم کو اس حالت میں ملے کہ نہ تم اس کی حرص و طمع کرنے والے ہو اور نہ سوال کرنے والے ہو تو لے لیا کرو اور جو اس طرح سے نہ ملے تو تم اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

باب استعمال آل النبي صلى الله عليه وسلم على الصدقة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کو صدقہ پر عامل بنانے کا بیان

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال حدثنا يونس عن ابن شهاب عن عبد الله بن الحارث بن نوفل الهاشمي ان عبد المطلب بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب اخبره ان اباه ربيعة بن الحارث قال لعبد المطلب بن ربيعة بن الحارث والفضل بن عباس بن عبد المطلب ائتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقولا له استعملنا يا رسول الله على الصدقات فاتى علي بن ابي طالب ونحن على تلك الحال فقال لهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يستعمل منكم احداً

علی الصدقة قال عبد المطلب فانطلقت انا والفضل حتی اتینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لنا ان ھذہ الصدقة انما ھی اوساخ الناس وانھا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

ربیعہ بن حارث نے عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کہو یا رسول اللہ ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرما دیجئے ہم اسی حال پر تھے اسی وقت علی بن ابی طالب آئے انہوں نے ان دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقہ پر عامل نہیں بنائیں گے عبدالمطلب نے کہا کہ میں اور فضل دونوں چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ نے ہم سے فرمایا کہ بیشک یہ صدقہ لوگوں کے میل کچیل ہے اور بے شک یہ صدقہ نہ محمد (ﷺ) کے واسطے حلال ہے اور نہ محمد ﷺ کے اہل قرابت کے واسطے۔

تشریح: امام نوویؒ نے کہا کہ ارشاد مبارک "انما ھی اوساخ الناس" سے اس سبب کی طرف اشارہ فرمایا جس کی بناء پر اہل قرابت پر زکوٰۃ حرام ہے کہ اہل بیت کے لئے یہ اوساخ الناس بوجہ کرامت وطہارت کے جائز نہیں ہے اور یہ زکوٰۃ لوگوں کے میل کچیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر مال زکوٰۃ مثل پانی کے ہے جیسا کہ حدیث میں غسالہ یعنی دھوون اور اوساخ کے لفظ سے اسی کی طرف اشارہ ملتا ہے اور پانی کا یہ حال کہ جب اس سے فرض غسل یا وضو کیا جائے تو وہ پانی میلا اور گندہ ہو جاتا ہے تو مال بھی ایسا ہی ہوا کہ فرض زکوٰۃ ساقط ہونے سے وہ مال جو اپنا فرض اتارنے کو دیا میل کچیل گھلا ہوا ہو جاتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں "خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا" اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف کرتا اور سوال کو بڑھاتا ہے اس لئے وہ مثل "غسالة الناس" کے ہو گیا۔ (کذا فی الصحاح والنھایة)

بہرحال اگر اہل قرابت میں سے کوئی عامل ہو تو اس کے واسطے مال زکوٰۃ حرام ہے۔

باب ابن اخت القوم منھم

قوم کا بھانجا اس قوم میں سے ہے

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال حدثنا وکیع قال حدثنا شعبة قال قلت لابی ایاس معاویة بن قرة اسمعت انس بن مالك یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابن اخت القوم من انفسھم قال نعم۔

شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابی ایاس معاویہ بن قرۃ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا انہیں میں سے ہے ابی ایاس نے کہا جی ہاں۔

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال اخبرنا وکیع قال حدثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالك عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ابن اخت القوم منھم۔

قتادہؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا اس قوم میں سے ہے۔

تشریح: قوم کا بھانجا اس قوم کے افراد میں سے شمار کیا گیا ہے تو اس کا حکم مثل حکم قوم کے ہوگا اس لئے زکوٰۃ ابن اخت ہاشمی کے

واسطے حلال نہ ہوگی جیسے ہاشمی کے واسطے حلال نہیں اسی مسئلہ پر تنبیہ کی غرض سے مصنف نے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا ہے۔ (ذکرہ علامۃ السندھی)

باب مولی القوم منھم

قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم میں سے ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا الحکم عن ابن ابی رافع عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمل رجلا من بنی مخزوم علی الصدقۃ فاراد ابورافع ان یتبعہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصدقۃ لا تحل لنا وان مولی القوم منھم۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم میں سے ایک آدمی کو صدقہ وصول کرنے پر عامل بنایا تو ابورافع بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں اور قوم کا آزاد کیا ہوا غلام اسی میں سے ہوتا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کا آزاد غلام اسی قوم کا آدمی ہوتا ہے لہذا اہل بیت کے غلاموں کو بھی مال زکوۃ لینا درست نہیں خواہ وہ ان کی ملک میں ہوں یا آزاد کئے گئے ہوں جس مخزومی کو وصول صدقہ پر عامل کیا اس کا نام ارقم بن ابی الارقم ہے۔

الصدقۃ لا تحل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال نہیں ہے

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنا عبد الواحد بن واصل قال حدثنا بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بشئی سأل عنہ اھدیۃ ام صدقۃ فان قیل صدقۃ لم یأکل وان قیل ھدیۃ بسط یدہ۔

بہز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو اس کے متعلق دریافت فرماتے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اس کو نہ کھاتے اور اگر بتلایا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھاتے یعنی تناول فرماتے۔

اذا تحولت الصدقۃ

جب صدقہ بدل جائے تو کیا حکم ہے

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا بھز بن اسد قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا الحکم عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ انھا ارادت ان تشتری بریرۃ فتعتقھا وانھم اشترطوا ولاءھا فذکرت ذلک لرسول اللہ

صلى الله عليه وسلم فقال اشتريها فاعتقيها فإن الولاء لمن اعتق وخيرت حين اعتقت وأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بلحم فقيل هذا مما تصدق به على بريرة فقال هو لها صدقة ولنا هدية وكان زوجها حرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بریرہ کو (اس کے مالک یہودیوں سے) خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے مالکوں نے اس کے حق ولاء کی شرط رکھی (ولاء آزاد کردہ غلام کے مال کی میراث) پس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کردے کیونکہ ولاء اس کے لئے ہوتا ہے جو آزاد کرے اور اس کو اختیار دیا گیا جبکہ آزاد کیا گیا (چاہے شوہر کے نکاح میں رہے چاہے نہ رہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا آپ سے عرض کیا گیا یہ اس گوشت سے ہے جو بریرہ کو صدقہ کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے اور اس کا شوہر آزاد تھا۔

تشریح: اس حدیث سے مصنف نے ایک ضابطہ کلیہ نکالا ہے کہ تبدل ملک ملوک کے اندر اثر انداز ہوتا ہے اور جب تبدل ملک ہو جائے تو اس کا صدقہ درست ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ بریرہ کا شوہر آزاد تھا یعنی جب اسے اختیار دیا گیا اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا تو اس کو اختیار آزادی کی بناء پر حاصل ہوا ہے نہ اس وجہ سے کہ اس کا شوہر غلام تھا اسی کے مذہب سے علماء قائل ہیں اور یہ جو بعض روایات میں اس کا شوہر غلام ہونے کا ذکر آیا ہے اس کا محمل و مصداق یہ ہے کہ راوی کو اس کی آزادی کا علم نہ ہو سکا اس لئے یہ خیال کر کے کہ وہ اپنی حالت سابقہ پر قائم ہے عبد کا لفظ نقل کر دیا اور جو لوگ حریت کو ثابت کرتے ہیں ان کے پاس زائد چیز کا علم ہے لہٰذا ان کا قول مقبول ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم، ذکرہ علامۃ السندھی)

یہاں پر اشکال یہ ہے کہ حضرت بریرہ کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر فروخت کریں گے کہ حق ولاء ہمارے لئے ہو بعد ازاں انہوں نے بیع سے انکار کیا تھا اور اس طرح کی شرط فساد بیع کو لازم کرتی ہے کیونکہ اس قسم کی شرط کے ساتھ بیع و شراء کہ اس میں فروخت کرنے والے یا خریدار کا نفع ہو مفسد عقد ہے تو اس طرح کے معاملہ کو کیسے نافذ قرار دیا گیا اس کو خرید کر آزاد کرنے کو فرمایا اہل علم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ کے مالکوں نے ایسی چیز کا مطالبہ کیا ہے جو درست نہیں پھر جب ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی کہ اس طرح کی شرط منافی عقد ہونے کی وجہ سے درست نہیں تو پھر انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور بلا شرط فروخت کر دیا کہ جو ثمن دے گا حق ولاء اس کے لئے ہوگا۔

اس کو محشی نے کتاب البیوع کے آخر "عقود الجواهر المنيفة في ادلة مذهب الامام ابي حنيفة" کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

شراء الصدقة

صدقہ خریدنے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن ابن القاسم قال حدثني

مالك عن زيد بن اسلم عن ابيه قال سمعت عمر يقول حملت على فرس في سبيل الله عزوجل فاضاعه الذي كان عنده واردت ان ابتاعه منه وظننت انه بايعه برخص فسألت عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لاتشتره وان اعطاكه بدرهم فان العائد في صدقته كالكلب يعود في قيئه.

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے ایک گھوڑے کو اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ کیا تو جس کو دیا تھا اس نے گھوڑے کو ضائع کر دیا (دبلا کر دیا) اور میں نے اس کو اس سے خریدنا چاہا اور میں نے یہ خیال کیا کہ وہ اس کو سستا بیچے گا پھر میں نے اس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مت خریدو اگرچہ تم کو ایک درہم کے بدلے دے دے اس لئے کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔

اخبرنا هارون بن اسحاق قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن عمر انه حمل على فرس في سبيل الله فرآها تباع فاراد شراءها فقال له النبي صلى الله عليه وسلم لا تعرض في صدقتك.

سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا پھر انہوں نے اس کو فروخت ہوتے دیکھا اور اسے خریدنے کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنا صدقہ خریدنے کے در پے مت ہو۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا حجين قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر كان يحدث ان عمر تصدق بفرس في سبيل الله عزوجل فوجدها تباع بعد ذلك فاراد ان يشتريه ثم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأمره في ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعد في صدقتك.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا صدقہ کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے بعد آپ نے اس کو دیکھا کہ فروخت کیا جا رہا ہے تو آپ نے اسے خریدنے کا ارادہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے صدقہ میں عود نہ کیجئے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا بشر بن يزيد قالا حدثنا عبد الرحمن بن اسحاق عن الزهري عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر عتاب بن اسيد ان يخرص العنب فتؤدى زكاته زبيبا كما تؤدى زكوة النخل تمرا آخر كتاب الزكوة.

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ انگوروں کا اندازہ کرے پھر ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے خشک انگور سے جیسے کھجوروں کی زکوٰۃ میں چھوہارے دیئے جاتے ہیں۔

تشریح: حدیث مذکور میں اس صورت کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عمدہ گھوڑا دیا اس نے اچھی طرح اس کی

دیکھ بھال نہیں کی حتیٰ کہ اس کو دبلا کر دیا پھر جب اسے فروخت کر رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدنا چاہا مگر یہ خیال خریدنے سے مانع ہوا کہ وہ سستا فروخت کرے گا اس لئے کہ گھوڑا لاغر ہو گیا تھا نیز میں اس کا محسن ہوں قیمت میں رعایت کرے گا تو خریدنا مناسب ہوگا یا نہیں اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدنے سے اگرچہ ایک درہم کے بدلے دیدے منع فرما دیا اور اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کہ کتا قے کرنے کے بعد اسے چاٹ لیتا ہے۔ علامہ طیبیؒ کہتے ہیں کہ اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ رجوع فی الصدقہ کا فعل بہت ہی قابل نفرت ہے کیونکہ یہ کتا یا وجہ کے انسان ہونے اور بے مروتی کی خبر دیتا ہے۔

ابن الملکؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ صدقہ کرنے والے کو اپنے صدقہ کا خریدنا حرام ہے لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس میں قبیح لغیرہ ہے وہ یہ ہے کہ جس کو صدقہ دیا جاتا ہے وہ اکثر متصدق کی اس کے احسان کی وجہ سے قیمت میں رعایت کرتا ہے اور سستے مول کو فروخت کرتا ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں بقدر اس مقدار کے جس میں اس کے ساتھ رعایت کی جاتی ہے اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو اپنے صدقہ کو لوٹا لیتا ہے۔ (مرقات و مظاہر حق)

علامہ سندھیؒ کا ارشاد:

انہوں نے "فان العائد فی صدقتہ الخ" کی تشریح کے تحت فرمایا کہ اگر صدقہ کرنے والا اپنے فعل اختیاری سے اپنا صدقہ متصدق علیہ سے واپس لے تب بھی حکم ہے جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور میراث کے طور پر وہی صدقہ کردہ چیز اس کے پاس لوٹ کر آتی ہو تو یہ کوئی عائد فی الصدقہ نہیں کہا جائے گا جیسے کہ انسان تو کھانے کے بعد قے کرے اور اگلے بے فرض ہو اپنے اختیاری فعل سے اس میں نفس کا تو ضرر شامل نہ کرنا چاہئے اس تقریر سے آزاد کردہ لونڈی سے نکاح پر اعتراض نہ ہوگا کیونکہ وہ زیادت احسان کے باب سے ہے "فلیتامل" پھر واضح رہے کہ ارشاد مذکور "فان العائد فی صدقتہ الخ" سے اپنا صدقہ پھیر لینے کی تحریم یا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ فعل رجوع کو کتے کے فعل سے تشبیہ دی گئی کہ وہ قے کرنے کے بعد دوبارہ اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے اور یہ تو معلوم نہیں کہ کتے کا قے کرنے کے بعد اسے دوبارہ کھالینا حرام ہے یا ناجائز لیکن اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ صدقہ اور ہبہ کے بعد پھیر لینے کا فعل بیشک قبیح اور مکروہ ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ہمارے حنفی علماء کہتے ہیں کہ موہوب لہ کے قبضہ کے بعد بھی رجوع جائز ہے بشرطیکہ ذی رحم محرم نہ ہو یا حمل اس نے اور کوئی بھی مانع نہ ہو تو اگر رجوع کرے تو حکم ثابت ہو جائے گا یعنی رجوع واقع ہو جائے گا اگرچہ وہ قبیح اور مکروہ ہے مزید تفصیل احناف کی فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

تم المجلد الثالث من شرح النسائی بعون اللہ تعالیٰ